بائبل میں
نقوشِ محمدی
مصنف
جاوید احمد عنبر مصباحی
انس پبلیکیشنز لاہور

بائبل میں نقوشِ محمدی

مصنف:

جاوید احمد عنبر مصباحی

انس پبلیکیشنز
40-اُردو بازار، لاہور
Mob: 0300-8852283

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں C

نام کتاب	:	بائبل میں نقوش محمدی ﷺ
مصنف	:	جاوید احمد عنبرؔ مصباحی
کمپوزنگ	:	محمد مہر عالم اشرفی / انجم الثاقب عنبر
پروف ریڈنگ	:	محمد حسین میر / عبداللطیف ڈار / شمیم احمد لون (طلبۂ دارالعلوم شاہ ہمدان)
سن اشاعت باراول	:	جمادی الاولی ۱۴۳۴ھ / مارچ ۲۰۱۳ء
تعداد صفحات	:	496
تعداد	:	1100
قیمت	:	-/350 روپے

انس پبلیکیشنز
40-اُردو بازار، لاہور
Mob: 0300-8852283

زبیدہ سنٹر ۴۰ اُردو بازار لاہور
Ph: 042-37352022
Mob: 0300-4477371

مشمولات

مقدمہ

بائبل میں تحریفات

پہلی بشارت: ''شیلوہ''

دوسری بشارت: مانند موسیٰ نبی

تیسری بشارت: عُقاب مشرق

چوتھی بشارت: تمنائے ابراہیمی

پانچویں بشارت: ہاجرہ سے خدا کا وعدہ

چھٹی بشارت: حضرت ہاجرہ واسماعیل علیہما السلام کی مکہ آمد اور زم زم کا وجود

ساتویں بشارت: خداوند کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا

گیارہویں بشارت: مددگار روح حق

بارہویں بشارت: روح حق

تیرہویں بشارت: وادئ مکہ

چودہویں بشارت: ہجرت نبوی ﷺ اور جنگ بدر کی پیشن گوئی

پندرہویں بشارت: بانجھ! اٹھ منور ہو کہ تیرا نور آ گیا

سولہویں بشارت: مکہ کو ابدی فضیلت

سترہویں بشارت: صفات محمدی ﷺ

اٹھارہویں بشارت: قیدار کے گاؤں! خدا کے لیے نیا گیت گاؤ

انیسویں بشارت: سب اہل زمین نیا گیت گاؤ

بیسویں بشارت: فدیہ دینے والا

اکیسویں بشارت: سلامتی کا شہزادہ

بائیسویں بشارت: رسول موعود بیت المقدس کی اچانک زیارت کرے گا

تیئیسویں بشارت: لوگوں کی محبوب ومرغوب چیز

چوبیسویں بشارت: دنیا کے سب سے حسین انسان

پچیسویں بشارت: پہلوٹھے کا حق

چھبیسویں بشارت: نبی منتظر

ستائیسویں بشارت: میں اس کی جوتیاں اٹھانے کے لائق نہیں

اٹھائیسویں بشارت: نبیوں کو ان کے پھل سے پہچانو!

انتیسویں بشارت: آسمان کی بادشاہی رائی کے دانے کی مانند

تیسویں بشارت: تمام نبیوں نے اسلام کی دعوت دی

اکتیسویں بشارت: مبارک ہے خدا کے نام پر آنے والا

بتیسویں بشارت: قدوس کوہ فاران سے آیا

تینتیسویں بشارت: حج اور صفات محمدی ﷺ کا ذکر جمیل

چونتیسویں بشارت: آسمان کی بادشاہی قریب ہے

پینتیسویں بشارت: آسمان کی بادشاہی تم سے لے کر دوسری قوم کو دی جائے گی

چھتیسویں بشارت: آسمان کی بادشاہی نزدیک آچکی ہے

سینتیسویں بشارت: اے بانجھ! نغمہ سرائی کر

اڑتیسویں بشارت: امن کا شہزادہ

انتالیسویں بشارت: آسمان کی بادشاہی

چالیسویں بشارت: کوئی نامختون تجھ میں کبھی داخل نہیں ہوگا

اکتالیسویں بشارت: قدموں کا نشان

بیالیسویں بشارت: بلند اقبال اور افضل و اعلیٰ خادم

تینتالیسویں بشارت: خدا اُن کو ملا جو اس کے طالب نہیں تھے

چوالیسویں بشارت: خدا سچوں کی راہ جانتا ہے

پینتالیسویں بشارت: امت مسلمہ اور یہود ونصاریٰ

چھیالیسویں بشارت: میں اسے قوموں پر اختیار دوں گا

سینتالیسویں بشارت: اپنے لاکھوں مقدسوں کے ساتھ آیا

اڑتالیسویں بشارت: مددگار

انچاسویں بشارت: خدا کی بادشاہی

پچاسویں بشارت: ملک صدق

انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو تاریخ اسلام کی درج ذیل چار عظیم شخصیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف منسوب کرتا ہوں جنہوں نے کفر کی شبستانوں میں اسلام کی مشعلیں روشن کیں:

(۱) عطائے رسول، خواجۂ خواجگاں، شہنشاہِ ہند، خواجہ غریب نواز حضرت سید معین الدین چشتی سنجری اجمیری رحمہ اللہ متوفی ۶۳۳ ھ (مدفن: اجمیر شریف، راجستھان، ہند۔) جنہوں نے لاکھوں بت کے پجاری کفرستان ہند کے باشندوں کو خدائے وحدہ لاشریک کے سامنے جھکایا اور جن کی مخلصانہ دعوت کے صدقے ہمیں دولت ایمان نصیب ہوئی۔

(۲) شہزادۂ سلطنت سمناں، سیاح ایشیا، داعی کبیر، آل رسول، سیدنا و ماوانا، حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ متوفی ۸۰۵ھ (مدفن: کچھوچھہ مقدسہ، امبیڈکر نگر، یوپی، ہند۔) جنہوں نے سلطنت سمنان کے تخت وتاج کو ٹھکرا کر ایک دنیا کی سیاحت فرمائی اور سارے جہاں کو بالعموم اور شمالی ہند کو بالخصوص اسلامی تعلیمات سے روشن ومنور کیا۔

(۳) شاہِ ہمدان، محسن کشمیر، امیر کبیر، میر سید علی ہمدانی غفرہ اللہ فی رحمتہ متوفی ۷۸۶ھ (مدفن: ختلان، تاجکستان۔) جنہوں نے جنت نشاں کشمیر سے کفر وشرک کی غلاظتوں کو دور فرمایا اور اپنی مساعی جمیلہ سے خطۂ کشمیر کو معنوی حسن عطا کیا۔

(۴) قائد دستۂ حریت، عاشق رسول ﷺ، جامع معقولات ومنقولات، حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی رحمہ اللہ متوفی ۱۸۶۱ء/۱۲۷۷ھ (مدفن: پورٹ بلیئر، جزیرۂ انڈمان۔ ہند) جنہوں نے برطانوی سامراج کے خلاف ہندوستانی عوام کی قیادت کی، مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائی اور انگریزوں کے ظالم پنجوں تلے سسکتی کراہتی انسانیت کی آزادی کی بنیاد ڈالی۔

جاوید احمد عنبر مصباحی

۱۲ر رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ / ۲ر اگست ۲۰۱۲ء

تقریظ جلیل

مفکر اسلام حضرت علامہ قمر الزماں اعظمی دام ظلہ
سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن، یو کے۔

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لوليه و الصلوة و السلام على نبيه

بحمدہ تعالیٰ مجھے مولانا جاوید احمد عنبر مصباحی زاد الله علمه کی کتاب بائبل میں نقوش محمدی کے سرسری مطالعہ کا موقعہ ملا، بلاشبہ مولانا موصوف کی یہ کتاب اردو زبان میں اس موضوع پر اہم ترین کتاب ہے۔

اس حقیقت سے تمام مسلمان واقف ہیں کہ توریت وانجیل اور زبور میں حضور سید عالم ﷺ کا تذکرہ موجود ہے لیکن براہ راست عہد نامہ قدیم، جدید (بائبل) کے مطالعہ کا موقعہ کم لوگوں کو میسّر ہے، مولانا موصوف نے انتہائی جانفشانی اور عرق ریزی سے ان تمام بشارتوں کو حوالہ جات اور ان کی تشریحات کے ساتھ جمع فرمادیا ہے جو بائبل میں موجود ہیں۔ اسطرح انہوں نے عیسائیوں کے اس دعوے کو کہ مَن لم تبشر به النبوّاتُ فليس بنبيٍ 'خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے حق میں دلائل وبراھین سے ثابت فرمادیا ہے۔ اس کتاب کو کوئی بھی عیسائی عصبیت کی عینک اتار کر مطالعہ کرے گا تو وہ پیغمبر اسلام ﷺ کی عظمت کا قائل ہوگا اور وہ اسلام نہ بھی قبول کرے تو کم از کم ان کی نبوت مطلقہ اور سیادت عامہ کا انکار نہ کر سکے گا۔

یہ بھی سید عالم ﷺ کا اعجازِ نبوت ہے کہ توریت وانجیل کی وہ تمام آیات محرّف ہوگئیں جن کا تعلق احکام اور واقعات سے تھا مگر متعصب عیسائیوں کی ہزار کوششوں کے باوجود وہ ان آیات کو تبدیل نہ کرسکے جن میں فارقلیط اعظم سرور کائنات ﷺ کی ولادت،

زمین دعوت، ارض ہجرت، وحی پاک کی خصوصیات، ان کی عبادت واطاعت، کائنات کیلئے ان کا رحمت ہونا، کائنات پر ان کی حکومت، کتب سماوی اور انبیاء سابقین کے مصدّق کی حیثیت سے صراحۃً ذکر موجود ہے۔

غالبًا بائبل کی آیاتِ احکام وقصص اس لئے محرّف ہوگئیں کہ قرآن عظیم کے نزول کے بعد ان کی ضرورت نہیں تھی مگر آیاتِ بشارات اسلئے محفوظ رکھی گئیں کہ پیغمبر اعظم ﷺ کی نبوت کے منکرین کے لئے ناطقہ بندی کے فرائض انجام دے سکیں۔

اس کتاب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ مولانا عنبر نے انگلش بائبل کی عبارات کا ترجمہ خود نہیں کیا ہے بلکہ اردو بائبل کے تراجم انگلش عبارات کے ساتھ پیش کئے ہیں تا کہ حریف ترجمہ کو غلط ثابت کرنے کی کوشش نہ کرے، کئی جگہ پیغمبر اسلام ﷺ کے حوالے سے جو الفاظ آئے ہیں ان کو عیسائیوں نے بالارادہ بدلنے یا محو کرنے کی کوشش کی ہے مولانا نے مختلف تراجم اور بائبل کے مختلف نسخوں کو سامنے رکھ کر ان کی بھی نشاندہی کی ہے۔

مولانا کی یہ دوسری کتاب، پہلی کتاب جو اسلام اور عیسائیت کے تقابل کے عنوان پر ہے 'نقاش نقش ثانی بہتر کشد از اول' کی مصداق ہے۔ مولانا الجامعۃ الاشرفیہ میں تقابل ادیان کے شعبے سے وابستہ تھے اسلئے یہ کتاب مصباحیوں کیلئے ایک حسین ارمغان کی حیثیت رکھتی ہے۔

امید ہے کہ یہ کتاب اسلامی لائبریریوں میں ایک خوبصورت اور وقیع اضافہ ثابت ہوگی، خدائے قدیر مولانا موصوف کو مزید زور قلم سے نوازے اور اس کتاب کو قبول عام کا شرف بھی۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

دعا گو

محمد قمر الزماں اعظمی

سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن　　　۱۴ مارچ ۲۰۱۳ء

دعائیہ کلمات

داعی کبیر فقیہ اسلام حضرت علامہ مفتی عبدالحلیم رضوی اشرفی دام ظلہ
خلیفہ قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی و مفتی اعظم ہند علیہما الرحمۃ والرضوان
سرپرست عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی

نحمد ہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

عزیزی افروز رضا مصباحی کے ذریعے مفتی جاوید عنبر مصباحی کی تازہ تصنیف ''بائبل میں نقوش محمدی صلی اللہ علیہ وسلم'' کا مسودہ دیکھا۔ چند اوراق کا مطالعہ کیا اسے خوب پایا۔ اہل علم کے لیے عموما اور تقابل ادیان کے طالب علموں کے لیے خصوصا بیش بہا علمی خزانہ ہے۔ قابل قدر مصنف نے موجودہ بائبل کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا اور ایسے پچاس مقامات کی نشاندہی کی ہے جہاں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آج بھی اپنی تابانی بکھیر رہا ہے باوجودیکہ موجودہ بائبل کو ارباب کلیسا کے ہاتھوں تحریف وتبدیل کے کئی مراحل سے گذارا جاچکا ہے۔

مفتی جاوید عنبر مصباحی نئے قلم کاروں میں الگ شناخت لے کر ابھرے ہیں۔ تقابل ادیان ان کا خاص موضوع ہے۔ اس پر کافی عبور حاصل ہے۔ اس سے قبل ان کی پہلی تصنیف ''اسلام اور عیسائیت: ایک تقابلی مطالعہ'' اہل علم سے خراج تحسین حاصل کرچکی ہے۔

دعا ہے رب عزوجل مصنف کو دین وسنت کی خدمت کا مزید جذبہ عطا فرمائے۔

زمین دعوت، ارض ہجرت، وحی پاک کی خصوصیات، ان کی عبادت واطاعت، کائنات کیلئے ان کا رحمت ہونا، کائنات پر ان کی حکومت، کتب سماوی اور انبیاء سابقین کے مصدّق کی حیثیت سے صراحۃً ذکر موجود ہے۔

غالبًا بائبل کی آیاتِ احکام وقصص اس لئے محرّف ہوگئیں کہ قرآن عظیم کے نزول کے بعد ان کی ضرورت نہیں تھی مگر آیاتِ بشارات اسلئے محفوظ رکھی گئیں کہ پیغمبر اعظم ﷺ کی نبوت کے منکرین کے لئے ناطقہ بندی کے فرائض انجام دے سکیں۔

اس کتاب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ مولانا عنبر نے انگلش بائبل کی عبارات کا ترجمہ خود نہیں کیا ہے بلکہ اردو بائبل کے تراجم انگلش عبارات کے ساتھ پیش کئے ہیں تا کہ حریف ترجمہ کو غلط ثابت کرنے کی کوشش نہ کرے، کئی جگہ پیغمبر اسلام ﷺ کے حوالے سے جو الفاظ آئے ہیں ان کو عیسائیوں نے بالارادہ بدلنے یا محو کرنے کی کوشش کی ہے مولانا نے مختلف تراجم اور بائبل کے مختلف نسخوں کو سامنے رکھ کر ان کی بھی نشاندہی کی ہے۔

مولانا کی یہ دوسری کتاب' پہلی کتاب جو اسلام اور عیسائیت کے تقابل کے عنوان پر ہے 'نقاش نقش ثانی بہتر کشد از اول' کی مصداق ہے۔ مولانا الجامعۃ الاشرفیہ میں تقابل ادیان کے شعبے سے وابستہ تھے اسلئے یہ کتاب مصباحیوں کیلئے ایک حسین ارمغان کی حیثیت رکھتی ہے۔

امید ہے کہ یہ کتاب اسلامی لائبریریوں میں ایک خوبصورت اور وقیع اضافہ ثابت ہوگی، خدائے قدیر مولانا موصوف کو مزید زور قلم سے نوازے اور اس کتاب کو قبول عام کا شرف بھی۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

دعا گو

محمد قمر الزماں اعظمی

سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن

۱۴ مارچ ۲۰۱۳ء

دعائیہ کلمات

داعی کبیر فقیہ اسلام حضرت علامہ مفتی عبدالحلیم رضوی اشرفی دام ظلہ
خلیفۂ قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی و مفتی اعظم ہند علیہما الرحمۃ والرضوان
سرپرست عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی

نحمده و نصلی علی رسوله الكريم اما بعد!

عزیزی افروز رضا مصباحی کے ذریعے مفتی جاوید عنبر مصباحی کی تازہ تصنیف ''بائبل میں نقوش محمدی صلی اللہ علیہ وسلم'' کا مسودہ دیکھا۔ چند اوراق کا مطالعہ کیا اسے خوب پایا۔ اہل علم کے لیے عموما اور تقابل ادیان کے طالب علموں کے لیے خصوصا بیش بہا علمی خزانہ ہے۔ قابل قدر مصنف نے موجودہ بائبل کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا اور ایسے پچاس مقامات کی نشاندہی کی ہے جہاں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آج بھی اپنی تابانی بکھیر رہا ہے باوجودیکہ موجودہ بائبل کو ارباب کلیسا کے ہاتھوں تحریف وتبدیل کے کئی مراحل سے گذارا جا چکا ہے۔

مفتی جاوید عنبر مصباحی نئے قلم کاروں میں الگ شناخت لے کر ابھرے ہیں۔ تقابل ادیان ان کا خاص موضوع ہے۔ اس پر کافی عبور حاصل ہے۔ اس سے قبل ان کی پہلی تصنیف ''اسلام اور عیسائیت: ایک تقابلی مطالعہ'' اہل علم سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔

دعا ہے رب عزوجل مصنف کو دین وسنت کی خدمت کا مزید جذبہ عطا فرمائے۔

صحت و سلامتی، علم و فضل کے دولت بے بہا سے خوب خوب نوازے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

☆......☆......☆

دعا گو

عبدالحلیم رضوی اشرفی

شانتی نگر، ناگپور، مہاراشٹرا۔

کلمات خیر

خیر الاذکیا صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام الظل
پرنسپل: الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ۔ یوپی۔ (ہند)

مبسملا و حامدا ومصلیا

عزیزی مولانا جاوید احمد عنبرؔ مصباحی نے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں شوال ۱۴۲۶ھ تا شعبان ۱۴۲۸ھ دو سال رہ کر فضیلت کی تکمیل کی۔ پھر شوال ۱۴۲۸ھ تا شعبان ۱۴۳۰ھ مزید دو سال یہاں رہ کر تقابل ادیان اور مطالعۂ مذاہب کا کورس مکمل کیا۔

یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی کہ جامعہ سے رخصت ہونے کے بعد انہوں نے اپنی علمی و قلمی دل چسپی نہ صرف یہ کہ برقرار رکھی بلکہ اس میں گراں قدر اضافہ بھی کیا۔ ابھی ان کی فراغت کو چار سال پورے نہیں ہوئے مگر ان کے مطبوعہ و غیر مطبوعہ مضامین و کتب کی اچھی خاصی فہرست ہوگئی ہے جو دیگر فارغین کو بھی دعوت عمل دے رہی ہے۔

آدمی میں محنت، جستجو اور اپنی خفیہ صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی لگن ہو تو بہت ساری سر بفلک چوٹیاں سر ہو سکتی ہیں۔

عزیز موصوف کی زیر نظر کتاب "بائبل میں نقوش محمدی، صلی اللہ تعالی علیہ وسلم" کی داد تو بالاستیعاب مطالعہ کرنے والے قارئین دے سکتے ہیں، میں تو باقاعدہ ورق گردانی بھی مکمل نہیں کر سکا۔ فہرست دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب خاتم النبیین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے متعلق تورات وانجیل کی بشارتوں کا تعارف کراتی ہے۔

بہت پہلے مولانا قاضی عنایت رسول چریا کوٹی (ولادت ۱۲۴۴ھ - وفات ۱۳۲۰ھ) نے اس موضوع پر ۱۸۷۴ء تا ۱۸۹۴ء بیس سال کی محنت شاقہ کے بعد

''بُشری''، لکھی تھی جوتقریباً ساڑھے چار سو صفحات پر مشتمل ہے۔ توریت کی اصل زبان جاننے کے بعد پہلے انہوں نے کلکتہ جا کر عبرانی سیکھی جس کے لیے ایک یہودی بڑی ترکیبوں کے بعد بمشکل تیار ہوا۔ عبرانی سے پہلے انگریزی سیکھی، وہی ذریعۂ تعلیم بنی، پھر یونانی بھی سیکھی اس لیے کہ اصل کے نام پر اب جو انجیل دستیاب ہے اس کی زبان یونانی ہے۔ موصوف نے غازی پور سے کلکتہ کا سفر کشتی سے کیا تھا، خیر واپسی کے وقت ریل جاری ہو چکی تھی اس لیے واپسی ٹرین سے ہوئی۔

''بُشری''میں پہلے توریت کی عبارت عبرانی رسم الخط میں درج ہے پھر اس کا تلفظ فارسی (اردو) رسم الخط میں ہے پھر اس کا اردو ترجمہ اور اس پر تبصرہ اور مصنف کی ذاتی آرا ہیں۔ مولانا کے تفردات بہت ہیں جن سے اختلاف ضروری ہے مگر ان کی جگر کاوی، کوہ کنی، محنت ہائے شاقہ اور دبیز تہوں کے نیچے چھپے مطالب عالیہ اور بشارت صادقہ کو منظر عام و خاص پر لانے کی سعی بلیغ کسی طرح نظر انداز ہونے کے قابل نہیں۔ مولانا کے سوانح نگار کے مطابق انہوں نے زیادہ تعلیم اپنے خاندان کے علما سے چریا کوٹ ہی میں حاصل کی اور بعض کتابوں کا درس علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ (ولادت ۱۲۱۳ھ۔ وفات ۱۲۸۹ھ) سے بدایوں میں لیا۔

عنبر مصباحی کی جستجو اور محنت دیکھ کر تحسین و تبریک میرا فرض ہے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ اپنے کسی استاذ کو پوری کتاب دکھا کر ان کی تائید و تقریظ حاصل کریں تو زیادہ مناسب ہے۔ میں نے مولانا ناظم علی رضوی، مولانا صدر الوری قادری، مولانا نفیس احمد مصباحی استاذان اشرفیہ کے نام بھی لیے مگر عزیز موصوف نے بتایا کہ ان حضرات سے رابطہ کیا تھا، چند ماہ تک وہ بہت مصروف رہنے والے ہیں، بعد میں دیکھ سکتے ہیں مگر کتاب کی طباعت و اشاعت کی تیاری مکمل ہو چکی ہے یکم جمادی الآخرہ ۱۴۳۴ھ عرس حافظ ملت میں رسم اجرا کا ارادہ ہے، اس لیے اب تاخیر کی گنجائش نہیں۔

بہر حال ان کے اصرار پر اور ان کی محنت وکاوش سے متاثر ہو کر یہ چند سطریں لکھ دیں، اگر چہ اس وقیع وضخیم کتاب کا تقاضہ کچھ اور تھا، مگر میں بھی اپنی مصروفیات اور یومیہ ذمہ داریوں کے آگے سپر انداز ہوں۔

مولا تعالیٰ عزیز موصوف کو مزید علمی پختگی، گہرائی، تلاش وتحقیق کی صفات عالیہ اور مقبول وممتاز دینی علمی ملی خدمات سے نوازے، فرزندان اشرفیہ اور فارغین مدارس اہل سنت کو ہمہ جہت مساعی اور ہر میدان میں مخلصانہ وکامیاب کوششوں کی توفیق مرحمت فرمائے اور ہماری کوتاہیوں سے درگذر فرما کر تمام چھوٹی بڑی خدمت کو شرف قبول سے نوازے۔و هو المستعان و عليه التكلان.

ہمارے دوسرے عزیز جاوید احمد مصباحی گلبرگہ شریف بھی ہمارے شکریے، تحسین وتبریک اور نیک دعاؤں کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنے کتب خانے سے یہ کتاب شائع کر کے مؤلف کی ہمت افزائی اور معاونت کی۔اس کار خیر میں جتنے بھی رفقا ومعاونین ہیں سب کو رب کریم وعظیم اپنی بے پایاں رحمتوں اور نیک جزاؤں سے نوازے۔و هو ذو الفضل العظيم.

محمد احمد مصباحی

صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ

مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ۔یوپی

المجمع الاسلامی مبارک پور

۱۸ ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ

یکم مارچ ۲۰۱۳ء۔جمعہ

❀❀❀
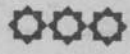
تاثرات

ادیب اسلام حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی طال الظل

استاذ: الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ۔ یوپی (ہند)

بسم الله الرحمن الرحیم

حامدًا، و مصلیًا، و مسلمًا

نبی آخر الزماں سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے وہ برگزیدہ اور منتخب نبی ہیں جن کی آمد کی خوش خبری سابقہ آسمانی کتابوں میں موجود ہے، توریت وانجیل میں ان کے عظیم الشان اوصاف ومناقب بیان کیے گئے ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر ان کی آمد کی خوش خبری مختلف انداز میں قوم بنی اسرائیل کو دی گئی ہے، قرآن کریم میں ایک مقام پر اس کا تذکرہ کچھ اس طرح کیا گیا ہے:

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَآئِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ٥ (الصف ٦١: ٦)

(اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلے کی کتاب توریت کی تصدیق کرنے والا اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی خوش خبری سنانے والا ہوں جن کا نام احمد ہے، پھر احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے تو یہ سب بولے کہ یہ کھلا ہوا جادو ہے۔)

توریت وانجیل کی انہی نشانیوں کی وجہ سے اہل کتاب نبی آخر الزماں ﷺ کو خوب خوب جانتے اور اچھی طرح پہچانتے تھے: قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:۔

"اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ"

(البقرة ۲: ۱٤٦)

(جنہیں ہم نے کتاب دی وہ اس نبی کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹے کو پہچانتا ہے)

صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے اہل کتاب میں سے تھے، توریت وانجیل کے زبردست عالم تھے، وہ فرماتے ہیں:

"لقد عرفته حين رأيته كما عرفت ابنى، بل معرفتى بمحمد أشد من معرفتى بابنى" (تفسیر الجلالین ص:۲۱)

(یقیناً میں نے دیکھتے ہی آپ کو ایسے ہی پہچان لیا تھا جیسے اپنے بیٹے کو پہچانتا ہوں، بلکہ میرا آپ کو پہچاننا اپنے بیٹے کو پہچاننے سے کہیں بڑھ کر)

اس نبی برحق کی آمد سے جہاں انصاف پسند اہل کتاب کو قلبی مسرت ہوئی وہیں ان میں سے حاسدین اس وقت حسد سے جل بھن گئے جب انہوں نے دیکھا کہ یہ آنے والا نبی منتظَر بنی اسرائیل کے بجائے بنی اسماعیل سے ہے تو انہوں نے توریت وانجیل میں تحریف کرنا شروع کر دیا اور اس نبی منتظَر کے اوصاف وکمالات کو مٹانا ان کا محبوب مشغلہ بن گیا۔ مگر مشہور کہاوت ہے کہ "چور جاتا ہے اور نشانِ قدم چھوڑ جاتا ہے۔" ان لوگوں نے اپنی کتابوں میں بے شمار مقامات پر تحریفیں کر کے ان کی اصلی صورت تو ضرور مسخ کر دی، مگر پھر بھی ان میں کچھ ایسی باتیں رہ گئیں جو نبی آخر الزمان سیدنا محمد ﷺ کے نبی منتظَر ہونے کو بتاتی ہیں اور یہ واضح کرتی ہیں کہ وہ نبی جن کی آمد آمد کی بشارت دی گئی ہے وہ حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب کے فرزند والا تبار، حضرت آمنہ کے جگر پارہ، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ ہی

ہیں۔

بعد میں علمائے اسلام نے ان کتابوں کا مطالعہ کر کے ان بشارتوں اور علامتوں کو اپنی کتابوں میں جمع فرمایا ہے، اور ان جفا پیشہ اہل کتاب کے سیاہ کارناموں کا پردہ چاک کر کے اصل حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے۔

اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی عزیز گرامی حضرت مولانا جاوید احمد عنبر مصباحی زید مجدہ کی کتاب ''**بائبل میں نقوش محمدی ﷺ**'' بھی ہے۔ عزیز موصوف نے شعبان ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۷ء میں برصغیر کی عظیم ترین درس گاہ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی سے مرحلۂ فضیلت اعلیٰ درجہ سے پاس کیا، پھر دو سال تک یہیں رہ کر شعبۂ تقابل ادیان کا نصاب مکمل کیا، اس درمیان یہودیت، عیسائیت، استشراق و مستشرقین کے ساتھ ہی اسلام کے فرق ضالہ کی تاریخ اور افکار و عقائد سے متعلق شامل نصاب مواد و مضامین کا اچھا خاصہ مطالعہ کیا اور شعبان ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء میں اس شعبہ سے اعلیٰ پوزیشن کے ساتھ فراغت حاصل کی۔ موصوف نے ذہانت کے ساتھ اخّاذ طبیعت بھی پائی ہے، ذوق مطالعہ اور شوق جستجو نے اس میں سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے، یہ اظہار ما فی الضمیر پر قدرت کے ساتھ جرأتِ اظہار کی دولت سے بھی بہرہ مند ہیں۔ اور ان تمام اوصاف و محاسن کے ساتھ تعمیری ذہن اور خدمت دین و علم کا جذبۂ فراواں بھی رکھتے ہیں۔ اسی لیے الجامعۃ الاشرفیہ سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے برابر اپنا قلمی سفر جاری رکھا۔ اور مختلف اہم موضوعات پر پچاس سے زائد اہم مقالے لکھے جو ملک کے مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہو کر قارئین سے خراجِ تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

اس سے پہلے ان کی ایک کتاب ''**اسلام اور عیسائیت ایک تقابلی مطالعہ**'' کے نام سے شاہ ہمدان میموریل ٹرسٹ، پان پور، جموں و کشمیر کے زیر اہتمام شائع ہو کر مقبول عام ہو چکی ہے۔ اس کتاب کے مضامین و مشمولات کا اندازہ اس کتاب کے ابواب کے عنوان

سے ہوتا ہے جو کچھ اس طرح ہیں:
باب اول: توحید، نبوت مسیح اور بائبل۔ باب دوم: اسلامی حدود و تعزیرات بائبل اور عقل سلیم کی نظر میں۔ باب سوم: دہشت گردی کا داعی کون؟ قرآن یا بائبل؟ باب چہارم: اصحاب محمد ﷺ اور حواریین مسیح کے ایمان و ایقان کا ایک تقابلی مطالعہ۔ باب پنجم: نسخ، اسلام اور بائبل۔ باب ششم: اسیران جنگ اور دشمنوں کے ساتھ پیغمبر اسلام ﷺ کے خلق عظیم اور پیغمبران بائبل کے اخلاق و کردار کا ایک تقابلی جائزہ۔

زیر نظر کتاب (بائبل میں نقوش محمدی ﷺ) کا موضوع خود اس کے نام سے ظاہر ہے۔ اس کتاب کا آغاز ایک مقدمہ سے ہوتا ہے۔ جس میں موضوع سے متعلق کچھ اہم باتیں پیش کرنے کے بعد یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ موجودہ بائبل میں جا بجا تحریف کی گئی ہے، اور اس دعویٰ کے ثبوت کے لیے بارہ دلیلیں پیش کی گئی ہیں۔ پھر بائبل سے نبی اکرم ﷺ کی آمد و بعثت سے متعلق پچاس بشارتیں پیش کی ہیں۔ آخر میں قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری مصباحی علیہ الرحمہ کی تحریر ''رسالت محمدی کے عقلی دلائل'' کو خاتمۂ کتاب کی حیثیت سے شامل کتاب کیا ہے۔

میں اپنی علمی اور قلمی مصروفیات کی کثرت کی وجہ سے پوری کتاب کا تفصیلی مطالعہ تو نہ کر سکا لیکن جستہ جستہ اس کے کئی مقامات کو دیکھا اور فہرست مضامین پر نظر ڈالی تو اندازہ ہوا کہ عزیز موصوف نے اس کتاب کی تیاری میں بڑی محنت و کوشش اور عرق ریزی سے کام لیا ہے۔ اور متعلقہ موضوع پر عالمانہ انداز میں ضروری مواد جمع کر دیا ہے۔ ترتیب دل کش، پیش کش کا انداز سلجھا ہوا اور ذہن کو اپیل کرنے والا ہے۔

اس موضوع سے متعلق پایۂ حرمین شریفین حضرت علامہ رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۸۹۱ء) نے اپنی کتاب ''اظهار الحق'' (عربی) میں اور حضرت شیخ عبداللہ ترجمان علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''تحفة الاريب فی الرد علیٰ اهل

الصلیب ''میں خاصا مواد (اٹھارہ بشارتوں کو) جمع فرمایا ہے لیکن عنبر مصباحی صاحب نے اس پر کافی (بتیس بشارتوں کا) اضافہ کر کے جہاں وقت کے اہم تقاضے کو پورا کیا ہے وہیں اپنے لیے تحسین وآفرین کا سامان بھی کیا ہے۔

رب کریم ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے، اورانہیں مزید دینی وعلمی خدمات کی توفیق سے شادکام فرمائے۔ ان کے حوصلوں کو قوت استحکام بخشے اور اس راہ کی تمام رکاوٹیں دور فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبک الکریم، الرؤف الرحیم، و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

مورخہ	نفیس احمد مصباحی
۲۵ ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ	خادم الجامعۃ الاشرفیہ
۸؍ مارچ ۲۰۱۳ء	مبارک پور، اعظم گڑھ
بروز جمعہ مبارکہ	یو۔ پی۔ انڈیا

✿✿✿

پیش لفظ

فقیہ نبیہ حضرت مولانا ناظم علی رضوی مصباحی طال ظلہ
استاذ: جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی۔(ہند)

حامدا و مصلیا و مسلما

قرآن کریم اللہ عزوجل کی وہ مقدس کتاب ہے جو ہر قسم کے شک وشبہ اور تحریف وترمیم اور تغییر سے پاک اور صداقت وحقانیت کا آئینہ دار ہے۔اس نے خود یہ اعلان فرمایا:

"ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ"o

"وہ بلند رتبہ کتاب کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں"۔(بقرہ:۲)

"لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰهِ". (یونس:٦٤)

"اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔"

"لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰهِ."(أنعام:٣٤)

"اللہ کی باتیں بدلنے والا کوئی نہیں۔"

"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ."(حجر:۹)

بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

"وَ مَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا". (نساء:۸۷)

"اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی"۔

"وَ مَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا."(نساء:۱۲۲)

"اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی"۔

قرآن کریم نے اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس ارشاد کا ذکر فرمایا:

"وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ، فَلَمَّا جَاءَ هُم بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ٥ (سورۃ صف:٦)

"اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لیکر تشریف لائے بولے یہ کھلا جادو ہے۔"

"الَّذِيْنَ آتَيْنٰهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُوْنَهُ كَمَا يَعْرِفُوْنَ أَبْنَاءَ هُمْ وَإِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ٥ (پ۲،سورہ بقرہ:۱۴۶)

جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹے کو پہچانتا ہے اور بے شک ان میں ایک گروہ جان بوجھ کر حق چھپاتے ہیں۔"

نیز فرمایا:

"وَلَمَّا جَاءَ هُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَ هُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهِ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ٥ (پ۱،سورہ بقرہ:۸۹)

"اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب آئی جو ان کے ساتھ والی (توریت) کتاب کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے اس نبی کے وسیلے سے کافروں پہ فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔"

علما فرماتے ہیں جب یہود مشرکوں سے لڑتے دعا کرتے: اللھم انصرنا

علیهم بالنبی المبعوث فی آخر الزمان الذی نجد صفته فی التوراة"
الٰہی ہمیں مدد دے ان پر صدقہ اس نبی آخر الزماں (ﷺ) کا جس کی صفت ہم توریت میں
پاتے ہیں۔" (امام احمد رضا قدس سرہ: تجلی الیقین، ص ۲۱)

ابن عساکر سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

"لم یزل الله یتقدم فی النبی ﷺ الی آدم فمن بعده و لم یزل الأمم تتباشر به و تستفتح به حتی أخرجه الله تعالیٰ فی خیر الملة و فی خیر قرن و فی خیر أصحاب و فی خیر بلد"۔

"ہمیشہ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کے بارے میں آدم اور ان کے بعد کے سب انبیا علیہم السلام سے پیشن گوئی فرماتا رہا اور قدیم سے سب امتیں تشریف آوری حضور ﷺ کی خوشیاں مناتیں اور حضور ﷺ کے توسل سے اپنے اعدا پر فتح مانگتی آئیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بہترین امم بہترین فرقوں و بہترین اصحاب اور بہترین بلاد میں ظاہر فرمایا"۔ (تجلی الیقین: ص ۲۱)

نیز فرمایا:

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَآزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ o (پ۲۶، سورۂ فتح: ۲۹)

"محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل اور رضا چاہتے، ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے، یہ ان کی صفت

توریت میں ہے اوران کی صفت انجیل میں جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی، کسانوں کو بھلی لگتی ہے تا کہ ان سے کافروں کے دل جلیں۔

نیز فرمایا:

"اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبَاتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبَآئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلَالَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِیْنَ آمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (پ۹، اعراف:۱۵۷)

"وہ جوغلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں، وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا، وہی بامراد ہوئے۔

نیز فرمایا:

"وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ آتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشَّاهِدِیْنَ ○ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ" ○

(پ۳، آل عمران:۸۱۔۸۲)

"اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا تم نے کیا اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں، تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں"۔

امام اجل ابو جعفر طبری وغیرہ محدثین اس آیت کی تفسیر میں حضرت مولی المسلمین، امیر المؤمنین جناب مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی ہیں:

"لن يبعث الله نبيا من آدم فمن دونه الا أخذ عليه العهد فى محمد ﷺ لئن يبعث و هو حى ليؤمنن به و لينصرنه و يأخذ العهد بذلك علىٰ قومه"۔

"اللہ نے آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیا بھیجے سب سے محمد ﷺ کے بارے میں یہ عہد لیا کہ اگر یہ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہوں تو وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد فرمائے اور اپنی امت سے اس مضمون کا عہد لے"۔

اسی طرح حبر الامۃ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے رواہ ابن جریر وابن عساکر وغیرہما بلکہ امام بدر زرکشی وحافظ عماد بن کثیر امام الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی نے اسے صحیح کی طرف نسبت کیا۔

"إن الله تعالى أوحى فى الزبور يا داود إنه سيأتى بعدك من اسمه أحمد ومحمد صادقا نبيا لا أغضب عليه أبداً ولا يعصينى أبداً (الى قوله) وأمته أمة مرحومة أعطيتهم من

النوافل مثل ما أعطيت الأنبياء وافترضت عليهم الفرائض التى افترضت على الأنبياء والمرسلين حتى يأتونى يوم القيامة ونورهم مثل نور الأنبياء (الى أن قال) يا داود إنى فضلت محمداً وأمته على الأمم كلهم الى آخره۔"

''اللہ تعالیٰ نے زبور مقدس میں وحی بھیجی۔ اے داؤد عنقریب تیرے بعد وہ سچا نبی آئے گا جس کا نام احمد و محمد (ﷺ) ہے میں کبھی اس سے ناراض نہ ہوں گا نہ وہ کبھی میری نافرمانی کرے گا۔ اس کی امت امت مرحومہ ہے، میں نے انہیں وہ نوافل عطا کیے جو پیغمبروں کو دیے اور ان پر وہ احکام فرض ٹھہرائے جو انبیا و رسل پر فرض تھے یہاں تک کہ وہ لوگ میرے پاس روز قیامت اس حال میں حاضر ہوں گے کہ ان کا نور انبیا کے نور کے مثل ہوگا۔ اے داؤد میں نے محمد (ﷺ) کو سب سے افضل کیا اور اس کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت بخشی''۔ (تجلی الیقین: ص ۶۳)

ابونعیم و بیہقی حضرت کعب احبار سے راوی ہیں ان کے سامنے ایک شخص نے خواب بیان کیا گویا لوگ حساب کے لئے جمع کیے گئے اور حضرات انبیا بلائے گئے، ہر نبی کے ساتھ اس کی امت آئی، ہر نبی کے لئے دو نور ہیں اور ان کے ہر پیرو کے لئے ایک نور جس کی روشنی میں چلتا ہے۔ پھر محمد ﷺ بلائے گئے۔ ان کے سر انور اور روے منور کے ہر بال سے جدا جدا نور کے بکے بلند ہیں۔ جنہیں دیکھنے والے تمیز کر لیں اور ان کے ہر پیرو کے لئے انبیا کی طرح دو دو نور ہیں جن کی روشنی میں راہ چلتا ہے، کعب نے خواب سن کر فرمایا: الله الذى لا اله الا هو لقد رأيت هذا فى منامك؟ ''تجھے اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں تو نے یہ واقعہ خواب میں دیکھا؟ کہا: ہاں، کہا: " والذى نفسى بيده انها لصفة محمد ﷺ والله و صفة الأنبياء و أممها فى كتاب الله تعالىٰ فكأنما قرأته فى التوراة"۔ ''قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!

بے شک بعینہ کتاب اللہ میں یونہی صفت لکھی ہے محمد ﷺ اور ان کی امت اور انبیاے سابقین اوران کی امتوں کی گویا تو نے تورات میں پڑھ کر بیان کیا ہے''۔

(تجلی الیقین: ص۶۴)

علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات'' میں چند آیات تورات نقل فرمائیں جن میں حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"یا موسی أحمدنی اذ مننت مع کلامی ایاك بالایمان بأحمد (ﷺ) و لولم تقبل الایمان بأحمد ما جاورتنی فی داری و لا تنعمت فی جنتی یا موسیٰ من لم یؤمن بأحمد (ﷺ) من جمیع المرسلین و لم یصدقه و لم یشتق الیه کانت حسناته مردودة علیه و منعته حفظ الحکمة و لا أدخل فی قلبه نور الهدی و أمحو اسمه من النبوة، یاموسیٰ من أمن بمحمد (ﷺ) و صدقه اولئك هم الفائزون و من کفر بأحمد (ﷺ) و کذبه من جمیع خلقی اولئك هم الخاسرون اولئك هم النادمون اولئك هم الغافلون۔"

''اے موسیٰ میری حمد بجالا جب کہ میں نے تجھ پر احسان کیا کہ اپنی ہم کلامی کے ساتھ تجھے احمد (ﷺ) پر ایمان عطا کیا، فرمایا اور تو احمد (ﷺ) پر ایمان لانا نہ مانتا تو میرے گھر میں مجھ سے قرب نہ پاتا نہ میری جنت میں چین کرتا۔ اے موسیٰ تمام مرسلین سے جو کوئی احمد (ﷺ) پر ایمان نہ لائے اور اس کی تصدیق نہ کرے اور اس کا مشتاق نہ ہو اس کی نیکیاں مردود ہوں گی اور اسے حکمت کے حفظ سے روک دوں گا اور اس کے دل میں ہدایت کا نور نہ ڈالوں گا اور اس کا نام دفتر انبیا سے مٹادوں گا۔ اے موسیٰ جو احمد (ﷺ) پر ایمان لاے اور اس کی تصدیق کی وہی ہیں

مراد کو پہونچے اور میری تمام مخلوق سے جس نے احمد (ﷺ) کا انکار کیا اور اس کی تکذیب کی وہی ہیں زیاں کار وہی ہیں پشیمان وہی ہیں بے خبر"۔

(تجلی الیقین: ص ۶۷-۶۸)

حاکم بافادۂ تصحیح عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں:

"أوحى الله تعالى إلى عيسى ان آمن بمحمد صلى الله عليه وسلم و مر من أدركه من أمتك أن يؤمنوا به، فلولا محمد (ﷺ) ما خلقت آدم ولا الجنة ولا النار، ولقد خلقت العرش على الماء فاضطرب فكتبت عليه لا إله إلا الله محمد رسول الله (ﷺ) فسكن".

"اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی اے عیسیٰ ایمان لا محمد (ﷺ) پر اور تیری امت سے جو لوگ اس کا زمانہ پائیں انہیں حکم کر کہ اس پر ایمان لائیں کہ اگر محمد (ﷺ) نہ ہوتے میں آدم کو نہ پیدا کرتا، نہ جنت و دوزخ بناتا۔ جب میں نے فرش کو پانی پر بنایا اسے جنبش تھی میں نے اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول (ﷺ) لکھ دیا وہ ٹھہر گیا۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اللہ رب العزت نے اپنے نبی (ﷺ) پر یہ آیت نازل کی ہے: يَعْرِفُونَهُمْ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَائَهُمْ "(اہل کتاب محمد ﷺ کو اپنے بیٹے کی طرح پہچانتے ہیں) اے عبداللہ یہ معرفت کیسی ہے؟ حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: جب میں نے آپ (ﷺ) کو دیکھا تو آپ (ﷺ) کو اس طرح پہچان لیا جس طرح میں اپنے بیٹے کو پہچانتا ہوں بلکہ مجھے سیدنا محمد (ﷺ) کی معرفت اپنے بیٹے سے زیادہ ہوئی

کہ ہماری کتاب میں اللہ تعالیٰ نے ان کی صفات بیان کی ہیں تو میں نے دیکھتے ہی ان کو پہچان لیا کہ یہ نبی برحق ہیں اور اپنے بیٹوں کے متعلق میں نہیں جانتا کہ عورتیں کیا کرتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا: اے عبداللہ بن سلام تم کو اللہ نے توفیق دی"۔

(الدر المنثور: ۱/۱۴۷، البحر المحیط: ۲/۳۲-۳۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، سن ۱۴۱۱ھ)

امام طبرانی روایت کرتے ہیں کہ:

"حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں دین کو تلاش کرنے کے لئے نکلا تو مجھے اہل کتاب کے راہبوں میں سے چند راہب ملے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: یعرفونهم كما يعرفون أبنائهم" وہ کہتے تھے کہ یہ وہ زمانہ ہے جس میں عنقریب سرزمین عرب سے ایک نبی ظاہر ہوگا۔ اس کی خاص علامات ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے کندھوں کے درمیان قبوں کے گول مجموعہ کی شکل میں مہر نبوت ہوگی۔ میں عرب میں پہنچا اس وقت نبی (ﷺ) کا ظہور ہو چکا تھا۔ میں نے ان تمام علامات کو دیکھا اور مہر نبوت کو بھی دیکھا پھر میں نے کلمہ پڑھ لیا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ)"۔

(المعجم الکبیر: ۶/۲۶۷-۲۶۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

تورات میں ہے:

"انی باعث من ولد اسماعيل نبيا اسمه أحمد من آمن به فقد اهتدیٰ و رشد و من لم يؤمن به فهو ملعون"۔ (سیرۃ النبی مصری: ۱/۱۴۳)

"بے شک میں اولاد اسماعیل میں سے ایک نبی مبعوث کرنے والا ہوں جس کا نام احمد ہوگا جو ان پر ایمان لایا اس نے ہدایت پالی اور جو ایمان نہیں لایا تو وہ معلون ہے"۔

انجیل میں ہے:

"قال عيسى عليه السلام: انى أسئل الله أن يبعث اليكم بارقليط آخر، يكون معكم الى الأبد، و هو يعلمكم كل شيئى و يفسر لكم الأسرار و هو يشهد لى كما شهدت له، و يكون خاتم النبيين ﷺ (سیرۃ حلبی: ۲۵۲/۱)

"عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ: میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تمہاری طرف ایک دوسرا رسول مبعوث کرے جو ابد تک تمہارے ساتھ رہے اور وہ تمہیں ہر بات سکھائے گا اور تمہارے لیے غیب اور پوشیدہ بیان کرے گا اور وہ میری شہادت دے گا۔ جیسا کہ میں ان کی شہادت دیتا ہوں اور وہ خاتم النبیین ہوں گے (ﷺ)"۔

صحیفۂ ابراہیم میں ہے:

"انه كائن من ولدك شعوب و شعوب حتى يأتى النبى الأمى الذى يكون خاتم الأنبياء (ﷺ)"۔

"بے شک تیری اولاد میں انبیا ہوں گے یہاں تک وہ نبی امی جو خاتم الانبیا ہوں گے تشریف لائیں گے (ﷺ)"۔ (خصائص الکبریٰ: ۹/۱)

صحیفۂ یعقوب میں ہے:

"أوحى الله الى يعقوب انى أبعث من ذريتك ملوكا و أنبياء حتى بعث النبى الحرمى الذى تبنى أمته هيكل بيت المقدس و هو خاتم النبيين و اسمه أحمد (ﷺ)"۔ (خصائص الکبریٰ: ۹/۱)

"اللہ نے یعقوب کی طرف وحی بھیجی کہ میں تیری ذریت سے بادشاہ اور انبیا مبعوث کروں گا یہاں تک حرم سے وہ نبی آئیں جن کی امت بیت المقدس بنائے

گی، جو خاتم الانبیا ہوں گے اور جن کا نام احمد (ﷺ) ہوگا"۔

صحیفہ شعیا میں ہے:

"انی باعث نبیا امیا أفتح به أذانا أصما و قلوبا غلفا و أعینا عمیا مولده بمکة و مهاجره بطیبة و ملکه بالشام عبدی المتوکل المصطفیٰ الحبیب المختار (ﷺ)"۔(خصائص: ۱/۱۳۰)

"بے شک میں نبی امی کو مبعوث کرنے والا ہوں کہ جن سے بہرے کان کھول دوں گا اور غلاف والے دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا اور ان کے میلاد کی جگہ مکہ ہے اور ان کی ہجرت گاہ طیبہ ہے اور ان کا ملک شام ہے۔ وہ میرے خاص بندے متوکل مصطفیٰ حبیب مختار ہوں گے (ﷺ)"۔

لیکن توریت وانجیل اور دیگر انبیا کے صحیفوں میں مذکور بشارات محمدی کے ساتھ بنی اسرائیل یہود ونصاریٰ نے اچھا برتاؤ نہیں کیا۔ انہوں نے اس میں تحریف وتغیر سے کام لیا جس کا تذکرہ متعدد مقامات پہ قرآن حکیم نے بھی کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

"یَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ." (پ۶، المائدہ: ۱۵)

"اے کتاب والو! بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں۔"

فرمایا:

"فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ٥ (پ۱، البقرہ: ۷۹)

"تو خرابی ہے ان کے لئے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ خدا کے

پاس سے ہے کہ اس کے عوض تھوڑے دام حاصل کریں تو خرابی ہے ان کے لئے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ہے ان کے لئے اس کمائی سے"۔

فرمایا:

"وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ (پ ۱۔ البقرہ: ۷۵)

"اور ان میں کا تو ایک گروہ وہ تھا کہ اللہ کا کلام سنتے پھر سمجھنے کے بعد اسے دانستہ بدل دیتے"۔

فرمایا:

"يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۝ (پ ۶، المائدہ: ۴۱)

"اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں کے بعد بدل دیتے ہیں کہتے ہیں یہ حکم تمہیں ملے تو مانو اور یہ نہ ملے تو بچو"۔

فرمایا:

"يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۝ (پ ۶، المائدہ: ۱۳)

"اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدلتے اور بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں اور تم ہمیشہ ان کی ایک نہ ایک دغا پر مطلع ہوتے رہو گے سوا تھوڑوں کے"۔

فرمایا:

"مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ

وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَكِنْ لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا٥ (پ۵،النساء:۴۵)

"کچھ یہودی کلاموں کوان کی جگہ سے پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنیئے آپ سنائے نہ جائیں، اور رَاعِنَا کہتے ہیں زبانیں پھیر کر اور دین میں طعنہ کے لئے اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور نہ مانا اور حضور ہماری باتیں سنیں اور حضور ہم پر نظر فرمائیں تو ان کیلئے بھلائی اور راستی میں زیادہ ہوتا لیکن ان پر تو اللہ نے لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو یقین نہیں رکھتے مگر تھوڑا۔

قرآن حکیم اور احادیث پاک نے جن حقائق کو پیش کیا ہے انہیں جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ حقیقت خود بخود اجاگر ہو کر سامنے آجاتی ہے اگر چہ اسے کتنا ہی چھپایا جائے۔ نبی کریم سید عالم ﷺ کا جو ذکر جمیل اور آپ کی جو شان وصفت توریت وانجیل وزبور وغیرہ میں مذکور تھی اسے جھٹلانے اور مٹانے والے صفحہ ہستی سے نیست ونابود ہو گئے۔ ان کا نام ونشان مٹ گیا۔ مگر حق وہ ہے جو سر پر چڑھ کر بولے۔ آپ کے نقوش، نقوش محمدی کی شکل میں عالم کے سامنے منصہ شہود پر آگئے اور حقیقت سے پردہ اٹھ گیا۔ منکرین کی ریشہ دوانیوں کا پردہ فاش ہو گیا۔ وہ جس بائبل پر اعتماد کرتے ہیں اس نے خود ان کی قلعی کھول کر رکھ دی اور حق کو واشگاف کر دیا۔ قابل مبارک باد اور لائق صد ستائش ہیں جناب مولانا محمد جاوید صاحب عنبر مصباحی جو اہل سنت کے عظیم الشان ادارہ ادب کدۂ حافظ ملت جامعہ اشرفیہ مبارک اعظم گڑھ کے لائق و فائق فاضل اور قابل فخر فرزند سعید ہیں جنہوں نے جامعہ اشرفیہ سے فارغ ہونے کے بعد اپنا علمی و قلمی سفر رواں دواں رکھا اور قلمی جمود و تعطل کو بالائے طاق رکھ کر نقوش محمدی ﷺ کو بائبل سے واشگاف فرمایا۔ اور حق کی حقانیت کو عالم کے سامنے پیش فرمایا۔ یہ کام انتہائی قابل قدر ہے، اس پر ان کو جس قدر مبارک باد پیش کیا جائے کم ہے اس لیے کہ یہ موضوع انتہائی اہم اور دشوار ہے۔ اس سے دلچسپی قائم رکھنا اور

بائبل کا احاطہ واستقصا کرنا اور اس سے نایاب موتیوں کو اخذ کرنا یہ سب دشوار گذار امر ہے۔اب بائبل میں ان نقوش کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ نقوش محمدی خود اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ ساماں ہو کر دعوت نظارہ و مطالعہ دے رہی ہے۔ مجھے احباب اہل سنت سے امید ہے کہ وہ اس علمی سرمایہ کو قبولیت کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔ میں نے محسوس کیا کہ مولانا موصوف نے موضوع پر روشنی ڈالنے پر کافی عرق ریزی کی ہے اور موضوع کو دلائل وشواہد سے مزین ومبرہن کیا ہے۔ میں اپنی بے بضاعتی، قصور فہمی اور کوتاہ دستی کے باوجود اس موضوع پر لکھنا چاہ رہا تھا مگر وقت کی قلت اور کمال مصروفیت حائل رہی پھر بھی چند سطور استعجالا قلم بند کر دیے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے اس گراں قدر علمی کاوش کو قبول خاص وعام فرمائے۔ مولانا موصوف کو مزید قلمی خدمت کی توفیق بخشے اور حقائق سے پردہ اٹھانے کی جرأت و ہمت عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم الرؤف الرحیم علیہ و علی آلہ و صحبہ أزکی التحیۃ و أسمی التسلیم الی یوم لا ینفع مال و لا بنون الا من أتی اللہ بقلب سلیم۔

محمد ناظم علی رضوی مصباحی

خادم جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ، یوپی۔

❁❁❁

عرض حال

فَاق النَّبِيِّيْنَ فِیْ خَلْقٍ وَ فِیْ خُلُقٍ
وَلَمْ يُدَانُوْهُ فِیْ عِلْمٍ وَ لَا كَرَمٍ
وَكُلُّهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ أَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ
دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِیْ نَبِيِّهِمْ
وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَ احْتَكِمِ
وَانْسُبْ اِلٰى ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰى قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ كَرَمٍ
يَارَبِّ بِالْمُصْطَفٰى بَلِّغْ مَقَاصِدَنَا
وَاغْفِرْ لَنَا مَا مَضٰى يَا وَاسِعَ الْكَرَمِ

بے پناہ شکر ہے اس رب جلیل ﷻ کا جس نے ہمیں امت محمدیہ ﷺ میں پیدا فرمایا اور لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہو اس ذات گرامی وقار ﷺ پر جو ہمارے اچھے اعمال دیکھ کر خوش ہوتے، رب ﷻ کی ثنا کرتے اور ہمارے گناہوں کو دیکھ کر خدا ﷻ سے ہمارے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

اس بات کا ذکر ہم نے آیات قرآنیہ کے علاوہ حدیث وسیرت کی متعدد کتابوں میں پڑھا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کا ذکر جمیل توریت وانجیل میں مرقوم ہے۔عیسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کو ''احمد'' اور ''فارقلیط'' کے مبارک نام سے یاد کیا ہے۔مگر جب ہم نے اہل

کتاب نصاریٰ کے دعوی کے مطابق انبیائے سابقین علیہم السلام کی کتابوں اور صحیفوں کی جامع کتاب موجودہ بائبل کے دو درجن سے زائد نسخوں میں اس لفظ کو تلاش کیا تو ہمیں شدید مایوسی ہاتھ لگی لیکن اس سے ہمارے ایمان میں کسی طرح کی کمزوری نہیں آئی بلکہ قرآن مجید کی درج ذیل آیت پہ ہمارا ایمان اور مضبوط ہوگیا:

"إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝":

"بے شک جو لوگ اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب (توریت و انجیل) سے (حق باتوں کو اَن پڑھ لوگوں سے) چھپاتے ہیں اور اُن (آیتوں) کے بدلے تھوڑی پونجی خریدتے ہیں وہ لوگ اپنے پیٹ میں آگ (کا انگارہ) کھاتے ہیں۔ اللہ قیامت میں ان لوگوں سے بات نہیں کریگا اور نہ ہی انہیں ستھرا بنائے گا۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہے"۔ (سورة البقرة: ١٧٤)

ہمیں موجودہ بائبلوں میں "فارقلیط" یا لفظ "احمد" تو نہیں ملا مگر ہمارے اندر تحقیق و جستجو کی فطرت بیدار ہوگئی۔ اور جب عبداللہ ترجمان رحمہ اللہ تعالیٰ کی "تحفة الأريب في الرد على أهل الصليب" اور علامہ رحمت اللہ کیرانوی علیہ الرحمۃ والرضوان (ولادت ۱۸۱۸ء۔ وفات ۱۸۹۱ء) کی شہرہ آفاق تصنیف "اظهار الحق" میں تقریباً اٹھارہ بشارات محمدی ﷺ کا مطالعہ کیا تو ہمیں تلاش وطلب کا انداز و منہج بھی مل گیا۔ اسی منہاج پر چلتے ہوئے بائبل میں ہم نے مزید بتیس مقامات کی کھوج لگائی (ابھی اور تلاش جاری ہے اور مزید کی امید بھی کی جاسکتی ہے۔) اور سب ملاکر پچاس ایسے مقامات کی نشاندہی کی ہے جن سے پیغمبر اسلام ﷺ کی نبوت و رسالت اور حقانیت کا سراغ ملتا ہے۔ پھر ان سب کو جمع کر کے ہم نے انہیں نقوش محمدی ﷺ کا نام دے دیا۔

اسلام اور مسیحیت سے متعلق کسی موضوع پہ "بائبل میں نقوش محمدی ﷺ" ہماری دوسری تصنیف ہے۔ اپنی حد تک ہم نے اس موضوع کا حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے، البتہ! ہم اس سعی میں کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں یہ فیصلہ قارئین ہی بہتر کر سکتے ہیں۔

ہمارے معزز و مکرم اور مشفق اساتذہ کرام جنہوں نے اپنا سکون و اطمینان تیاگ کر ہمیں اس خدمت کے قابل بنایا اور ہمارے اسلامی علمی گلستانوں کو اس کتاب کی تصنیف کا کریڈٹ بھی پورے طور پر جاتا ہے۔ انہوں نے قدم قدم پہ ہمارے دل کے ٹوٹے آبگینوں کو جوڑا، حوصلہ افزائی کا مضبوط سہارا دیا۔ دست تعاون دراز کیا۔ عشق رسول ﷺ کی شمع کو فروزاں رکھنے کے لیے اپنے خون جگر کا انمول تیل دیا، دین متین کی حفاظت کے لیے مصیبتوں کے چٹان کو بھی اپنے کاندھوں پہ مسکراتے ہوئے اٹھائے رکھنے کا ہنر دیا، کسی کی جھوٹی شان سے مرعوب ہوئے بغیر مساوات کی میز پر بیٹھ کر مذاکرات کرنے کی جسارت کا تحفہ دیا اور مشکلات کا سینہ چیر کر خوشیوں کی نہر نکالنے کی ہمت دی، اُن کی محبت و شفقت، ان کے خلوص اور ان کے جذبۂ خدمتِ دین کو ہمارا دلِ بے تاب گلدستۂ تشکر پیش کرنے کو مچل رہا ہے۔ اللہ جل جلالہٗ ہمارے اساتذہ و سرپرستوں کی مساعی جمیلہ و حمیدہ کو قبول فرمائے اور انہیں ایسے لازوال گنجینہ سے نوازے جہاں نقصان و کمی کا شائبہ بھی نہیں گذرتا ہے۔ رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ ملت کے ان دردمندوں کا سایہ ہم پر دراز فرمائے اور امت مسلمہ کو زیادہ سے زیادہ ان کے اَمثال عطا فرمائے۔ آمین! بحق صاحب لولاک ﷺ

اس کتاب کی طباعت و اشاعت میں جن لوگوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو قبول فرمائے اور دارین کی دولت سے نوازے۔ بالخصوص رفیق محترم مولانا جاوید اختر الماس مصباحی (مالک نوری کتاب گھر گلبرگہ شریف) اور مولانا عارف برکاتی (مالک برکاتی بکڈپو گلبرگہ شریف) نے اس کی طباعت و اشاعت کے لیے کافی کاوشیں

کیں، اللہ ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ مفتی محمد مشرف رضا مصباحی، مفتی عبد الصمد رضوی مصباحی، مولانا عبد المالک مصباحی، مولانا اسید الحق قادری ازہری، مولانا ریحان انجم مصباحی، مولانا فیضان الرحمٰن سبحانی ازہری، مولانا غلام حسنین عباسی ازہری، مولانا کاشف رضا شاد مصباحی، مولانا محمد افروز رضا مصباحی، مولانا صابر رضا رہبر مصباحی، مفتی محمد شہاب الدین حلیمی مصباحی، مفتی محمد منصور عالم مصباحی، مفتی محمد جعفر علی مصباحی، مفتی محمد رضا مصباحی، مولانا زین العابدین نورانی، مولانا مجاہد الاسلام مصباحی، مولانا عظمت علی مصباحی، مولانا عبد القادر مصباحی، مولانا سکندر اعظم مصباحی، مولانا محمد فضل اللہ امجدی، مولانا عبد الرحیم مصباحی، مفتی طارق احمد مصباحی، مولانا محمد مظاہر حسین مصباحی، مفتی محمد رفیق ثقافی، مولانا محمد ابراہیم ثقافی، مولانا محمد علی ثقافی، مولانا محمد صہیب، مولانا محمد فردوس احمد نعیمی، مولانا نور الحسن، حافظ وقاری نیک محمد قادری مصباحی، صبیح مصطفیٰ، ڈاکٹر ملک محمد شفیع اشرفی، قاضی عبد القیوم، محمد سبحان صوفی، محمد یسین، جاوید عالم، حاجی عبد الکلام، محمد شمیم، محمد عبد العزیز، محمد خالد، محمد رفیق، محمد حنیفہ، عبد الغفور، عبد الرحیم، عبد السلام، محمد حسن، محمد مصطفیٰ حفظھم اللہ من کل بلاء نے وقتاً فوقتاً مناسب مشوروں، تعاون اور حوصلوں سے نوازا، رب قدیر ﷻ سے دعا ہے کہ ہمارے تمام محبین و مخلصین کو شاد بھری طویل عمر سے نوازے اور ان سے دین متین کی زیادہ سے زیادہ خدمت لے۔ عزیزم مولوی محمد مہر عالم اشرفی ہمدانی، حافظ محمد حسین میر ہمدانی، حافظ عبد اللطیف ڈار ہمدانی اور شمیم احمد لون ہمدانی زادھم اللہ علما و فضلا (طلبہٴ دار العلوم شاہ ہمدان، پانپور، کشمیر) نے پروف ریڈنگ میں حتی المقدور ہمیں اپنا تعاون دیا اور ہمارے لیے اس مشکل کام کو آسان بنانے کی بھرپور سعی کی، بالخصوص اول الذکر طالب علم اور میرے نور نظر بھانجے نجم الثاقب عنبر نے کمپوزنگ میں بھی شرکت کی۔ مولیٰ تعالیٰ ان تمام طالبان علوم نبویہ کی خدمات کو قبول فرمائے، ان کے

علم و فضل اور عمر میں اضافہ فرمائے اور اِسے ان کے اور ان کے والدین لیے باعث بخشش بنائے۔ آمین!

مورخہ ۱۲/ مارچ ۲۰۱۲ء/۱۸/ ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ کو لالہ رخ ہوٹل، لالچوک، سرینگر، کشمیر میں ''اسلام اور عیسائیت: **ایک تقابلی مطالعہ**'' کی رسمِ اجرا کے موقع پر کیے گئے وعدہ کے مطابق اس کتاب کو جون یا جولائی ۲۰۱۲ء میں منظر عام پر آجانا چاہیے تھا مگر کچھ مشکلات (جن سے وادیٔ تالیف کے رہگیر بخوبی واقف ہیں) کے سبب اس کتاب کی اشاعت میں تاخیر ہوگئی اِس کے لیے ہم معذرت خواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کی مغفرت فرمائے اور اس کتاب کو تمام مسلمانوں بالخصوص ہمارے آبا و اجداد اور دیگر مرحومین رشتہ داروں کی نجات و بخشش کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ!

میسحیت سے متعلق ہماری اگلی تصنیفات ''**بائبل اور تناقضات**'' اور ''**عصمت انبیا علیہم السلام اور بائبل**''، بھی انشاء اللہ العزیز ۲۰۱۳ء میں ہی جلد منظر عام پر پیش ہوں گی۔ ہم نے ''**دور جدید اور اسلام کا تعزیراتی نظام**'' کے عنوان پر بھی تقریباً ساٹھ صفحات سے زائد تحریر کیا ہے۔ (جس میں اسلام کے تعزیراتی قوانین کو ٹھوس عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ ماہنامہ ''المصباح'' میں قسط وار شائع ہو چکا ہے) اور اسے بھی کتابی شکل میں شائع کرنے کا ارادہ ہے اور ۱۲/ مارچ ۲۰۱۲ء کو ہوٹل لالہ رخ میں اختتام ۲۰۱۲ء تک اس کی اشاعت کا بھی اعلان کیا گیا تھا مگر ہم اس کتاب کی اشاعت سے قبل موجودہ دنیا کے ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک بالخصوص امریکہ، یورپ، روس، چین اور ہندوستان کے تعزیراتی قوانین (Penal Code) کا بنظر غائر مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں قارئین سے اپیل ہے کہ وہ جس قدر تعاون کر سکتے ہیں ضرور کریں۔ اور اس سلسلے میں سنسکرت زبان کی تعلیم کا عزم بھی شامل ہے۔

اس کتاب کی تصنیف میں ہم نے اپنی جانب سے اس بات کی بھرپور کوشش کی ہے کہ نقل حوالہ، تبصرہ یا پروف ریڈنگ میں کسی طرح کی خامی نہ آنے پائے۔ الفاظ بھی محتاط اور ناپ تول کر استعمال کرنے کی کوشش کی ہے تاہم یہ ممکن ہے کہ کم توجہی اور بشری خامیوں کے سبب کوئی خطا در آئی ہو۔ اہل علم حضرات سے استدعا ہے کہ غلطیوں کی نشاندہی اور اصلاح کو ایک دینی و ملی فریضہ خیال کرتے ہوئے راقم الحروف کو فون، خط یا ای میل کے ذریعے ضرور آگاہ کریں۔ انشاء اللہ العزیز آپ قبول حق میں ہمیں کشادہ دل اور سبقت کرنے والا پائیں گے۔

جاوید احمد عنبر مصباحی

۲۹/ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ

۱۲/مارچ ۲۰۱۳ء

بروز سہ شنبہ

❂❂❂

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیغمبر اسلام ﷺ کے متعلق اللہ رب العزت نے تمام نبیوں سے یہ وعدہ لیا تھا:

لَمَا آتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِيْ، قَالُوْا أَقْرَرْنَا، قَالَ فَاشْهَدُوْا وَأَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشَّاهِدِيْنَ ٥

"جب میں تمہیں کتاب وحکمت دوں اور پھر (تم سبھوں کے بعد) تمہارے پاس کی (کتابوں کی) تصدیق کرتا ہوا رسول (محمد ﷺ) آئے تو تم ضرور بالضرور اُن پر ایمان لانا اور اُن کی مدد کرنا، (خدا نے) کہا: کیا تم اقرار کرتے اور اس پیمان کو مضبوطی سے باندھتے ہو؟ (نبیوں نے) کہا: ہاں! ہم اقرار کرتے ہیں، (خدا نے) کہا: تو پھر تم (خود اپنی بات پر) گواہ ہو جاؤ اور تمہارے ساتھ میں بھی گواہوں میں سے ہوں"۔ (سورۃ آل عمران: ۸۱)

مگر آج کی تاریخ میں گذشتہ انبیا کی طرف منسوب کی جانے والی کتابوں میں کہیں بھی محمد عربی ﷺ کے اسم مبارک کی تصریح کے ساتھ دو چار واضح بشارتیں نہیں ملتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے انبیاے کرام علیہم الصلوۃ والسلام پر جتنی بھی کتابیں نازل فرمائی ہیں ان میں سے قرآن کے سوا تمام کتابوں کی حالت دگرگوں ہو چکی ہے۔ جو کتابیں بنام توریت، انجیل، زبور یا دیگر صحف انبیا کے نام سے دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں وہ سچ اور جھوٹ کا ملغوبہ ہیں اور مکمل طور پر قابل اعتبار نہیں ہیں۔ بائبل جس کے متعلق عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ اس میں توریت، زبور، انجیل اور تمام صحف انبیا جمع ہیں وہ خرافات سے اس قدر لبریز ہے کہ خدا کی پناہ! اس کی پہلی کتاب (پیدائش: ۲۲/۳-۲۴) میں آدم

علیہ السلام کے جنت سے نکلنے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اللہ سبحانہ کو یہ خوف ہوا کہ زندگی کا جنتی پھل کھا کر کہیں آدم بھی اسی کی طرح نہ ہو جائے لہذا اس کو باہر نکالنا چاہئے اور اس نے اُسے باہر نکال دیا۔ پوری عبارت ملاحظہ ہو:

"And the LORD God said, Behold, the man is become as one of us, to know good and evil: and now, lest he put forth his hand, and take also of the tree of life, and eat, and live for ever: Therefore the LORD God sent him forth from the garden of Eden, to till the ground from whence he was taken. So he drove out the man."
(Genesis: 3/22-24, King James Version)

''اور خداوند نے کہا کہ دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا۔ اب کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا ہاتھ بڑھائے اور حیات کے درخت سے بھی کچھ لیکر کھائے اور ہمیشہ جیتا رہے۔ اِسلئے خداوند نے اُسے باغِ عدن سے باہر کر دیا تا کہ وہ اس زمین کی جس میں سے وہ لیا گیا تھا کھیتی کرے۔ چنانچہ اُس نے آدم کو نکال دیا۔'' (پیدائش: ۳/ ۲۲۔۲۴، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اگر خدا بھی خوف، اندیشہ اور تفکرات میں مبتلا ہو سکتا ہے تو پھر اس میں اور انسانوں میں کونسا فرق رہ جائے گا یہ اہل کلیسا ہی بتا سکتے ہیں۔ البتہ! ہم یہ بتا دیتے ہیں کہ عقل و دانش کی نظر میں ذات باری کا ان خامیوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔

اسی طرح یہ کتاب تعارضات و تناقضات سے پُر ہے۔ ہم اس کے متعلق یہاں پر زیادہ نہ کہہ کر صرف ایک اقتباس نقل کرنا چاہیں گے۔ انجیل متّیٰ اور لوقا میں حضرت مسیح کی طرف یہ قول منسوب ہے:

"Verily I say unto you, Among them that are born of women there hath not risen a greater than John the Baptist: notwithstanding he that is least in the kingdom of heaven is greater than he."
(Matthew: 11/11, Luke: 7/28, King James Version)

''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں اُن میں یوحنا بپتسمہ دینے والا سے بڑا کوئی نہیں ہوا لیکن جو آسمان کی بادشاہی میں چھوٹا ہے وہ اُس سے بڑا ہے۔''
(متّی: ۱۱/۱۱، لوقا: ۷/۲۸، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس پیراگراف کا جو جملہ 'لیکن' سے پہلے ہے وہ 'لیکن' کے بعد والے جملہ کے شدید معارض ہے۔

آسمان کی بادشاہی سے اگر شریعت محمدیہ مراد ہے جیسا کہ بعض دِگر مقامات پہ ہے تو بھی مسیح کا یہ قول قابل قبول نہیں کیونکہ امت محمدیہ ﷺ کا کوئی بھی فرد کسی نبی سے افضل یا اس کے ہم پلہ نہیں ہے اور نہ ہی ہوسکتا ہے۔

اسی طرح اگر 'آسمان کی بادشاہی' سے عالم ملائکہ (فرشتے کی دنیا) مراد ہو تو بھی یہ پیراگراف درست نہیں ہے کیونکہ بہر حال انبیا ملائکہ سے افضل ہیں۔ یہ تو مختلف امکانی صورتیں ہیں جو قابل قبول نہیں ہیں۔ چلیئے! ان باتوں سے قطع نظر ہم یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ یوحنا سے بڑا آدمی جو آسمان کی بادشاہی میں چھوٹا ہے بائبل اور مسیح کی نظر میں وہ کن صفات کا حامل ہے؟؟ اسے جاننے کے لیے ذیل کے پیراگراف کو پڑھیۓ:

"Think not that I am come to destroy the law or the Prophets, I am not come to destory but to fulfill, for verily I say unto you till heaven and earth pass one jotor one tittle shall in no wise pass from, till all be fulfilled. Whosever therefore shall break one of these least commandments and shall teach men so he shall be called the least in the kingdom of heaven, but whosever shall do and teach them the same shall be called great in the kingdom of heavens."

(Matthew: 5/17-19, King James Version)

''یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک

آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہر گز نہ ٹلے گا جب تک کہ سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان کے چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے کسی کو بھی توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا لیکن جو ان پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا''۔

(انجیل متی: ۵/۱۷۔۱۹، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، انڈیا، سن ۲۰۰۹ء)

اب دونوں اقتباسات کو ملائیں تو مفہوم یہ بنتا ہے:

یوحنا یعنی یحییٰ علیہ السلام سارے آدم زاد سے افضل ہیں کیوں کہ مسیح کا جملہ یہ ہے: میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں اُن میں یوحنا بپتسمہ دینے والا سے بڑا کوئی نہیں ہوا''۔ مگر دوسرا جملہ یہ بتاتا ہے کہ وہ فاسق و فاجر شخص جو توریت کے حکموں کو توڑتا اور یہی لوگوں کو سکھاتا ہے وہ بھی یوحنا سے افضل ہے کیونکہ مسیح نے کہا ہے: لیکن جو آسمان کی بادشاہی میں چھوٹا ہے وہ اُس سے بڑا ہے''۔ ان مفہوموں میں کس قدر پیچیدگی اور تناقضات ہیں یہ بھی ''مضحکہ خیز'' ہیں اور اس طرح کے اقتباسات پہ مشتمل کتاب کو مکمل طور پر ''منزل من اللہ'' (Inspired by Allah) قرار دینے والوں کی عقل و دانش پہ شک ہوتا ہے۔

اور معاملہ یہیں تک محدود نہیں ہے کہ مذکورہ اقتباس ایک فاجر و فاسق شخص کو بھی یوحنا علیہ السلام سے بڑا بنا کر پیش کرتا ہے بلکہ مسیح کی طرف نسبت و اضافت رکھنے والی کتاب بائبل کا درج ذیل جملہ تو عقل و دانش کی تمام سرحدوں سے ماورا ہے۔ ذرا اسے بھی پڑھیے:

"And when the messengers of John were departed, he began to speak unto the people concerning John, What went ye out into the wilderness for to see? A reed shaken with the wind? But what went ye out for

to see? A man clothed in soft raiment? Behold, they which are gorgeously apparelled, and live delicately, are in kings' courts. But what went ye out for to see? A prophet? Yea, I say unto you, and much more than a prophet."

(Luke: 7/24-26, Matthew: 11/7-9, King James Version)

''جب یوحنا کے قاصد چلے گئے تو یسوع یوحنا کے حق میں لوگوں سے کہنے لگا کہ تم بیابان میں کیا دیکھنے گئے تھے؟ کیا ہوا سے ہلتے ہوئے سرکنڈے کو؟؛ تو پھر کیا دیکھنے گئے تھے؟ کیا مہین کپڑے پہنے ہوئے شخص کو؟ دیکھو جو چمکدار پوشاک پہنتے ہیں اور عیش وعشرت میں رہتے ہیں وہ بادشاہی محلوں میں ہوتے ہیں؛ تو پھر تم کیا دیکھنے گئے تھے؟ کیا ایک نبی؟ ہاں میں تم سے کہتا ہوں بلکہ نبی سے بڑے کو۔''

(انجیل لوقا: ۷/ ۲۴۔۲۶، انجیل متی: ۱۱/ ۷۔۹، مطبوعہ بنگلور، انڈیا، سن ۲۰۰۹ء)

یوحنا یعنی یحییٰ علیہ السلام کو مسیح کی طرف منسوب اس اقتباس میں نبی سے بڑھ کر بتایا جا رہا ہے اور آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ وہ فاسق و فاجر انسان جو توریت کے احکام کی کھلی خلاف ورزی کرتا ہے وہ بھی یوحنا سے افضل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا ذلیل ترین اور سب سے خطا کار شخص بھی نبیوں سے افضل ہے اور آسمان کی بادشاہی میں اس کا رتبہ انبیاو مرسلین سے بھی اعلیٰ ہے۔ معاذ اللہ۔ ایں چہ بوالعجبی است!!

پیغمبر اسلام محمد عربی ﷺ کے ذکر جمیل کو کس طرح بائبل سے مٹایا گیا اور لوگوں سے چھپایا گیا ہے اُسے ایک سابق اندلسی پادری اور بائبل کے زبردست اسکالر اِنسلم تورمیدا (Encelm Turmeda) اور اسلامی نام عبداللہ ترجمان رحمہ اللہ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

''میری پیدائش زیتون و انجیر سے مزین باغوں کے شہر ''میورقہ'' (ملک اندلس) کے ایک مذہبی عیسائی گھرانے میں ہوئی۔ میں اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا۔ گھر کا

رجحان مذہبی ہونے کی وجہ سے میرے والدین نے انجیل کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے مجھے چھ سال کی عمر میں ایک پادری کے حوالے کردیا۔ میں نے قلیل مدت میں اس کا اکثر حصہ یاد کرلیا۔ پھر لغت و منطق کی تعلیم کے لیے مجھے ''لارڈہ'' شہر روانہ کردیا گیا۔ اس شہر میں ایک بڑا پادری رہتا تھا جس کے پاس طالبان علوم کی ایک عظیم تعداد وارد ہوتی تھی، چار سالوں تک وہاں رہ کر میں نے انجیل اور لغت انجیل کا علم حاصل کیا۔ پھر مزید تعلیم کے لیے میں ''بانولیہ'' شہر کی طرف چلا گیا۔ اس شہر میں عالم عیسائیت کا ایک عظیم اہل علم پادری ''نقلاڈ مرٹیل'' رہا کرتا تھا جس کی جانب ہر چہار سو سے قسیسین واسکالرز کی بھیڑ امنڈتی تھی۔ دنیائے عیسائیت کے اہم مسائل میں اسی سے فتویٰ طلب کیا جاتا تھا۔ دس سالوں تک اس کی شاگردی اور خدمت میں رہنے کے سبب اس کو مجھ سے کافی قربت وانسیت ہوگئی اور مجھے دنیائے عیسائیت میں کافی شہرت ملی۔ ایک خاص حجرہ کے علاوہ اس نے اپنے مال ومتاع کی تمام کنجیاں میرے سپرد کررکھی تھیں۔ ایک روز وہ پادری اپنے کمرے میں بیمار سویا ہوا تھا اور اس کی غیر موجودگی میں مسیح علیہ السلام کے قول ''میرے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام فارقلیط ہوگا'' پہ اس کے شاگردوں کے درمیان بحث ہونے لگی کہ اس سے کون نبی مراد ہے۔ ہم لوگ کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکے۔ میں شام میں اس پادری کی خدمت میں پہنچا اور اسے سارا ماجرا بتا کر یہ درخواست کی کہ وہ مجھے اِس ''فارقلیط'' کے اسرار ورموز سے بھی آگاہ کرے۔ یہ سن کر وہ پادری رونے لگا اور بولا: تم مجھے صلبی بیٹے کی طرح محبوب ہو، مجھے یہ خوف ہے کہ اگر تم اس راز کو جان گئے (اور اسلام قبول کرلیا) تو نصاریٰ تمہیں قتل کردیں گے۔ میرے اصرار اور راز چھپانے کے وعدے پر اس نے کہا:

"أن البارقليط اسم من أسماء نبيهم محمد و عليه أنزل الكتاب

الرابع المذكور علىٰ لسان دانيال و أخبر أنه سينزل هذا الكتاب عليه و أن دينه دين الحق، و ملته هى الملة البيضاء المذكورة فى الانجيل، قلت له يا سيدى! ما ذا تقول فى دين النصارىٰ؟ فقال لى يا ولدى: لو أن النصارىٰ أقاموا علىٰ دين عيسىٰ الأول، لكانوا علىٰ دين الله، لأن عيسىٰ و جميع الأنبياء دينهم دين الله۔"

''سنو! ''فارقلیط'' مسلمانوں کے نبی محمد ﷺ کے ناموں میں سے ایک ہے۔ ان ہی پر وہ چوتھی کتاب نازل ہوئی جس کا تذکرہ حضرت دانیال کی زبانی ہوا کہ عنقریب وہ کتاب نازل ہوگی۔ ان کا دین وہی مذہب حق ہے اور ان کی ملت وہی پُرنور ملت ہے جس کا ذکر خیر انجیل میں ہوا ہے۔ میں نے کہا: اے میرے آقا! دین نصاریٰ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا: اے میرے لڑکے! اگر نصرانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اولین تعلیمات پر کاربند رہتے تو وہ ضرور اللہ کے دین پر ہوتے، کیونکہ عیسیٰ اور تمام انبیا (علیہم السلام) کا دین، وہی (ایک) اللہ کا دین ہے۔''

پھر اس نے مجھے اسلام قبول کرنے کی نصیحت کی اور میری شدید منت و سماجت کے باوجود خود کو اس سے دور رکھتے ہوئے مجھ سے کہا کہ تم لوگوں کے سامنے اس راز کو فاش ہرگز مت کرنا کیونکہ میں تمہاری تصدیق نہیں کروں گا بلکہ تمہیں جھٹلادوں گا اور لوگ میری بات کو تم سے زیادہ معتبر مانتے ہوئے تمہیں قتل کردیں گے۔

اس کے بعد میں تیونس گیا اور سلطان ابوالعباس احمد کے دربار میں حاضر ہوکر اسلام لانے کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہا: جیسا کہ آپ میری قوم کے بارے میں جانتے ہیں کہ یہ اسلام لانے کے بعد ہر نومسلم نصرانی پہ الزامات و

اتہامات کی بارش کرتی، لہذا پہلے میرے بارے میں ان کی رائے طلب کرلیں پھر میں ان کے سامنے اسلام کا اعلان کروں گا۔ شہنشاہ احمد نے تیونس کے سرکردہ عیسائیوں کو بلاکر میرے بارے میں ان کی رائے طلب کی تو انہوں نے کہا: ہمارے علماوفضلا اور رُہبان بتاتے ہیں کہ انہوں نے اس سے بڑا عیسائی اسکالر آج تک نہیں دیکھا۔ سلطان نے کہا: اگر وہ اسلام قبول کرلے تو تم کیا کہو گے؟؟ انہوں نے کہا: ایسا کبھی نہیں ہوسکتا ہے۔ یہ سن کر میں بغل والے کمرے سے نکلا اور اپنے اسلام کا اعلان کردیا۔ میرے اسلام لانے سے وہ ہکے بکے رہ گئے۔ بولنے لگے: چونکہ ہمارے ہاں پادریوں کو شادی کی اجازت نہیں ہے اس لیے اس نے شادی کے لیے اسلام قبول کیا ہے۔''

(تحفة الأريب فی الرد علیٰ أهل الصليب: ص ٣٧۔٤٨ ملخصا)

اہل کلیسا اور مسیحیوں کے نزدیک بائبل کے ترجمہ میں خیانت، ردوبدل، الفاظ کی تبدیلی، کسی لفظ کا حذف یا اضافہ کوئی برا کام نہیں ہے۔ ان کے ہاں یہ ایک امر مستحب ہے۔ ہمارے اس دعویٰ پہ مختلف زبانوں میں شائع بائبل گواہ ہیں جن کے اقتباسات ہم آئندہ صفحات میں نقل کریں گے۔

آپ اس کتاب ''بائبل میں نقوش محمدی ﷺ'' کی پہلی بشارت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی زبانی ایک نبی کی آمد کی بشارت ملاحظہ فرمائیں گے جنہیں انہوں نے ''شیلوہ'' کے نام سے یاد کیا ہے۔ ہم نے مختلف زبانوں میں شائع تقریباً ایک درجن سے زائد بائبلوں کو دیکھا تو بعض میں لفظ ''شیلوہ'' موجود ہے اور بہتوں سے اڑادیا گیا ہے۔ ذیل میں اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی دلیل

(۱) عیسائی دنیا کی معتبر ترین بائبل کنگ جیمس ورژن (King James Version)

میں نقل یعقوب علیہ السلام کی بشارت میں لفظ ''شیلوہ'' موجود ہے:

The sceptre shall not depart from Judah, nor a lawgiver from between his feet, until Shiloh come; and unto him shall the gathering of the people be."
(Genesis: 49/10, King James Version)

ترجمہ: ''یہوداہ سے سلطنت نہیں چھوٹے گی اور نہ اُس کی نسل سے شرع ساز موقوف ہوگا۔ جب تک شیلوہ نہ آئے، اور قومیں اس کے گرد جمع ہوں گی:''

(۲) دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا (BSI) بنگلور، ہند سے شائع شدہ بائبل کے اردو ترجمہ بنام ''کتاب مقدس'' میں بھی لفظ ''شیلوہ'' موجود ہے:

''یہوداہ سے سلطنت نہیں چھوٹے گی اور نہ اُس کی نسل سے حکومت کا عصا موقوف ہوگا۔ جب تک شیلوہ نہ آئے اور قومیں اس کی مطیع ہوں گی:''

(پیدائش: ۴۹/۱۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

(۳) گائڈینس انٹرنیشنل اِن انڈیا، سکندر آباد، آندھرا پردیش (انڈیا) سے شائع کی گئی نیو کنگ جیمس ورژن New King James Version میں بھی لفظ ''شیلوہ'' موجود ہے:

The sceptre shall not depart from Judah, nor a lawgiver from between his feet, until Shiloh comes; and to him shall be the obedience of the people."
(Genesis: 49/10, NKJV, Pub. by The GI in India, 2009)

ترجمہ: ''جب تک شیلوہ نہ آئے یہوداہ سے سلطنت نہیں چھوٹے گی اور نہ اُس کی نسل سے شرع سازی کا منصب موقوف ہوگا۔ اور قومیں اس (شیلوہ) کی مطیع ہوں گی:''

(۴) ڈراکٹ (امریکہ) سے شائع شدہ عربی بائبل میں معمولی تبدیلی کے ساتھ لفظ ''شیلوہ'' کی جگہ ''شیلون'' موجود ہے:

لا یزول قضیبٌ من یهوذا و مشترع من بین رجلیه حتی یأتی

شیلون و له یکون خضوع شعوب۔

(التکوین: ۴۹/۱۰، ڈراکٹ، امریکہ، سن ۲۰۰۵ء)

ترجمہ: ''یہوداہ سے حکومت کا عصا موقوف نہ ہوگا اور نہ اُس کی نسل سے شرع ساز منقطع ہوگا۔ جب تک کہ شیلون نہ آئے اور قومیں اس کی مطیع ہوں گی۔''

(۵) دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا (BSI) بنگلور، ہند سے شائع انگریزی بائبل (Good News Bible) میں لفظ ''شیلوہ'' کو حذف کر کے مفہوم کو ایسا گھمایا گیا ہے کہ کسی قاری کو اس بات کا گمان بھی نہیں ہوسکتا کہ یہاں سے کوئی لفظ مٹا دیا گیا ہے:

"Judah will hold the royal sceptre and his descendants will always rule. Nations will bring him tribute y and bow in obedience before him."
(Genesis: 49/10, BSI, Bangalore, 2008-2009)

ترجمہ: ''یہوداہ کے پاس طاقت رہے گی اور اس کی نسل ہمیشہ حکمرانی کرے گی۔ قومیں اس کے سامنے سر اطاعت خم کریں گی اور اس کو خراج عقیدت پیش کریں گی۔''

(۶) امریکن بائبل سوسائٹی (ABS) نیویارک امریکہ سے طبع شدہ انگریزی بائبل (Contemporary Bible) میں بھی لفظ ''شیلوہ'' کو حذف کر کے مفہوم کو اس قدر مسخ کر دیا گیا ہے کہ اس کے لیے ''تحریف'' اور ''Fabrication'' (اور ''کلیسا ساز'' ''Church-made'') کے سوا اور کوئی لفظ ڈکشنریوں میں ملنا مشکل ہے:

"You will have power and rule untill nations obey you and come bringing gifts." (Genesis: 49/10, ABS, 1995)

ترجمہ: ''تمہارے پاس طاقت اور حکمرانی رہے گی یہاں تک کہ اقوام تمہاری اطاعت کریں گی اور تمہارے لیے تحفے لائیں گی''۔

جو لوگ انگریزی جانتے ہیں انہیں اس عبارت میں غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ضرور یہاں ''مواصلاتی گھوٹالہ'' ہوا ہے۔ ''Untill'' (یعنی یہاں تک کہ) کا مابعد اس

کے ماقبل سے کچھ نہ کچھ مختلف ہوتا ہے مگر یہاں دونوں سو فیصد موافق ہیں جو ہمیں قرآن پاک کی درج ذیل آیت کریمہ یاد دلاتے ہیں:

"إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا أَنزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهِ ثَمَناً قَلِيْلاً أُولٰـئِكَ مَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ o"۔

"بے شک جو لوگ اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب (توریت و انجیل سے حق باتوں کو ان پڑھ لوگوں) سے چھپاتے ہیں اور اُن (آیتوں) کے بدلے تھوڑی پونجی خریدتے ہیں وہ لوگ اپنے پیٹ میں آگ (کا انگارہ) کھاتے ہیں۔ اللہ قیامت میں ان لوگوں سے بات نہیں کریگا اور نہ ہی انہیں ستھرا بنائے گا۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہے"۔ (سورة البقرة: ١٧٤)

(۷) دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا (BSI) بنگلور، ہند سے ہی ۲۰۱۰ء میں ہندی زبان میں شائع کی گئی بائبل میں بھی لفظ "شیلو" موجود ہے:

10 "जब तक शीलो न आए तब तक न तो यहूदा से राजदण्ड छूटेगा, न उसके वंश से* व्यवस्था देने वाला अलग होगा; और राज्य राज्य के लोग उसके अधीन हो जाएँगे।"

ترجمہ: "جب تک شیلو نہ آئے تب تک یہوداہ سے نہ تو عصائے حکومت چھوٹے گا اور نہ ہی اس کی نسل سے حکمراں الگ ہوں گے۔ اور مملکتوں کے لوگ اس کے ماتحت ہو جائیں گے۔"

(۸) جیولنگ ریسورس کنسلٹنٹس، ورجینیا، امریکہ سے شائع اردو جیو ورژن (UGV) بائبل سے لفظ "شیلوہ" کو حذف کر دیا گیا ہے تاہم اس سے مفہوم پہ زیادہ فرق نہیں پڑتا ہے۔ مکمل عبارت ملاحظہ ہو:

''شاہی عصا یہوداہ سے دور نہیں ہوگا بلکہ شاہی اختیار اس وقت تک اُس کے پاس رہے گا جب تک کہ وہ حاکم نہ آئے جس کے تابع قومیں رہیں گی۔''

(پیدائش: ۴۹/۱۰، سن ۲۰۱۰ء)

(۹) اور انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی امریکہ کی جانب سے طبع شدہ New Urdu Bible Version میں بھی لفظ ''شیلو'' برقرار ہے۔

''جب تک شیلو نہیں آجاتا، اور تمام قومیں اس کی مطیع نہیں ہو جاتیں، تب تک یہوداہ کے ہاتھ سے نہ ہی بادشاہی جائے گی، نہ ہی اس کی نسل سے عصائے حکومت موقوف ہوگا۔''

(پیدائش: ۴۹/۱۰، مطبوعہ انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی امریکہ، سن ۲۰۰۵ء)

(۱۰) انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی (IBS) امریکہ سے فارسی زبان میں شائع کی گئی بائبل میں بھی لفظ ''شیلو'' موجود ہے:

''عصائے سلطنت از یہوداہ دور نخواہد شد تا شیلو کہ ہمہ قومہا اُو را اِطاعت می کنند، بیاید۔''

(پیدائش: ۴۹/۱۰)

ترجمہ: ''یہوداہ سے عصائے حکومت اس وقت تک دور نہیں ہوگا جب تک کہ شیلو جس کی تمام اقوام اطاعت کریں گی، نہیں آجاتا۔''

(۱۱) ورلڈ بائبل ٹرانسلیشن سینٹر (WBTC) سے ملیالم زبان میں شائع بائبل سے بھی لفظ ''شیلوہ'' حذف ہے:

10യെഹൂദയുടെ കുടുംബക്കാർ രാജാക്കന്മാരാകും. യഥാർത്ഥരാജാവ് വരും വരെ അധികാരചിഹ്നം അവന്റെ കുടുംബക്കാരിൽനിന്ന് പോകില്ല. അപ്പോൾ അനേകം പേർ അവനെ അനുസരിക്കുകയും സേവിക്കുകയും ചെയ്യും.

ترجمہ: ''یہوداہ کے رشتہ دار سے حکمراں ہوں گے اور اس کی نسل سے نشانِ حکومت اس وقت تک دور نہیں ہوگا جب تک کہ حقیقی حکمراں نہ آجائے؛ تب بہت سے لوگ اس کا حکم مانیں گے اور اُس کی خدمت کریں گے۔''

(۱۲) ورلڈ بائبل ٹرانسلیشن سینٹر (WBTC) امریکہ سے مراٹھی زبان میں شائع کی گئی بائبل سے بھی لفظ ''شیلوہ'' مٹا ہوا ہے۔ البتہ اس میں مفہوم کو اس اندازِ دلربانہ سے گھمایا گیا ہے کہ ''گھوٹالہ'' کا سراغ بھی دوسرے ایڈیشنوں کو دیکھے بغیر نہیں ملے گا۔ مکمل پیراگراف باصرہ نواز ہو:

यहूदा

[8]यहूदा, तुझे भाऊ तुझी स्तुती करतील; तू तुझ्या शत्रूचा पराभव करशील; तुझे भाऊ तुला लवून नमन करतील

[9]यहूदा, तू आपली शिकार मारलेल्या सिंहासारखा आहेस, माझ्या मुला, आपल्या शिकारीचा पशू मारून त्यावर उभा असलेल्या सिंहासारखा तू आहेस.
यहूदा विसावा घेणाऱ्या सिंहासारखा आहे
आणि त्याला त्रास देण्याइतका शूर दुसरा कोणीही नाही.

[10]यहूदाचे कुटुंबीय राजे होतील
आणि योग्य राजा येईपर्यंत त्याच्या कुळातील राजवंश संपणार नाही. मग बहुतेक लोक त्याच्या आज्ञेत राहतील व त्याची सेवा करतील.

ترجمہ: ''یہوداہ! تمہارے بھائی تمہاری تعریف کریں گے؛ تم اپنے دشمنوں کو ہراؤ گے، تمہارے بھائی تمہیں سلام کریں گے۔ یہوداہ! تم شیر ہو؛ تم شیر کی طرح ہو۔ تم کو تکلیف دینے والا کوئی نہیں ہے۔ یہوداہ کے پریوار سے بادشاہ ہوں گے اور یہوداہ راجہ بنے گا تبھی سب لوگ اُنکی خدمت کریں گے۔''

(۱۳) اسی طرح ورلڈ بائبل ٹرانسلیشن سینٹر (WBTC) امریکہ سے شائع ہندی بائبل میں بھی لفظ ''شیلوہ'' مٹا ہوا ہے:

8 "यहूदा, तुम्हारे भाई तुम्हारी प्रशंसा करेंगे। तुम अपने शत्रुओं को हराओगे। तुम्हारे भाई तुम्हारे सामने झुकेंगे। 9 यहूदा उस शेर की तरह है जिसने किसी जानवर को मारा हो। हे मेरे पुत्र, तुम अपने शिकार पर खड़े शेर के समान हो जो आराम के लिये लेटता है और कोई इतना बहादुर नही के उसे छेड़ दे। 10 यहूदा के परिवार के व्यक्ति राजा होंगे। उसके परिवार का राज-चिन्ह उसके परिवार से वास्तविक शासक के आने से पहले समाप्त नही होगा। तब अनेकों लोग उसका आदेश मानेंगे और सेवा करेंगे।"

ترجمہ: ''یہوداہ! تمہارے بھائی تمہاری تعریف کریں گے؛ تم اپنے دشمنوں کو ہراؤ گے؛ تمہارے بھائی تمہارے سامنے جھکیں گے۔ یہوداہ اُس شیر کی طرح ہے جس نے کسی جانور کو مارا ہو، اے میرے بیٹے! تم اپنے شکار پہ کھڑے شیر کی طرح ہو، جو آرام کرنے کے۔لیے لوٹتا ہے اور کوئی اتنا بہادر نہیں کہ اُسے چھیڑے۔ یہوداہ کی نسل سے ہی بادشاہ ہوں گے اور اس کی نسل سے عصائے حکومت اس وقت تک دور نہیں ہوگا جب تک کہ اسی کی نسل سے حقیقی حکمراں نہ آجائے؛ تب بہت سے لوگ اس کا حکم مانیں گے اور اُس کی خدمت کریں گے۔''

اس ترجمہ کے خط کشیدہ جملوں میں جو تعارض ہے وہ کسی پر بھی مخفی نہیں رہ سکتا ہے۔جب حقیقی راجا اسی کی نسل سے ہوگا تو پھر اس کی نسل سے سلطنت ختم کیسے ہوگی......؟؟

دیکھا آپ نے! بائبل میں لفظ''شیلوہ'' بطور نام ہے مگر کثیر مسیحی مترجمین اور ذمہ داران چرچ نے اس لفظ کا بھی ترجمہ کردیا اور بعض نے اس قدر خیانت سے کام لیا کہ ان کی بائبلوں کو دیکھنے کے بعد لفظ''شیلوہ'' کا کوئی گمان بھی قاری پر نہیں گذر سکتا ہے۔

دوسری دلیل

بائبل کے مترجمین کی انوکھی ترجمہ نگاری اور ان کی تحریف پہ ہماری دوسری دلیل بھی ملاحظہ فرمائیں۔ کنگ جیمس ورژن بائبل میں پیغمبر اسلام ﷺ سے متعلق ایک بشارت ان الفاظ میں مذکور ہے:

"The LORD came from Sinai, and rose up from Seir unto them; he shined forth from mount Paran, and he came with ten thousands of saints: from his right hand went a fiery law for them. Yea, he loved the people; all his saints are in thy hand: and they sat down at thy feet; every one shall receive of thy words." (Deuteronomy: 33/2-3, King James Version)

اس اقتباس کا ترجمہ بائبل سوسائٹی ہند سے شائع اردو بائبل میں درج ذیل عبارت میں ہے:

''خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر آشکارا ہوا۔ وہ کوہِ فاران سے جلوہ گر ہوا اور لاکھوں قدوسیوں میں سے آیا۔ اُسکے دہنے ہاتھ پر اُنکے لئے آتشی شریعت تھی۔ وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے۔ اُسکے سب مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے گا۔ ایک ایک تیری باتوں سے مستفیض ہوگا۔'' (استثنا: ۳۳/۲۔۳، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

کنگ جیمس ورژن بائبل میں موجود ''Ten thousands'' کا ترجمہ اس ہندوستانی اردو بائبل میں ''لاکھوں'' سے کیا گیا ہے جو اہل علم کے لیے مسکراہٹ کا باعث بنے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔

ورلڈ بائبل ٹرانسلیشن سینٹر (WBTC) امریکہ کی جانب سے عربی زبان میں شائع کی گئی بائبل میں ''عشرات الألوف'' یعنی ''دسیوں ہزار'' کا جملہ ہے:

"اَتـی اللّٰهُ مِنْ سِیْنَاءَ، وَ أشْرَق عَلَینَا کَالشَّمْسِ مِنْ سَعِیْرَ، اَشْرَق

مِنُ جَبَلِ فَارَانَ، وَ مَعَهُ عَشَرَاتُ الْاُلُوفِ مِنُ قِدِّيسِيهِ، وَ جُنُودُهُ الْاَقْوِيَاءُ عَنُ يَمِينِهِ، حَقًّا قَدُ اَحُبَبُتَ الشُّعُوبَ، وَ جَمِيعُ اَبُنَائِهِمُ الْمُقَدَّسِينَ فِي يَدِكَ، يُنُحُونَ عِنُدَ قَدَمَيُكَ، وَ يُصُغُونَ اِلٰى كَلَامِكَ"۔
(الاستثناء: ۳۳/۲۔۳)

ترجمہ: ''خداوند سینا سے آیا، اور ہم پر سورج کی مانند سعیر سے طلوع ہوا اور جبل فاران سے روشن ہوا۔ اس کے ساتھ دسیوں ہزار اس کے مقدس افراد ہیں۔ اس کی دائیں جانب اس کا مضبوط لشکر ہے۔ صحیح ہے کہ تو نے قوموں سے محبت رکھی، اُن کے تمام نیک لڑکے تیرے ہاتھ میں ہیں، وہ تیرے قدموں میں جھکتے ہیں اور تیری باتوں کو کان لگا کر سنتے ہیں''۔

اس ترجمہ میں "کالشمس "یعنی سورج کی طرح (like a sun) کا اضافہ ہے جو اوپر نقل کیے گئے دونوں ترجموں اور بہت سے دیگر تراجم (جن کے پیرا گراف آئندہ سطور میں نقل کیے جائیں گے) میں نہیں ملتا ہے۔

اس پر کوئی بھی انصاف پسند محقق مسیحیوں سے یہ سوال پوچھنے کا حق رکھتا ہے کہ لفظ "کالشمس" اس توریت کا حصہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پہ اتاری گئی تھی یا نہیں......؟؟؟

اگر وہ توریت کا آسمانی لفظ ہے تو دیگر تراجم میں سے اسے کیوں حذف کر دیا گیا ہے......؟؟؟ اور اس کے اسباب کیا ہیں......؟؟؟

اور اگر وہ لفظ آسمان سے نازل ہونے والی توریت کا جز نہیں ہے تو پھر اُسے کیوں شاملِ متن کیا گیا......؟؟؟ اور اس کے محرکات کیا ہیں......؟؟؟

مزید برآں اس نسخے میں ''from his right hand went a fiery law for them'' (اُسکے دہنے ہاتھ پر اُنکے لئے آتشی شریعت تھی) کا ترجمہ نہیں کیا گیا ہے اور اس جملے کو مکمل طور پر حذف کر دیا گیا ہے۔ اب اس جملے کو حذف کرنا مناسب اور وحی کے

مطابق ہے......؟؟یا اس کو باقی رکھنا......؟؟اس سوال کا جواب بھی مسیحیوں کے سر ہے۔

آپ جس صورت کو بھی اختیار کریں بہر حال اہل انصاف کا یہ دعویٰ قبول کرنا اور ماننا ہوگا کہ بائبل میں شامل کتب انبیا آسمان سے جس طرح اتری تھیں وہ آج اسی شکل میں موجود نہیں ہیں۔

انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی امریکہ کی زیر سرپرستی شائع کی گئی فارسی بائبل میں ''دہ ہا ہزار''یعنی ''دسیوں ہزار'' کا لفظ ہے۔مکمل عبارت زیب باصرہ ہو:

''خداوند از کوہ سینا آمد، واز کوہ سعیر طلوع کرد، واز کوہ فاران درخشید، دہ ہا ہزار فرشتہ ہمراہ او بودند، وآتشی مشعل در دست راست او''۔ (استثنا:۳۳/۲۔۳)

ترجمہ:''خداوند جبل سینا سے آیا، سعیر کی پہاڑی سے طلوع ہوا اور فاران سے چمکا؛ اس کے ساتھ دسیوں ہزار فرشتے ہیں اور آتشی مشعل اس کے دائیں ہاتھ میں ہے''۔

ذرا امریکن بائبل سوسائٹی ABS نیویارک والوں کی بائبل کو بھی دیکھ لیں۔ انہوں نے تمام اختلافات میں جمع کی صورت پیدا کرنے کی کوشش کر کے ایک نئی مشکل کھڑی کردی ہے۔اس میں مندرجہ ذیل جملے ہیں:

"The Lord came from Mount Sinai. Fron Edom, he gave light to his people, and his glory was shining from Mount Paran. Thousnads of his warriors were with him, and fire was at his right hand. f The Lord loves the tribes of Israel, g and he protects his people. They listen to his words and worship at his feet."

(Deuteronomy: 33/2-3, Pub. by ABS, New York, 1995)

ترجمہ:''خداوند اَدوم کی طرف سے سینائی پہاڑ سے آیا، اُس نے اپنے لوگوں کو روشنی دی، اُسکی حمد کوہ فاران سے چمک رہی تھی، اُسکے ہزاروں جنگجو اُس کے

ساتھ تھے اور اُس کے دائیں ہاتھ پر آگ تھی: خداوند اسرائیل کے قبیلوں سے محبت کرتا اور اپنے لوگوں کی حفاظت کرتا ہے، وہ اُسکی باتوں کو سنتے ہیں اور اُسکے پاؤں پر عبادت کرتے ہیں:"

اس اقتباس کی آیت نمبر ۳۲ کے اخیر میں f لگا کر "Thousands" اور "Right Hand" کے بارے میں مترجم نے یہ حاشیہ لگایا ہے:

"One possible meaning for the difficult Hebrew text"

"مشکل عبرانی عبارت کا ایک ممکن مفہوم"۔

پھر آیت نمبر ۳۳ کے "tribes of Israel" پہ g لگا کر درج ذیل حاشیہ چڑھایا گیا ہے:

"tribes of Israel: or "the nations"

"اسرائیلی قبیلے: یا "اقوام"۔

ہم اس پر زیادہ تبصرہ نہ کر کے صرف اتنا کہنا چاہیں گے کہ آپ اس اقتباس کو دِگر بائبلوں کی عبارتوں سے ملالیں زمین و آسمان میں جو دوری ہے شاید اس سے بھی زیادہ دوری آپ کو ان کے الفاظ و مفہوم میں نظر آئے گی۔ اگر ایک انسانی تصنیف کے مختلف ایڈیشنوں میں اس طرح کا فرق ہو تو کسی سچے مذہب کے ایمان وعقیدے پہ قیامت نہیں آئے گی لیکن خدا کا کلام اس طرح کی خامیوں سے پُر ہو تو پھر ایسے خدا کی خدائی پہ شک کرنے والے یا درمیانی سفیروں کو ملامت کرنے والوں کو برا بھلا نہیں کہا جا سکتا ہے۔

بائبل سوسائٹی ہند سے شائع انگریزی بائبل (Good News Bible) میں "Ten thousand" یعنی "دس ہزار" ہے:

"The Lord came from Mount Sinai; he rose like the sun over Edom, and shone on his peopole from Mount Paran. Ten thousnad Angles were with him, a flaming fire at his right hand. e The Lord loves his

people f and protects those who belong to him. So we bow at g his feet and obey his commands."
(Deuteronomy: 33/2-3, Pub. by BSI, Bangalore, 2008)

ترجمہ: ''خداوند سینا پہاڑ سے آیا، وہ ادوم پر سورج کی مانند آشکارا ہوا، اور اپنے لوگوں پر فاران کی پہاڑی سے بلند ہوا۔ اس کے ساتھ دس ہزار فرشتے ہیں۔ ایک آتشی مشعل اس کے دائیں ہاتھ پر ہے۔ خداوند اپنے لوگوں سے محبت کرتا ہے اور جو اس سے تعلق رکھتے ہیں وہ اُنکی حفاظت کرتا ہے۔ اسی لیے ہم اس کے قدموں پر جھکتے ہیں۔''

امریکی مترجمین کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے بائبل سوسائٹی ہند کے مترجمین نے بھی حاشیہ آرائی سے کام لیا ہے۔ ذرا ان کے حاشیوں کو بھی دیکھ لیں:

"*e probable text:* Ten thousand.........right hand: Hebrew unclear;"

''قرین قیاس عبارت دس ہزار ہے...... دایاں ہاتھ: یہاں پر عبرانی عبارت واضح نہیں ہے۔''

"g probable text: bow at; hebrew unclear."

''قرین قیاس لفظ جھکنا ہے، عبرانی عبارت غیر واضح ہے۔''

بلفظ دِگر عیسائی مترجمین اور مسیحی ارباب بست وکشا چرچ کے منتظمین دبے لفظوں یہ اعتراف کر رہے ہیں کہ ہماری مذہبی کتاب مقدس ''بائبل'' اس قدر خالص دودھ کی دھلی ہوئی نہیں ہے جتنا انہوں نے مشہور کر رکھا ہے۔ بائبل سوسائٹی ہند اور بائبل سوسائٹی امریکہ دونوں کے حاشیوں سے یہ بات واشگاف ہوتی ہے کہ کسی بھی کتاب کے ''غیر مشکوک'' اور ''حد درجہ قابل یقین'' ہونے کے لیے اس کے اصل متن کا جس قدر واضح اور مشہور ہونا ضروری ہے، بائبل کا اصل متن اتنا مشہور ومعروف اور واضح نہیں ہے ورنہ براعظم امریکہ سے لے کر براعظم ایشیا تک کے مسیحیوں کو ''Hebrew unclear'' (عبرانی عبارت

واضح نہیں ہے) Probable Text (قرین قیاس عبارت) اور" One possible meaning for the difficult Hebrew text" (مشکل عبرانی عبارت کا ایک ممکن مفہوم) کہنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

ورلڈ بائبل ٹرانسلیشن سینٹر امریکہ کی جانب سے انگریزی زبان میں شائع کی گئی بائبل میں تو لفظوں میں نہ لکھ کر، عدد (Number) میں لکھ کر ظاہر کر دیا گیا ہے کہ دراصل وہ دس ہزار ہی ہے:

"The Lord came from Sinai, like a light shining at dawn over Seir, like a light shining from Mount Paran. He came with 10,000 holy ones. *a* **God's mighty soldiers were by his side.** *b* **Yes, the Lord loves his people. All his holy people are in his hand. They sit at his feet and learn his teachings!"**

(Deuteronomy: 33/2-3)

ترجمہ: "خداوند سینا سے آیا، وہ شعیر پر طلوع فجر کی طرح چمکا، روشنی کی طرح چمکتا ہوا کوہ فاران سے آیا؛ وہ دس ہزار مقدسوں کے ساتھ آیا۔ خدا کی مقدس فوج اس کی حمایت میں تھی۔ یقیناً خداوند اپنے لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ اس کے مقدس لوگ اس کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ اس کے قدموں پہ بیٹھتے اور اس کی تعلیمات کو لیتے ہیں"۔

ترجمہ نگاری کی خامیوں سے قطع نظر اس عبارت نے تو بالکل صاف کر دیا کہ صرف دس ہزار ہی مراد ہے۔ الفاظ میں نہ لکھ کر مترجم نے عدد میں لکھ کر واضح کر دیا کہ کنگ جیمس ورژن میں موجود "Ten Thousands" کا صحیح ترجمہ "دس ہزار" ہی ہے۔

ورلڈ بائبل ٹرانسلیشن سینٹر کی جانب سے اردو زبان میں شائع کی گئی بائبل کا ترجمہ دیکھ کر تو آپ دنگ رہ جائیں گے:

"خداوند سینائی سے ان لوگوں پر شعیر سے چمکتی ہوئی روشنی کی طرح، فاران پہاڑ

سے چمکتی ہوئی روشنی کی طرح اور انگنت فرشتوں کے ساتھ اور اپنے بغل میں لئے
ہوئے زور آور سپاہیوں کے ساتھ آیا۔ ہاں خداوند لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ سبھی
پاک بندے اس کے ہاتھوں میں ہیں اور چلتے ہیں اس کی تعلیمات پر۔"
(استثنا:۳۳/۲۔۳)

اور اسی طرح انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی امریکہ کے زیر اہتمام طبع شدہ اردو بائبل کا
حال ہے۔اس کے مترجمین کا انوکھا اور بے مثال ترجمہ بھی ملاحظہ فرمالیں:

"خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر ظاہر ہوا؛ اور کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا۔ وہ
جنوب سے اپنی پہاڑی ڈھلانوں میں سے لاتعداد مقدسوں کے ساتھ آیا۔ بے
شک وہ تو ہی ہے جو لوگوں سے محبت رکھتا ہے؛ سب مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں
ہیں۔ وہ تیرے قدموں میں سر جھکاتے ہیں، اور ہدایت پاتے ہیں۔"
(استثنا:۳۳/۲۔۳، مطبوعہ انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی امریکہ، سن ۲۰۰۵ء)

ان دونوں بائبلوں کے مترجمین نے "Ten Thousands" کا ترجمہ
"انگنت" اور "لاتعداد" کیا ہے۔ جب "Ten Thousands" کا ترجمہ "انگنت" اور
"لاتعداد" ہے تو پھر Million، Billion کا ترجمہ کیا ہوگا......؟؟ اور پھر "Unlimited"
اور "Countless" کا ترجمہ یہ مترجمین اور مسیحی اسکالرز کیا لکھیں گے......؟؟

مزید برآں آپ ان دونوں ترجموں کو دیگر تراجم سے ملا کر دیکھیں تو اندازہ ہوگا
کہ امریکہ والوں نے حساب کتاب میں کس قدر خیانت سے کام لیا ہے۔ آتشی مشعل اور
دست راست (دائیں ہاتھ) کا ان مترجمین نے کوئی ذکر ہی نہیں کیا ہے۔ اور کیا پتہ
انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی کے ذمہ داران "کس پہاڑ کی ڈھلان سے پھسلے ہیں" کہ انہوں
نے اپنی بائبل میں "وہ جنوب سے اپنی پہاڑی ڈھلانوں" کے الفاظ کا اضافہ کردیا۔

ورلڈ بائبل ٹرانسلیشن کی زیر سرپرستی ہندی زبان میں شائع کی گئی بائبل میں بھی

دس ہزار کا ہی لفظ ہے:

"परमेश्वर सीनै से आया, यहोवा सेईर पर प्रात: कालीन प्राकाश-सा था। वह पारान पर्वत से ज्योतित प्रकाश-सम था। यहोवा दस सहस्त्र पवित्र लोगों (स्वर्गदूतों) के साथ आया। उसकी दांयी ओर बलिष्ठ सैनिक थे।"

(व्यवस्था विवरन :33/2-3)

ترجمہ: ''خداوند سینا سے آیا، وہ شعیر پر طلوع فجر کی طرح چمکا، روشنی کی طرح چمکتا ہوا کوہ فاران سے آیا: وہ دس ہزار مقدسوں (جنتی سفیروں) کے ساتھ آیا۔ اس کے دائیں مضبوط فوج تھی۔''

تیسری دلیل

مسیحی اسکالرز، مترجمین اور اہل کلیسا کی تحریف بائبل پہ ایک مزید دلیل ملاحظہ فرمائیں۔

"And Enoch also, the seventh from Adam, prophesied of these, saying, Behold, the Lord cometh with ten thousands of his saints, To execute judgment upon all, and to convince all that are ungodly among them of all their ungodly deeds which they have ungodly committed, and of all their hard speeches which ungodly sinners have spoken against him."

(Jude:1/14-15, King James Version)

اس اقتباس کا ترجمہ بائبل سوسائٹی ہند سے طبع شدہ اردو بائبل میں درج ذیل جملوں میں کیا گیا ہے:

''ان کے بارے میں حنوک نے بھی جو آدم سے ساتویں پُشت میں تھا یہ پیشن گوئی کی تھی کہ دیکھو۔ خداوند اپنے لاکھوں مقدسوں کے ساتھ آیا: تا کہ سب آدمی کا انصاف کرے اور سب بیدینوں کو ان کی بیدینی کے اُن سب کاموں کے سبب

سے جو بیدین گنہگاروں نے اُسکی مخالفت میں کہی ہیں قصوروار ٹھہرائے۔"

(یہوداہ:۱/۱۴۔۱۵،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند،سن ۲۰۰۹ء)

اس بشارت میں" the Lord cometh with ten thousands of his saints" اور"خداوند اپنے لاکھوں مقدسوں کے ساتھ آیا" میں جو 'ظرافت' ہے وہ اہل علم پر مخفی نہیں ہے۔'Ten Thousands' کا ترجمہ 'لاکھوں' سے کیا گیا ہے اور دونوں کے درمیان جو فرق ہے وہ محتاج بیاں نہیں۔

اور اسی بائبل سوسائٹی ہند سے انگریزی میں شائع Good News Bible میں" many thousands" یعنی "کئی ہزار" کا ذکر ہے:

"It was enoch, the seventh direct descendant from Adam, who long ago prophesied this about them: "The Lord will come with many thousands of his holy angles to bring judgement on all, to condemn them all for the godless deeds they have performed and for all the terrible words that godless sinners have spoken against them." (Jude: 1/14-15, BSI, India, 2008)

ترجمہ: "براہ راست آدم کی ساتویں نسل کے حنوک نے اُنکے بارے میں یہ پیشن گوئی کی ہے کہ خداوند اپنے کئی ہزار فرشتوں کے ساتھ آئے گا۔تا کہ سب کا انصاف کرے۔تمام بیدینوں کو ان کے بیدینی کے کاموں کے سبب مجرم ٹھہرائے اور جنہوں نے اُس کے خلاف سخت باتیں کی ہیں اُنہیں سزا سنائے۔"

انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی امریکہ سے شائع کی گئی اردو بائبل میں بھی "لاکھوں" کا لفظ ہے:

"حنوک نے بھی جو آدم سے ساتویں پُشت میں تھا'اُن کے بارے میں پیشنگوئی کی تھی کہ دیکھو!خداوند اپنے لاکھوں مقدسوں کے ساتھ آتا ہے۔تا کہ سب لوگوں کا انصاف کرے اور سارے بیدینوں کو سزا کا حکم دے،اس لیے کہ اُنہوں نے

بیدینی سے مجبور ہوکر بہت سے بیدینی کے کام کیے ہیں اور خداوند بے دین گنہگاروں کو بھی سزا کا حکم دے گا۔ کیونکہ اُنہوں نے اُس کے خلاف بڑی سخت باتیں کہی ہیں:"

(یہوداہ:۱/ ۱۴۔۱۵، مطبوعہ انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی امریکہ، سن ۲۰۰۵ء)

اور جیولنگ ریسورس کنسلٹنٹس، ورجینیا، امریکہ سے طبع شدہ اردو بائبل کے مترجمین نے تو حد کر دی۔ انہوں نے "Ten thousands of his saints" کا ترجمہ "خداوند اپنے بے شمار مقدس فرشتوں" تحریر کیا ہے۔ مکمل پیراگراف ملاحظہ ہو:

"آدم کے بعد ساتویں آدمی حنوک نے ان لوگوں کے بارے میں یہ پیشن گوئی کی، "دیکھو، خداوند اپنے بے شمار مقدس فرشتوں کے ساتھ سب کی عدالت کرنے آئے گا۔ وہ اُنہیں ان تمام بے دین حرکتوں کے سبب مجرم ٹھہرائے گا جو اُن سے سرزد ہوئی ہیں اور اُن تمام سخت باتوں کی وجہ سے جو بے دین گنہگاروں نے اُس کے خلاف کی ہیں۔"

(یہوداہ:۱/ ۱۴۔۱۵، سن ۲۰۱۰ء)

کیا پتہ کس بے خودی میں اس انوکھی ترجمہ نگاری کا کام انجام دیا گیا ہے۔ بائبل سوسائٹی ہند کی انگریزی بائبل میں "Many thousands" یعنی "کئی ہزار" اور اُس کی اردو بائبل میں "لاکھوں" لکھا ہوا ہے۔ کنگ جیمس ورژن میں "Ten thousands" کا لفظ ہے جب کہ جیولنگ ریسورس کنسلٹنٹس امریکہ والوں نے سبھوں کو پچھاڑتے ہوئے لفظ "بے شمار" لکھ مارا ہے۔ ایسی بے خودی کو کیا نام دیا جائے......؟؟؟

چوتھی دلیل

موسیٰ علیہ السلام کی وفات اور ان کے مدفن سے متعلق کنگ جیمس ورژن بائبل میں درج ذیل پیراگراف ملتا ہے:

"So Moses the servant of the LORD died there in the land of Moab, according to the word of the LORD."

(Deuteronomy: 34/5, King James Version)

بائبل سوسائٹی ہند کے اردو ایڈیشن میں اس کا ترجمہ درج ذیل جملوں میں لکھا ہوا ہے:

''پس خداوند کے بندہ موسیٰ نے خداوند کے کہے کے موافق وہیں موآب کے ملک میں وفات پائی۔'' (استثنا: ۵/۳۴، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

جب کہ انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی امریکہ سے ۲۰۰۵ء میں شائع شدہ نیو اردو بائبل ورژن (NUBV) میں لفظ ''بندہ'' کی جگہ ''خادم'' موجود ہے:

''اور خداوند کے کہنے کے مطابق خداوند کے خادم موسیٰ نے وہاں موآب میں وفات پائی۔'' (استثنا: ۵/۳۴، مطبوعہ انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی، امریکہ، سن ۲۰۰۵ء)

''خادم'' اور ''بندہ'' کے درمیان جو لطیف اور جوہری فرق ہے اس کا لحاظ کم از کم ''خدا'' کے کلام میں ضرور ہونا چاہیے تھا۔ مگر کیا کیجیے گا سب کچھ الہامی ہے۔

پانچویں دلیل

بائبل کے ''حد درجہ معتبر'' نہ ہونے اور ''تحریف سے آلودہ'' ہونے پر ایک مزید دلیل ملاحظہ فرمائیں۔ کنگ جیمس ورژن بائبل میں فرعون سے موسیٰ علیہ السلام کا ایک وعدہ درج ذیل الفاظ میں موجود ہے:

"And the frogs shall depart from thee, and from thy houses, and from thy servants, and from thy people; they shall remain in the river only."

(Exodus: 8/11, King James Version

ترجمہ: ''اور مینڈک تجھ سے، تیرے گھروں سے، تیرے نوکروں سے اور تیرے لوگوں سے دور ہو جائیں گے اور وہ صرف ندی میں رہیں گے۔''

اس کا ترجمہ انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی IBS امریکہ کی جانب سے شائع کی گئی اردو بائبل میں ان الفاظ میں مرقوم ہے، جس میں ''نیل'' کا ذکر زائد ہے:

''اور مینڈک تجھے، تیرے گھروں کو، تیرے اہلکاروں اور تیری رعایا کو چھوڑ کر چلے جائیں گے اور وہ صرف دریائے نیل میں رہیں گے۔''

(خروج:۸/۱۱،مطبوعہ انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی، امریکہ، سن ۲۰۰۵ء)

جبکہ کنگ جیمس ورژن کی طرح BSI بنگلور سے شائع شدہ اردو بائبل سے بھی لفظ ''نیل'' غائب ہے:

''اور مینڈک تجھ سے اور تیرے گھروں سے اور تیرے نوکروں سے اور تیری رعیت سے دور ہو کر دریا میں ہی رہیں گے۔''

(خروج:۸/۱۱،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس اقتباس اور مندرجہ بالا دونوں ترجموں میں کم از کم دو تعارضات ہیں:

الف:۔ کنگ جیمس ورژن میں ''Servants'' ہے جس کا ترجمہ ''نوکروں'' بالکل پرفیکٹ ہے مگر انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی امریکہ کا لفظ ''اہلکار'' لفظ ''نوکروں'' کا مکمل مترادف نہیں ہے۔

ب:۔ انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی امریکہ کی اردو بائبل میں ''دریائے نیل'' ہے جبکہ کنگ جیمس ورژن اور BSI بنگلور سے شائع اردو بائبل سے ''نیل'' کا ذکر غائب ہے۔

اب اس سوال کا جواب ہمارے سر نہیں ہے کہ ''نیل'' کا ''اضافہ'' خدائی الہام ہے یا لفظ ''نیل'' کا ''گھوٹالہ'' آسمانی حکم ہے......؟؟؟

ہمیں کون اعلیٰ دماغ مغربی یہ بتائے گا کہ لفظ ''نوکروں'' آسمان سے اتارا ہوا ہے یا لفظ ''اہلکار''......؟؟؟

کوئی عقلمند قرآن پر یہ اعتراض نہ کر بیٹھے کہ اس میں بھی اس طرح کا فرق پایا جاتا ہے۔ کہیں کسی کو ایک لفظ سے یاد کیا جاتا ہے تو دوسرے مقام پہ اسی کو دوسرے لفظ سے ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مقامات کے اختلاف کی صورت میں اعتراض کی گنجائش

نہیں ہے کیونکہ قرآن نے اگر کسی کو متعدد الفاظ میں متعدد مقامات پہ ذکر کیا ہے تو وہ تمام الفاظ اس پر مکمل فٹ بیٹھتے ہیں۔ مثلاً پیغمبر اسلام محمد ﷺ کو کہیں ''رسول'' کے لقب سے یاد کیا گیا ہے تو کہیں ''نبی'' کا خطاب دیا گیا ہے، تو کہیں ''عَبْــدِہٖ'' کہا گیا ہے اور یہ تمام صفات محمدی ﷺ ہیں۔ جبکہ بائبل کی درج بالا صورت حال مختلف ہے، مسیحیوں کا دعویٰ ہے کہ اس کا لفظ لفظ منزل من اللہ اور آسمانی ہے۔ اور پھر مختلف بائبلوں میں ایک ہی مقام پہ متعدد الفاظ و جملے مستعمل ہیں جو قطعاً اس دعویٰ کے شایان شان نہیں ہے کہ بائبل دنیا کی سب سے معتبر مذہبی کتاب ہے۔ اس کے برخلاف قرآن حکیم دنیا کے کسی بھی گوشے سے حاصل کریں اس کے متن میں کوئی اختلاف نہیں ملے گا۔

چھٹی دلیل

بائبل کے ''حد درجہ معتبر'' اور ''ناقابل شک'' ہونے کے مسیحی عقیدے کو کنگ جیمس ورژن بائبل اور بائبل سوسائٹی ہند کی اردو بائبل کے مندرجہ ذیل دونوں اقتباسات ناقابل تلافی نقصان پہنچاتے ہیں۔ پہلے کنگ جیمس ورژن کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"Then shall the kingdom of heaven be likened unto ten virgins, which took their lamps, and went forth to meet the bridegroom. And five of them were wise, and five were foolish. They that were foolish took their lamps, and took no oil with them: But the wise took oil in their vessels with their lamps. While the bridegroom tarried, they all slumbered and slept. And at midnight there was a cry made, Behold, the bridegroom cometh; go ye out to meet him. Then all those virgins arose, and trimmed their lamps. And the foolish said unto the wise, Give us of your oil; for our lamps are gone out. But the wise answered, saying, Not so; lest there be not enough for us and you: but go ye rather to them that sell, and buy for yourselves. And while they went to buy, the bridegroom came; and they that were ready went in with him to the

marriage: and the door was shut. Afterward came also the other virgins, saying, Lord, Lord, open to us. But he answered and said, Verily I say unto you, I know you not. Watch therefore, for ye know neither the day nor the hour wherein the Son of man cometh." (Matthew: 25/1-13, King James Version)

اس کا ترجمہ بائبل سوسائٹی ہند کی جانب سے اردو زبان میں شائع کی گئی بائبل بنام ''کتاب مقدس'' میں درج ذیل الفاظ میں مسطور ہے:

''اس وقت آسمان کی بادشاہی ان دس کنواریوں کی مانند ہوگی جو اپنی مشعلیں لیکر دولہا کے استقبال کو نکلیں۔ ان میں پانچ بے وقوف اور پانچ عقلمند تھیں۔ جو بے وقوف تھیں انہوں نے اپنی مشعلیں تو لیں مگر تیل اپنے ساتھ نہ لیا۔ مگر عقلمندوں نے اپنی مشعلوں کے ساتھ اپنی کپّیوں میں تیل بھی لے لیا۔ اور جب دولہا نے دیر لگائی تو سب اونگھنے لگے اور سو گئے۔ آدھی رات کو دھوم مچی کہ دیکھو دولہا آ گیا اس کے استقبال کو نکلو۔ اس وقت وہ سب کنواریاں اٹھ کر اپنی اپنی مشعل درست کرنے لگیں اور بے وقوفوں نے عقلمندوں سے کہا کہ اپنے تیل میں سے کچھ ہم کو بھی دیدو کیونکہ ہماری مشعلیں بجھی جاتی ہیں۔ عقلمندوں نے جواب دیا کہ شاید ہمارے تمہارے دونوں کے لئے کافی نہ ہوں۔ بہتر یہ ہے کہ بیچنے والوں کے پاس جا کر اپنے واسطے مول لے لو۔ جب مول لینے جا رہی تھیں تو دولہا آ پہنچا اور جو تیار تھیں وہ اس کے ساتھ شادی کے جشن میں اندر چلی گئیں اور دروازہ بند ہو گیا۔ پھر وہ باقی کنواریاں بھی آئیں اور کہنے لگیں اے خداوند! ہمارے لئے دروازہ کھول دے۔ اس نے جواب میں کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں میں تمکو نہیں جانتا۔ پس جاگتے رہو کیونکہ تم نہ اس دن کو جانتے ہو نہ اس گھڑی کو۔''

(متی: ۱/۲۵_۱۳، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

ہم نے بائبل سوسائٹی ہند کا جو اردو ترجمہ نقل کیا ہے اس میں کنگ جیمس ورژن کے اس فقرے "wherein the Son of man cometh" (جس وقت ابن آدم آئے گا) کا ترجمہ نہیں ہے۔ایسی صورت میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ بائبل سوسائٹی ہند والوں نے حذف سے کام لیا ہے یا پھر کنگ جیمس ورژن کے ناقلین نے اضافہ وزیادتی کا سہارا لیا ہے۔دونوں میں سے جس صورت کو بھی تسلیم کیا جائے یہ دعویٰ بہر حال ثابت ہوتا ہے کہ بائبل حذف واضافہ قبول کرنے والی کتاب ہے اور آج تک اس میں ہزاروں ترمیمات ہو چکی ہیں۔

لطیفہ

مسیحیوں کا دعویٰ ہے کہ پانچ کتابوں (پیدائش Genesis، خروج Exodus، احبار Leviticus، گنتی Numbers اور استثنا Deuteronomy) کا مجموعہ توریت (Law) ہے اور ان تمام کو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے لکھا ہے۔ان کے اس دعویٰ کے بطلان پہ اگر چہ ہمارے پاس بہت سے ٹھوس دلائل اور نا قابل تردید شواہد ہیں اور ہم اپنی اگلی تصنیف میں براہین کا انبار بھی لگا سکتے ہیں۔انشاء اللہ۔مگر یہاں پر صرف اتنا ذکر کرتے چلیں کہ پانچویں کتاب Deuteronomy میں ہی ان کی وفات اور ان کی جائے دفن کا بھی تذکرہ ہے۔اور ساتھ میں یہ بھی لکھا ہے کہ "پر آج تک کسی آدمی کو اُس کی قبر معلوم نہیں"۔اسے ہم مسیحیوں کے بھولے پن کا نام دیں یا مسخروں کا مذاق قرار دیں مگر عقل سلیم تو ان کے دعویٰ کو تسلیم نہیں کر سکتی ہے۔یہ جملہ اگر مجنوں یا کوئی فرہاد کہتا تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوتا پیغمبر اسلامﷺ فرماتے ہیں کہ تین آدمی (۱) نا سمجھ بچہ (۲) سوئے ہوئے اور (۳) جنون والے کے اعمال رجسٹر میں درج نہیں کیے جاتے ہیں (سنن ابن ماجہ: حدیث ۲۰۴۱) مگر یہ اقتباس ایک ایسی کتاب کا ہے جس کے ماننے والوں کے بقول اس کا حرف حرف صحیح اور منزل من السماء ہے۔

آٹھویں دلیل

بائبل میں الحاق واضافہ کس طرح کیا جاتا ہے اور ان میں ترمیم وتبدیلی سے کس طرح کام لیا جاتا ہے اس کی مثال درج ذیل پیراگراف بھی ہے:

"Behold, my servant shall deal prudently, he shall be exalted and extolled, and be very high. As many were astonied at thee; his visage was so marred more than any man, and his form more than the sons of men: So shall he sprinkle many nations; the kings shall shut their mouths at him: for that which had not been told them shall they see; and that which they had not heard shall they consider."

(Isaiah: 52/13-15, King James Version)

بائبل سوسائٹی ہند کی جانب سے اردو زبان میں شائع کی گئی بائبل میں کنگ جیمس ورژن بائبل کے اس اقتباس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

''دیکھو میرا خادم اقبالمند ہوگا۔ وہ اعلیٰ و برتر اور نہایت بلند ہوگا۔ جس طرح بہیترے تجھے دیکھ کر دنگ ہو گئے (اُسکا چہرہ ہر ایک بشر سے زائد اور اس کا جسم بنی آدم سے زیادہ بگڑ گیا تھا)۔ اُسی طرح وہ بہت سی قوموں کو پاک کریگا۔ اور بادشاہ اُسکے سامنے خاموش ہونگے کیونکہ جو کچھ اُن سے کہا نہ گیا تھا وہ دیکھینگے اور جو کچھ انہوں نے سنا نہ تھا وہ سمجھیں گے۔''

(یسعیاہ: ۵۲/ ۱۳۔۱۵، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

ہم سمجھ نہیں پائے کہ قوسین یعنی ''()'' کے درمیان کی عبارت اصل بائبل کا حصہ ہے جو آسمان سے نازل ہوا ہے یا وہ حصہ غیر آسمانی ہے جو انسانوں کا کارنامہ ہے۔ اردو ترجمے میں دیکھئے تو ''()'' ہے مگر کنگ جیمس ورژن کے ناقلین نے شاید اس کی ضرورت نہیں سمجھی۔ ان دونوں پیراگراف کو دیکھنے کے بعد یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ اگر واقعی وہ ''()'' بائبل کا حصہ ہیں تو پھر KJV والوں نے اسے کیوں ترک کردیا......؟؟؟ اور اگر

نہیں تو پھر BSI بنگلور والوں نے کیوں اضافہ کردیا......؟؟؟

دونوں میں سے جس شق کو بھی اختیار کیا جائے بہر صورت اہل انصاف و دیانت کا یہ دعویٰ ثابت و مدلل اور محقق ہوتا ہے کہ عیسائیوں کی مذہبی کتاب مقدس "بائبل" حذف و اضافہ اور ترمیم و تبدیل کو قبول کرتی ہے اور اس کتاب میں شر پسندوں اور فتنہ پردازوں کے لیے دخل اندازی کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اور جب معاملہ ایسا ہے تو پھر بائبل کو سو فیصد قابل اعتبار نہیں گردانا جا سکتا ہے اور اس کے متعلق صرف یہی کہا جا سکتا ہے جو ابتدا سے اب تک ہم کہتے آرہے ہیں کہ یہ کتاب سچ اور جھوٹ دونوں کا آمیزہ ہے۔ اور ایسی کتابوں کا حکم اہل انصاف اور دانشمندوں کے نزدیک یہی ہے:

"خُذْ مَا صَفَا وَ دَعْ مَا كَدَرَ"۔

"صاف و عمدہ کو لے لو اور گدلا و مٹیالا کو ٹھکرا دو"۔

نویں دلیل

عیسائیوں کی مقدس کتاب "بائبل" زمانہ کے تغیرات و حوادث اور ایجادات کے اثرات کو کس قدر سرعت (جلدی) سے قبول کرتی ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیں:

Workers in the vineyard

"For the kingdom of heaven is like unto a man that is an householder, which went out early in the morning to hire labourers into his vineyard. And when he had agreed with the labourers for a penny a day, he sent them into his vineyard. And he went out about the third hour, and saw others standing idle in the marketplace, And said unto them; Go ye also into the vineyard, and whatsoever is right I will give you. And they went their way. Again he went out about the sixth and ninth hour, and did likewise. And about the eleventh hour he went out, and found others standing idle, and saith unto them, Why stand ye here all the day idle? They say unto him, Because no man hath

hired us. He saith unto them, Go ye also into the vineyard; and whatsoever is right, that shall ye receive. So when even was come, the lord of the vineyard saith unto his steward, Call the labourers, and give them their hire, beginning from the last unto the first. And when they came that were hired about the eleventh hour, they received every man a penny. But when the first came, they supposed that they should have received more; and they likewise received every man a penny. And when they had received it, they murmured against the goodman of the house, Saying, These last have wrought but one hour, and thou hast made them equal unto us, which have borne the burden and heat of the day. But he answered one of them, and said, Friend, I do thee no wrong: didst not thou agree with me for a penny? Take that thine is, and go thy way: I will give unto this last, even as unto thee. Is it not lawful for me to do what I will with mine own? Is thine eye evil, because I am good? So the last shall be first, and the first last: for many be called, but few chosen."

(Matthew: 20/1-16, King James Version)

اس مفہوم کو بائبل سوسائٹی ہند کی زیر سرپرستی اردو زبان میں شائع کی گئی بائبل میں ان الفاظ کا جامہ پہنایا گیا ہے:

"کیونکہ آسمان کی بادشاہی اس گھر کے مالک کی مانند ہے جو سویرے نکلا تاکہ اپنے تاکستان میں مزدور لگائے۔ اور اس نے مزدوروں سے ایک دینار روز ٹھہرا کر انہیں اپنے تاکستان میں بھیج دیا۔ پھر پہر دن چڑھے کے قریب اس نے اوروں کو بازار میں بیکار کھڑے دیکھا۔ اور اُن سے کہا تم بھی تاکستان میں چلے جاؤ۔ جو واجب ہے تمکو دونگا۔ پس وہ چلے گئے۔ پھر اُس نے دوپہر اور تیسرے پہر کے قریب نکل کر ویسا ہی کیا۔ اور کوئی ایک گھنٹہ دن رہے پھر نکل کر اوروں کو کھڑے

پایا اور اُن سے کہا تم کیوں یہاں تمام دن بیکار کھڑے رہے؟: اُنہوں نے اُس سے کہا اِسلئے کہ کسی نے ہمکو مزدوری پر نہیں لگایا۔ اُس نے اُن سے کہا تم بھی تاکستان میں چلے جاؤ: جب شام ہوئی تو تاکستان کے مالک نے اپنے کارندہ سے کہا کہ مزدوروں کو بُلا اور پچھلوں سے لے کر پہلوں تک اُنکی مزدوری دیدے: جب وہ آئے جو گھنٹہ بھر دن رہے لگائے گئے تھے تو اُنکو ایک ایک دینار مِلا: جب پہلے مزدور آئے تو اُنہوں نے یہ سمجھا کہ ہمکو زیادہ ملیگا اور اُنکو بھی ایک ہی دینار ملا: جب مِلا تو گھر کے مالک سے یہ کہہ کر شکایت کرنے لگے کہ: اِن پچھلوں نے ایک ہی گھنٹہ کام کیا ہے اور تو نے اِنکو ہمارے برابر کردیا جنہوں نے دن بھر کا بوجھ اٹھایا اور سخت دھوپ سہی: اُس نے جواب دیکر اُن میں سے ایک سے کہا میاں میں تیرے ساتھ بے انصافی نہیں کرتا۔ کیا تیرا مجھ سے ایک دینار نہیں ٹھہرا تھا؟: جو تیرا ہے اٹھالے اور چلا جا۔ میری مرضی یہ ہے کہ جتنا تجھے دیتا ہوں اِس پچھلے کو بھی اتنا ہی دوں: کیا مجھے روا نہیں کہ اپنے مال سے جو چاہوں سو کروں؟ یا تو اِسلئے کہ میں نیک ہوں بُری نظر سے دیکھتا ہے؟: اِسی طرح آخر اول ہو جائینگے اور اول آخر:"

(متی: ۱/۲۰۔۱۶، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

بائبل کے مندرجہ بالا اقتباس میں ہم "one hour" (گھنٹہ بھر) کا معنی سمجھنے سے قاصر رہے؟؟ چوبیس گھنٹوں کی یہ تعیین جو آج کل رائج ہے یہ دور جدید اور سائنس و ٹکنالوجی کی مرہون منت ہے۔ اس سے قبل دن اور رات کے حصوں کو بتانے کے لیے دوسرے طریقے مثلاً دوپہر، سہ پہر، وغیرہ استعمال کیے جاتے تھے۔ چوبیس گھنٹوں کی تعیین اور گھڑیوں کی ایجاد کے زمانہ کو زیادہ سے زیادہ چار سو پانچ سو سال کا عرصہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ مگر جو اقتباس ہم نے نقل کیا ہے وہ تقریباً دو ہزار سال قدیم مانا جاتا ہے اور اس کے

متعلق مسیحی یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ اسے خدا کے الہام سے نقل کیا گیا تھا۔ مسیحیوں کے بھولے پن کو دیکھ اور سن کر ہمیں بچپن میں سنایا جانے والا درج ذیل لطیفہ شدت سے یاد آرہا ہے:

''ایک سات آٹھ سالہ لڑکا ایک دودھ فروش کے ہاں دودھ لانے گیا۔ اس نے اس لڑکے کو لوٹا بھر دودھ دے دیا۔ بچے نے اس سے مزید تھوڑا دودھ ''لا بہ دُوا'' کے طور پر (بلا قیمت) مانگا۔ دودھ فروش نے کہا: کہاں لوگے؟ بچے نے جھٹ لوٹا پلٹ کر لوٹے کی پینیدی میں دودھ ڈالنے کے لیے کہا۔''

مزید برآں ''Penny'' کا ترجمہ ''دینار'' کیا گیا ہے اور دونوں میں کتنی دوری ہے ذیل میں اسے بھی ملاحظہ فرمالیں:۔

پہلے ''Penny'' کے متعلق دنیائے عیسائیت اور موجودہ زمانے کی عظیم ترین یونیورسٹی آکسفورڈ کے الفاظ دیکھ لیں:

"a small British coin and unit of money. There are 100 pence in one pound." (Oxford Learner's Dictionary)

''ایک چھوٹا برطانوی سکہ جو روپئے کی اِکائی ہوتا ہے۔ سو ''Penny'' کا ایک پونڈ ہوتا ہے۔''

آج کی تاریخ میں ایک برطانوی پونڈ تقریباً ۶۵ / تا ۷۵ / ہندوستانی روپئے کے برابر ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستانی کرنسی کے حساب سے ایک ''Penny'' تقریباً ۶۵ ۔ ۷۵ / پیسے کا ہوتا ہے۔ جب کہ دینار اس سکے کو کہتے ہیں جس میں سونا غالب ہوتا، اس کی مالیت سینکڑوں ہندوستانی روپئے کے برابر ہے۔ دینار آج کے دور میں کویت کی کرنسی کو بھی کہتے ہیں جس کی مالیت تقریباً پونے دوسو (۱۷۵) بھارتی روپئے یا اُس سے بھی زیادہ بنتی ہے۔ اس طرح آپ جوڑ گھٹاؤ کر کے دیکھیں تو اردو (دینار) اور انگریزی (Penny) کے درمیان دوسو گنا سے بھی زیادہ کا فرق محسوس ہوگا۔ اسی طرح بائبل ترجمہ

درترجمہ کے مرحلے سے گذرتی ہے جواُس کے لیے زہر ہلاہل ہے۔ایسے مواقع کے لیے سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ اسی لفظ کولکھ دیا جائے۔اور نیچے حاشیہ لگا کراس کودوسرے زبان کی اصطلاح میں لکھ دیا جائے یااس کی تشریح لکھ دی جائے۔جیسے اہل اسلام محققین، مفسرین اور فقہا کا طریقہ ہے کہ دینار کا ترجمہ اُردواور فارسی میں بھی دیناراور درہم کا درہم لکھتے ہیں۔اس مقام پہ ہمارا قلم علماے اسلام کی نورانی بصیرت کوسلام پیش کرتے ہوئے ان کے لیے دعا گو ہے: أللهم أنزل عليهم الرحمة دائما أبدًا، واجعل الجنة مثواهم و اجعلنا معهم۔

علاوہ ازیں انگریزی بائبل کنگ جیمس ورژن کے اقتباس میں خط کشیدہ (Underline) الفاظ "for many be called, but few chosen" کا ترجمہ (کیونکہ بہتوں کوندا دی جائے گی مگرصرف چند کومنتخب کیا جائے گا) بائبل سوسائٹی ہند کی اردو بائبل سے نقل کیے گئے ترجمہ سے غائب ہے۔

اب ہم دونوں میں سے کس کے مترجم وناشر کو''خائن'' قرار دیں......؟؟؟اور کس کو''دیانت دار'' ٹھہرایا جائے......؟؟؟اس کا فیصلہ بھی ہم اہل کلیسا اور مسیحی مفکرین و اسکالرز پہ چھوڑتے ہیں۔

دسویں دلیل

بائبل میں الحاق کس طرح ہوتا ہے یا اُس میں سے کسی آیت کوحذف کس طرح کیا جاتا ہے اس کا مزید ایک نمونہ ملاحظہ فرمالیں:

"Where can we buy enough food to feed all these people?" (he said this to test Philip; actually he already knew what he would do,) Philip answered: for everyone to have even a little, it would take more than two hundred silver coins to buy enough food, another of his dicsiples, Andrew who was Simon Peter's brother, said: there is a boy here who has five loaves

of barely bread & two fish, but they will certainly not be enough for all these people".

(John: 6/4-9, Pub. by BSI, Bangalore, India, 2008)

''ہم ان کے کھانے کے لئے کہاں سے روٹیاں مول لیں ؟ مگر اس نے اسے آزمانے کے لئے یہ کہا تھا کیوں کہ وہ آپ جانتا تھا کہ میں کیا کروں گا: فلپس نے اسے جواب دیا کہ دوسو دینار کی روٹیاں ان کے لئے کافی نہ ہوں گی کہ ہر ایک کو تھوڑا سا مل جائے ؟: اس کے شاگردوں میں سے ایک نے یعنی شمعون پطرس کے بھائی اندریاس نے اس سے کہا: یہاں ایک لڑکا ہے جس کے پاس جو کی پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں ہیں مگر یہ اتنے لوگوں میں کیا ہیں ؟:''

(انجیل یوحنا:۶/۴۔۹، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ہند، سن ۲۰۰۹ء)

ایک ہی سوسائٹی (بائبل سوسائٹی ہند) کے انگریزی اقتباس میں جس جملے کو ''()'' کے درمیان ذکر کیا گیا ہے اسی سوسائٹی کے اردو نسخے میں اس جملے کو''()'' کے بغیر لکھا گیا ہے۔اب ہم کمزور اور غریب ایشیائی ''مساوات'' (Equality) اور ''استفسار کی آزادی'' (Freedom to ask) کا یہ ادنیٰ حق بھی نہیں رکھتے ہیں کہ امریکہ و یورپ جیسے مالدار اور ترقی یافتہ ممالک کے اعلیٰ دماغ مسیحیوں سے یہ سوال کرنے کی جرأت و جسارت کرسکیں کہ ''()'' آسمان سے نازل ہوا ہے......؟؟؟ یا اس کا اضافہ سائنس و ٹکنالوجی کی ترقی کی مرہون منت ہے......؟؟؟

گیارھویں دلیل

درج ذیل پیراگراف دو اور دو چار کی طرح ہمارے اس دعویٰ پہ نہایت واضح اور روشن دلیل ہے کہ مسیحیوں کی کتاب مقدس ''بائبل'' پہ ''ناقابل شک حد تک یقین'' نہیں کیا جاسکتا ہے:

"And at the ninth hour Jesus cried with a loud voice, saying, Eloi, Eloi, lama sabachthani? which is, being

interpreted, My God, my God, why hast thou forsaken me?." (Mark: 15/34, King James Version)

اس کا ترجمہ بائبل سوسائٹی ہند سے اردو میں شائع کی گئی بائبل میں درج ذیل الفاظ میں تحریر ہے:

"اور تیسرے پہر کو یسوع بڑی آواز سے چلایا کہ اِلوہی اِلوہی لما شبقتنی؟ جس کا ترجمہ ہے اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟"

(مرقس: ۱۵/۳۴، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

ان دونوں اقتباسوں میں جو جملے مخطوطہ (Underline) ہیں یعنی "which is, being interpreted" اور "جس کا ترجمہ ہے" یقیناً یہ دونوں جملے آسمان سے نہیں نازل ہوئے ہیں بلکہ اُنہیں دھرتی کا سینہ چیر کر "مسیحی کسانوں" نے اُگایا ہے۔

بارھویں دلیل

مسیحی حضرات بالعموم بائبل کی درج ذیل آیتیں لوگوں کو سنا کر انہیں یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہمارے خدا یسوع مسیح جیسی پُر امن تعلیمات کسی نے نہیں دی۔ اور ہماری مذہبی کتاب بائبل سے زیادہ سلامتی بھری کتاب کسی مذہب کی نہیں ہے۔

پہلے اس اقتباس کو ملاحظہ فرمائیں پھر اس پر ہمارا تبصرہ پڑھیں:

"But I say unto you which hear, Love your enemies, do good to them which hate you, Bless them that curse you, and pray for them which despitefully use you. And unto him that smiteth thee on the one cheek offer also the other; and him that taketh away thy cloke forbid not to take thy coat also. Give to every man that asketh of thee; and of him that taketh away thy goods ask them not again. And as ye would that men should do to you, do ye also to them likewise. For if ye love them which love you, what thank have ye? for sinners also love those that love them. And if ye do good to them which do good to you, what thank

have ye? for sinners also do even the same. And if ye lend to them of whom ye hope to receive, what thank have ye? for sinners also lend to sinners, to receive as much again. But love ye your enemies, and do good, and lend, hoping for nothing again; and your reward shall be great, and ye shall be the children of the Highest: for he is kind unto the unthankful and to the evil. Be ye therefore merciful, as your Father also is merciful." (Luke: 6/27-36, King James Version)

''لیکن میں تم سننے والوں سے کہتا ہوں کہ اپنے دُشمنوں سے محبت رکھو۔ جو تم سے عداوت رکھیں اُنکا بھلا کرو۔ جو تم پر لعنت کریں انکے لئے برکت چاہو۔ جو تمہاری تحقیر کریں اُنکے لئے دعا کرو۔ جو تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے اور جو تیرا چوغہ لے اسے کرتہ لینے سے بھی منع نہ کر۔ جو کوئی تجھ سے مانگے اُسے دے اور جو تیرا مال لے لے اُس سے طلب نہ کر۔ اور جیسا تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں تم بھی اُن کے ساتھ ویسا ہی کرو۔ اگر تم اپنے ساتھ محبت رکھنے والوں سے ہی محبت رکھو تو تمہارا کیا احسان ہے؟ کیونکہ گنہگار بھی اپنے سے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھتے ہیں۔ اور اگر تم ان ہی کا بھلا کرو جو تمہارا بھلا کریں تو تمہارا کیا احسان ہے؟ کیونکہ گنہگار بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ اور اگر تم ان ہی کو قرض دو جن سے وصول ہونے کی امید رکھتے ہو تو تمہارا کیا احسان ہے؟ گنہگار بھی گنہگاروں کو قرض دیتے ہیں تا کہ پورا وصول کرلیں۔ مگر تم اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور بھلا کرو اور بغیر ناامید ہوئے قرض دو تمہارا اجر بڑا ہوگا اور تم خدا تعالیٰ کے بیٹے ٹھہروگے کیونکہ وہ ناشکروں اور بدوں پر بھی مہربان ہے۔ جیسا تمہارا باپ رحیم ہے تم بھی رحمدل ہو۔''

(لوقا:۶/۲۷۔۳۶،، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند بنگلور، ۲۰۰۹ء)

بالکل صحیح کہا مسیحیوں نے! مسیح جیسا ''امن کا پیغام'' کوئی نہیں لایا۔ اسی طرح

آپ کی مذہبی کتاب بائبل سے زیادہ ''سلامتی کا پیام'' کسی بھی کتاب بالخصوص قرآن حکیم میں نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کے مسیح کی ''پُرامن تعلیمات'' کا ایک حصہ درج ذیل آیت بھی ہے:

"Think not that I am come to send peace on earth: I came not to send peace, but a sword."
(Matthew: 10/34, King James Version)

''یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں۔ صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلوانے آیا ہوں:'' (متی: ۱۰/۳۴، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

دیکھا آپ نے! کتنا شدید تعارض ہے دونوں اقتباسوں میں!!!!!

خود مسیح نے اپنی ''امن بھری انوکھی تعلیمات'' پہ عمل نہیں کیا۔

"The high priest then asked Jesus of his disciples, and of his doctrine. Jesus answered him, I spake openly to the world; I ever taught in the synagogue, and in the temple, whither the Jews always resort; and in secret have I said nothing. Why askest thou me? ask them which heard me, what I have said unto them: behold, they know what I said. And when he had thus spoken, one of the officers which stood by struck Jesus with the palm of his hand, saying, Answerest thou the high priest so? Jesus answered him, If I have spoken evil, bear witness of the evil: but if well, why smitest thou me?" (John: 18/19-23, King James Version)

''پھر سردار کاہن نے یسُوعؔ سے اُسکے شاگردوں اور اُسکی تعلیم کی بابت پُوچھا: یسُوعؔ نے اُسے جواب دیا کہ میں نے دُنیا سے علانیہ باتیں کی ہیں۔ میں نے ہمیشہ عبادتخانوں اور ہیکل میں جہاں سب یہودی جمع ہوتے ہیں تعلیم دی اور پوشیدہ کچھ نہیں کہا: تو مجھ سے کیوں پوچھتا ہے؟ سُننے والوں سے پوچھ کہ میں نے اُن سے کیا کہا۔ دیکھ اُنکو معلوم ہے کہ میں نے کیا کیا کہا: جب اُس نے یہ کہا تو

پیادوں میں سے ایک شخص نے جو پاس کھڑا تھا یسوع کے طمانچہ مار کر کہا تو سردار کاہن کو ایسا جواب دیتا ہے؟: یسوع نے اُسے جواب دیا کہ اگر میں نے بُرا کہا تو اُس برائی پر گواہی دے اور اگر اچھا کہا تو مجھے مارتا کیوں ہے؟:''

(یوحنا: ۱۸/ ۱۹-۲۳، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند بنگلور، سن ۲۰۰۹ء)

بائبل کے اس اقتباس سے ہمیں ''مساوات کے علمبرداروں'' کے ذریعے لیے جانے والے ''غیر مساواتی فیصلوں'' کا راز بھی مل گیا۔

تحریف پہ ہماری درجن سے زائد یہ دلیلیں بتاتی ہیں کہ بائبل کا چشمہ مکمل صاف نہیں ہے۔ مختلف زمانوں میں اس میں انسانی ہاتھوں کی تخلیقات اور جملے بھی شامل ہوتے رہے ہیں۔ کچھ زرد سوکھے اور آلودہ پتوں نے اس میں شامل صحائف انبیا کے رنگ، بو اور مزہ میں تبدیلی لانے کا نامناسب کام بھی کیا ہے۔ ایسی صورت میں بائبل کے اندر آپ کو نام مبارک کی تصریح کے ساتھ نہایت صاف اور واضح بشارتیں پیغمبر اسلام ﷺ کے حق میں ملنی کتنی مشکل ہے یہ بتانے کی ضرورت اب باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ کچھ وہ مقامات جہاں پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف اشارے، رموز اور بشارتیں درج تھیں ان میں بھی مسیحیوں نے حذف واضافہ سے کام لے کر انہیں مسیح یا کسی دیگر نبی پہ فٹ کرنے کی کوشش کی مگر پھر بھی کچھ ایسے نشانات چھوٹ گئے جو ان کے ''ہاتھوں کی صفائی'' کا پتہ دے گئے۔ اور آج کی تاریخ میں آپ کو بائبل میں اسی طرح کی آیات اور جملے ملیں گے جن میں پیغمبر اسلام ﷺ کے ذکر جمیل کی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔ بالکل اُس طرح کی واضح بشارتیں جن کا ذکر قرآن، حدیث اور سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ فلاں نبی نے اس طرح بشارت دی، فلاں رسول نے اس لفظ سے یاد کیا، اس طرح کی بشارتیں اب بائبل میں نہیں ملتی ہیں۔ لیکن بحمدہ تعالیٰ اب بھی جو بشارتیں اور نقوش محمدی ﷺ ملتی ہیں وہ اسلام کی حقانیت اور پیغمبر اسلام ﷺ کی صداقت ورسالت کو ثابت کرنے کے لیے کافی سے زائد ہیں۔

قارئین اس کتاب کے مطالعہ کے وقت درج ذیل امور کو ملحوظ خاطر رکھیں تا کہ انہیں مشکلات کا سامنانہ کرناپڑے:

(۱) ہم نے اکثر اقتباسات کے ضمن میں متعدد حوالے دیے ہیں۔ وہاں عموما پہلی محولہ کتاب/باب کی عبارت نقل کی گئی ہے اور بقیہ محولہ کتابوں/بابوں میں ضروری نہیں ہے کہ بعینہ وہی عبارت مل جائے بلکہ اس کی مثل، اس کا مفہوم یا مشاہد و تابع پایا جاسکتا ہے۔ بلکہ بعض مقامات پہ ایسا بھی ہے کہ متعدد اسلامی کتابوں کے مفہوم کو ایک ساتھ لکھ دیا گیا ہے اور پھر ان سب کے حوالہ جات کو نیچے لکھ دیا گیا۔ بائبل کے کسی کسی پیراگراف کے ضمن میں دیے گئے متعدد حوالوں کے اقتباسات کے درمیان تعارضات بھی ملیں گے لیکن اس کے باوجود ہم نے اس لیے وہ حوالے نقل کیے ہیں تا کہ اس بات کی طرف اشارہ ہو جائے کہ وہ واقعہ یا اقتباس معمولی یا شدید فرق کے ساتھ اُس جگہ بھی مسطور ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ داد تحقیق دینے والوں کو ان حوالوں سے دوسرے بہت سے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔

(۲) ہم نے اس بات کی بھرپور کوشش کی ہے کہ ہم بغیر حوالہ کوئی بھی بات تحریر نہ کریں۔ اس معاملے میں ہم بہت حد تک کامیاب بھی ہیں تاہم یہ ممکن ہے کہ آدم زاد ہونے کے سبب ہماری آنکھوں اور ہمارے ذہن و دماغ نے خطا کی ہو اور کچھ مقامات تشنۂ حوالہ رہ گئے ہوں۔ قارئین سے التماس ہے کہ اطلاع یابی کی صورت میں ہمیں ضرور مطلع فرمائیں بالخصوص محققین و اسکالرز سے استدعا ہے کہ اگر ممکن ہو تو مراجع و مصادر کی تعیین کے ساتھ نشاندہی فرمائیں تا کہ اگلے ایڈیشنوں میں آپ کا بھی تعاون شامل ہو سکے۔

(۳) دو چار بشارتیں ایسی بھی ہیں جو بہ ظاہر لفظ ''بشارت'' سے مطابقت نہیں رکھتی ہیں مگر ہم نے پھر بھی انہیں اس لیے نقل کیا ہے کیونکہ اُن سے بھی پیغمبر اسلام ﷺ کی نبوت و رسالت اور حقانیت ثابت ہوتی ہے۔

(۴) ''اسلام اور عیسائیت: ایک تقابلی مطالعہ'' کی اشاعت کے بعد بہت سے قارئین نے یہ

بات کہی کہ اگلی کتابوں کی اردو مزید آسان رکھی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ سمجھ میں آئے۔ احباب اور قارئین کی اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے اس کتاب کا پیرایۂ بیان سہل اور آسان اردو میں رکھنے کی کافی کوشش کی ہے اور ساتھ ہی اس بات کی بھی بھرپور سعی کی ہے کہ جملے کی سلاست اور ہمارا انداز تحریر کہیں مجروح نہ ہونے پائیں اور دونوں کے درمیان توازن بنائے رکھیں۔ لیکن ممکن ہے کہ کہیں کہیں دونوں خصوصیتیں گم نظر آئیں۔ انہیں انسانی تقاضا سمجھتے ہوئے درگذر کر جائیں۔

(۵) ہم نے پوری کتاب میں متانت و سنجیدگی، تحمل و بردباری اور عالمانہ وقار کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا ہے۔ ہم نے اپنی جانب سے اس بات کی بھرسعی کی ہے کہ ہمارا لہجہ زیادہ سے زیادہ 'شیریں' ہو۔ البتہ! جس مقام پہ ہمیں محسوس ہوا کہ اس مقام پہ لہجہ اور انداز تخاطب 'شیریں' کی بجائے ''لیموئی'' ہونا چاہئے وہاں ہم نے ان مقتضیات کی بھی دلجوئی کی ہے۔ اس کے باوجود ہمارے قلم سے کسی کے شیشہ دل پہ خراش لگی ہو تو ہم ان سے پیشگی معذرت طلب کرتے ہیں۔

(۶) ہم نے کسی بھی مقام پہ بائبل کا نامکمل پیراگراف نقل نہیں کیا ہے۔ حتیٰ الوسع ہماری یہ کوشش رہی ہے کہ ہم مکمل اور جامع اقتباس نقل کریں تاکہ مفہوم کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کا الزام عائد نہ ہو سکے۔ جہاں صرف ایک آیت ہماری مطلوب تھی وہاں بھی ہم نے اس سے متعلق سیاق وسباق کی آیتوں کو ترک نہیں کیا ہے بلکہ انہیں بھی شامل حوالہ کیا ہے تاکہ مسیحی حضرات کو فرار کی راہ نہ ملے۔

ہم اخیر میں وہ بات پھر سے کہنا چاہیں گے جو ہم نے ''اسلام اور عیسائیت: ایک تقابلی مطالعہ'' کے مقدمہ میں تحریر کیا ہے:

پیش نظر کتاب کے مطالعہ کے دوران بہت سے مقامات پہ آپ خلجان کا شکار ہو سکتے ہیں۔ مثلاً کسی مقام پہ آپ کو حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب،

حضرت یوسف، حضرت ہارون، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت داؤد علیہم السلام کے متعلق چند ایسے جملے بھی پڑھنے کو مل سکتے ہیں جو قرآن حکیم اور اسلام کی رو سے درست نہیں ہیں کیوں کہ قرآن وحدیث نے انہیں انبیاے کرام علیہم السلام کی فہرست میں شمار کیا ہے۔ اوران کی شان میں کوئی بھی غیر محتاط جملہ خرمن ایمان کو خاکستر بنا سکتا ہے لیکن تقابل ادیان کے حوالے سے کوئی بھی تحریر پڑھتے وقت آپ ایک بات ذہن میں رکھیں تو پھر کسی طرح کی پریشانی نہیں ہوگی۔ قرآن حکیم نے خدا اور انبیاے کرام کا جو تصور ہمیں دیا ہے وہ بالکل پاکیزہ ہے مگر مسیحیوں کی کتاب مقدس بائبل کے صفحات میں کہیں خدا انسانوں سے کشتی لڑتے ہوئے نظر آتا ہے۔ (پیدائش: ۳۲/۲۲۔۳۲، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء) تو کہیں انبیاے کرام کو معاذ اللہ زنا اور بت پرستی میں ملوث دکھایا گیا ہے۔ اسی لیے ہمارا ایمان ہے کہ جس خدا کا ذکر قرآن میں ہے وہ حقیقی خدا رب العالمین ہے جس نے کل کائنات کو پیدا کیا۔ اور جن انبیاے کرام کا تذکرہ قرآن وحدیث میں ہے وہ خدا کے فرستادہ اور ہر طرح کے گناہ سے پاک اور معصوم ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ جس لوط کا ذکر قرآن اور حدیث کی کتابوں میں ہے، وہ اللہ کے رسول اور معصوم ہیں۔ ہر طرح کے گناہوں سے ان کی حفاظت خود خالق ہر جہاں اللہ رب العزت فرماتا رہا ہے۔ مگر جس لوط نامی انسان کو بائبل کے اوراق پہ اپنی ہی بیٹیوں سے زنا کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے اس سے ہمارا خدا، ہمارے مقدس رسول ﷺ اور ہم بیزار ہیں۔ (پیدائش: ۱۹/۳۰۔۳۸، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

جس ہارون علیہ السلام کا ذکر خدا اور اس کے محبوب رسول محمد عربی ﷺ نے کیا ہے وہ ہمارے بھی نبی ہیں۔ ہم ان کی عظمت کے لیے اپنی جان نچھاور کر سکتے ہیں۔ ان کی عصمت تمام امت مسلمہ کے نزدیک اہم اور مبارک ہے۔ لیکن ہم اس ہارون نامی فرد سے اپنی برأت کا اظہار کرتے ہیں جس کی تصویر کشی بائبل میں ایک بت پرست کے طور پہ کی گئی

ہے۔ (خروج:۳۲/۱۔۶، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

جس موسیٰ علیہ السلام کے صبر کی مثال دے کر ہمارے رسول ﷺ نے ہمیں صبر کی تلقین کی ہے ہمارے ایمان کا دل ان کے نام سے بھی دھڑکتا ہے۔ مگر جس موسیٰ نامی دہشت گرد اور جارج بش کے پیش رو کا تذکرہ بائبل نے کیا ہے ہم اس کی معرفت وشناسائی سے انکار کرتے ہیں۔ (گنتی:۳۱/۱۳۔۱۸، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

جس داؤد علیہ السلام کی عبادت وزبور خوانی اور ان کی لحن ملت اسلامیہ کے لیے باعث فخر ہے، ان کی عظمت وعصمت کو امت مسلمہ کا ہر ہر فرد سلام عقیدت پیش کرتا ہے اور ان کے تقدس کے عقیدے کے بغیر ہم خود کو مسلمان نہیں سمجھتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس داؤد سے ہم اپنے کسی بھی طرح کے رشتے اور تعلق کے منکر ہیں جسے بائبل نے پڑوسی کی بیوی سے زنا اور پھر ایک مکر وفریب کا سہارا لے کر اس کے شوہر کو قتل کرانے کے بعد اسے اپنی بیوی بنانے کا مجرم بنا کر پیش کیا ہے۔

(سموئیل دوم:۱۱/۱۔۲۷، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

جس سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ ہماری مقدس کتابوں میں موجود ہے ان کی اطاعت الٰہی اور ان کا تفقہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے اور ہم ان کی محبت کے بغیر اپنے ایمان کا تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں مگر ہمارا ایمان سلیمان نامی اس شخص سے اپنی عدم رابطگی کا اظہار کرتا ہے جسے بائبل نے زن پرستی کے نشے میں مدہوش ہو کر بت پرستی کرتے دکھایا ہے۔ (سلاطین اول:۱۱/۱۔۱۳، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

جس عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا کنواری اور پاک مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تولد ہوا وہ مسلمانوں کے مقدس نبی ہیں اور ہم ان کی عظمت کی حفاظت کے لیے قلم سے جہاد کر رہے ہیں مگر ہم اس مریم اور اس کے بیٹے کو نہیں جانتے ہیں جنہیں بائبل نے کسی یوسف نامی بڑھئی کی منگیتر بنا کر پیش کیا ہے۔

یا بلفظ دگر یوں کہہ لیجئے کہ ہم نے تبصرہ کے دوران جو ''غیر اسلامی'' جملے حضرت ابراہیم، اسحاق، یعقوب، مسیح علیہم السلام کے لیے استعمال کیے ہیں وہ جملے ہم نے صرف بطور الزام تحریر کیے ہیں۔

۞۞۞

جاوید احمد عنبر مصباحی

خادم الطلبہ والأساتذہ: دار العلوم شاہ ہمدان، پانپور، کشمیر۔

ایڈیٹر: ماہنامہ ''المصباح'' پانپور، کشمیر، انڈیا۔

۱۹ر شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ/ ۱۰ر جولائی ۲۰۱۲ء

نقوش محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ جل شانہ نے تمام نبیوں سے روز ازل ہی یہ وعدہ لیا تھا کہ وہ سب اپنے اپنے زمانے میں محمد عربی مکی مدنی علیہ ﷺ کی آمد کی بشارتیں سنائیں گے۔ ان کی نعتیں گنگنائیں گے۔ ان کے محامد وصفات اور خوبیوں کو اس قدر وضاحت کے ساتھ بیان کریں گے کہ کسی کے لیے ان کے اوصاف سن کر ان کو دیکھنے کے بعد ان کی ذات میں کسی طرح کا کوئی شبہ یا تردد باقی نہ رہ جائے۔ جیسا کہ اللہ عز وجل ارشاد فرماتا ہے:

"وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّيْنَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ ءَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ إِصْرِيْ، قَالُوْا أَقْرَرْنَا، قَالَ فَاشْهَدُوْا وَأَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشَّاهِدِيْنَ o":

"(یاد کرو) جب اللہ نے نبیوں سے یہ وعدہ لیا کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت دوں اور پھر (تم سبھوں کے بعد) تمہارے پاس کی (کتابوں کی) تصدیق کرتا ہوا رسول (محمد ﷺ) آئے تو تم ضرور بالضرور اُن پر ایمان لانا اور اُن کی مدد کرنا، (خدا نے) کہا: کیا تم اقرار کرتے اور اس پیمان کو مضبوطی سے باندھتے ہو؟ (نبیوں نے) کہا: ہاں! ہم اقرار کرتے ہیں، (خدا نے) کہا: تو پھر تم (خود اپنی بات پر) گواہ ہو جاؤ اور تمہارے ساتھ میں بھی گواہوں میں سے ہوں"۔

(سورة آل عمران:۸۱)

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

"اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهُ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ آمَنُوْا بِهِ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ

وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَهٗ اُولٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥":

"جو لوگ (یہود و نصاریٰ) اس امی نبی کی پیروی کرتے ہیں جنہیں وہ اپنے پاس (کی کتابیں) توریت وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ رسول انہیں بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں، پاکیزہ چیزوں کو ان کے لیے حلال اور گندی چیزوں کو ان کے لیے حرام قرار دیتے ہیں اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کا پھندہ جو ان پر ہے اتارتے ہیں تو جو اس رسول پر ایمان لاتے، ان کی تعظیم کرتے، ان کی مدد کرتے اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو ان کے ساتھ اترا تو وہی لوگ کامیاب ہوں گے"۔ (سورة الأعراف: ۱۵۷)

اسی طریقے سے پیغمبر اسلام ﷺ پہ نازل کیے جانے والے قرآن حکیم میں بھی اس امر کا بارہا ذکر ہے کہ توریت وانجیل میں نبی کریم ﷺ کی بشارتیں موجود ہیں اور ان کتابوں میں پیغمبر اسلام ﷺ کے محامد وصفات کو اس قدر وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اہل کتاب آپ ﷺ کی نبوت و رسالت اور آپ ﷺ کو اپنے بیٹوں سے بھی زیادہ اچھی طرح پہچاننے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

"اَلَّذِیْنَ آتَیْنَاهُمُ الْکِتَابَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَ هُمْ وَاِنَّ فَرِیْقاً مِّنْهُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ٥":

"جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اسے (محمد ﷺ) کو ایسے ہی پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے لڑکوں کو پہچانتے ہیں اور یقیناً ان میں سے کچھ لوگ جان بوجھ کر حق کو چھپاتے ہیں"۔ (سورة البقرة: ١٤٦)

توریت وانجیل کے عظیم عیسائی عالم دین اور پیغمبر اسلام ﷺ کے جاں نثار صحابی حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"أَهْلُ الْكِتَابِ يَعْرِفُوْنَ مُحَمَّدًا ﷺ كَمَا يَعْرِفُوْنَ أَبْنَائَهُمْ، وَلَقَدْ

عَرَفْتَهُ حِيْنَ رَأَيْتُهُ كَمَا عَرَفْتُ اِبْنِىْ، بَلْ مَعْرِفَتِىْ بِمُحَمَّدٍ أَشَدُّ مِنْ مَّعْرِفَتِىْ بِاِبْنِىْ"۔

"اہل کتاب محمد ﷺ کو اپنی اولاد کی طرح پہچانتے ہیں، میں نے پہلی نظر پڑتے ہی آپ ﷺ کو ایسے ہی پہچان لیا تھا جیسے میں اپنے بیٹے کو پہچانتا ہوں (کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ وہی رسول ہیں جن کا ذکر ہماری کتاب توریت و انجیل میں آیا ہے) بلکہ محمد ﷺ کی نسبت میری معرفت اپنی اولاد کی پہچان سے کہیں زیادہ شدید اور قوی ہے"۔(تفسير البغوى: سورة البقرة ١٤٦، تفسير البيضاوى: سورة البقرة ١٤٦، تفسير الخازن: سورة البقرة ١٤٦، تفسير الجلالين: سورة البقرة ١٤٦)

نیز ایک دوسرے مقام پہ اللہ جل وعلا ارشاد فرماتا ہے:

"اَللّٰهُ لَا إِلٰـهَ إِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ، نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيْلَ ٥ مِن قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَأَنزَلَ الْفُرْقَانَ ٥":

"اس ذات کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو ازل تا ابد زندہ و قائم ہے۔ اسی نے (اے نبی ﷺ) آپ پر قرآن حکیم کو حق کے ساتھ پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہوا اتارا اور اسی نے قرآن سے قبل توریت و انجیل کو لوگوں کی ہدایت کے لیے نازل کیا اور حق و باطل میں تمیز کرنے والی کتاب (قرآن) کو نازل کیا"۔

(سورة آل عمران: ٢-٣)

یہود و نصاریٰ پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت سے قبل بت پرستوں کو اور خود آپس میں ایک دوسرے کو آپ ﷺ کی آمد کی نویدیں سناتے، آپ کی صفات ایک دوسرے کو بتاتے اور جنگ میں دشمنوں کے خلاف محمد عربی ﷺ کے وسیلے سے فتح و نصرت کی دعائیں مانگتے

تھے۔ اللہ جل مجدہ ارشاد فرماتا ہے:

"وَلَمَّا جَاءَ هُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَاءَ هُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ○":

"اور جب ان کے پاس اللہ کی جانب سے ایک کتاب (قرآن) آئی ان کے پاس (موجود توریت وانجیل) کی تصدیق کرتی ہوئی، جبکہ اس سے قبل وہ (نبی مبعوث محمد ﷺ کے وسیلے سے) کافروں پر (اللہ سے) مدد طلب کرتے تھے، (مگر) جب ان (یہود ونصاریٰ) کے پاس وہ جانا پہچانا (رسول) آیا تو انہوں نے اُس کا انکار کیا، اللہ کی لعنت ہے کفر کرنے والوں پر"۔ (سورة البقرة: ۸۹)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"وہ لوگ پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت سے قبل دشمنوں کے خلاف جنگ میں خدا سے یہ دعا کرتے: اَللّٰهُمَّ! اُنْصُرْنَا عَلَيْهِمْ بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوْثِ آخِرَ الزَّمَانِ" اے اللہ! آخری زمانے میں مبعوث ہونے والے نبی کے صدقے ہمیں دشمنوں پر فتح نصیب فرما"، مگر جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو انہوں نے دنیاوی دولت وجاہ کی لالچ میں جان بوجھ کر اپنے نبی منتظر ﷺ کا انکار کیا"۔

(تفسير الجلالين: سورة البقرة ۸۹)

پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت سے قبل ہی توریت وانجیل کے علما آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کو اچھی طرح پہچانتے اور اس کا اقرار کرتے تھے۔ جیسا کہ درج ذیل روایت سے ظاہر ہوتا ہے:

"پیغمبر اسلام ﷺ کے چچا ابو طالب نے تجارت کی غرض سے شام کا قصد کیا تو اپنے بارہ سالہ یتیم بھتیجہ محمد ﷺ کو بھی ساتھ لے لیا۔ کئی دنوں کی مسافت کے بعد

جب یہ تجارتی قافلہ ''بُصریٰ'' کے مقام پہ پہنچا تو عیسائی خانقاہ کے قریب قیام کیا۔ وہاں بحیریٰ کے نام سے مشہور ایک عیسائی عالم قیام پذیر تھا جو توریت وانجیل کا بلند پایہ عالم تھا۔ اس نے جب یہ دیکھا کہ قافلہ میں شامل ایک نوخیز بچے (محمد ﷺ) پہ بادل سایہ فگن ہے، وہ جدھر جاتے ہیں بادل کا ٹکڑا ان پر سایہ فگن رہتا ہے۔ تو اسے یہ منظر دیکھ کر اس نبی کی صفات یاد آنے لگیں جو توریت وانجیل میں مذکور ہیں۔ اس کے دل میں اشتیاق بڑھا اور اس نے آپ ﷺ کی مزید صفات کی تصدیق کی خاطر آپ ﷺ کو قریب سے دیکھنے کا منصوبہ بنایا۔ اس کے لیے اس نے یہ حیلہ کیا کہ تمام اہل قافلہ کی دعوت کی۔ اس کی دعوت کا سن کر تمام قافلہ والے حیرت میں پڑ گئے کہ ہمارا راستہ ہمیشہ سے یہی رہا ہے مگر کبھی اس راہب نے ہماری دعوت نہیں کی اور آج ہم پر کرم کے بادل برسانے کو بے تاب ہے۔ وقت مقررہ پہ تمام افراد نے راہب کے پاس پہنچ کر ماحضر تناول کیا مگر محمد ﷺ تشریف نہیں لے گئے۔ بحیریٰ نے جب اپنے مطلوب ومحبوب کو دعوت کھانے والوں میں نہیں پایا تو لوگوں سے کہا کہ آپ میں کا کوئی بھی میری دعوت سے دور نہ رہے خواہ کم عمر ہو یا بڑا۔ بحیریٰ کے اصرار پہ محمد ﷺ بھی تشریف لائے۔ کھانے سے فراغت کے بعد راہب نے تمام لوگوں کو رخصت کر دیا اور محمد ﷺ کے قریب آ کر بولا:

''میں آپ کو لات وعزیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ میں جس چیز کے متعلق آپ سے پوچھوں مجھے ضرور اس کا جواب دیجئے گا''۔ آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: مجھ سے لات وعزیٰ کے واسطے سے کوئی سوال مت کرنا، قسم خدا کی! مجھے ان سے زیادہ کسی چیز سے نفرت نہیں ہے''۔ راہب نے کہا: میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ میرے سوالات کے جواب عنایت فرمائیے''۔ پھر اس نے توریت وانجیل میں جس قدر صفات نبی آخر الزماں ﷺ کی پڑھی تھیں ان کے متعلق سوالات

کیے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے جواب سے ان تمام صفات کی تصدیق ہوتی گئی جو آخری نبی ﷺ کے متعلق اس کے علم میں تھیں۔ اب اس نے آپ ﷺ کی پشت مبارک سے کپڑا اٹھایا اور مہر نبوت کو دیکھ کر اسے چوم لیا۔ پھر بحیریٰ نے ابو طالب سے کہا کہ اس بچے کے والدین اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں؟ ابو طالب نے اس کی تصدیق کر دی۔ راہب نے کہا: آپ اپنے بھتیجے کو لے کر جلد از جلد وطن لوٹ جائیں اور یہود سے ہوشیار رہیں کیونکہ ان کی جن صفات کا علم مجھے ہوا ہے اُنہیں اگر یہود جان جائیں تو وہ ضرور اِنہیں نقصان پہنچانے کی سعی کریں گے۔ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ کے بھتیجے کا رتبہ بہت بلند ہوگا۔"

(الروض الأنف 1: قصة بحيرىٰ، ص٢٠٧، السيرة النبوية لابن هشام 1: قصة بحيرىٰ، السيرة النبوية لابن كثير 1: خروجه ﷺ مع عمه و قصة بحيرىٰ)

لیکن وہی لوگ جو دنیا والوں بالخصوص عرب والوں کو آپ ﷺ کی آمد کی خوشخبری سنایا کرتے تھے اور آپ ﷺ کی صفات سے انہیں آگاہ کرتے تھے جب آپ ﷺ کو بنی اسماعیل سے دیکھا تو ان میں سے سوائے چند کے اکثر نے مارے حسد کے آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کا انکار کیا، توریت و انجیل سے آپ کی بعض صفات کو بالکلیہ مٹا دیں اور بعض میں اس قدر تبدیلی کر دی کہ آپ ﷺ کو ان کا مصداق قرار دینا کافی مشتبہ ہو گیا۔ ان کی اسی عادت غیر مستحسن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خالق دو جہاں ارشاد فرماتا ہے:

"إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا أَنزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهِ ثَمَناً قَلِيْلاً أُولٰـئِكَ مَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ٥":

"بے شک جو لوگ اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب (توریت و انجیل) سے (حق

باتوں کو اَن پڑھ لوگوں سے) چھپاتے ہیں اور اُن (آیتوں) کے بدلے تھوڑی پونجی خریدتے ہیں وہ لوگ اپنے پیٹ میں آگ (کا انگارہ) کھاتے ہیں۔ اللہ قیامت میں ان لوگوں سے بات نہیں کریگا اور نہ ہی انہیں ستھرا بنائے گا۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہے"۔ (سورة البقرة: ١٧٤)

ایک دوسری آیت میں یہود و نصاریٰ کی اس بری خصلت پہ اُن الفاظ میں مذمت کی گئی ہے:

"بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ أَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا أَن يُنَزِّلَ اللّٰهُ مِن فَضْلِهِ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ فَبَآؤُوا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ٥":

"کتنی بری چیز کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو خریدا کہ وہ اللہ کے اتارے ہوئے کا انکار کریں گے اس حسد سے کہ اللہ اپنا فضل جس بندے پر چاہتا ہے اتارتا ہے، وہ غضب پر غضب کے سزاوار ہیں اور کافروں کے لیے اہانت آمیز عذاب ہے"۔ (سورة البقرة: ٩٠)

اور ایک دوسرے مقام پہ فرمایا گیا:

"فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهِ ثَمَناً قَلِيْلاً فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ٥":

"ان کے لیے "ویل" (جہنم) ہے جو لوگ کتاب (توریت و انجیل میں آیتیں) اپنی جانب سے لکھتے ہیں اور پھر (لوگوں سے) کہتے ہیں کہ یہ (آیت و حکم) اللہ کی جانب سے ہے تا کہ اس (گھڑی آیت) کے بدلے تھوڑی دولت حاصل کر سکیں، تو ویل ہے ان کے لیے ہاتھوں سے (گھڑے احکام و جھوٹی صفات محمدی ﷺ)

لکھنے کے سبب اور ان کے لیے ویل ہے ان کے (غلط) کاموں کے سبب"۔

(سورة البقرة: ۷۹)

نیز اپنی خواہش وفطرت کے برخلاف مبعوث ہونے والے انبیاے کرام علیہم السلام کے تئیں بنی اسرائیل کی عادت جاریہ کے متعلق فرمایا گیا:

"أَفَكُلَّمَا جَآءَ كُمْ رَسُولٌ بِمَا لاَ تَهْوٰى أَنفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقاً كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقاً تَقْتُلُونَ٥":

"کیا جب بھی تمہارے پاس تمہاری خواہش کے خلاف رسول آئے گا تم سرکشی دکھاؤ گے، ایک گروہ (مثلاً عیسیٰ علیہ السلام) کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ (مثلا زکریا اور یحییٰ علیہما السلام) کو تم قتل کرتے ہو"۔ (سورة البقرة: ۸۷)

اپنی مرضی وخواہش کے برخلاف مبعوث ہونے والے انبیاے کرام علیہم السلام کو شہید کرنے کی بنی اسرائیل کی عادت قبیحہ کا بیان بائبل میں بھی عیسیٰ مسیح کی زبانی مرقوم ہے:

"Woe unto you! for ye build the sepulchres of the prophets, and your fathers killed them. Truly ye bear witness that ye allow the deeds of your fathers: for they indeed killed them, and ye build their sepulchres. Therefore also said the wisdom of God, I will send them prophets and apostles, and some of them they shall slay and persecute: That the blood of all the prophets, which was shed from the foundation of the world, may be required of this generation;"

(Luke: 11/47-50, King James Version)

"تم پر افسوس! کہ تم نبیوں کی قبروں کو بناتے ہو اور تمہارے باپ دادا نے اُنکو قتل کیا تھا۔ پس تم گواہ ہو اور اپنے باپ دادا کے کام کو پسند کرتے ہو کیونکہ اُنہوں نے اُنکو قتل کیا تھا اور تم اُنکی قبریں بناتے ہو۔ اِسی لئے خداوند کی حکمت نے کہا کہ میں نبیوں اور رسولوں کو اُنکے پاس بھیجونگی۔ وہ اُن میں سے بعض کو قتل کرینگے اور بعض کو

ستائینگے: تاکہ سب نبیوں کے خون کی جو بنای عالم سے بہایا گیا اِس زمانے کے لوگوں سے باز پرس کی جائے:"

(لوقا:۱۱/۴۷-۵۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

پیغمبر اسلام ﷺ کے ظہور اور اعلان نبوت کے بعد ہی سے یہود و نصاریٰ نے اپنی کتابوں میں تحریف شروع کردی، جن جن مقامات پہ صفات محمدی ﷺ درج تھیں انہیں بدل دیا۔ حذف و اضافہ اور ترمیم و تبدیل سے کام لیا۔ جہاں یہ لکھا تھا کہ آنے والے نبی ﷺ میانہ قد ہوں گے وہاں لمبا لکھ دیا۔ یہ سب کچھ صرف اس لیے کیا گیا کہ جس رسول کی آمد کا انتظار تھا وہ بنی اسرائیل سے نہ ہوکر آل اسماعیل سے تھے۔ اب نبوت بنی اسرائیل سے رخصت ہوکر بنی اسماعیل میں جا چکی تھی۔ دنیا کے سب سے افضل انسان محمد عربی ﷺ آل اسماعیل اور قریش سے نسبی تعلق رکھتے تھے۔ بنی اسماعیل سے تعلق کے علاوہ پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات کا یہ حصہ کہ "عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے ایک برگزیدہ نبی اور توحید کے داعی رسول ہیں" یہود و نصاریٰ کے لیے ناقابل قبول ہے۔ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے متعلق اسلامی عقیدہ یہ ہے:

"قَالَ اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰہِ آتَانِیَ الۡکِتَابَ وَجَعَلَنِیۡ نَبِیًّاo وَجَعَلَنِیۡ مُبَارَکًا اَیۡنَ مَا کُنۡتُ وَاَوۡصَانِیۡ بِالصَّلَاۃِ وَالزَّکَاۃِ مَا دُمۡتُ حَیًّاo وَبَرًّا بِوَالِدَتِیۡ وَلَمۡ یَجۡعَلۡنِیۡ جَبَّارًا شَقِیًّاo وَالسَّلَامُ عَلَیَّ یَوۡمَ وُلِدۡتُّ وَیَوۡمَ اَمُوۡتُ وَیَوۡمَ اُبۡعَثُ حَیًّاo"۔

"(عیسیٰ نے) کہا: یقیناً میں اللہ کا بندہ ہوں جس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا۔ مجھے بابرکت بنایا میں جہاں بھی رہوں اور تادم آخری مجھے نماز و زکوۃ اور والدہ کی اطاعت کا حکم دیا۔ مجھے اس نے بے نصیب یا حد سے گذرنے والا نہیں بنایا۔ سلامتی ہو اُس دن پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں دنیا سے چلا جاؤں گا اور

جس دن میں زندہ اُٹھایا جاؤں گا۔" (سورۃ مریم:۲۹۔۳۳)

یہ اسلامی عقیدہ مسیح سے متعلق یہود کے غیر مناسب نظریے کے خلاف ہے۔ اور یہ بھی یہود کی اسلام دشمنی کی ایک وجہ ہے۔ اسی طرح پیغمبر اسلامﷺ کی تعلیم کہ "عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں" یہ مسیحیوں کی اس فکر کے بھی مخالف ہے کہ مسیح ابن اللہ یا اللہ ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ انہوں نے پرانے کفریہ عقائد سے چمٹے رہنے کو ترجیح دی اور جانے پہچانے رسول احمد مختارﷺ کی نبوت و رسالت کا انکار کر بیٹھے۔

جس وقت سے ان جیسی آیات کریمہ نازل ہوئیں اسی دم سے یہود و نصاریٰ اپنی کتابوں سے ان آیات و اقتباسات کو نکالنے لگے اور ان میں ترمیم کا سلسلہ شروع کر دیا جن کا کسی بھی طرح کا تعلق قرآن کی ان جیسی آیات مبارکہ سے تھا مگر کہا جاتا ہے کہ "خدا جب دین لیتا ہے تو عقل بھی چھین لیتا ہے"۔ ساڑھے چودہ سو سالوں میں گذشتہ انبیاے کرام کی طرف منسوب کتابوں کے مجموعہ "بائبل" میں مسیحی علما نے صدہا اور ہزار ہا تحریفات سے کام لیا۔ ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ کسی طرح یہ ثابت کیا جائے کہ اسلام اور اس کی تعلیمات کا ماقبل کے ادیان اور پچھلے مذاہب سے کوئی تعلیمی، آسمانی یا روحانی واسطہ نہیں ہے۔ جن مقامات پہ بھی پیغمبر اسلامﷺ یا اسلامی تعلیمات کا ذکر خیر دیکھا انہیں محو کرنے یا ان میں تحریف کرنے میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں کی۔ اپنی مرضی سے ان میں زبردست تبدیلی کی۔ پندرہویں صدی عیسوی تک مسیحی عوام کی ناخواندگی اور ان کی جہالت سے بھی انہیں خوب موقع میسر آیا کہ مذہبی کتابوں میں پاپائیت اور ارباب کلیسا جس طرح چاہتے رہے تحریف سے کام لیتے رہے۔ اُس دور میں نہ اِس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ اُن کی کتابوں کا تنقیدی مطالعہ کیا جائے اور نہ ہی مسلم علما و اسکالرز کی کثیر تعداد نے اس کی طرف توجہ دی۔ مستثنیات جیسے امام غزالی، امام رازی، امام طبری، شیخ ابن حزم ظاہری اور شیخ ابن تیمیہ وغیرہم کو چھوڑ کر دیگر علماے اسلام نے مسیحیوں کی کتاب مقدس "بائبل" کے

بال کی کھال نکالنے کی طرف توجہ نہیں دی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی کتابوں کے ذخیرے میں مسیحیت پہ مواد بہت کم ملتا ہے۔ اُن زمانوں میں اس موضوع پہ لکھنے کی ضرورت ہوتی تو یقیناً منطق وفلسفہ سے زیادہ کتابیں اس پر دستیاب ہوتیں مگر چوں کہ ہمارے وہ بزرگان دین وقت اور ضرورت کو مدنظر رکھ کر کام کیا کرتے تھے اسی لیے اس موضوع کی طرف توجہ نہیں کی اور مسیحی علما کو من چاہے طریقے پر تحریف وترمیم کا موقع ملا۔ مگر ہزار ہا تحریفات اور لاکھ جتن کرنے کے بعد آج بھی بائبل میں اسلامی تعلیمات اور پیغمبر اسلام علیہ السلام کی تصدیقات متعدد مقامات پہ باقی اور موجود ہیں۔ ہمارے گذشتہ مضامین (۱) توحید، نبوت مسیح اور بائبل۔ (۲) اسلامی حدود وتعزیرات بائبل اور عقل سلیم کی نظر میں۔ (۳) نسخ، اسلام اور بائبل اس دعویٰ پر شاہد عدل ہیں اور اسی سلسلے کی یہ چوتھی کڑی ہے۔ انشاء اللہ العزیز ہم اپنی اس تحریر میں یہ ثابت کریں گے کہ آج بھی موجودہ بائبل میں پیغمبر اسلام ﷺ کا ذکر خیر اور اُس ذکر جمیل کی کچھ نشانیاں باقی ہیں اور ہم نے انہی اقتباسات کو نقل کیا ہے۔ سب سے پہلے ہم بنی اسرائیل کے جدامجد (یعقوب علیہ السلام اور دوسرا نام اسرائیل) جن کی طرف خود کو منسوب کر کے وہ اپنے کو بنی اسرائیل کہتے ہیں، ان کی بشارت کو ذکر کرتے ہیں۔

پہلی بشارت

یعقوب علیہ السلام کی بشارت ''شیلوہ''

یعقوب علیہ السلام اپنی زندگی کے آخری ایام میں اپنے تمام لڑکوں کو جمع فرماتے ہوئے آخری نصیحت فرماتے ہیں۔ جس کا بیان بائبل میں اس طرح ہے:

"And Jacob called unto his sons, and said, Gather yourselves together, that I may tell you that which shall befall you in the last days. Gather yourselves together, and hear, ye sons of Jacob; and hearken unto Israel your father. Reuben, thou art my firstborn, my might, and the beginning of my strength, the excellency of dignity, and the excellency of power: Unstable as water, thou shalt not excel; because thou wentest up to thy father's bed; then defiledst thou it: he went up to my couch. Simeon and Levi are brethren; instruments of cruelty are in their habitations. O my soul, come not thou into their secret; unto their assembly, mine honour, be not thou united: for in their anger they slew a man, and in their selfwill they digged down a wall. Cursed be their anger, for it was fierce; and their wrath, for it was cruel: I will divide them in Jacob, and scatter them in Israel. Judah, thou art he whom thy brethren shall praise: thy hand shall be in the neck of thine enemies; thy father's children shall bow down before thee. Judah is a lion's whelp: from the prey, my son, thou art gone up: he stooped down, he couched as a lion, and as an old lion; who shall rouse him up? The sceptre shall not depart from Judah, nor a lawgiver from between his feet, until *Shiloh* come; and unto him shall the gathering of the people be. Binding his foal unto the vine, and his ass's colt unto the choice vine." (Genesis: 49/1-11, King James Version)

''اور یعقوب نے اپنے بیٹوں کو یہ کہہ کر بلوایا کہ تم سب جمع ہو جاؤ تا کہ میں تم کو

بتاؤں کہ آخری دِنوں میں تم پر کیا کیا گذرے گا۔ اے یعقوب کے بیٹے جمع ہو کر سنو۔ اور اپنے باپ اسرائیل کی طرف کان لگاؤ۔ اے روبن! تو میرا پہلوٹھا میری قوت اور میری شہروزی کا پہلا پھل ہے۔ تو میرے رعب کی اور میری طاقت کی شان ہے۔ تو پانی کی طرح بے ثبات ہے اسی لئے تجھے فضیلت نہیں ملے گی۔ کیوں کہ تو اپنے باپ کے بستر پر چڑھا۔ تو نے اسے نجس کیا۔ رُوبن میرے بچھونے پر چڑھ گیا۔ شمعون اور لاوی بھائی بھائی ہیں۔ ان کی تلواریں ظلم کے ہتھیار ہیں۔ اے میری جان! ان کے مشورہ میں شریک نہ ہو۔ اے میری بُزرگی! ان کی مجلس میں شامل نہ ہو۔ کیوں کہ انہوں نے اپنے غضب میں ایک مرد کو قتل کیا۔ اور اپنی خُودرائی سے بیلوں کی کونچیں کاٹیں۔ لعنت ان کے غضب پر کیوں کہ وہ تُند تھا۔ اور ان کے قہر پر کیوں کہ وہ سخت تھا۔ میں انہیں یعقوب میں الگ الگ اور اسرائیل میں پراگندہ کردوں گا۔ اے یہوداہ! تیرے بھائی تیری مدح کریں گے۔ تیرا ہاتھ تیرے دشمنوں کی گردن پر ہوگا۔ تیرے باپ کی اولاد تیرے آگے سر نگوں ہوگی۔ یہوداہ شیر ببر کا بچہ ہے۔ اے میرے بیٹے! تو شکار مار کر چل دیا ہے۔ وہ شیر ببر بلکہ شیرنی کی طرح دبک کر بیٹھ گیا۔ کون اُسے چھیڑے؟ یہوداہ سے سلطنت نہیں چھوٹے گی اور نہ اُس کی نسل سے حکومت کا عصا موقوف ہوگا۔ جب تک شیلوہ نہ آئے اور قومیں اس کی مطیع ہوں گی۔ وہ اپنا جوان گدھا انگور کے درخت سے اور اپنی گدھی کا بچہ اعلیٰ درجہ کے انگور کے درخت سے باندھا کرے گا۔'' (پیدائش: ۴۹/۱-۱۱، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

مذکورہ اقتباس میں یہ جملہ: یہوداہ سے سلطنت نہیں چھوٹے گی اور نہ اُس کی نسل سے حکومت کا عصا موقوف ہوگا۔ جب تک شیلوہ نہ آئے اور قومیں اس کی مطیع ہوں گی''۔ ہی ہمارے استدلال کا مرکزی نقطہ ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اس عبارت میں ''شیلوہ'' سے

مراد پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ جبکہ مسیحی اہل علم یہ کہتے ہیں کہ اس میں "شیلوہ" سے مراد مسیح علیہ السلام کی ذات ہے۔

مسیحیوں کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد والی آیت میں: وہ اپنا جوان گدھا انگور کے درخت سے اور اپنی گدھی کا بچہ اعلیٰ درجہ کے انگور کے درخت سے باندھا کرے گا"۔ ذکر کیا گیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس سے مسیح علیہ السلام مراد ہیں کیوں کہ جوان گدھا اور گدھی کے بچے کو انگور کے درخت سے باندھنے کا جو ذکر ہے وہ مسیح علیہ السلام پر مکمل فِٹ بیٹھتا ہے۔ اور پورا واقعہ انجیل متی میں اس طرح مسطور ہے:

"And when they drew nigh unto Jerusalem, and were come to Bethphage, unto the mount of Olives, then sent Jesus two disciples, Saying unto them, Go into the village over against you, and straightway <u>ye shall find an ass tied, and a colt with her:</u> loose them, and bring them unto me. And if any man say ought unto you, ye shall say, <u>The Lord hath need of them</u>; and straightway he will send them. All this was done, that it might be fulfilled which was spoken by the prophet, saying, Tell ye the daughter of Sion, Behold, thy King cometh unto thee, meek, and sitting upon an ass, and a colt the foal of an ass. And the disciples went, and did as Jesus commanded them, And brought the ass, and the colt, and put on them their clothes, and they set him thereon. And a very great multitude spread their garments in the way; others cut down branches from the trees, and strawed them in the way."

(Matthew: 21/1-8, King James Version)

"اور جب وہ یروشلم کے نزدیک پہونچے اور زیتون کے پہاڑ پر بیت فگے کے پاس آئے تو یسوع نے دو شاگردوں کو یہ کہہ کر بھیجا کہ: اپنے سامنے کے گاؤں میں جاؤ۔ وہاں پہونچتے ہی ایک گدھی بندھی ہوئی اور اس کے ساتھ بچہ پاؤ گے انہیں کھول کر میرے پاس لے آؤ: اور اگر کوئی تم سے کچھ کہے تو کہنا کہ <u>خداوند کو</u>

اُن کی ضرورت ہے۔ وہ فی الفور انہیں بھیج دے گا: یہ اِسلئے ہوا کہ جو نبی کی معرفت کہا گیا تھا پورا ہو کہ: صِیُّون کی بیٹی سے کہو کہ دیکھ تیرا بادشاہ تیرے پاس آتا ہے۔ وہ حلیم ہے اور گدھے پر سوار ہے بلکہ لادُو کے بچے پر: پس شاگردوں نے جا کر جیسا یسوع نے اُنکو حکم دیا تھا ویسا ہی کیا: اور گدھی اور بچے کو لا کر اپنے کپڑے اُن پر ڈالے اور وہ اُن پر بیٹھ گیا: اور بھیڑ میں کے اکثر لوگوں نے اپنے کپڑے راستہ میں بچھائے اور اَوروں نے درخت سے ڈالیاں کاٹ کر راہ میں پھیلائیں:

(انجیل متی: ۱/۲۱۔۸، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

یہ دلیل کس حد تک قابل قبول ہے اور علمی حلقے میں یہ استدلال کتنا مستحکم اور مضبوط مانا جائے گا یہ تو آنے والی سطریں بتائیں گی۔ سردست! ہم اتنا بتادیتے ہیں کہ گدھی یا گدھی کے بچے والا واقعہ کسی بھی طرح قابل اعتبار نہیں ہے کیونکہ اناجیل کے ناقلین نے اس واقعہ کو تعارضات سے بھر دیا ہے۔

متی کی روایت کے برخلاف مرقس نے اپنی انجیل میں اس واقعہ کی منظر نگاری اس طرح کی ہے:

"And when they came nigh to Jerusalem, unto Bethphage and Bethany, at the mount of Olives, he sendeth forth two of his disciples, And saith unto them, Go your way into the village over against you: and as soon as ye be entered into it, ye shall find a colt tied, whereon never man sat; loose him, and bring him. And if any man say unto you, Why do ye this? say ye that the Lord hath need of him; and straightway he will send him hither. And they went their way, and found the colt tied by the door without in a place where two ways met; and they loose him. And certain of them that stood there said unto them, What do ye, loosing the colt? And they said unto them even as Jesus had commanded: and they let them go.

And they brought the colt to Jesus, and cast their garments on him; and he sat upon him. And many spread their garments in the way: and others cut down branches off the trees, and strawed them in the way." (Mark: 11/1-8, King James Version)

''اور جب وہ یروشلم کے نزدیک زیتون کے پہاڑ پر بیت فگے اور بیت عنیاہ کے پاس آئے تو اُس نے اپنے شاگردوں میں سے دو کو بھیجا: اور اُن سے کہا کہ اپنے سامنے کے گاؤں میں جاؤ اور اُس میں داخل ہوتے ہی ایک گدھی کا بچہ بندھا ہوا تمہیں ملیگا جس پر کوئی آدمی اب تک سوار نہیں ہوا۔ اُسے کھول لاؤ: اور اگر کوئی تم سے کہے کہ تم یہ کیوں کرتے ہو؟ تو کہنا کہ خداوند کو اس کی ضرورت ہے وہ فی الفور اُسے یہاں بھیجدیگا: پس وہ گئے اور بچے کو دروازہ کے نزدیک باہر چوک میں بندھا ہوا پایا اور اُسے کھولنے لگے: مگر جو لوگ وہاں کھڑے تھے اُن میں سے بعض نے اُن سے کہا یہ کیا کرتے ہو کہ گدھی کا بچہ کھولتے ہو؟: انہوں نے جیسا یسوع نے کہا تھا ویسا ہی اُن سے کہہ دیا اور اُنہوں نے اُنکو جانے دیا: پس وہ گدھی کے بچے کو یسوع کے پاس لائے اور اپنے کپڑے اُس پر ڈالدیئے اور وہ اُس پر سوار ہو گیا: اور بہت لوگوں نے اپنے کپڑے راہ میں بچھادیئے اَوروں نے کھیتوں میں سے ڈالیاں کاٹ کر پھیلادیں:''

(مرقس: ۱/۱۱۔۸، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اور انجیل لوقا میں اس واقعہ کو ان الفاظ میں نقل کیا گیا ہے:

"And it came to pass, when he was come nigh to Bethphage and Bethany, at the mount called the mount of Olives, he sent two of his disciples, Saying, Go ye into the village over against you; in the which at your entering ye shall find a colt tied, whereon yet never man sat: loose him, and bring him hither. And if any man ask you, Why do ye loose him? thus shall ye say unto him, Because the Lord hath need of him.

And they that were sent went their way, and found even as he had said unto them. And as they were loosing the colt, the owners thereof said unto them, Why loose ye the colt? And they said, The Lord hath need of him. And they brought him to Jesus: and they cast their garments upon the colt, and they set Jesus thereon. And as he went, they spread their clothes in the way." (Luke: 19/29-36, King James Version)

''جب وہ اُس پہاڑ پر جو زیتون کا کہلاتا ہے بیت فگے اور بیت عنیاہ کے پاس پہنچا تو ایسا ہوا کہ اس نے شاگردوں میں سے دو کو یہ کہہ کر بھیجا کہ: سامنے کے گاؤں میں جاؤ اور اُس میں داخل ہوتے ہی ایک گدھی کا بچہ بندھا ہوا ملیگا جس پر کبھی کوئی آدمی سوار نہیں ہوا۔ اُسے کھول لاؤ: اور اگر کوئی تم سے پوچھے کہ کیوں کھولتے ہو؟ تو یوں کہہ دینا کہ خداوند کو اس کی ضرورت ہے: پس جو بھیجے گئے تھے اُنہوں نے جا کر جیسا اُس نے اُن سے کہا تھا ویسا ہی پایا: جب گدھی کے بچہ کو کھول رہے تھے تو اُس کے مالکوں نے اُن سے کہا کہ اِس بچہ کو کیوں کھولتے ہو؟: اُنہوں نے کہا کہ خداوند کو اس کی ضرورت ہے: اور وہ اُس کو یسوع کے پاس لے آئے اور اپنے کپڑے اُس بچہ پر ڈال کر یسوع کو سوار کیا: جب وہ جا رہا تھا تو وہ اپنے کپڑے راہ میں بچھاتے جاتے تھے:''

(لوقا:۱۹/۲۹۔۳۶، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اگر تینوں اناجیل کے اقتباسات کو سامنے رکھ کر تجزیہ کیا جائے تو اس واقعہ میں کم از کم درج ذیل تعارضات ہیں:۔

(۱) متی کی روایت کے مطابق مسیح کو گدھی اور اس کے بچہ دونوں کی ضرورت تھی۔ متی کے الفاظ ہیں:

''خداوند کو اُن کی ضرورت ہے۔'' "The Lord hath need of them"

جب کہ لوقا اور مرقس کے مطابق مسیح کو صرف گدھی کے بچہ کی ضرورت تھی۔

''خداوند'' اور ''ضرورت'' میں جو 'تفریح' ہے اس مقام پہ ہم اس سے صرف نظر کر کے آگے بڑھتے ہیں۔

(۲) متی کی روایت کے مطابق اُس گاؤں میں گدھی کے ساتھ اس کا بچہ بھی بندھا ہوا تھا جبکہ لوقا اور مرقس کے اقتباسات یہ بتاتے ہیں کہ اس گاؤں میں صرف گدھی کا بچہ بندھا ہوا تھا۔

(۳) متی یہ لکھتے ہیں کہ مسیح نے گدھی اور اس کا بچہ دونوں کو لانے کے لیے کہا تھا مگر لوقا اور مرقس نے یہ تحریر کیا ہے کہ مسیح نے صرف گدھی کے بچہ کا ذکر کیا تھا اور صرف اسے ہی لانے کا حکم دیا تھا۔

(۴) متیٰ کے بیان کے مطابق وہاں سے شاگرد گدھی اور اس کا بچہ دونوں کھول لائے تھے۔ جبکہ لوقا اور مرقس کی روایتیں اس کے برخلاف ہیں۔ انہوں نے یہ نقل کیا ہے کہ شاگرد صرف گدھی کا بچہ کھول کر لائے تھے۔

اگر ہم متیٰ کو صادق اور برحق مانیں تو لازم ہے کہ ہم مرقس اور لوقا کی تصدیق سے باز رہیں، یا اگر مرقس اور لوقا کے دامن کو ''کذب بیانی'' سے پاک قرار دیں تو پھر ہمیں مجبوراً متی کی حمایت سے دستبرداری اختیار کرنا پڑے گی۔ اور مسیحی حضرات کی محبت میں ہم ان دونوں مشکلوں میں سے جسے بھی اختیار کریں ہم کانٹوں میں الجھ کر رہ جائیں گے اور ساتھ ہی ہمیں بہ حالت اضطرار ہی سہی یہ بھی ماننا پڑیگا کہ عہد نامۂ جدید کا دامن تعارضات کے کانٹوں میں الجھا ہوا ہے۔ اور مسیح کے حق میں یہ دلیل قابل قبول نہیں ہے۔

انصاف پسند محققین اور ہمارا کہنا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کی یہ بشارت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے۔ اور دلائل درج ذیل ہیں:۔

(۱) یعقوب علیہ السلام کی اس بشارت میں ہے کہ یہوداہ اور اس کی نسل سے حکومت اور

سلطنت اس وقت تک رخصت نہیں ہوگی جب تک ''شیلوہ'' نہیں آئے گا۔ اس کا مطلب ہے کہ آنے والا ''شیلوہ'' یہوداہ کی نسل سے نہیں ہوگا بلکہ وہ یہوداہ کے علاوہ کی نسل سے ہوگا۔ جب کہ مسیح علیہ السلام یہوداہ کی نسل سے ہیں۔ انجیل متیٰ میں مسیح علیہ السلام کا نسب نامہ اس طرح نقل کیا گیا ہے:

"The book of the generation of Jesus Christ, the son of David, the son of Abraham. Abraham begat Isaac; and Isaac begat Jacob; and Jacob begat Judas and his brethren; And Judas begat Phares and Zara of Thamar; and Phares begat Esrom; and Esrom begat Aram; And Aram begat Aminadab; and Aminadab begat Naasson; and Naasson begat Salmon; And Salmon begat Booz of Rachab; and Booz begat Obed of Ruth; and Obed begat Jesse; And Jesse begat David the king; and David the king begat Solomon of her that had been the wife of Urias; And Solomon begat Roboam; and Roboam begat Abia; and Abia begat Asa; And Asa begat Josaphat; and Josaphat begat Joram; and Joram begat Ozias; And Ozias begat Joatham; and Joatham begat Achaz; and Achaz begat Ezekias; And Ezekias begat Manasses; and Manasses begat Amon; and Amon begat Josias; And Josias begat Jechonias and his brethren, about the time they were carried away to Babylon: And after they were brought to Babylon, Jechonias begat Salathiel; and Salathiel begat Zorobabel; And Zorobabel begat Abiud; and Abiud begat Eliakim; and Eliakim begat Azor; And Azor begat Sadoç; and Sadoc begat Achim; and Achim begat Eliud; And Eliud begat Eleazar; and Eleazar begat Matthan; and Matthan begat Jacob; And Jacob begat Joseph the husband of Mary, of whom was born Jesus, who is called Christ." (Matthew: 1/1-16, King James Version)

''یسوع مسیح ابن داؤد ابن ابرہام کا نسب نامہ: ابرہام سے اضحاق پیدا ہوا اور

اضحاق سے یعقوب پیدا ہوا اور یعقوب سے یہوداہ اور اُسکے بھائی پیدا ہوئے: اور یہوداہ سے فارص اور زارح تمر سے پیدا ہوئے: اور فارص سے حصرون پیدا ہوا اور حصرون سے رام پیدا ہوا: اور رام سے عمیند اب پیدا ہوا اور عمیند اب سے نحسون پیدا ہوا اور نحسون سے سلمون پیدا ہوا: اور سلمون سے بوعز راحب سے پیدا ہوا اور بوعز سے عوبید روت سے پیدا ہوا اور عوبید سے یسّی پیدا ہوا: اور یسّی سے داؤد بادشاہ پیدا ہوا: اور داؤد سے سلیمان اُس عورت سے پیدا ہوا جو پہلے اُوریاہ کی بیوی تھی: اور سلیمان سے رحُبعام پیدا ہوا اور رحُبعام سے ابیاہ پیدا ہوا۔ اور ابیاہ سے آسا پیدا ہوا: اور آسا سے یہوسفُط پیدا ہوا اور یہوسفُط سے یورام پیدا ہوا اور یورام سے عُزّیاہ پیدا ہوا: اور عُزّیاہ سے یوتام پیدا ہوا اور یوتام سے آخز پیدا ہوا اور آخز سے حزقیاہ پیدا ہوا: اور حزقیاہ سے منسّی پیدا ہوا اور منسّی سے امون پیدا ہوا اور امون سے یُوسیاہ پیدا ہوا: اور گرفتار ہوکر بابل جانے کے زمانہ میں یوسیاہ سے یکونیاہ اور اُسکے بھائی پیدا ہوئے: اور گرفتار ہوکر بابل جانے کے بعد یکونیاہ سے سیالتی ایل پیدا ہوا اور سیالتی ایل سے زرُبّابیل پیدا ہوا: اور زرُبّابیل سے اَبیہود پیدا ہوا اور ابیہود سے الیاقیم پیدا ہوا اور الیاقیم سے عازُور پیدا ہوا اور عازُور سے صدوق پیدا ہوا اور صدوق سے اخیم پیدا ہوا اور اخیم سے اِلیہُود پیدا ہوا: اور اِلیہُود سے اِلیعزر پیدا ہوا اور اِلیعزر سے متّان پیدا ہوا اور متّان سے یعقوب پیدا ہوا: اور یعقوب سے یوسف پیدا ہوا۔ یہ اُس مریم کا شوہر تھا جس سے یسوع پیدا ہوا جو مسیح کہلاتا ہے:" (متّی ۱/۱:۱-۱۶، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اور انجیل لوقا میں ان الفاظ میں مسیح علیہ السلام کا شجرۂ نسب ذکر کیا گیا ہے:

The genealogy of Jesus

"And Jesus himself began to be about thirty years of age, being (as was supposed) the son of Joseph, which was the son of Heli, Which was the son of

Matthat, which was the son of Levi, which was the son of Melchi, which was the son of Janna, which was the son of Joseph, Which was the son of Mattathias, which was the son of Amos, which was the son of Naum, which was the son of Esli, which was the son of Nagge, Which was the son of Maath, which was the son of Mattathias, which was the son of Semei, which was the son of Joseph, which was the son of Juda, Which was the son of Joanna, which was the son of Rhesa, which was the son of Zorobabel, which was the son of Salathiel, which was the son of Neri, Which was the son of Melchi, which was the son of Addi, which was the son of Cosam, which was the son of Elmodam, which was the son of Er, Which was the son of Jose, which was the son of Eliezer, which was the son of Jorim, which was the son of Matthat, which was the son of Levi, Which was the son of Simeon, which was the son of Juda, which was the son of Joseph, which was the son of Jonan, which was the son of Eliakim, Which was the son of Melea, which was the son of Menan, which was the son of Mattatha, which was the son of Nathan, which was the son of David, Which was the son of Jesse, which was the son of Obed, which was the son of Booz, which was the son of Salmon, which was the son of Naasson, Which was the son of Aminadab, which was the son of Aram, which was the son of Esrom, which was the son of Phares, which was the son of Juda, Which was the son of Jacob, which was the son of Isaac, which was the son of Abraham, which was the son of Thara, which was the son of Nachor, Which was the son of Saruch, which was the son of Ragau, which was the son of Phalec, which was the son of Heber, which was the son of Sala, Which was the son of Cainan, which was the son of Arphaxad, which was the son of Sem, which was the son of Noe, which was the son of Lamech, Which was

the son of Mathusala, which was the son of Enoch, which was the son of Jared, which was the son of Maleleel, which was the son of Cainan, Which was the son of Enos, which was the son of Seth, which was the son of Adam, which was the son of God."

(Luke: 3/23-38, King James Version)

''جب یسوع خود تعلیم دینے لگا قریباً تیس برس کا تھا اور (جیسا کہ سمجھا تا تھا) یوسف کا بیٹا تھا اور وہ عیلی کا۔ اور وہ متات کا اور وہ لاوی کا اور وہ ملکی کا اور وہ ینا کا اور وہ یوسف کا۔ اور وہ متتیاہ کا اور وہ عاموس کا اور وہ ناحوم کا اور وہ اسلیاہ کا اور وہ نوگہ کا۔ اور وہ ماعت کا اور وہ متتیاہ کا اور وہ شمعی کا اور وہ یوسیخ کا اور وہ یوداہ کا۔ اور وہ یوحنّاہ کا اور وہ ریساہ کا اور وہ زرُبابل کا اور وہ سیالتی ایل کا اور وہ نیری کا۔ اور وہ ملکی کا اور وہ ادّی کا اور وہ قوسام کا اور وہ المودام کا اور وہ عیر کا۔ اور وہ یشوع کا اور وہ الیعزر کا اور وہ یوریم کا اور وہ متات کا اور وہ لاوی کا۔ اور وہ شمعون کا اور وہ یہوداہ کا اور وہ یوسف کا اور وہ یونان کا اور وہ الیاقیم کا۔ اور وہ ملے آہ کا اور وہ مناہ کا اور وہ متتاہ کا اور وہ ناتن کا اور وہ داؤد کا۔ اور وہ یسّی کا اور وہ عوبید کا اور وہ بوعز کا اور وہ سلمون کا اور وہ نحسون کا۔ اور وہ عمینداب کا اور وہ ارنی کا اور وہ حصرون کا اور وہ فارص کا اور وہ یہوداہ کا۔ اور وہ یعقوب کا اور وہ اضحاق کا اور وہ ابرہام کا اور وہ تارہ کا اور وہ نحور کا۔ اور وہ سروج کا اور وہ رِعُو کا اور وہ فلج کا اور وہ عبر کا اور وہ سلح کا۔ اور وہ قینان کا اور وہ ارفکد کا اور وہ سم کا اور وہ نوح کا اور وہ لمک کا۔ اور وہ متوسلح کا اور وہ حنوک کا اور وہ یارِد کا اور وہ مہلل ایل کا اور وہ قینان کا۔ اور وہ انوس کا اور وہ سیت کا اور وہ آدم کا اور وہ خدا کا تھا۔''

(لوقا:۳/ ۲۳۔۳۸، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

بائبل کے اس اقتباس سے یہ انکشاف ہوا کہ آدم بھی خدا کے بیٹے ہیں، خدا کا بیٹا

ہونا صرف مسیح کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں یہ کہہ لیں کہ خلاف عادت پیدا ہونے والوں کو بائبل اور اس کے متبعین ''خدا کا بیٹا'' گردانتے ہیں۔

(۱) لوقا کی روایت کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام اور عیسیٰ مسیح کے درمیان ۵۴/ آدمی ہیں۔ جب کہ متیٰ کی روایت کے مطابق اُن کے درمیان صرف چالیس پشتوں کا فاصلہ ہے۔

(۲) دونوں انجیلوں کی روایتوں میں کم از کم چودہ نسلوں کا فرق پڑتا ہے اور اس حساب سے اندازہ لگائیں تو دونوں روایتوں کے حساب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مسیح کے درمیان کم از کم چار پانچ سو سالوں کا فرق ہوگا۔ یعنی اگر لوقا کے حساب سے دونوں کے درمیان ڈھائی تین ہزار سالوں کا فاصلہ ہے تو متیٰ کے مطابق اُس سے چار پانچ سو سال کم ہوں گے۔

(۳) کم از کم بیس پچیس ناموں کے بارے میں لوقا اور متیٰ کے درمیان شدید اختلاف ہے۔ بعض وہ جو متیٰ کے نزدیک مسیح کے آبا و اجداد میں سے ہیں انہیں لوقا نے مسیح کے باپ دادا میں شمار نہیں کیا ہے۔

اگر آپ متی اور لوقا کی اناجیل کے مذکورہ بالا دونوں اقتباسات پر مزید تحقیقی نگاہ ڈالیں تو لاکھ دامن چھڑاتے ہوئے بھی آپ کو اتنے تناقضات کا سامنا کرنا پڑے گا کہ آپ کی حالت مجنوں سے بدتر ہو جائے گی۔ دعویٰ منزل من اللہ (آسمان سے اتارے) ہونے کا اور اتنے تعارضات !!!!!!

اب آپ ہی بتائیں کہ ہم اس طرح کے تعارضات سے پُر اقتباسات اور ان کتابوں کی حقانیت اور صداقت پہ کیسے یقین کر لیں......؟؟

اگر یہ انسانی روایات اور آدم زادوں کے اقوال ہوتے تو ہم خطا اور بھول کی ''انسانی جبلت'' کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی تبصرہ نہیں کرتے مگر افسوس اس بات کا ہے کہ

مسیحی یہ کہتے ہیں کہ لوقا و متیٰ سمیت تمام ناقلینِ اناجیل ان جیسی ''بشری خامیوں'' سے پاک دامن ہیں اور انہوں نے وہی لکھا جو ''خدائے مسیحیت'' نے ان کی جانب وحی کیا ہے۔ اب ایسی صورت میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ اگر ناقلین و کاتبین ان انسانی کمزوریوں سے پاک ہیں تو پھر یہ ''انسانی کمزوریاں'' آپ کے خدا میں پائی جاتی ہیں۔ معاذ اللہ۔ اس کے سوا اور کوئی صورت ہی نہیں بچتی' ہے۔ جس کو اختیار کر کے یہ کہا جا سکے کہ لوقا اور متیٰ سمیت تمام ناقلینِ بائبل کا ذہن و دماغ انسانی فطرت بھول اور خطا سے کبھی پراگندہ نہیں ہوا۔ اس مقام پہ اہل کلیسا کا بھولا پن بھی قابل دید ہے کہ بندوں کی خوبی بیان کرتے کرتے خدا کو ہی نسیان و خطا سے داغدار کر دیا ہے۔ کیا خوب کہا گیا ہے: فَرَّ مِنَ الْمَطَرِ وَ قَامَ تَحْتَ الْمِيْزَابِ ۔ یعنی بارش کے قطروں سے بھاگا اور پرنالہ (بالا خانہ کی نالی) کے نیچے کھڑے ہو گیا۔ یہاں پہ ہمیں ایک دانشمند کا یہ قول شدت سے یاد آ رہا ہے: انسان کو شیانا (ہوشیار) بننا چاہئے مگر ڈھیر شیانا (زیادہ ہوشیار) نہیں''۔

خیر! بات بہت دور نکل آئی۔ اب پھر اپنے ذہن کو اِس رخ پر موڑ لیجئے کہ یعقوب علیہ السلام نے یہ کہا تھا کہ ''شیلوہ'' کی آمد کے بعد بنی یہوداہ سے شان و شوکت، حکومت و نبوت اور شرع سازی کا اختیار ختم ہو جائے گا اور یہ سارے معاملات ''شیلوہ'' کی طرف منتقل ہو جائیں گے۔

مسیح کے برخلاف پیغمبر اسلام ﷺ غیر یہوداہ کی نسل سے ہیں۔ جن کی آمد کے بعد بنی یہوداہ (بنی اسرائیل) سے نبوت و حکومت رخصت ہو گئی۔ پیغمبر اسلام ﷺ کا نسب حضرت اسماعیل سے جا ملتا ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دوسرے بیٹے کا نام قیدآر ہے جن کا ذکر بائبل میں ان الفاظ میں ہے:

Descendants of Ishmael

"Now these are the generations of Ishmael,

Abraham's son, whom Hagar the Egyptian, Sarah's handmaid, bare unto Abraham: And these are the names of the sons of Ishmael, by their names, according to their generations: the firstborn of Ishmael, Nebajoth; and *Kedar*, and Adbeel, and Mibsam, And Mishma, and Dumah, and Massa, Hadar, and Tema, Jetur, Naphish, and Kedemah: These are the sons of Ishmael, and these are their names, by their towns, and by their castles; twelve princes according to their nations." (Genesis: 25/12-16, 1Chronicles: 1/29-31, King James Version)

"یہ نسب نامہ ابرہام کے بیٹے اسماعیل کا ہے جو ابرہام سے سارہ کی لونڈی ہاجرہ مصری کے بطن سے پیدا ہوا۔ اور اسمٰعیل کے بیٹوں کے نام یہ ہیں۔ یہ نام ترتیب وار اُن کی پیدائش کے مطابق ہیں۔ اسمٰعیل کا پہلوٹھا نبایوت تھا۔ پھر قیدار اور اَدبئیل اور مِبسام۔ اور مشماع اور دومہ اور مسّا۔ حدد اور تیما اور یطور اور نفیس اور قدمہ۔ یہ اسمٰعیل کے بیٹے ہیں اور ان ہی کے نام سے اِنکی بستیاں اور چھاؤنیاں نامزد ہوئیں۔" (خروج: ۲۵/۱۲۔۱۶، تواریخ اول: ۱/۲۹۔۳۱، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اور جیسا کہ بہت سے سیرت نگاروں نے ذکر کیا ہے قیدار نبی اکرم ﷺ کے جد امجد ہیں:

"عن ابن عباس قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: أنا محمد ابن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصى بن كلاب بن مرة بن كعب بن لؤى بن غالب بن فهر بن مالك بن النضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن إلياس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن أد بن أدد بن الهميسع بن يشحب بن نبت بن حمل بن قيدار بن إسماعيل بن إبراهيم."

''ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میں محمد، عبداللہ کا فرزند ہوں اور وہ عبدالمطلب کے اور وہ ہاشم کے اور وہ عبدمناف کے اور وہ قصی کے اور وہ کلاب کے اور وہ مرۃ کے اور وہ کعب کے اور وہ لوئی کے اور وہ غالب کے اور وہ فہر کے اور وہ مالک کے اور وہ نضر کے اور وہ کنانہ کے اور وہ خزیمہ کے اور وہ مدرکہ کے اور وہ الیاس کے اور وہ مضر کے اور وہ نزار کے اور وہ معد کے اور وہ عدنان کے اور وہ اد کے اور وہ ادد کے اور وہ الہمیسع کے اور وہ یشجب کے اور وہ نبت کے اور وہ حمل کے اور وہ قیدار کے اور وہ اسماعیل کے اور وہ ابراہیم کے علیہم السلام۔'' (جامع الأحاديث: مسند ابن عباس، رقم الحديث ٣٨٨٩٥)

اس سند سے یہ حدیث ضعیف ہوسکتی ہے مگر اس سلسلے میں کثیر سیرت نگار اور محدثین کا قول ہے کہ قیدار/قیذار کے ہی واسطے سے پیغمبر اسلام ﷺ کا مقدس سلسلۂ نسب حضرت اسماعیل ذبیح اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام تک پہنچتا ہے۔ (عيون الأثر: ٣٣/١، تاريخ دمشق: ٦٢/٣ ذكر معرفة نسبه، سبل الهدىٰ و الرشاد: ٣٤٩/١-٣٥٧، جمهرة أنساب العرب: ٤٨٥-٤٨٦)

اور اگر مسیحی مفکرین ہمارے اس دعویٰ کو قبول نہ کریں کہ پیغمبر اسلام محمد عربی ﷺ کا سلسلہ قیدار سے ملتا ہے پھر بھی ہمیں اس مقام پہ اُن کا انکار کوئی ضرر رساں نہیں کیونکہ بہر حال وہ یہوداہ کی نسل سے نہیں ہیں۔ اس نکتے پر تو ان کے آبا و اجداد کے زمانے سے اتفاق چلا آرہا ہے۔ اور اس مقام پر یہی ہمارا مقصود بھی ہے۔ بقیہ تحقیق دوسرے وقت کے لیے محفوظ رکھتے ہیں۔

(۲) اگر اس بشارت سے مسیح علیہ السلام کی ہی ذات مراد ہے تو پھر امریکن بائبل سوسائٹی نیویارک سے طبع شدہ ایڈیشن میں انہیں لفظ ''شیلوہ'' حذف کر کے یہ لکھنے کی کیا ضرورت ہے:

"Judah you will be praised by your brothers; they will bow down to you, as you defeat your enemies. My son, you are a lion ready to eat your victim! you are terribly fierce; no one will bother you. You will have power and rule untill nations obey you and come bringing gifts. You will tie your donkey to a choice grapevine and wash your clothes in wine from those grapes." (Genesis: 49/8-11, Pub. by ABS, New York, America, 1995)

اس اقتباس کا صاف اور صریح ترجمہ یہ ہے:

''یہوداہ! تمہارے بھائی تمہاری تعریف کریں گے، وہ تمہارے سامنے جھکیں گے اور تم اپنے دشمنوں کو شکست دو گے۔ میرے بیٹے! تم ایک شیر ہو جو اپنے شکار کو کھانے کے لیے تیار بیٹھا ہے! تم بہت طاقت ور ہو، تمہیں کوئی پریشان نہیں کرے گا۔ تمہارے پاس طاقت اور حکمرانی رہے گی یہاں تک کہ اقوام تمہاری اطاعت کریں گی اور تمہارے لیے تحفے لائیں گی، تم اپنے گدھے کو عمدہ انگور کے درخت سے باندھو گے اور ان انگور کے شراب میں اپنے کپڑے دھوؤ گے''۔

مسیحی اور مغربی اہل علم محققین اور اسکالرز کے نزدیک امریکن بائبل سوسائٹی (ABS) کے ذریعہ شائع کیا گیا بائبل کا یہ مندرجہ بالا انگریزی Translation ترجمہ نگاری کی کس صنف سے تعلق رکھتا ہے یہ تو ہمیں معلوم نہیں، البتہ ہم اتنا بتا دیتے ہیں کہ مشرقی ادب میں اس ترجمہ کو مفہوم کی ادائیگی بھی نہیں قرار دیا جا سکتا ہے۔ بلکہ اگر ہم عربی زبان میں ایک نئے محاورہ "ترجمة القول بما لا يرضى به المترجم" (ایسی ترجمہ نگاری جس سے خود مترجم کی ذات بھی متفق نہیں) کا اضافہ کر دیں تو شاید برمحل اور درست ہوگا۔ کیونکہ اسی جملے '' You will have power and rule untill nations obey you '' پہ 'h' لگا کر نیچے مترجم نے یہ حاشیہ لگایا ہے:

"One possible meaning for the difficult Hebrew text"

''مشکل عبرانی عبارت کا ایک ممکن مفہوم''۔

اس حاشیہ سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ توریت (بائبل) کا اصل عبرانی نسخہ اور آسمان سے نازل کیے گئے اس کے اصل الفاظ اس قدر مشہور و متواتر نہیں ہیں جس طرح اہل اسلام کی مذہبی کتاب قرآن مقدس کے اصل عربی الفاظ و جملے سارے جہاں میں مشہور و معروف ہیں اور دنیا کے ہر گوشے میں یہ مقدس صحیفہ، صبیحہ ایک ہی شکل میں دمکتا چمکتا نظر آتا ہے۔ ورنہ بائبل کے درج بالا نسخے کا مترجم یہ نہیں کہتا:

"One possible meaning for the difficult Hebrew text"

''مشکل عبرانی عبارت کا ایک ممکن مفہوم''۔

کیا ہزاروں سال میں ایک بھی ایسا اسکالر اور محقق پیدا نہیں ہوا جو اس کے مفہوم کو سمجھ سکتا......؟؟؟ اب یہ قرآن کریم کے "الٓمٓ" وغیرہ ''حروف مقطعات'' کی طرح یا اس کی قسم میں سے بھی نہیں ہے بلکہ واضح عبارت ہے جس کے ہر ہر مفرد لفظ کا ترجمہ معلوم و معروف ہے تبھی تو دِگر مترجمین کو لفظ ''شیلوہ'' نظر آ گیا۔

ہم اس نسخے کے مترجم اور ناشر امریکن بائبل سوسائٹی نیو یارک والوں سے بس یہی کہنا چاہیں گے:

"فَرَّ مِنَ الْمَطَرِ وَ قَامَ تَحْتَ الْمِيْزَابِ"۔

''بارش کے قطروں سے بھاگے اور پرنالہ کے نیچے کھڑے ہو گئے''۔

محمد ﷺ کی بشارت کو مٹانے کے لیے ایسے حیلے کا سہارا لیا جو گلے کی ہڈی بن گیا اور پوری کی پوری مذہبی کتاب ہی مشکوک ٹھہری۔

الجھے ہیں پاؤں یار کے زلف دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

ہم امریکن بائبل سوسائٹی (ABS) نیو یارک امریکہ والوں سے یہ سوال پوچھنے کا حق ضرور رکھتے ہیں کہ انہوں نے مترجم کو ایسا نسخہ کیوں دیا جس میں کہیں کہیں عبارت مٹی

ہوئی تھی......؟؟؟

اور اگر عبارت بالکل واشگاف اور صاف تھی تو پھر مترجم کو اس کے جملوں کو سمجھنے میں دقتوں کا سامنا کیوں کرنا پڑا......؟؟؟

کیا مترجم کے سامنے دِگر مترجمین کے تراجم اور دیگر نسخے نہیں تھے......؟؟؟

یا مترجم اَن پڑھ تھے جو قابلیت سے عاری تھے......؟؟؟

جب کسی مشہور و معروف مذہبی کتاب کا ترجمہ لکھا جا رہا تھا اور مترجم کو اس کے عبرانی جملوں کو سمجھنے میں دقتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا اس وقت انہیں دیگر زبانوں کے تراجم بالخصوص انگریزی نسخے کیوں نہیں فراہم کیے گئے......؟؟؟

ویسے یہ مترجم کی اپنی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ دیے گئے کام کو "دیانت داری" سے انجام دے۔ مسیحی دنیا میں بائبل کے کنگ جیمس ورژن کی شہرت اتنی ہے کہ کوئی سلیم العقل یہ تسلیم ہی نہیں کر سکتا ہے کہ نیویارک جیسے عالمی شہر کے چرچ والوں کو اس کی اطلاع نہ ہو......؟؟؟

آخر ترجمہ میں خیانت کا مظاہرہ کر کے مسیحی اسکالرز دنیا کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں......؟؟؟

دراصل معاملہ یہ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے حق میں یہ بشارت اتنی واضح ہے کہ کوئی بھی انصاف پسند اس کا انکار نہیں کر سکتا ہے۔ تاریخ کی شہادت اور دلائل کی کثرت اِس بشارت کا مصداق پیغمبر اسلام ﷺ کے علاوہ کسی اور کو نہیں گردان سکتی ہیں اور یہ بشارت اتنی واضح اور بیّن ہے کہ اِس کو جھٹلانا دوپہر کے وقت سورج کے انکار کے مترادف ہے۔ مسیحی مترجمین نے حاشیہ لگا کر یہ پیغام دینے کی کوشش کی ہے کہ انہیں عبرانی عبارت کو سمجھنے میں کافی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا پھر انہیں بڑی مشکل سے یہ مفہوم سمجھ میں آیا۔ اب ہمیں سمجھ میں آیا کہ کسی مذہبی اور الہامی کتاب کا متن کے بغیر صرف ترجمہ کی اشاعت سے

کیا حال ہوتا ہے اور اس مقام پہ پہونچ کر علماے اسلام اور فقہاے عظام کی علمی برتری اور نورانی بصیرت کو ہمارا قلم نذرانۂ محبت اور خراجِ عقیدت پیش کرتا ہے جنھوں نے قرآن کریم کے عربی متن کے بغیر صرف اس کے ترجمہ کی اشاعت کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اور شاید آپ کو اس کی حکمت و وجہ بھی سمجھ میں آگئی ہوگی۔ جعل الله الجنة مثواهم، آمین! ثم آمین! اللهم اجعلنا منهم، آمین!

آخر لفظ ''شیلوہ'' کو حذف کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟؟ اور اِس سے مسیحیوں کو کیا فائدہ حاصل ہوا......؟؟ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قدیم اسلامی کتابیں ''تحفة الأريب في الرد على أهل الصليب'' اور ''اظهار الحق'' میں انجیل یوحنا کے حوالے سے ہمیں ملتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اِس میں مسیح علیہ السلام نے ''فارقلیط'' کے مبارک نام سے یاد کیا ہے مگر ہم نے مختلف زبانوں میں موجودہ دور کی تقریبا بیس بائبلوں کو دیکھا ہے مگر کسی میں ''فارقلیط'' نظر نہیں آیا بلکہ اس کی جگہ ''دوسرا مددگار'' کا لفظ ملتا ہے۔ اسی طرح آہستہ آہستہ تحریف کی جاتی ہے اور پھر سو دو سو سالوں بعد دنیا بھر کی بائبلوں سے وہ لفظ اور جملہ ہی معدوم ہو جاتا ہے جو مسلم محققین کی بنیاد ہوا کرتا ہے۔

کنگ جیمس ورژن (KJV) بائبل کے انگریزی متن اور امریکن بائبل سوسائٹی (ABS) کے متن میں شدید تعارض ہے۔ دونوں ایک دوسرے کی تکذیب کر رہے ہیں۔ دونوں میں سے جسے بھی صحیح مانا جائے مسیحیت پہ انصاف و دیانت کے خون کا چھینٹا ضرور پڑتا ہے۔ ویسے چونکہ کنگ جیمس ورژن دنیاے عیسائیت کی معتبر ترین بائبل ہے اسی لیے ہم اسی کی آیات کو ABS کے ورژن سے زیادہ قابل اعتبار تسلیم کر لیتے ہیں۔ اس کی ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ دنیا کی جن چھ سات زبانوں کی ہم شُد بُد رکھتے ہیں اُن زبانوں میں شائع کی گئی بائبلوں میں سے اکثر میں لفظ ''شیلوہ'' موجود ہے۔ تفصیل آئندہ صفحات میں دیکھیں۔

ہمارے تجزیے اور تجربے کے مطابق امریکن بائبل سوسائٹی (ABS) کے اس Contemporary English Version میں اکثر و بیشتر مقامات پہ ان جملوں کے ترجمے میں اسی طرح کی خیانت اور حاشیہ آرائی سے کام لیا گیا ہے جو دیگر نسخوں کے مطابق اہل اسلام کے لیے مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس جملے سے لفظ ''شیلوہ'' حذف ہی کر دیا گیا ہے۔ جبکہ یہ لفظ ''شیلوہ'' یعقوب علیہ السلام کے اس جملے میں بطور علَم یعنی نام کے طور پر استعمال کیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہمارے ذریعے استدلال میں پیش کیے گئے KJV بائبل کے اقتباس، بائبل سوسائٹی ہند کے زیر اہتمام طبع شدہ اس کے اردو اور ہندی ترجمے میں یہ لفظ من وعن استعمال کیا گیا ہے اور ان کے علاوہ بھی دیگر بہت سے نسخوں میں بطور نام استعمال ہوا ہے۔ ڈراکٹ (Dracut) امریکہ سے طبع شدہ عربی بائبل میں بھی قدرے اختلاف ''ہ'' کی جگہ ''ن'' یعنی لفظ ''شیلون'' استعمال کیا گیا ہے۔ پوری عبارت ملاحظہ ہو:

"وَ دَعَا يَعْقُوبُ بَنِيهِ وَ قَالَ: اجْتَمِعُوا لِأُنْبِئَكُمْ بِمَا يُصِيبُكُمْ فِيْ آخِرِ الْاَيَّامِ، اِجْتَمِعُوا وَاسْمَعُوا يَا بَنِيْ يَعْقُوبَ، وَاصْغَوْا اِلٰى اِسْرَائِيلَ اَبِيكُمْ، رَاُوبِينُ! أَنْتَ بِكْرِيْ، قُوَّتِيْ وَ اَوَّلُ قُدْرَتِيْ، فَضْلُ الرِّفْعَةِ وَ فَضْلُ الْعِزَّةِ، فَائِرًا كَالْمَاءِ لَا تَتَفَضَّلُ، لِأَنَّكَ صَعِدْتَّ عَلٰى مَضْجَعِ اَبِيكَ، حِينَئِذٍ دَنَّسْتَهُ، عَلٰى فِرَاشِيْ صَعِدَ. شِمْعُوْنُ وَ لَاوِيُّ اَخَوَانِ، آلَاتُ ظُلْمٍ سُيُوفُهُمَا، فِيْ مَجْلِسِهِمَا لَا تَدْخُلْ نَفْسِيْ، وَبِمَجْمَعِهِمَا لَا تَتَّحِدْ كَرَامَتِيْ، لِأَنَّهُمَا فِيْ غَضَبِهِمَا قَتَلَا اِنْسَانًا، وَ فِيْ رِضَاهُمَا عَرْقَبَا ثَوْرًا، مَلْعُوْنٌ غَضَبُهُمَا فَإِنَّهُ شَدِيْدٌ، وَسَخَطُهُمَا فَإِنَّهُ قَاسٍ، اُقَسِّمُهُمَا فِيْ يَعْقُوْبَ، وَ اُفَرِّقُهُمَا فِيْ اِسْرَائِيْلَ، يَهُوْذَا! اِيَّاكَ يَحْمَدُ اِخْوَتُكَ، يَدُكَ عَلٰى قَفَا اَعْدَائِكَ، يَسْجُدُ لَكَ بَنُوْ اَبِيكَ،

يَهُوذَا جَرْوُ أَسَدٍ، مِنْ فَرِيسَةٍ صَعِدْتَ يَا ابْنِي، جَثَا وَ رَبَضَ كَأَسَدٍ وَكَلَبْوَةٍ، مَنْ يُنْهِضُهُ؟ لَا يَزُولُ قَضِيبٌ مِنْ يَهُوذَا وَ مُشْتَرِعٌ مِنْ بَيْنِ رِجْلَيْهِ حَتَّى يَأْتِيَ شِيلُونُ وَ لَهُ يَكُونُ خُضُوعُ شُعُوبٍ، رَابِطًا بِالْكَرْمَةِ جَحْشَهُ، وَ بِالْجَفْنَةِ ابْنَ آتَانِهِ، غَسَلَ بِالْخَمْرِ لِبَاسَهُ، وَ بِدَمِ الْعِنَبِ ثَوْبَهُ"۔ (التكوين: ۱/۴۹۔۱۱، ۲۰۰۵ء)

ترجمہ: ''اور یعقوب نے اپنے بیٹوں کو یہ کہہ کر بلوایا کہ تم سب جمع ہو جاؤ تا کہ میں تم کو بتاؤں کہ آخری ایام میں تم پر کیا کیا گذرے گا۔ اے یعقوب کے بیٹے جمع ہو کر سنو۔ اور اپنے باپ اسرائیل کی طرف کان لگاؤ۔ اے روبن! تو میرا پہلوٹھا ہے، میری قوت اور میری شہروزی کا پہلا پھل ہے۔ تو میرے رعب کی اور میری طاقت کی شان ہے۔ تو پانی کی طرح بے ثبات ہے۔ تجھے فضیلت نہیں ملے گی کیوں کہ تو اپنے باپ کے بستر پر چڑھا۔ تو نے اسے گندہ کیا۔ رُوبن میرے بچھونے پر چڑھ گیا۔ شمعون اور لاوی بھائی بھائی ہیں۔ ان کی تلواریں ظلم کے ہتھیار ہیں۔ اے میری جان! ان کے مشورہ میں شریک نہ ہو۔ اے میری بزرگی! ان کی مجلس میں شامل نہ ہو۔ کیوں کہ انہوں نے اپنے غضب میں ایک مرد کو قتل کیا۔ اور اپنی خوشی میں بیلوں کی کونچیں کاٹیں۔ لعنت ان کے غضب پر کیوں کہ وہ تُند تھا۔ اور ان کے قہر پر کیوں کہ وہ سخت تھا۔ میں انہیں یعقوب میں الگ الگ اور اسرائیل میں پراگندہ کردوں گا۔ اے یہوداہ! تیرے بھائی تیری مدح کریں گے۔ تیرا ہاتھ تیرے دشمنوں کی گردن پر ہوگا۔ تیرے باپ کی اولاد تیرے آگے سجدہ کرے گی۔ یہوداہ شیر ببر کا بچہ ہے۔ اے میرے بیٹے! تو شکار مار کر چل دیا ہے۔ وہ شیر ببر بلکہ شیرنی کی طرح دبک کر بیٹھ گیا۔ کون اُسے چھیڑے؟ یہوداہ سے سلطنت نہیں چھوٹے گی اور نہ اُس کی نسل سے حکومت کا عصا موقوف ہوگا۔ جب

تک شیلون نہ آئے اور قومیں اس کی تابع داری کریں گی۔ وہ اپنا جوان گدھا انگور کے درخت سے اور اپنی گدھی کا بچہ اعلیٰ درجہ کے انگور کے درخت سے باندھا کرے گا۔"

اور اسی طرح بائبل سوسائٹی ہند بنگلور سے ہندی زبان میں شائع کی گئی بائبل میں بھی لفظ "شیلو" موجود ہے۔ پوری عبارت ملاحظہ ہو:

"10 जब तक शीलो न आए तब तक न तो यहूदा से राजदण्ड छूटेगा, न उसके वंश से* व्यवस्था देने वाला अलग होगा; और राज्य ‡राज्य के लोग उसके अधीन हो जाएँगे।"

ترجمہ: "جب تک شیلو نہ آئے تب تک یہوداہ سے نہ تو عصائے حکومت چھوٹے گی اور نہ ہی اس کی نسل سے حکمراں الگ ہوں گے۔ اور بہت سی ریاستوں کے لوگ اس کے ماتحت ہو جائیں گے۔"

لیکن بائبل سوسائٹی ہند سے شائع شدہ ان دونوں بائبل یعنی اردو اور ہندی ورژنوں کے برخلاف اسی بائبل سوسائٹی ہند کے زیر اہتمام شائع شدہ انگریزی نسخہ Good News Bible سے لفظ "شیلوہ" کاٹ دیا گیا ہے۔ پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"Judah, your brothers will praise you. you hold your enemies by the neck. your brothers will bow down before you. judah is like a lion, killing his victim and returning to his den, Stretching out and lying down, No one dares disturb him. Judah will hold the royal scepture and his descendants will always rule. Nations will bring him tribute y and bow in obedience before him. He ties his young donkey to a grapevine. To the very best of the vines. He washes his clothes in blood-red vine."

(Genesis: 49/8-11, BSI, Bangalore, 2008-2009)

ترجمہ: ”یہوداہ! تمہارے بھائی تمہاری تعریف کریں گے، تم اپنے دشمنوں کی گردن کو قابو میں رکھو گے۔ تمہارے بھائی تمہارے سامنے جھکیں گے۔ یہوداہ ایک شیر ہے جو اپنے شکار کو مار کر اپنے کچھار کی طرف لوٹا اور دبک کر بیٹھا ہوا ہے۔ کوئی بھی اسے خلل پہنچانے کی ہمت نہیں کرے گا۔ یہوداہ کے پاس طاقت رہے گی اور اس کی نسل ہمیشہ حکمرانی کرے گی۔ قومیں اس کے سامنے سر اطاعت خم کریں گی اور اس کے لیے تحفے لائیں گی، وہ اپنے جوان گدھے کو عمدہ انگور کے درخت سے باندھے گا اور عمدہ انگور کے شراب میں اپنے کپڑے دھوئے گا“۔

ایک ہی چرچ کی زیر سرپرستی مختلف زبانوں میں شائع شدہ بائبلوں میں کس قدر اختلاف ہے، ملاحظہ فرمائیں۔ شاید آپ کو بائبل کے مختلف نسخے (Versions) کی اشاعت کا راز بھی سمجھ میں آ گیا ہوگا۔ اور خاص بات یہ ہے کہ اس اقتباس میں بھی ABS امریکہ کے نسخے کی طرح y لگا کر یہ حاشیہ لگایا گیا ہے: Hebrew unclear ”یعنی عبرانی نسخے میں اس مقام پہ عبارت واضح نہیں ہے“۔ اس پر عرض ہے کہ انسانی ہاتھوں سے لکھی ہوئی کتابوں کا حال ایسا ہی ہوتا ہے۔

دی گائڈینس انٹرنیشنل اِن انڈیا، سکندر آباد (آندھرا پردیش) کی جانب سے شائع کیا گیا نیو کنگ جیمس ورژن (جس میں قدیم اور متروک انگریزی الفاظ کے نئے مستعمل الفاظ سے معمولی تبدیلی کے ساتھ کنگ جیمس ورژن کے الفاظ اور جملوں کو باقی رکھا گیا ہے) میں بھی لفظ ”شیلوہ“ موجود ہے۔ پوری عبارت ملاحظہ کریں:

"Judah, you are he whome your brothers shall praise; your hand shall be on the neck of your enemies, your father's children shall bow down before you; Judah is a lion's whelp; from the prey, my son, you have gone up, He bows down, he lies down as a lion; and as a lion, who shall rouse him? The sceptre shall not depart from Judah, nor a lawgiver from between his

feet, until <u>*Shiloh*</u> comes; and to him shall be the obedience of the people. Binding his donkey to the vine, and his donkey's colt to the choice vine; he washed his garments in wine, and his clothes in the blood of grapes." (Genesis: 49/8-11, New King James Version, Published by The Gideons International in India, Secundrabad, A.P. India, 2009)

''اے یہوداہ! تیرے بھائی تیری مدح کریں گے۔ تیرا ہاتھ تیرے دشمنوں کی گردن پر ہوگا۔ تیرے باپ کی اولاد تیرے آگے سرنگوں ہوگی۔ یہوداہ شیر ببر کا بچہ ہے۔ اے میرے بیٹے! تو شکار مار کر چل دیا ہے۔ وہ شیر ببر بلکہ شیرنی کی طرح دبک کر بیٹھ گیا۔ کون اُسے چھیڑے؟ یہوداہ سے سلطنت نہیں چھوٹے گی اور نہ اُس کی نسل سے حکومت کا عصا موقوف ہوگا۔ جب تک <u>شیلوہ</u> نہ آئے اور قومیں اس کی مطیع ہوں گی۔ وہ اپنا جوان گدھا انگور کے درخت سے اور اپنی گدھی کا بچہ اعلیٰ درجہ کے انگور کے درخت سے باندھا کرے گا۔''

اور انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی امریکہ کی جانب سے طبع شدہ New Urdu Bible Version میں بھی لفظ ''شیلو'' برقرار ہے۔ مکمل اقتباس ملاحظہ ہو:

''اے یہوداہ! تیرے بھائی تیری مدح کریں گے؛ اور تیرا ہاتھ تیرے دشمنوں کی گردن پر ہوگا؛ اور تیرے باپ کی اولاد تیرے آگے سرنگوں ہوگی۔ اے یہوداہ تو شیر ببر کا بچہ ہے؛ میرے بیٹے! تو شکار کر کے لوٹا ہے؛ وہ شیر ببر بلکہ شیرنی کی طرح دبک کر بیٹھ گیا، کون اُسے چھیڑنے کی جرأت کرے؟ جب تک <u>شیلو</u> نہیں آجاتا، اور تمام قومیں اس کی مطیع نہیں ہوجاتیں، تب تک یہوداہ کے ہاتھ سے نہ ہی بادشاہی جائے گی، نہ ہی اس کی نسل سے عصائے حکومت موقوف ہوگا۔ وہ اپنا گدھا انگور کی بیل سے، اور اپنی گدھی کا بچہ اپنی پسندترین شاخ سے باندھا کرے گا۔ اور اپنا لباس مئے میں اور اپنی قبا کو انگور کے رس میں دھویا کرے گا۔''

(پیدائش: ۴۹/۸۔۱۱، سن ۲۰۰۵ء)

اوراسی سوسائٹی کی زیرسرپرستی شائع شدہ فارسی بائبل میں لفظ ''شیلو'' موجود ہے۔ مکمل عبارت ملاحظہ ہو:

''ای یہوداہ، برادرانت تو را ستایش خواہند کرد. تو دشمنانت را منہدم خواہی نمود. یہوداہ مانند شیر بچہ ای است کہ از شکار برگشتہ وخوابیدہ است. کیست کہ جرأت کند اورا بیدار سازد؟ عصائے سلطنت از یہوداہ دور نخواہد شد تا شیلو کہ ہمہ قومہا اورا اطاعت می کنند، بیاید. الاغ خود را بہ بہترین درخت انگور خواہد بست وجامۂ خود را در شراب خواہد شست.''۔ (پیدائش: ۴۹/۸۔۱۱)

ترجمہ: ''اے یہوداہ! تیرے بھائی تیری مدح سرائی کریں گے، تو اپنے دشمنوں کو زیر کرے گا۔ یہوداہ تو شیر کے بچے کی مانند ہے کہ شکار سے لوٹا ہے اور سویا ہوا ہے۔ کسے جرأت ہے کہ وہ اُسے بیدار کرے؟ سلطنت کی لاٹھی یہوداہ سے اس وقت تک دور نہیں ہوگی جب تک کہ شیلو نہ آجائے، تمام قومیں اس کی اطاعت گذار ہوں گی۔ وہ اپنا گدھا بہترین انگور کے درخت سے باندھے گا اور اپنے کپڑے کو عمدہ شراب میں دھوئے گا''۔

البتہ بائبل کے بہت سے نسخوں میں الملک الحقیقی، حقیقی فرمانروا یا Real King وغیرہ کے الفاظ ہیں اور لفظ ''شیلوہ'' یا ''شیلو'' حذف کردیا گیا ہے تاکہ اس بشارت کا مصداق مسیح علیہ السلام کی ذات کو ٹھہرایا جاسکے اور پیغمبر اسلام ﷺ سے اس بشارت کی نفی درست ہوسکے۔ جیسا کہ ورلڈ بائبل ٹرانسلیشن سینٹر، ٹیکساس (امریکہ) کی جانب سے دنیا بھر کی مختلف زبانوں میں شائع کی گئی بائبلوں میں لفظ ''شیلوہ'' کی جگہ حقیقی فرمانروا، یا اُس (یہوداہ) کا جانشیں کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ پہلے ورلڈ بائبل ٹرانسلیشن سینٹر کے زیر اہتمام شائع کی گئی اردو بائبل کے اقتباس کو دیکھ لیں اور پھر اُس پر ہمارا تبصرہ ملاحظہ

فرمائیں:

''اے یہوداہ تیرے بھائی تیری تعریف کریں گے۔تو اپنے دشمنوں کو شکست دے گا۔اور تیرے بھائی تیرے لئے جھک جائیں گے۔یہوداہ ایک شیر کی طرح ہے۔اے میرے بیٹے تو ایک شیر کی طرح ہے کہ جس نے ایک جانور کو مار دیا۔اے میرے بیٹے تو ایک شیر کی طرح شکار کے لئے گھات میں بیٹھا ہوا ہے۔یہوداہ شیر کی مانند ہے۔وہ سو کر آرام کرتا ہے اور اسے چھیڑنے کی کسی میں ہمت نہیں۔وہ شاہی قوت کو اپنے ہاتھ میں رکھے گا جبتک کہ وہ نہیں آجاتا جو اُس کا جانشیں ہوگا۔دوسری قوموں کے لوگ اُنکی فرمانبرداری کریں گے۔وہ اپنے گدھے کو انگور کی بیل سے باندھے گا۔اور اپنے جوان گدھے کو عمدہ قسم کی انگور کی بیل سے باندھے گا وہ اعلیٰ درجے کی انگوری مئے سے اپنے کپڑے دھوئے گا۔'' (پیدائش:۸۔۱۱)

اوپر نقل کیے گئے اردو ترجمہ کو دیکھ کر ترجمہ نگاری سے شغف رکھنے والا کوئی بھی فرد بہ آسانی کہہ سکتا ہے کہ ورلڈ بائبل ٹرانسلیشن سینٹر، ٹیکساس (امریکہ) کو بہترین اردو مترجم نہیں مل سکا۔لفظ ''شیلو'' حذف کر کے بھی مسیحیوں کو کوئی راحت نہیں ملے گی۔کیونکہ اگر: وہ شاہی قوت کو اپنے ہاتھ میں رکھے گا جبتک وہ نہیں آجاتا جو اُس کا جانشیں ہوگا'' میں یہوداہ سے مراد اس کی نسل ہے تو پھر مسیح علیہ السلام اس بشارت میں مذکور جانشیں سے ہرگز مراد نہیں ہوسکتے ہیں کیونکہ وہ تو خود یہوداہ کی نسل سے ہیں جیسا کہ اناجیل کا حوالہ گذر چکا ہے۔اور اگر یہوداہ سے خود ذات یہوداہ مراد ہے تو بھی مسیح کی ذات اس بشارت کی مصداق نہیں بن سکتی ہے کیونکہ یہوداہ اور مسیح کے درمیان ہزاروں سال کا وقفہ اور چالیس سے زائد پشتوں کا فاصلہ ہے۔اور یہوداہ مسیح کی پیدائش سے ہزاروں سال قبل اس دنیا کو الوداع کہہ چکے تھے۔

اور اگر یہوداہ سے بنی یہوداہ مراد ہے اور جانشیں سے آنے والے رسول کی

بشارت مقصود ہے تو پھر ہمیں کہہ لینے دیا جائے کہ اس صورت میں بھی یہ بشارت پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات سے ہی متعلق ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں کہا گیا ہے کہ ''وہ شاہی قوت کو اپنے ہاتھ میں رکھے گا جب تک وہ نہیں آجاتا جو اُس کا جانشیں ہوگا۔'' اس جملے سے یہی مستفاد ہوتا ہے کہ شاہی قوت یہوداہ کی نسل سے ''اُس کے جانشیں'' کے آنے کے بعد ''جانشیں'' کی طرف منتقل ہو جائے گی اور دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں بنی یہوداہ (بنی اسرائیل) سے شاہی قوت (نبوت و رسالت) اور اعلیٰ عز و شرف اُسی وقت سے ختم ہو گئے ہیں جب پیغمبر اسلام محمد ﷺ کی بعثت مبارکہ ہوئی ہے۔

جیولنگ ریسورس کنسلٹنٹس (GRC) ورجینیا، امریکہ کی طرف سے شائع شدہ Urdu Geo Version (UGV) بائبل سے بھی لفظ ''شیلو'' کو حذف کر دیا گیا ہے۔ مگر اس سے ہمارے دعویٰ پہ کوئی حرف نہیں آتا ہے۔ پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''شاہی عصا یہوداہ سے دور نہیں ہوگا بلکہ شاہی اختیار اُس وقت تک اُس کے پاس رہے گا جب تک وہ حاکم نہ آئے جس کی تابع قومیں ہوں گی۔ وہ اپنا جوان گدھا انگور کی بیل سے اور اپنی گدھی کا بچہ بہترین انگور کی بیل سے باندھے گا۔ وہ اپنا لباس مئے میں اور اپنا کپڑا انگور کے خون میں دھوئے گا۔''

(پیدائش: ۴۹/۱۰-۱۱، سن ۲۰۱۰ء)

اس مقام پہ کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ اس آیت میں ''شیلوہ'' کے بطور حاکم آنے کا تذکرہ ہے نہ کے بطور نبی۔ کیونکہ دنیا میں سب سے زیادہ معتبر سمجھی جانے والی کنگ جیمس ورژن بائبل میں ''Lawgiver'' کا لفظ استعمال ہوا ہے اور اس کا عربی ترجمہ ''مُشْتَــــرِعٌ'' یعنی صاحب شریعت اور قانون ساز کیا گیا ہے۔ اور جب ایک مذہبی کتاب میں قانون سازی کا ذکر ہو تو اس سے مراد ''مذہبی قوانین'' کی تشریع ہی متصور ہو سکتی ہے۔ اور مذہبی قوانین کی تشریع کا حق نبی و پیغمبر کو ہی حاصل ہوتا ہے جن کے پاس خدا کی جانب

سے وحی آتی ہے۔ علاوہ ازیں جو بھی مفہوم مراد لیں قانون ساز یا حکمراں، مسیح دونوں میں سے کچھ بھی نہیں تھے۔

(۳) مسیح "Lawgiver" یعنی قانون ساز تھے ہی نہیں بلکہ وہ توریت اور دیگر کتبِ انبیا کے متبع تھے۔ خود فرماتے ہیں:

"Think not that I am come to destroy the law or the Prophets, I am not come to destory but to fulfill, for verily I say unto you till heaven and earth pass one jotor one tittle shall in no wise pass from, till all be fulfilled. Whosever therefore shall break one of these least commandments and shall teach men so he shall be called the least in the kingdom of heaven, but whosever shall do and teach them the same shall be called great in the kingdom of heavens."

(Matthew: 5/17-19, King James Version)

"یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک کہ سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان کے چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے کسی کو بھی توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا لیکن جو ان پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا۔"

(انجیل متی: ۵/۱۷۔۱۹، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

ان کے برخلاف پیغمبر اسلام ﷺ بحیثیت قانون ساز اور مختار کائنات مبعوث ہوئے ہیں۔ اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے:

"وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ

اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ o":

''جس کا حکم اللہ کے رسول دیں اسے لو(کرو) اور جس چیز سے منع فرمادیں اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سخت پکڑ والا ہے۔''

(سورة الحشر: ۷)

(۴) یعقوب علیہ السلام نے ''شیلوہ'' کے حاکم ہونے کی پیشن گوئی کی ہے مگر مسیح کسی قوم کے حاکم وفرماں روانہیں ہوئے۔ بائبل کے مطابق (معاذ اللہ) ساری زندگی یہودیوں سے پریشان اور بغیر قتدار کے گذاری مگر اس میں بھی اطمینان وسکون میسر نہیں ہوا اور بالآخر یہودیوں نے پکڑ لیا اور مسیحی عقیدے کے مطابق پھانسی دیدی۔

"And they crucified him, and parted his garments."
(Matthew: 27/35, Mark: 15/32-36, John: 19/23-24, KJV)

''اور اُنہوں نے اُسے مصلوب کیا اور اس کے کپڑے قرعہ ڈال کر بانٹ لئے۔''

(متی: ۲۷/ ۳۵، مرقس: ۱۵/ ۳۲۔۳۶، یوحنا: ۱۹/ ۲۳۔۲۴، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اور رہی مسیحیوں کی دلیل (کہ یعقوب علیہ السلام کی بشارت میں ''شیلوہ'' کے گدھی اور اس کے بچے کو انگور کے درخت سے باندھنے والا جملہ مسیح کے حق میں ہے) تو وہ کسی ہوشمند بچے کے نزدیک بھی قابل قبول نہیں۔ آٹھ وجہوں سے:۔

(۱) چور بھاگتا ہے مگر نشان قدم چھوڑ جاتا ہے۔ آخری جملہ: وہ اپنا جوان گدھا انگور کے درخت سے اور اپنی گدھی کا بچہ اعلیٰ درجہ کے انگور کے درخت سے باندھا کرے گا''۔ کسی ''ذی ہوش محرف کے حسن کی کرشمہ سازی'' ہے۔ کیوں کہ ''شیلوہ'' کے بارے میں یعقوب علیہ السلام نے یہ وضاحت کی ہے کہ اس کی آمد کے بعد بنی یہوداہ سے شرع سازی اور حکومت کا عصا موقوف ہو جائے گا۔ اگر اس بشارت سے مسیح علیہ السلام کی ہی ذات مراد ہو تو پھر شریعت سازی اور حکومت کی لاٹھی ان کی نسل میں ہی باقی رہے گی۔ اور یعقوب علیہ

السلام کا جملہ ''مہمل'' (Meaningless) ہوجائے گا۔ اور یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ مہمل الفاظ یا جملے کون لوگ بولتے ہیں؟ ہوش وخرد والے......؟؟؟ یا احمق و پاگل افراد؟ ہمیں امید ہے کہ مسیحی حضرات کم از کم اپنے جد مبارک یعقوب کو تو مہمل جملوں کا قائل بنا کر دنیا کے سامنے پیش نہیں کریں گے۔

(۲) اس اقتباس (Chapter) میں اس بات کی صراحت ہے کہ آنے والا ''شیلوہ'' قانون ساز بھی ہوگا اور حکمراں بھی، قومیں اس کے آگے سرنگوں ہوں گی۔ اور یہ اتفاق ادیان ثلثہ (یہودیت، نصرانیت اور اسلام) مسیح علیہ السلام کسی ملک تو دور کسی قصبہ کے بھی والی نہیں ہوئے اور نہ ہی ان پر ایمان لانے والے زیادہ تھے۔ بلکہ بائبل کی روایات کے مطابق (معاذ اللہ) مسیح کی موت نہایت ''کسمپرسی'' اور ''بے یاری'' کی حالت میں ہوئی۔ اپنے احباب اور ہم نشینوں نے بھی دغا دی اور وقت مصیبت کسی بھی طرح کی شناسائی سے انکار کیا۔ یہی نہیں بلکہ اپنے ہی ایک شاگرد نے یہودیوں سے تیس درہم لے کر دشمنوں کی مدد کی اور گرفتاری و سولی میں اہم کردار ادا کیا۔ (متی: ۲۶/۴۷۔۵۷، ۲۷/۱۔۵۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء) ان تمام مصائب وآلام اور دغا بازی و بے وفائی کو دیکھ کر وہ پھانسی کے وقت شدت غم سے پکار اٹھے کہ اے میرے خدا! تو نے کیوں مجھے بے آسرا چھوڑ دیا۔ مکمل فسانہ بائبل کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:

"And at the ninth hour Jesus cried with a loud voice, saying, Eloi, Eloi, lama sabachthani? which is, being interpreted, My God, my God, why hast thou forsaken me? And some of them that stood by, when they heard it, said, Behold, he calleth Elias. And one ran and filled a spunge full of vinegar, and put it on a reed, and gave him to drink, saying, Let alone; let us see whether Elias will come to take him down."

(Mark: 15/34-36, King James Version)

''اور تیسرے پہر کو یسوع بڑی آواز سے چلایا کہ الوہی الوہی لما شبقتنی؟ جس کا

ترجمہ ہے اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟۔ جو پاس کھڑے تھے اُن میں سے بعض نے یہ سُنکر کہا دیکھو وہ ایلیاہ کو بُلاتا ہے۔ اور ایک نے دوڑ کر سپنج کو سرکہ میں ڈبو دیا اور سرکنڈے پر رکھ کر اُسے چُسایا اور کہا ٹھہر جاؤ۔ دیکھیں تو ایلیاہ اُسے اتارنے آتا ہے یا نہیں۔ پھر یسوعؑ نے بڑی آواز سے چلا کر دم دے دیا۔" (مرقس: ۱۵/ ۳۴۔۳۶، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

بات آگئی ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ ان کا خدا جو بقول ان کے خود انسانی قالب میں آکر لوگوں کی نجات کے لیے پھانسی پر چڑھ گیا اس کے اندر صبر و شکیب کی اس قوت کا عشر عشیر بھی نہیں تھا جو پیغمبر اسلام ﷺ کے جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام کو نہایت کمسنی میں حاصل تھی۔ قرآن نے مرضیٔ مولیٰ کو قبول کرنے کے ان کے واقعہ کو دائمی نقوش دے دیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوال کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، بتا تیری کیا رائے ہے؟ کے جواب میں اسماعیل علیہ السلام کا یہ جملہ صحیفۂ صحیحہ قرآن مجید میں نقل کیا گیا ہے کہ انشاء اللہ آپ مجھے صبر کی حالت میں پائیں گے:

"یَا بُنَیَّ إِنِّی أَرَیٰ فِی الْمَنَامِ أَنِّی أَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَیٰ قَالَ یَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِی إِنْ شَاءَ اللّٰہُ مِنَ الصَّابِرِینَ ۝"۔

"اے میرے فرزند! میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں، بتا تیری رائے کیا ہے؟ (اسماعیل) بولا: اے میرے باپ! آپ کو (خواب میں) جیسا حکم دیا گیا ہے آپ ویسا ہی کریں، اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے (ذبح ہونے کے حکم پر) صابر پائیں گے"۔ (سورۃ الصّٰفّٰت: ۱۰۲)

مسیح کے برخلاف پیغمبر اسلام ﷺ عرب کے والی و حکمراں تھے۔ اور ان کی ہی آمد سے بنی اسرائیل کی شان و شوکت میں کمی آئی۔ ان کی آمد سے قبل بنی اسرائیل کی شان و شوکت کی طوطی بولتی تھی۔ انہیں سارے عالم پہ فضیلت دی گئی تھی جیسا کہ قرآن مجید میں

ہے

"یَا بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْ أَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَأَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَo". (سورة البقرة: ۴۷، ۱۲۲)

"اے بنی اسرائیل! میری نعمتوں کو یاد کرو جن سے میں نے تمہیں بہرہ ور کیا، اور یاد کرو کہ میں نے تمہیں (تمہارے باپ داد) کو (ان کے زمانے میں) سارے جہاں (کے لوگوں) پر فضیلت بخشی"۔ (تفسیر الجلالین: زیر آیت مذکورہ)

پھر پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت کے بعد اس شخص کو افضل قرار دیا گیا جو ان پر ایمان لائے اور ان کی شریعت کی پیروی کرے۔ جیسا کہ قرآن ارشاد فرماتا ہے:

"إِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصَارٰی وَالصَّابِئِیْنَ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحاً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَo".

"بے شک (ظاہری) ایمان والے، یہود، نصاریٰ اور صابئین میں سے جو اللہ اور آخری دن پر ایمان لائے اور نیک عمل کیا اللہ کے پاس ان کا اجر ہے اور ان پر کوئی خوف ورنج نہیں۔" (سورة البقرة: ٦٢)

دوسرے مقام پہ قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے:

"وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَاکُمْ أُمَّةً وَسَطاً لِّتَکُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْداًo".

"اور ہم نے (اے امت محمدیہ) تمہیں خیر امت بنایا تاکہ تم لوگوں (پچھلی امتوں) پر گواہ ہو جاؤ اور رسول (محمد ﷺ) تم پر گواہ ہوں گے"۔

(سورة البقرة: ۱۴۳)

(۳) کنگ جیمس ورژن KJV میں لفظ "Lawgiver" اور عربی ترجمہ میں لفظ

"مُشْتَرِعْ" یعنی قانون ساز ذکر کیا گیا ہے جو یقیناً پیغمبر اسلام ﷺ تو ہیں مگر مسیح نہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی شرع سازی تو قرآن وحدیث سے معلوم ہوتی ہے مگر مسیح کو قانون سازی کا کوئی اختیار نہیں تھا بلکہ وہ موسوی قوانین کے پابند بنا کر بھیجے گئے ہیں جیسا کہ خود فرماتے ہیں:

"Think not that I am come to destroy the law or the Prophets, I am not come to destory but to fulfill, for verily I say unto you till heaven and earth pass one jotor one tittle shall in no wise pass from, till all be fulfilled. Whosever therefore shall break one of these least commandments and shall teach men so he shall be called the least in the kingdom of heaven, but whosever shall do and teach them the same shall be called great in the kingdom of heavens."

(Matthew: 5/17-19, King James Version)

"یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں: کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک کہ سب کچھ پورا نہ ہو جائے: پس جو کوئی ان کے چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے کسی کو بھی توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا لیکن جو اُن پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا:"

(انجیل متی: ۵/۱۷۔۱۹، مطبوعہ بنگلور، انڈیا، سن ۲۰۰۹ء)

خیر! ابھی وقت کی قلت دامن گیر ہے ورنہ مسیحیوں کے خدا کے اس قول کو ہم "پوسٹ مارٹم" کے لیے کسی ڈاکٹر کے حوالے کر دیتے۔ ابھی "فن جراحت" سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم صرف اتنا کہنا چاہیں گے کہ جب مسیح پرانی شریعتوں کے تابع ہو کر آئے

ہیں تو وہ پھر وہ Lawgiver یا شرع ساز کیسے ہو سکتے ہیں......؟؟؟

اگر ہم مسیح کو یعقوب علیہ السلام کی بشارت کا مصداق ٹھہرائیں تو لازم آئیگا کہ ہم مسیح کو 'بے خبر خدا' یا 'مجنوں نبی' یا 'جھوٹا رسول' قرار دیں۔ کیونکہ مسیحیوں کے بقول یسوع مسیح یعقوب علیہ السلام کی اس بشارت کے مصداق ہیں جس میں انہوں نے یہ خبر دی ہے کہ ''شیلوہ'' Lawgiver اور شرع ساز ہوگا مگر خود مسیح فرماتے ہیں کہ وہ شرع سازی کے لیے نہیں آئے ہیں بلکہ توریت اور دیگر صحائف انبیا کی تبلیغ و تکمیل کے لیے آئے ہیں۔

اب ہمارا قلم عقلمندوں کی عدالت میں یہ گواہی دینے اور اشکوں کے سمندر میں ڈوب کر یہ لکھنے پر مجبور ہے کہ اگر ہم مسیحیوں کے عشق کے روگ میں یعقوب علیہ السلام کی مذکورہ بشارت کا مصداق مسیح علیہ السلام کو قرار دیں تو ہم پر لازم ہے کہ مسیح کو 'بے خبر نبی' یا 'جھوٹا رسول' مان لیں۔ ورنہ دانشمندی کی عدالت ہمیں مطعون اور مجنون ہونے کی سزا ضرور دے گی۔ (اور اگر یہ مقدمہ 'دی ہیگ' کی 'عالمی عدالت' میں چلا جائے تو مسلمان دیکھ کر ہمارے لیے 'موت کی سزا' بھی تجویز ہو سکتی ہے۔) ویسے اگر آپ بائبل کا مطالعہ کریں تو آپ کو کئی ایسے نبی مل جائیں گے جنہیں بائبل میں ''جھوٹا نبی'' کہا گیا ہے۔ اگر مسیح کو بھی انہی میں شامل کر دیا جائے تو کوئی بڑا طوفان نہیں آئے گا بلکہ صرف اتنی سی بات ہوگی کہ بائبل کی ہزاروں غلطیوں میں ایک کا اضافہ ہو جائے گا۔ (نوٹ: جس عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن وحدیث نے ایک برگزیدہ رسول کے طور پر ذکر کیا ہے اُنہیں جھوٹا ماننے سے ایک مسلمان اسلام سے خارج ہو جائے گا مگر جیسا ہم نے مقدمہ میں ذکر کیا ہے کہ ہمارا تبصرہ تو صرف مسیحیوں کے مضحکہ خیز عقائد و افکار پر ہے۔ عیسائی جسے مسیح اور جن لوگوں کو ان کے رسول و حواری کے طور پر پیش کرتے ہم اُن کی تصدیق نہیں کر سکتے۔ ہم تو صرف توحید کے داعی عیسیٰ مسیح علیہ السلام اور ان کے جاں نثار حواری رضی اللہ تعالیٰ عنہم پہ ایمان رکھتے ہیں جو رضائے الٰہی کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کو تیار کھڑے تھے۔)

(۴) اس بشارت میں ہے کہ ''شیلوہ'' کی آمد کے بعد وہی حکمراں اور حقیقی بادشاہ ہوگا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بادشاہ ہونا تو دور مسیح کسی گاؤں یا پنچایت کے سرپنچ یا پنچ بھی نہیں بن سکے۔
(۵) اگر تھوڑی دیر کے لیے ہم مسیحی حضرات کا دعویٰ قبول کرلیں تو لازم کہ ہم یہ بھی قبول کرلیں کہ یا تو قائل یعنی بنی اسرائیل کے دادا حضرت یعقوب جنون یا نشے کی حالت میں تھے جو انہوں نے آنے والے دنوں کی متضاد بشارت دی۔ انہوں نے کہا:

"The sceptre shall not depart from Judah, nor a lawgiver from between his feet, until <u>*Shiloh*</u> come; and unto him shall the gathering of the people be. Binding his foal unto the vine, and his ass's colt unto the choice vine."
(Genesis: 49/10-11, King James Version)

''یہوداہ سے سلطنت نہیں چھوٹے گی اور نہ اُس کی نسل سے حکومت کا عصا موقوف ہوگا۔ جب تک <u>شیلوہ</u> نہ آئے اور قومیں اس کی مطیع ہوں گی۔ وہ اپنا جوان گدھا انگور کے درخت سے اور اپنی گدھی کا بچہ اعلیٰ درجہ کے انگور کے درخت سے باندھا کرے گا۔'' (پیدائش: ۴۹/۱۰۔۱۱، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس اقتباس کا مفہوم اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ ''شیلوہ'' کی آمد کے بعد ''شرع سازی'' (نبوت) اور حاکمیت یہوداہ کی نسل سے منقطع ہوکر دوسرے کی طرف منتقل ہوجائے گی......؟؟ اور یسوع مسیح تو خود یہوداہ کی نسل سے ہیں پھر آخر وہ اس آیت کے مصداق کیسے ہوسکتے ہیں......؟؟؟

(۶) ہم عیسائیوں کا یہ دعویٰ قبول کرلیں گے کہ یعقوب علیہ السلام کی اس بشارت میں مسیح ہی مراد ہیں مگر اس سے یہ لازم آتا ہے کہ بائبل متضاد اور مہمل جملوں پہ مشتمل کتاب ہے، جو خدا کی کتاب نہیں ہوسکتی ہے۔ کیونکہ اس میں ایسا کہا گیا ہے:
''یہوداہ سے سلطنت نہیں چھوٹے گی اور نہ اُس کی نسل سے حکومت کا عصا

موقوف ہوگا۔ جب تک شیلوہ نہ آئے اور قومیں اس کی مطیع ہوں گی۔ وہ اپنا جوان گدھا انگور کے درخت سے اور اپنی گدھی کا بچہ اعلیٰ درجہ کے انگور کے درخت سے باندھا کرے گا۔"

جب آنے والا "شیلوہ" یہوداہ کی ہی نسل سے ہوگا تو پھر آخر اس کی نسل سے حکومت وشوکت کیسے ختم ہوگی؟؟؟ شاید یہ وہ گتھی ہے جسے عیسائیت کا بڑا سے بڑا سپوت بھی نہیں سلجھا سکتا ہے۔

(۷) مسیح تو آپ کے عقیدے کے مطابق ابن اللہ اور اللہ ہیں، پھر آخر انہیں نبوت و رسالت کی ضرورت وحاجت کیوں پیش آ گئی......؟؟؟

یہ فکر اتنی ہی مضحکہ خیز ہے جتنی یہ سوچ کہ کسی کو مختار کل شہنشاہ مملکت کا منصب عظیم دیا جائے اور وہ یا اس کے حمایتی اس کے لیے وزیر مملکت یا اُس سے بھی نیچے کے عہدے کا مطالبہ کریں۔

(۸) نبوت ورسالت اگر کسی انسان کو ملے تو اس کے عز وشرف میں چار چاند لگے گا مگر "خدا" یا "ابن خدا" کے لیے اس عہدے کا مطالبہ کیا جائے تو پھر ہمیں اپنا سر پیٹنا پڑے گا۔ لیکن ہمارے پاس فضول کام کے لیے وقت نہیں ہے اسی لیے یہ کام بھی ارباب کلیسا اور مسیحیوں کے لیے چھوڑتے ہیں۔

اگر مسیحی علما اب بھی اس بشارت سے مسیح علیہ السلام کی ذات مراد لینے پر مصر ہیں تو مندرجہ ذیل سوالات کا جواب دیں:

(۱) یعقوب علیہ السلام نے کہا: یہوداہ سے سلطنت نہیں چھوٹے گی اور نہ اُس کی نسل سے حکومت کا عصا موقوف ہوگا۔ جب تک شیلوہ نہ آئے"۔ اس جملے کا مفہوم اس کے سوا اور کیا ہے کہ "شیلوہ" کی آمد کے بعد بنی یہوداہ سے سلطنت وعصائے حکومت "شیلوہ" کی طرف منتقل ہو جائیں گی......؟؟؟

(۲) مسیح علیہ السلام تو یہوداہ کی نسل سے ہیں پھر کونسی صورت ممکن ہے کہ مسیح کو اس بشارت کا مصداق بھی قرار دیا جائے اور بنی اسرائیل کے جد امجد یعقوب کا قول بھی لایعنی اور مبہم ہونے سے بچ جائے......؟؟؟

(۳) ''شیلوہ'' کے لیے 'شرع سازی' کی صفت بھی بشارت میں مذکور ہے۔اب مسیحیوں کے بقول اس بشارت میں اگر مسیح ہی مراد ہیں اور مسیح شرع ساز بھی تھے تو پھر ان کے قول ''یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں'' کا مفہوم کیا رہ جاتا ہے......؟؟؟

(۴) اس بشارت میں ''شیلوہ'' کی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ حکمراں ہوں گے۔ پھر ہمیں بتایا جائے کہ مسیح کی حکومت ''کوہ قاف'' کے کس حصے میں تھی......؟؟؟

(۵) ''شیلوہ'' کی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ کل قومیں اس کی مطیع ہوں گی مگر ہم بائبل کے صفحات پہ مسیح کو بہت مجبور، مقہور، مظلوم، بے بس اور بے یار و مددگار پاتے ہیں۔ پھر انہیں اس بشارت کا مصداق کیسے قرار دیا جاسکتا ہے......؟؟؟

بحمد اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ

دوسری بشارت

موسیٰ علیہ السلام کی بشارت

اس بشارت کی ابتدا ہم پہلے خدا کے کلام سے کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے:

"وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝":

"اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہی دینے والے (موسیٰ علیہ السلام) نے ایک اپنی مانند (نبی محمد ﷺ) کی گواہی دی اور وہ (اپنی مانند نبی ﷺ) پر ایمان لایا اور تم نے (اے بنی اسرائیل!) سرکشی کی، بے شک اللہ حد سے گذرنے والوں کو ہدایت نہیں دیتا"۔ (سورة الأحقاف:١٠)

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت میں "شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ" سے مراد حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی ذات ہے۔ اور "مِثْلِهٖ" سے مراد پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات ہے۔ یہی قول مشہور تابعی حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

(تفسير الطبرى: سورة الأحقاف ١٠)

قرآن حکیم اور ہمارے اس دعویٰ کی مطابقت ہزارہا تحریفات کے باوجود بائبل میں آج بھی موجود ہے۔ بنی اسرائیل کے سب سے جفاکش پیغمبر یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کتاب استثنا میں ہے کہ خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"I will raise them up a Prophet from among their brethren, like unto thee, and will put my words in his mouth; and he shall speak unto them all that I shall command him. And it shall come to pass, that whosoever will not hearken unto my words which he

shall speak in my name, I will require it of him. But the prophet, which shall presume to speak a word in my name, which I have not commanded him to speak, or that shall speak in the name of other gods, even that prophet shall die."

(Deuteronomy:18/18-20, King James Version)

''میں ان کے لئے ان کے ہی بھائیوں میں سے ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے حکم دُونگا وہی وہ اُن سے کہیگا۔ اور جو کوئی میری اُن باتوں کو جو وہ میرا نام لیکر کہے گا نہ سُنے تو میں اُنکا حِساب اُس سے لُونگا۔ لیکن جو نبی گستاخ بنکر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جِسکا میں نے اُسکو حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔''

(استثنا:۱۸/۱۸۔۲۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اور اس کے بعد کی آیات میں اُس نبی کو جاننے اور پہچاننے کا پیمانہ بھی اِن الفاظ میں دیا گیا:

"And if thou say in thine heart, How shall we know the word which the LORD hath not spoken? When a prophet speaketh in the name of the LORD, if the thing follow not, nor come to pass, that is the thing which the LORD hath not spoken, but the prophet hath spoken it presumptuously: thou shalt not be afraid of him." (Deuteronomy:18/21-22, King James Version)

''اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ جو بات خداوند نے نہیں کہی اُسے ہم کیونکر پہچانیں؟۔ تو پہچان یہ ہے کہ جب وہ نبی خدا کے نام سے کُچھ کہے اور اُسکے کہنے کے مطابق کچھ واقع ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں بلکہ اُس نبی نے وہ بات گستاخ بنکر کہی ہے تو اُس سے خوف نہ کرنا۔''

(استثنا:۱۸/۲۱۔۲۲، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس عبارت میں اللہ رب العزت نے موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں یہ خبر دی کہ وہ ان لوگوں (بنی اسرائیل) میں ان کے ہی بھائیوں میں سے ایک نبی بھیجے گا۔وہ نبی موسیٰ کی طرح ہوں گے۔مسیحی دعویدار ہیں کہ اس بشارت سے مسیح علیہ السلام مراد ہیں۔کیوں کہ موسیٰ اور مسیح دونوں اسرائیلی ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے اسرائیلی بھائی ہیں۔مگر ہمیں اور انصاف پسند محققین کو ان کے اس دعویٰ پر کچھ تامل اور اعتراضات ہیں کیوں کہ اس میں Like unto thee تیری مانند کی قید ہے۔اور مثلیت موسیٰ پیغمبر اسلام ﷺ میں مسیح کی بہ نسبت زیادہ پائی جاتی ہے۔دلائل ملاحظہ ہوں:۔

(ا) پیغمبر اسلام ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام دونوں کی پیدائش فطری ہے۔دونوں کے ماں اور باپ دونوں تھے۔موسیٰ علیہ السلام کے متعلق بائبل میں مذکور ہے:

"Amram married his father's sister Jochebed, who bore him Aron & Moses, Amram lived 137 years."
(Exodus: 6/20, Pub. by BSI, Bangalore, India, 2008-2009)

''اور عمرام نے اپنے باپ کی بہن یوکبد سے بیاہ کیا۔اس عورت کے اس سے موسیٰ اور ہارون پیدا ہوئے۔اور عمرام کی عمر ایک سو سینتیس برس کی ہوئی۔''

(خروج:۲۰/۶،مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اور پیغمبر اسلام ﷺ کے ماں اور باپ کا تذکرہ سیرت کی کتابوں میں ملتا ہے:

"وتزوج عبدالله آمنة بنت وهب فولدت رسول الله ﷺ فكانت قريش تقول فلج عبدالله على أبيه."

''اور عبداللہ کا نکاح آمنہ بنت وہب (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی تو قریش کہا کرتے: عبداللہ اپنے باپ (عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پہ فضیلت لے گئے۔''(عیون الأثر: ۱۲۵/۱، سبل الهدیٰ و الرشاد: ۳۲۵/۱، الباب الأول فی سبب تزویج عبد الله، تاریخ

دمشق: ۴۲۱/۳، باب اخبار الأحبار بنبوته ﷺ، الخصائص الکبریٰ: ۶۹/۱، باب اخبار الکهان به قبل مبعثه ﷺ)

ان دونوں انبیا علیہما الصلاۃ والسلام کے برخلاف مسیح کی پیدائش غیر معقول، غیر فطری اور قدرت الٰہی کا مظہر ایک کرشمہ ہے۔ انجیل متی میں ہے:

The Virgin Birth of Jesus Christ

"And in the sixth month the angel Gabriel was sent from God unto a city of Galilee, named Nazareth, To a virgin espoused to a man whose name was Joseph, of the house of David; and the virgin's name was Mary. And the angel came in unto her, and said, Hail, thou that art highly favoured, the Lord is with thee: blessed art thou among women. And when she saw him, she was troubled at his saying, and cast in her mind what manner of salutation this should be. And the angel said unto her, Fear not, Mary: for thou hast found favour with God. And, behold, thou shalt conceive in thy womb, and bring forth a son, and shalt call his name JESUS. He shall be great, and shall be called the Son of the Highest: and the Lord God shall give unto him the throne of his father David. And he shall reign over the house of Jacob for ever; and of his kingdom there shall be no end. Then said Mary unto the angel, How shall this be, seeing I know not a man? And the angel answered and said unto her, The Holy Ghost shall come upon thee, and the power of the Highest shall overshadow thee: therefore also that holy thing which shall be born of thee shall be called the Son of God. And, behold, thy cousin Elisabeth, she hath also conceived a son in her old age: and this is the sixth month with her, who was called barren. For with God nothing shall be impossible. And Mary said, Behold the handmaid of the Lord; be it unto me according to thy word. And the angel departed from her."

(Luke: 1/26-38, King James Version)

''چھٹے مہینے میں جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرۃ تھا ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا: جس کی منگنی داؤد کے گھرانے کے ایک مرد یوسف نام سے ہوئی تھی اور اس کنواری کا نام مریم تھا: اور فرشتہ نے اس کے پاس اندر آ کر کہا سلام تجھکو جس پر فضل ہوا ہے! خداوند تیرے ساتھ ہے: وہ اِس کلام سے بہت گھبرا گئی اور سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے: فرشتہ نے اُس سے کہا کہ اے مریم خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے: اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور تیرے بیٹا ہوگا: اُسکا نام یسوعؔ رکھنا: وہ بزرگ ہوگا اور خدا تعالیٰ کا بیٹا کہلائیگا اور خداوند کا خدا اُسکے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا: اور وہ یعقوب کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کریگا: اور اُسکی بادشاہی کا آخر نہ ہوگا: مریم نے فرشتہ سے کہا کہ یہ کیونکر ہوگا جبکہ میں مرد کو نہیں جانتی ؟: اور فرشتہ نے جواب میں اُس سے کہا کہ روح القدس تجھ پر نازل ہوگا اور خدا تعالیٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالیگی اور اِس سبب سے وہ مولود مقدس خدا کا بیٹا کہلائیگا: اور دیکھ <u>تیری رشتہ دار الیشبع</u> کے بھی بڑھاپے میں بیٹا ہونے والا ہے اور اُسکو جو بانجھ کہلاتی تھی چھٹا مہینہ ہے: کیونکہ جو قول خدا کی طرف سے ہے وہ ہرگز بے تاثیر نہ ہوگا: مریم نے کہا میں خداوند کی بندی ہوں۔ میرے لئے تیرے قول کے موافق ہو۔ تب فرشتہ اس کے پاس سے چلا گیا:'' (لوقا:۱/۲۶۔۳۸، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

درج بالا پیراگراف کے ایک ایک لفظ پہ زور دیکر پڑھیں تو اس فسانہ کی حقیقت بھی سامنے آجائے گی کہ مسیح خدا یا ابن خدا ہیں۔ بالخصوص آخری سطریں تو مسلمانوں کے اس عقیدے پہ واضح دلیل فراہم کرتی ہیں کہ مسیح کی پیدائش ایک غیر معقول اور خلاف عادت امر ضرور ہے مگر وہ اللہ یا اللہ کے بیٹے ہرگز نہیں ہیں۔ ذرا دیکھئے کتنی مطابقت ہے

بائبل کے مذکورہ بالا اقتباس اور قرآن مجید کی ان آیات میں جن میں مسیح کی پیدائش کا واقعہ موجود ہے۔

قرآن حکیم مسیح کی پیدائش کا واقعہ ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

"إِذْ قَالَتِ الْمَلَآئِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهاً فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ o وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلاً وَمِنَ الصَّالِحِينَ o قَالَتْ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا قَضَىٰ أَمْراً فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ o":

"(یاد کرو) جب فرشتے نے کہا: اے مریم! بے شک اللہ تجھے اپنی جانب سے ایک کلمہ کی خوشخبری سناتا ہے جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہے، وہ دنیا اور عقبیٰ میں رفیع المرتبت اور اللہ کے مقربین میں سے ہے، وہ لوگوں سے گہوارے اور ادھیڑ عمر میں بات کرے گا، وہ نیکوں میں سے ہوگا، (مریم) بولی: مجھے لڑکا کیسے ہوسکتا ہے جبکہ مجھے کسی مرد نے نہ چھوا، (فرشتے نے) کہا: اللہ جیسے چاہتا ہے، پیدا کرتا ہے۔ جب وہ کسی کام کا حکم فرماتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ ہو جا، تو وہ ہو جاتا ہے۔"

(آل عمران: ٤٥-٤٧)

(۲) پیغمبر اسلام ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام دونوں کی پرورش میں ان کی مقدس و مطہر ماؤں کے علاوہ دیگر افراد کا بھی دخل تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کی پرورش میں فرعون کی بیوی آسیہ (اور بائبل کے مطابق فرعون کی بیٹی) کی بھی شرکت تھی۔ پہلے بائبل کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"And there went a man of the house of Levi, and took to wife a daughter of Levi. And the woman conceived, and bare a son: and when she saw him that he was a goodly child, she hid him three months. And when she could not longer hide him, she took for him an

ark of bulrushes, and daubed it with slime and with pitch, and put the child therein; and she laid it in the flags by the river's brink. And his sister stood afar off, to wit what would be done to him. And the daughter of Pharaoh came down to wash herself at the river; and her maidens walked along by the river's side; and when she saw the ark among the flags, she sent her maid to fetch it. And when she had opened it, she saw the child: and, behold, the babe wept. And she had compassion on him, and said, This is one of the Hebrews' children. Then said his sister to Pharaoh's daughter, Shall I go and call to thee a nurse of the Hebrew women, that she may nurse the child for thee? And Pharaoh's daughter said to her, Go. And the maid went and called the child's mother. And Pharaoh's daughter said unto her, Take this child away, and nurse it for me, and I will give thee thy wages. And the woman took the child, and nursed it. And the child grew, and she brought him unto Pharaoh's daughter, and he became her son. And she called his name Moses: and she said, Because I drew him out of the water."

(Exodus: 2/1-10, King James Version)

''اور لاوی کے گھرانے کے ایک شخص نے جا کر لاوی کی نسل کی ایک عورت سے بیاہ کیا۔ وہ عورت حاملہ ہوئی اور اُسکے بیٹا ہوا اور اُس نے یہ دیکھ کر کہ بچہ خوبصورت ہے تین مہینے تک اُسے چھپا کر رکھا۔ اور جب اُسے اور زیادہ چھپا نہ سکی تو اُس نے سرکنڈوں کا ایک ٹوکرا لیا اور اُس پر چکنی مٹی اور رال لگا کر لڑکے کو اُس میں رکھا اور اُسے دریا کے کنارے جھاؤ میں چھوڑ آئی۔ اور اُسکی بہن دُور کھڑی رہی تا کہ دیکھے کہ اُس کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ اور فرعون کی بیٹی دریا پر غسل کرنے آئی اور اس کی سہیلیاں دریا کے کنارے کنارے ٹہلنے لگیں۔ تب اُس نے جھاؤ میں وہ ٹوکرا دیکھ کر اپنی سہیلی کو بھیجا کہ اُسے اُٹھا لائے۔ جب اُس نے اُسے کھولا تو لڑکے کو دیکھا

اور بچہ رو رہا تھا۔ اُسے اُس پر رحم آیا اور کہنے لگی کہ یہ کسی عبرانی کا بچہ ہے۔ تب اُس کی بہن نے فرعون کی بیٹی سے کہا کیا میں جا کر عبرانی عورتوں میں سے ایک دائی تیرے پاس بُلا لاؤں جو تیرے لئے اِس بچے کو دودھ پلایا کرے؟۔ فرعون کی بیٹی نے اُسے کہا جا۔ وہ لڑکی جا کر اس بچے کے ماں کو بُلا لائی۔ فرعون کی بیٹی نے اُسے کہا تو اِس بچے کو لے جا کر میرے لئے دودھ پلا۔ میں تجھے تیری اُجرت دیا کرونگی۔ وہ عورت اُس بچے کو لے جا کر دُودھ پلانے لگی۔ جب بچہ کچھ بڑا ہوا تو وہ اُسے فرعون کی بیٹی کے پاس لے گئی اور وہ اُسکا بیٹا ٹھہرا اور اُس نے اُسکا نام موسیٰ یہ کہہ کر رکھا کہ میں نے اُسے پانی سے نکالا ہے۔''

(خروج:۲/۱۔۱۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اور قرآن حکیم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش و پرورش کو درج ذیل آیتوں میں بیان کیا گیا ہے:

''إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعاً يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءَ هُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَ هُمْ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ٥ وَنُرِيْدُ أَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ ٥ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوا يَحْذَرُوْنَ ٥ وَأَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى أَنْ أَرْضِعِيْهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوْهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ٥ فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِيْنَ ٥ وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ لَا تَقْتُلُوْهُ عَسَى أَنْ يَّنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ٥'':

"بے شک فرعون نے زمین میں غلبہ پایا تھا اور اس کے لوگوں کو اپنے تابع بنایا تھا۔ ان میں سے ایک طبقہ کو کمزور دیکھتا اور ان کے لڑکوں کو قتل کر دیتا اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتا۔ بے شک وہ فساد برپا کرنے والوں میں سے تھا۔ ہماری مشیت یہ ہے کہ ہم کمزوروں کے ساتھ احسان کریں اور انہیں پیشوا اور مالک بنا دیں۔ اور فرعون و ہامان اور ان کے لشکریوں کو وہی دکھا دیں جس کا انہیں ان کی جانب سے خطرہ ہے۔ اور ہم نے موسیٰ کی ماں کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ تو اسے دودھ پلا اور پھر جب (فرعون کے مخبروں کا) اندیشہ ہو تو اسے بے خوف و خطر دریا میں ڈال دے۔ بے شک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسکی رسالت کا اعلان کروائیں گے۔ تو اسے (دریا سے) فرعون کے گھر والوں نے اٹھا لیا تاکہ وہ ان کا دشمن اور ان کے لیے باعث غم ہو۔ بے شک فرعون و ہامان اور ان کے متبعین غلطی پر تھے۔ اور فرعون کی بیوی نے کہا یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع پہنچائے یا ہم اسے بیٹا بنا لیں اور وہ (فرعون اور اس کے متبعین) بے خبر تھے۔"

(سورة القصص: ٤-٩)

اسی طرح پیغمبر اسلام ﷺ کی تربیت و پرداخت میں آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے علاوہ دیگر لوگوں کی بھی شرکت تھی۔ محمد عربی ﷺ کے والد ماجد عبداللہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انتقال آپ ﷺ کی ولادت سے قبل ہو گیا تھا اور ان کی والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال بھی بہت جلد ہو گیا جب وہ صرف چھ سال کے تھے۔ محمد عربی ﷺ کی پرورش میں ان کی والدہ کے علاوہ دایہ حلیمہ، آپ ﷺ کے دادا عبد المطلب اور چچا ابو طالب کی بھی شمولیت تھی۔ امام رازی رقم طراز ہیں:

"أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فِيمَا ذَكَرَهُ أَهْلُ الْاَخْبَارِ تُوُفِّيَ وَأُمُّ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَامِلٌ بِهِ، ثُمَّ وُلِدَ رَسُولُ اللّٰهِ

فَكَانَ مَعَ جَدِّهِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَمَعَ أُمِّهِ آمِنَةَ ، فَهَلَكَتْ أُمُّهُ آمِنَةُ وَهُوَ ابْنُ سِتِّ سِنِيْنَ فَكَانَ مَعَ جَدِّهِ، ثُمَّ هَلَكَ جَدُّهُ بَعْدَ أُمِّهِ بِسَنَتَيْنِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ابْنُ ثَمَانِ سِنِيْنَ، وَكَانَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ يُوْصِيْ أَبَا طَالِبٍ بِهٖ لِأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ وَأَبَا طَالِبٍ كَانَا مِنْ أُمٍّ وَاحِدَةٍ، فَكَانَ أَبُوْ. طَالِبٍ هُوَ الَّذِيْ يَكْفُلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعْدَ جَدِّهِ إِلٰى أَنْ بَعَثَهُ اللّٰهُ لِلنُّبُوَّةِ، فَقَامَ بِنُصْرَتِهٖ مُدَّةً مَدِيْدَةً"۔

''جیسا کہ راویانِ حدیث نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن عبدالمطلب (پیغمبر اسلام ﷺ کے والد ماجد) کی وفات اسی وقت ہوگئی تھی جب رسول اللہ ﷺ شکم مادر میں تھے، نبی کریم ﷺ اپنے دادا اور اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ رہا کرتے تھے، یہاں تک کہ جب آپ صرف چھ سال کے تھے تبھی والدہ ماجدہ بھی دار فانی سے کوچ کر گئیں اور صرف دو سال کی مدت کے بعد جب کہ آپ کی عمر مبارک صرف آٹھ سال تھی دادا جان بھی دنیا سے رخصت ہو گئے اور انہوں نے بوقت رخصت ابو طالب کو رسول اللہ ﷺ کی کفالت کی وصیت کی کیوں کہ (رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد) عبداللہ اور ابو طالب دونوں ایک ہی ماں سے تھے۔ ابو طالب آپ ﷺ کی کفالت کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو انہوں نے ہمیشہ آپ کی حمایت و مدد کی''۔ (تفسير الرازى: سورة الضحىٰ ٦)

اور رضاعت کی سعادت لاثانی دایہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ثویبہ کے حصے میں بھی آئی۔ امام بخاری نے ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے نبی کریم ﷺ کا یہ قول نقل کیا ہے:

"أَرْضَعَتْنِيْ وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ."

''ثویبہ نے مجھے اور ابوسلمہ کو دودھ پلایا۔''

(صحیح البخاری: رقم الحدیث۲ ۵۱۰، ۵۱۰٦، مسند أحمد بن حنبل: رقم الحدیث ۲۷۳۹۰)

اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رضاعت کے متعلق بے شمار کتب حدیث و سیر میں یہ واقعہ درج ہے کہ محمد عربی ﷺ کی ولادت کے سال تمام دایاؤں نے آپ ﷺ کو یتیم سمجھ کر لینے سے انکار کردیا مگر حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ساتھ لے گئیں، حق رضاعت و پروش ادا کیا اور دائمی خیر وسعادت حاصل کی۔ (الصحیح لابن حبان: رقم الحدیث ٦٤٤١، مسند أبی یعلیٰ: رقم الحدیث ٧٠٠٦)

(۳) موسیٰ علیہ السلام اور پیغمبر اسلام ﷺ دونوں نے بکریاں چرائی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے متعلق بائبل میں مذکور ہے:

"Now Moses kept the flock of Jethro his father in law, the priest of Midian: and he led the flock to the backside of the desert, and came to the mountain of God, even to Horeb."

(Exodus: 3/1, King James Version)

''اور موسیٰ اپنے خُسر (سسر) یِترو کی جو مِدیان کا کاہن تھا بھیڑ بکریاں چُراتا تھا اور وہ بھیڑ بکریوں کو ہنکاتا ہوا اُنکو بیابان کی پرلی طرف سے خدا کے پہاڑ حورِب کے نزدیک لے آیا۔'' (خروج: ۱/۳، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اور پیغمبر اسلام ﷺ کے متعلق کتب سیرت میں یہ مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے قبیلۂ بنی سعد میں عہد طفولیت میں اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرائیں۔

(تواریخ حبیب الٰہ: ص ۱۹، مطبوعہ مجلس برکات جامعہ اشرفیہ مبارک پور)

ان دونوں کے برخلاف مسیح کے بکریاں چرانے کی کوئی واضح روایت کم از کم اناجیل اربعہ میں کہیں نہیں ملتی ہے۔

(۴) موسیٰ علیہ السلام اور پیغمبر اسلام ﷺ دونوں نے شادیاں کیں۔ حضرت موسیٰ علیہ

السلام کے نکاح کے متعلق بائبل میں درج ذیل پیراگراف ملتا ہے:

"And Moses was content to dwell with the man: and he gave Moses Zipporah his daughter. And she bare him a son, and he called his name Gershom: for he said, I have been a stranger in a strange land."

(Exodus: 2/21-22, King James Version)

''اور موسیٰ اُس شخص کے ساتھ رہنے کو راضی ہوگیا۔ تب اُس نے اپنی بیٹی صفورہ موسیٰ کو بیاہ دی۔ اور اس کو ایک بیٹا پیدا ہوا اور موسیٰ نے اُسکا نام جیرسوم یہ کہہ کر رکھا کہ میں اجنبی ملک میں مسافر ہوں۔''

(خروج:۲/۲۱-۲۲،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اور پیغمبر اسلام ﷺ کے نکاح کے متعلق سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ قریش کی مالدار اور معزز خاتون خدیجہ کا مال لے کر تجارت کی غرض سے شام تشریف لے گئے۔ سفر میں خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غلام میسرہ بھی ان کے ہمراہ تھا۔ آپ ﷺ شام کے ایک گرجا کے قریب ایک سایہ دار درخت کے نیچے پڑاؤ کیا۔ ایک راہب (نسطورا) نے آپ ﷺ کو اُس درخت کے نیچے دیکھ کر میسرہ سے آپ ﷺ کے متعلق پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ اور کیا وہ اہل حرم میں سے ہیں؟ میسرہ نے جواب دیا کہ یہ ایک قریشی نوجوان ہیں اور اہل حرم سے ہیں۔ راہب جب حضور ﷺ کے قریب گیا تو اس نے سر مبارک اور قدمین شریفین کو بوسہ دیا اور کہا:

"مَا نَزَلَ تَحْتَ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا نَبِيٌّ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: فِيْ عَيْنَيْهِ حُمْرَةٌ؟ فَقَالَ مَيْسَرَةُ: نَعَمْ لَا تُفَارِقُهُ، قَالَ الرَّاهِبُ: هُوَ هُوَ وَ هُوَ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَ يَا لَيْتَ أَنِّيْ أُدْرِكُهُ حِيْنَ يُؤْمَرُ بِالْخُرُوْجِ، فَوَعٰى ذٰلِكَ مَيْسَرَةُ"۔

''اس درخت کے نیچے آج تک نبی کے سوا کسی نے بھی نزول نہیں کیا، پھر نسطورا

نے سوال کیا: کیا ان کی آنکھوں میں سرخی ہے؟ میسرہ نے کہا: ہاں ان کی آنکھوں سے سرخی کبھی زائل نہیں ہوتی ہے۔ راہب نے کہا: یقیناً یہی وہ آخری نبی ہیں (جن کا ذکر خیر ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں) کاش میں ان کی ہجرت کا زمانہ پاتا! راہب کی اس بات کو میسرہ نے اپنے ذہن میں بسالیا۔" (عیون الأثر 1: ذکر سفره ﷺ، دلائل النبوة للبیهقی: رقم الحدیث ۳۹۸، سبل الهدیٰ و الرشاد: ۱۵۹/۲، الباب الثالث عشر فی سفره ﷺ)

سفر سے واپسی کے بعد میسرہ نے حضرت خدیجہ کے سامنے محمد ﷺ کے خاتم النبیین ﷺ کی حیثیت سے مبعوث ہونے کی علامتیں بیان کیں اور ہمہ دم دھوپ میں آپ پر سایہ رہنے کا منظر خود حضرت خدیجہ نے بھی دیکھا۔ وہ آپ کی امانت و دیانت داری اور عز و شرف کی تو پہلے ہی قائل تھیں اور پھر ان محیر العقول چیزوں کو دیکھ اور سن کر انھوں نے آپ ﷺ کو اپنا تاجدار بنانے کا فیصلہ کرلیا اور یہ کہتے ہوئے پیغام بھجوایا:

"یا بن عم إنی قد رغبت فیك لقرابتك منی و شرفك فی قومك وسطتك فیهم و أمانتك عندهم و حسن خلقك و صدق حدیثك".

"اے میرے چچازاد! میں آپ کی رشتہ داری، قوم میں آپ کے عز و شرف، آپ کی دیانت داری، حسن خلق اور راست گوئی کے سبب آپ میں رغبت رکھتی ہوں"۔ (سیرة ابن اسحاق 1: باب النبی یتجر لخدیجة ثم یتزوجها، سیرة ابن کثیر 1: باب زواجه علیه الصلاة و السلام من خدیجة، الروض الأنف 1: فصل فی تزویجه ﷺ خدیجة)

اور پھر آپ ﷺ کے چچا ابو طالب نے آپ کا نکاح حضرت خدیجہ کے ساتھ پڑھایا۔ (تفسیر الآلوسی: سورة المؤمنون ٦٩، الکشاف: سورة البقرة ١٦٤، تفسیر الخازن: سورة البقرة ١٦٤، تفسیر الحقی: سورة

البقرۃ ۱٦٤، روح المعانی: سورۃ المؤمنون ٦۹، سبل الهدیٰ و الرشاد: ۲ /۱٦٥، الباب الرابع عشر فی نکاحه ﷺ، تاریخ ابن خلدون: ۲/٤۰۷، المولد الکریم و بدء الوحی)

ان دونوں پیغمبروں کے برخلاف مسیح کے نکاح یا شادی کا کوئی تذکرہ اناجیل اربعہ میں موجود نہیں ہے۔ایسا بھی نہیں کہا جا سکتا ہے کہ ان کی عمر شادی کی نہیں تھی کیوں کہ انہوں نے تقریباً تیس سال کی عمر میں (عیسائی عقیدے کے مطابق) تبلیغ شروع کی تھی۔ انجیل لوقا میں ہے:

"And Jesus himself began to be about thirty years of age, being (as was supposed) the son of Joseph, which was the son of Heli." (Luke: 3/23, King James Version)

''جب یسوع تعلیم دینے لگا قریباً تیس برس کا تھا اور (جیسا کہ سمجھا جاتا تھا) یوسف کا بیٹا تھا اور وہ عیلی کا۔'' (لوقا:۳/ ۲۳،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

(۵) پیغمبر اسلام ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام دونوں کو اولاد ہوئی تھیں۔بائبل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرزندوں کے متعلق یہ روایت موجود ہے:

"And Jethro, Moses' father in law, came with his sons and his wife unto Moses into the wilderness, where he encamped at the mount of God: And he said unto Moses, I thy father in law Jethro am come unto thee, and thy wife, and her two sons with her."
(Exodus: 18/5-6, King James Version)

''اور موسیٰ کا خسر یترو اس کے بیٹوں اور بیوی کو لیکر موسیٰ کے پاس اُس بیابان میں آیا جہاں خدا کے پہاڑ کے پاس اُس کا ڈیرا لگا تھا۔ اور موسیٰ سے کہا کہ میں تیرا خسر یترو تیری بیوی کو اور اس کے ساتھ اُس کے دونوں بیٹوں کو لیکر تیرے پاس آیا ہوں۔'' (خروج:۱۸/۵-٦،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

جب کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی اولاد کے تعلق سے کتب احادیث وسیر میں موجود ہے کہ آپ ﷺ کو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مقدس بطن سے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم اطہر سے شہزادیاں اور دیگر شہزادے پیدا ہوئے۔

ان دونوں مقدس نبیوں علیہما الصلوٰۃ والسلام کے برخلاف عیسائیوں کے خدا مسیح کو کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

(۶) پیغمبر اسلام ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام دونوں کی نبوت متفقہ ہے۔ دونوں کے زمانے والے انہیں نبی و رسول سے اوپر کچھ نہیں مانتے تھے۔ کسی نے بھی ان کی خدائی یا ابن اللّٰہی کا عقیدہ نہیں رکھا۔ ان کے برخلاف مسیح کو خدا اور ابن خدا بھی کہا جاتا ہے۔

(۷) پیغمبر اسلام ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام دونوں کے افراد قوم اور خاندان والوں نے انہیں بحیثیت نبی تسلیم کیا۔ ان پر ان کے افراد خانہ ایمان لائے۔ ان کے برخلاف مسیح پر ان کے خاندان اور قبیلے والے ایمان نہیں رکھتے تھے۔ خود مسیح کی شہادت ملاحظہ ہو:

"But Jesus said unto them, A prophet is not without honour, save in his own country, and in his own house. And he did not many mighty works there because of their unbelief."

(Matthew: 13/57-58, King James Version)

”مگر یسوعؔ نے ان سے کہا کہ نبی اپنے وطن اور گھر کے سوا اور کہیں بے عزت نہیں ہوتا۔ اور اُس نے اُن کی بے اعتقادی کے سبب سے وہاں بہت سے معجزے نہ دِکھائے۔“ (متّی: ۱۳/۵۷۔۵۸، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

پیغمبر اسلام ﷺ پہ ان کے افراد خانہ، قریش اور اہل وطن ایمان لائے۔ اگر چہ ابتدا میں اہل مکہ نے ظلم وستم کے خاروں سے آپ کے پھول جیسے بدن کو چھلنی کرنے کی بھرپور کوشش کی مگر اخیر میں آپ کے لیے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر کے اپنے گذشتہ

اعمال کا کفارہ ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام پر بھی ان کے افراد خانہ اوران کی قوم بنی اسرائیل ایمان لائی۔

(۸) دونوں نبی یعنی پیغمبر اسلام ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام نے نئی نئی شریعتیں لائی ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی نئی شریعت تو قرآن وحدیث کے مطالعہ سے جبکہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت توریت (اسفار خمسہ) بالخصوص سفر احبار اور سفر استثنا کے مطالعہ سے واضح ہو جاتی ہے۔ اور رہے مسیح تو وہ کسی بھی طرح کی نئی شریعت نہیں لائے۔ بلکہ وہ دین موسوی اور توریت کی شریعت کے متبع اور پابند تھے۔ خود مسیح کا قول ملاحظہ فرمائیں:

"Think not that I am come to destroy the law or the Prophets, I am not come to destory but to fulfill, for verily I say unto you till heaven and earth pass one jotor one tittle shall in no wise pass from, till all be fulfilled. Whosever therefore shall break one of these least commandments and shall teach men so he shall be called the least in the kingdom of heaven, but whosever shall do and teach them the same shall be called great in the kingdom of heavens."

(Matthew: 5/17-19, King James Version)

''یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک کہ سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان کے چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے کسی کو بھی توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا لیکن جو ان پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا۔''

(انجیل متی: ۵/۱۷۔۱۹، مطبوعہ بنگلور، انڈیا، سن ۲۰۰۹ء)

(۹) پیغمبر اسلام ﷺ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام دونوں ہی اپنی اپنی قوم کے حکمراں اور والی تھے۔ قرآن وحدیث اور اسفار خمسہ کے مطالعہ سے اِن دونوں نبیوں کی حکمرانی کا علم ہوتا ہے۔ ان دونوں کے برخلاف حضرت مسیح کسی قوم کے حکمراں نہیں ہوئے بلکہ نہایت پریشانی کی حالت میں اپنی زندگی گذاری اور دشمن تو دشمن دوست اور حواریوں نے بھی دغا دیا۔ آخری وقتوں میں دل "بے وفائی کے صدموں" سے چور چور ہوگیا اور انتہائی بے بسی اور ازحد بے کسی کی حالت میں رب سے یہ فریاد کرنے لگے:

"And he went a little further, and fell on his face, and prayed, saying, O my Father, if it be possible, let this cup pass from me: nevertheless not as I will, but as thou wilt. And he cometh unto the disciples, and findeth them asleep, and saith unto Peter, What, could ye not watch with me one hour? Watch and pray, that ye enter not into temptation: the spirit indeed is willing, but the flesh is weak. He went away again the second time, and prayed, saying, O my Father, if this cup may not pass away from me, except I drink it, thy will be done."

(Matthew: 26/39-42, King James Version)

"پھر فوراً آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یوں دعا کی کہ اے میرے باپ اگر ہوسکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ تو بھی نہ جیسا میں چاہتا ہوں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو۔ پھر شاگردوں کے پاس آکر اُن کو سوتے ہوئے پایا اور پطرس سے کہا کہ کیا تم میرے ساتھ ایک گھڑی بھی نہ جاگ سکے؟۔ جاگو اور دعا کرو تا کہ آزمائش میں نہ پڑو۔ روح تو مستعد ہے مگر جسم کمزور ہے۔ پھر دوبارہ اُس نے جاکر یوں دعا کی کہ اے میرے باپ! اگر یہ میرے پئے بغیر نہیں ٹل سکتا تو تیری مرضی پوری ہو۔"

(انجیل متی: ۲۶/۳۹-۴۲، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

درج بالا پیراگراف کے مطالعہ کے بعد مسیح کا جو تصور ذہن میں آتا ہے وہ ہرگز خدا یا ابن خدا کا نہیں ہوسکتا ہے۔ خدا اتنا مجبور، بے بس اور لاچار ہوسکتا ہے یہ خیال کسی دس بارہ سالہ بچے کا بھی نہیں ہوسکتا ہے۔

اپنوں اور محبوب نظر افراد سے ملنے والا درد کتنا جان لیوا ہوتا ہے یہ کوئی عیسائیوں کے خدا مسیح سے پوچھے اور بقول شاعر ؎

دوستوں سے اس قدر صدمے اُٹھائے جان پر
کہ دشمنوں کی شکایت کا گلہ جاتا رہا

(۱۰) دونوں یعنی موسیٰ علیہ السلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کا وصال باعزت طریقے سے ہوا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے ثبوت کے لیے بائبل کا درج ذیل اقتباس پڑھیں:

"So Moses the servant of the LORD died there in the land of Moab, according to the word of the LORD. And he buried him in a valley in the land of Moab, over against Beth-peor: but no man knoweth of his sepulchre unto this day. <u>And Moses was an hundred and twenty years old when he died: his eye was not dim, nor his natural force abated</u>. And the children of Israel wept for Moses in the plains of Moab thirty days: so the days of weeping and mourning for Moses were ended."

(Deuteronomy: 34/5-8, King James Version)

''پس خداوند کے بندہ موسیٰ نے خداوند کے کہے کے موافق وہیں موآب کے ملک میں وفات پائی۔ اور اُس نے اُسے موآب کی ایک وادی میں بیت فغور کے مقابل دفن کیا پر آج تک کسی آدمی کو اُس کی قبر معلوم نہیں۔ <u>اور موسیٰ اپنی وفات کے وقت ایک سو بیس برس کا تھا اور نہ تو اُسکی آنکھ دُھندلانے پائی اور نہ اُسکی طبعی قوت کم ہوئی</u>۔ اور بنی اسرائیل موسیٰ کے لئے موآب کے میدان میں تیس دن تک روتے رہے۔ پھر موسیٰ کے لئے ماتم کرنے اور رونے پیٹنے کے دن ختم ہوئے۔''

(استثنا:۳۴/۵۔۸،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند،سن ۲۰۰۹ء)

اس پیراگراف میں خط کشیدہ (Underline) جملہ خود موسیٰ علیہ السلام کے درج ذیل الفاظ کے خلاف ہے:

"And Moses went and spake these words unto all Israel. And he said unto them, I am an hundred and twenty years old this day; I can no more go out and come in: also the LORD hath said unto me, Thou shalt not go over this Jordan."

(Deuteronomy: 31/1-2, King James Version)

"اور موسیٰ نے جا کر یہ باتیں سب اسرائیلیوں کو سنائیں۔ اور اُنکو کہا کہ میں تو آج کے دِن ایک سو بیس برس کا ہوں۔ میں اب چل پھر نہیں سکتا اور خداوند نے مجھ سے کہا ہے کہ تُو اِس یردن پار نہیں جائیگا۔"

(استثنا:۳۱/۱۔۲،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند،سن ۲۰۰۹ء)

اب ہم پہلے والے پیراگراف کو درست مانیں یا بعد والے اقتباس میں درج موسیٰ علیہ السلام کے قول کو......؟؟؟ ویسے بائبل کے لیے یہ تعارض کوئی غیر معمولی یا زبردست دھچکا نہیں ہے کیونکہ اس سے بھی "بڑا کمال" بائبل کا یہ ہے کہ اس کے ماننے والے اور اس پر ایمان رکھنے والے مسیحی حضرات یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ بائبل کی ابتدائی پانچ کتابوں (پیدائش Genesis، خروج Exodus، احبار Leviticus، گنتی Numbers اور استثنا Deuteronomy) کا مجموعہ توریت (Law) ہے اور ان تمام کو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے لکھا تھا۔لیکن پانچویں کتاب Deuteronomy میں ہی ان کی وفات اور ان کی جائے دفن کا بھی تذکرہ ہے۔جیسا کہ پہلے والے اقتباس میں نظر آرہا ہے۔اور ساتھ میں یہ بھی لکھا ہے کہ "پر آج تک کسی آدمی کو اُس کی قبر معلوم نہیں"۔اسے ہم مسیحیوں کے بھولے پن کا نام دیں یا تجاہل عارفانہ

کہیں مگر عقل سلیم تو ان کے دعویٰ کو تسلیم نہیں کر سکتی ہے۔ یہ جملہ اگر مجنوں یا کوئی پاگل کہتا تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوتا کیونکہ پیغمبر اسلام ﷺ فرماتے ہیں کہ تین آدمی (۱) نا سمجھ بچہ (۲) سوئے ہوئے اور (۳) جنون والے کے اعمال رجسٹر میں درج نہیں کیے جاتے ہیں (سنن ابن ماجہ: حدیث نمبر ۲۰۴۱) مگر یہ اقتباس ایک ایسی کتاب کا ہے جس کے ماننے والوں کے بقول اس کا حرف حرف صحیح اور منزل من السماء (آسمان سے اتارا ہوا) ہے۔

اسی طرح پیغمبر اسلام محمد عربی ﷺ کا وصال بھی باعزت طریقے سے اور اپنے جاں نثار اصحاب کی جھرمٹ میں ہوا۔ امام بخاری آپ ﷺ کے خادم خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

"أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فِي وَجَعِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الِاثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوفٌ فِي الصَّلَاةِ، فَكَشَفَ النَّبِيُّ ﷺ سِتْرَ الْحُجْرَةِ يَنْظُرُ إِلَيْنَا، وَهُوَ قَائِمٌ كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ، ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ، فَهَمَمْنَا أَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ، وَظَنَّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَارِجٌ إِلَى الصَّلَاةِ، فَأَشَارَ إِلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ، وَأَرْخَى السِّتْرَ، فَتُوُفِّيَ مِنْ يَوْمِهِ."

"حضور ﷺ کے مرض الموت میں حضرت ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے۔ پیر کے دن لوگ نماز میں صفیں بنائے کھڑے تھے کہ اتنے میں حضور ﷺ نے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھایا اور کھڑے ہو کر جماعت کو دیکھنے لگے۔ اس وقت حضور ﷺ کا چہرۂ انور قرآن کے اوراق کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ جماعت کو دیکھ کر آپ ﷺ مسکرائے۔ آپ ﷺ کی زیارت کی شادمانی میں قریب تھا کہ ہمیں نئی صورت حال سے سابقہ پڑ جائے (یعنی ہم نماز توڑنے کے قریب تھے) کہ حضرت ابوبکر صدیق

کو خیال ہوا شاید حضور ﷺ نماز میں تشریف لا رہے ہیں اس لیے انہوں نے ہٹ کر صف میں شامل ہو جانا چاہا لیکن حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ تم لوگ نماز پوری کرو۔ پھر آپ ﷺ نے پردہ گرایا اور اسی روز آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔"

(صحیح البخاری: ۹۳/۱، رقم الحدیث ٦٨٠، صحیح المسلم: رقم الحدیث ٩٧١، مسند أحمد بن حنبل: رقم الحدیث ١٢٤٠٠، ١٣٠٠٢ عن أنس، سنن ابن ماجة: رقم الحدیث ١٦٩٢، دلائل النبوة للبیهقی: رقم الحدیث ٣١٢٣)

ان دونوں انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کے برخلاف بائبل اور عیسائی عقیدے کے مطابق مسیح کو (معاذ اللہ) نہایت ذلت ورسوائی کی موت نصیب ہوئی کہ سولی پہ چڑھا دیے گئے:

"And they crucified him, and parted his garments," (Matthew: 27/35, Mark: 15/32-36, John: 19/23-24, KJV)

"اور اُنہوں نے اُسے مصلوب کیا اور اس کے کپڑے قرعہ ڈال کر بانٹ لئے۔"

(متی: ۳۵/۲۷، مرقس: ۱۵/ ۳۲-۳۶، یوحنا: ۱۹/ ۲۳-۲۴، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اور بائبل کے مطابق "سولی پہ قتل ہونا باعث لعنت ہے"۔

(گلتیوں: ۳/ ۱۳، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اسلامی عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے آسمان پر اٹھا لیا ہے۔ قرآن فرماتا ہے:

"وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ٥ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ٥":

''ان یہودیوں نے اسے (عیسیٰ کو) قتل کیا نہ ہی سولی دی بلکہ وہ شبہ میں پڑ گئے، مسیح کے معاملے میں جنہوں نے بھی اختلاف کیا وہ سب شک وشبہے میں ہیں، ان کے پاس اٹکل پچو کے سوا کوئی یقینی علم نہیں ہے۔ یقیناً انہوں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اٹھالیا اور بے شک اللہ غلبہ اور حکمت والا ہے۔''

(سورۃ النساء: ۱۵۷۔۱۵۸)

(۱۱) موسیٰ علیہ السلام اور پیغمبر اسلام ﷺ دونوں جب حکمراں تھے تو یقیناً ان کے خلفا بھی ہوں گے، چنانچہ دونوں کے جانشیں ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام کے جانشیں یشوع بن نون ہوئے۔ کتاب یشوع میں ہے:

"Now after the death of Moses the servant of the LORD it came to pass, that the LORD spake unto Joshua the son of Nun, Moses' minister, saying, Moses my servant is dead; now therefore arise, go over this Jordan, thou, and all this people, unto the land which I do give to them, even to the children of Israel. Every place that the sole of your foot shall tread upon, that have I given unto you, as I said unto Moses."(Joshua: 1/1-3, Deuteronomy: 31/1-8, 31/14-15, 31/23, King James Version)

''اور خداوند کے بندہ موسیٰ کی وفات کے بعد ایسا ہوا کہ خداوند نے اس کے خادم (اور استثنا: ۳۱/۱۔۸، کے مطابق پہلے سے نامزد خلیفہ) نون کے بیٹے یشوع سے کہا: میرا بندہ موسیٰ مر گیا سو اب تو اٹھ اور اِن سب لوگوں کو ساتھ لیکر اِس یردن کے پار اُس ملک میں جا جسے میں اُنکو یعنی بنی اسرائیل کو دیتا ہوں۔ جس جس جگہ تمہارے پاؤں کا تلوا ٹِکے اُسکو جیسا کہ میں نے موسیٰ سے کہا میں نے تمکو دیا ہے۔''

(یوشع: ۱/۱۔۳، استثنا: ۳۱/۱۔۸، ۳۱/۱۴۔۱۵، ۳۱/۲۳، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اور پیغمبر اسلام ﷺ کے جانشیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے۔
خود پیغمبر اسلام ﷺ نے ابو بکر صدیق کو مصلیٰ امامت پر بڑھا کر مسلمانوں کو یہ پیغام دے دیا کہ اُن کے بعد وہی حاکم اسلام اور خلیفۂ رسول اللہ ﷺ ہوں گے۔ امام بخاری حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

"مَرِضَ النَّبِيُّ ﷺ فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّهُ رَجُلٌ رَقِيقٌ، إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، قَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَعَادَتْ، فَقَالَ: مُرِي أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، فَأَتَاهُ الرَّسُولُ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ"۔

"جب نبی ﷺ کا مرض شدت اختیار کر گیا تو آپ نے فرمایا: ابو بکر کو حکم پہنچا دو کہ وہ لوگوں کی امامت کرے، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: وہ (ابو بکر) ایک نرم دل انسان ہیں جب وہ آپ کو مصلی امامت پر نہیں پائیں گے تو یارائے ضبط نہیں رہے گا۔ نبی ﷺ نے (پھر) فرمایا: ابو بکر کو حکم پہنچا دو کہ وہ لوگوں کی امامت کرے، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر وہی جملہ دہرایا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ابو بکر کو حکم پہنچا دو کہ وہ لوگوں کی امامت کرے، تم یوسف (علیہ السلام) کی زیارت کرنے والی عورتوں کی طرح ہو، پھر ابو بکر کے پاس قاصد پیغام لے کر آیا تو آپ نے لوگوں کی نماز پڑھائی"۔

(صحيح البخاری 1: باب أهل العلم و الفضل أحق بالامامة: رقم الحديث ٦٧٨، ٣٣٨٥، صحيح المسلم: رقم الحديث ٩٦٧، ٩٧٥، مسند أحمد: رقم الحديث ٢٦٥٠٩، ٢٦٦٦٨)

ان دونوں نبیوں علیہما الصلوۃ والسلام کے برخلاف مسیح کا کوئی جانشیں نہیں ہوا۔

بلکہ ان کے وہ اصحاب جو بعد میں ان کے جانشیں ہو سکتے تھے، انہوں نے بے وفائی کا مظاہرہ کیا۔ اور ایسے بھی جس شخص کو (بائبل کی روایت کے مطابق) اپنے ہی ہم نشیں اور جاں نثاروں نے دشمنوں کے ہاتھ معمولی سی رقم (صرف تیس چاندی کے سکوں) کے عوض فروخت کر دیا ہو اُسے دوسروں سے شکوہ کیسا؟ اور پھر کون اُس کا خلیفہ بن سکتا ہے؟؟ جسے پھانسی پر لٹکنا ہو وہی اُس کا ساتھ دے سکتا ہے۔ اپنی آستینوں میں سانپ (یہوداہ اسکریوتی جیسوں کو) پالنے والوں کا یہی انجام ہوتا ہے۔ (معاذ اللہ یہ عقیدہ مسلمانوں کا نہیں ہے کہ حضرت مسیح کو سولی دی گئی ہے اور ان کے حوارین دغا باز یا بے وفا تھے بلکہ ایسے خرافاتی عقیدے سے اسلام کا دامن پاک اور صاف ہے۔ ہم ایسے عقیدے کے حامل کسی بھی شخص کو مسلمان نہیں قرار دے سکتے ہیں۔ ہمارا یہ تبصرہ تو صرف ان کے مضحکہ خیز عقائد پر ہے۔ ہم مسیح سے متعلق اسلامی عقیدہ ماقبل میں سورۃ النساء آیت نمبر ۱۵۷۔۱۵۸ کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں۔ عنبر مصباحی)

(۱۲) پیغمبر اسلام ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام دونوں کا نسب دشمنوں کے جھوٹے طعن بھی سے محفوظ ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے دشمن بھی ان کے حسب و نسب میں کسی طرح کا نقص نکالنے سے قاصر رہے جیسا کہ ہرقل کے دربار میں پیش آئے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ ہرقل نے اپنے دربار میں ابوسفیان (جو اُس وقت اسلام کے بدترین دشمنوں میں سے تھے اور اسلام نہیں لائے تھے) سے نبی ﷺ کے بارے میں سوال کیا:

"كَيْفَ نَسَبُ هٰذَا الرَّجُلِ فِيكُمْ؟ قُلْتُ هُوَ فِينَا ذُو نَسَبٍ، قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَبْلَهُ؟ قُلْتُ لَا، فَقَالَ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ عَلَى الْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ؟ قُلْتُ لَا"۔

"تمہارے درمیان اُس شخص (محمد ﷺ) کا حسب و نسب کیسا ہے؟ میں (ابو سفیان) نے کہا: وہ اعلیٰ حسب و نسب والا ہے۔ پھر ہرقل نے سوال کیا: کیا تم میں

سے کسی نے بھی پہلے اس طرح (نبوت کا) دعویٰ کیا تھا؟ میں (ابوسفیان) نے کہا: نہیں۔ ہرقل نے پھر پوچھا: کیا تم لوگوں نے دعویٔ نبوت سے قبل کبھی اُس (محمد ﷺ) پر جھوٹ بولنے کی تہمت لگائی تھی؟ میں (ابوسفیان) نے کہا: نہیں"۔

(صحيح البخاري: رقم الحديث ٧، ٢٩٤١، ٤٥٥٣، صحيح المسلم: رقم الحديث ٤٧٠٧، مسند أحمد بن حبل: رقم الحديث ٢٤١١، ٢٤٥٤٠، صحيح ابن حبان: رقم الحديث ٦٦٦٤)

اور اِسی طرح موسیٰ علیہ السلام کا نسب بھی طعن و تشنیع سے محفوظ و مامون ہے۔ ان کو تین مذاہب یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے پیروکار نبی تسلیم کرتے ہیں مگر ان میں سے کسی کے بھی ماننے والے نے ان کے نسب میں طعن نہیں کیا۔ ان دونوں نبیوں علیہما الصلوٰۃ والسلام کے برخلاف مسیح کا نسب یہود نامسعود کے نزدیک مطعون ہے۔ معاذ اللہ۔

(۱۳) دونوں کی شریعتیں اپنے سے ماقبل کی شریعتوں کے لیے ناسخ ہیں۔ جیسا کہ توریت اور قرآن کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے۔ ان کے برخلاف مسیح کی شریعت غیر مستقل اور ملحق بہ شریعت موسوی تھی جیسا کہ خود مسیح فرماتے ہیں:

"Think not that I am come to destroy the law or the Prophets, I am not come to destory but to fulfill, for verily I say unto you till heaven and earth pass one jotor one tittle shall in no wise pass from, till all be fulfilled. Whosever therefore shall break one of these least commandments and shall teach men so he shall be called the least in the kingdom of heaven, but whosever shall do and teach them the same shall be called great in the kingdom of heavens."

(Matthew: 5/17-19, King James Version)

"یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک

آسمان اورزمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک کہ سب کچھ پورا نہ ہوجائے۔ پس جو کوئی ان کے چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے کسی کو بھی توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا لیکن جو ان پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا۔''

(انجیل متی: ۵/۱۷۔۱۹ مطبوعہ بنگلور، انڈیا، سن ۲۰۰۹ء)

(۱۴) خون کے پیاسے دشمنوں کی وجہ سے دونوں ہی نبی یعنی موسیٰ علیہ السلام اور محمد عربی ﷺ کو ہوشمندی کی عام عمر کے بعد ہجرت کرنی پڑی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہجرت کے متعلق بائبل میں درج ذیل پیراگراف ہے:

"And it came to pass in those days, when Moses was grown, that he went out unto his brethren, and looked on their burdens: and he spied an Egyptian smiting an Hebrew, one of his brethren. And he looked this way and that way, and when he saw that there was no man, he slew the Egyptian, and hid him in the sand. And when he went out the second day, behold, two men of the Hebrews strove together: and he said to him that did the wrong, Wherefore smitest thou thy fellow? And he said, Who made thee a prince and a judge over us? intendest thou to kill me, as thou killedst the Egyptian? And Moses feared, and said, Surely this thing is known. Now when Pharaoh heard this thing, he sought to slay Moses. But Moses fled from the face of Pharaoh, and dwelt in the land of Midian: and he sat down by a well."

(Exodus: 2/11-15, King James Version)

''اتنے میں جب موسیٰ بڑا ہوا تو باہر اپنے بھائیوں کے پاس گیا اور اُن کی مشقتوں پر اُسکی نظر پڑی اور اُس نے دیکھا کہ ایک مصری اُس کے ایک عبرانی بھائی کو ماررہا

ہے: پھر اُس نے اِدھر اُدھر نگاہ کی اور جب دیکھا کہ وہاں کوئی دوسرا آدمی نہیں ہے تو اُس مصری کو جان سے مار کر اُسے ریت میں چھپا دیا: پھر دوسرے دن وہ باہر گیا اور دیکھا کہ دو عبرانی آپس میں مار پیٹ کر رہے ہیں۔ تب اُس نے اُسے جسکا قصور تھا کہا کہ تو اپنے ساتھی کو کیوں مارتا ہے؟: اُس نے کہا تجھے کس نے ہم پر حاکم یا منصف مقرر کیا؟ کیا جس طرح تو نے اُس مصری کو مار ڈالا مجھے بھی مار ڈالنا چاہتا ہے؟ تب موسیٰ یہ سوچ کر ڈرا کہ بلاشک یہ بھید فاش ہو گیا: جب فرعون نے یہ سنا تو چاہا کہ موسیٰ کو قتل کرے پر موسیٰ فرعون کے حضور سے بھاگ کر ملک مدیان میں جا بسا۔ وہاں وہ ایک کوئیں کے نزدیک بیٹھا تھا:"

(خروج:۲/۱۱۔۱۵، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند بنگلور، سن ۲۰۰۹ء)

اور قرآن میں درج ذیل آیات میں ان کی ہجرت کو بیان کیا گیا ہے:

"وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ حُكْماً وَعِلْماً وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ٥ وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلٰى حِينِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هٰذَا مِن شِيعَتِهِ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهِ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِن شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ فَوَكَزَهُ مُوسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ ٥ قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ٥ قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ ٥ فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفاً يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ قَالَ لَهُ مُوسٰى إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ ٥ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَن يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ يَا مُوسٰى أَتُرِيدُ أَن تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْساً بِالْأَمْسِ إِن تُرِيدُ إِلَّا أَن تَكُونَ جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَن تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ ٥ وَجَاءَ رَجُلٌ

مِّنْ أَقْصَى الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى قَالَ يَا مُوْسٰى إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ إِنِّيْ لَكَ مِنَ النَّاصِحِيْنَ ○ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفاً يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ○ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْ أَن يَهْدِيَنِيْ سَوَاءَ السَّبِيْلِ ○ ":

"اور جب وہ (موسیٰ) اپنی جوانی کو پہنچا اور پورے زور پر آیا ہم نے اسے علم و حکمت سے نوازا اور ہم نیکوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ وہ شہر میں اس وقت داخل ہوا جبکہ شہر والے بے خبر اور غفلت میں تھے، اس نے دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے دیکھا، جن میں سے ایک اس کی قوم سے جبکہ دوسرا دشمنوں کی قوم سے تھا۔ اس کے قوم والے نے اس سے مدد مانگی تو موسیٰ نے (دشمن گروہ کے) اس آدمی کو ایک گھونسہ مارا اور اس کا کام تمام ہو گیا۔ موسیٰ بول پڑے: یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ بے شک وہ کھلا گمراہ گر دشمن ہے۔ (پھر خدا کی طرف لو لگا کر) بولے: میرے رب! بے شک میں نے اپنی جان پر زیادتی کی تو مجھے بخش دے، اس نے اسے بخش دیا اور یقیناً وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ بولے: اے رب! جیسا تو نے مجھ پر احسان کیا تو اب میں ہرگز کسی مجرم کا مددگار نہیں بنوں گا۔ اسی شہر میں ڈرتے ہوئے صبح کی کہ (دیکھے کہ) کیا ہوتا ہے تو کل جس نے مدد طلب کی تھی اس کو پھر فریاد کرتے دیکھا۔ موسیٰ نے اس سے کہا: بے شک تو کھلا ہوا سرکش ہے۔ پھر جب موسیٰ نے دونوں (یعنی اپنے اور اپنے ہم قوم فرد کے) دشمن (قبطی) کو پکڑنا چاہا تو (اسرائیلی شخص یہ سمجھتے ہوئے کہ موسیٰ علیہ السلام ان کی طرف ہاتھ بڑھا رہے ہیں) بول پڑا: اے موسیٰ! کیا تم مجھے بھی اسی طرح قتل کرنا چاہتے ہو جیسے تم نے کل ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ کیا تم زمین پر سخت گیر بننا چاہتے ہو، اصلاح پسند بننا نہیں چاہتے؟ اور شہر کے انتہائی کنارے سے ایک شخص دوڑتا اور یہ کہتا ہوا

آیا: اے موسیٰ! قوم تمہارے قتل کا مشورہ کر رہی ہے، میں تمہارا خیر خواہ ہوں، تم یہاں سے نکل جاؤ۔ تو موسیٰ اس شہر سے ڈرتا اور رب سے یہ فریاد کرتا ہوا نکلا: اے میرے رب! مجھے ظالموں سے نجات دے۔ اور جب مدین کی طرف قصد کیا تو کہا کہ امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ دکھائے گا۔"

(سورة القصص: ١٤۔٢٢)

اسی طرح پیغمبر اسلام ﷺ نے ترپن (۵۳) سال کی عمر شریف میں جانی دشمنوں کے سبب وطن عزیز مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

ان دونوں انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے برعکس مسیح کو خون کے پیاسے دشمنوں کی وجہ سے عہد شیر خوارگی میں لے کر ان کی ماں نے مصر کی طرف ہجرت کی تھی۔ بائبل کا اقتباس ملاحظہ ہو:

The flight into Egypt

"And when they were departed, behold, the angel of the Lord appeareth to Joseph in a dream, saying, Arise, and take the young child and his mother, and flee into Egypt, and be thou there until I bring thee word: for Herod will seek the young child to destroy him. When he arose, he took the young child and his mother by night, and departed into Egypt:"

(Matthew: 2/13-14, King James Version)

"جب وہ روانہ ہو گئے تو دیکھو خُداوند کے فرشتہ نے یوسف کو خواب میں دِکھائی دیکر کہا اُٹھ بچے اور اُسکی ماں کو ساتھ لیکر مصر کو بھاگ جا اور جب تک میں تجھ سے نہ کہوں وہیں رہنا کیونکہ ہیرودیس اِس بچے کو تلاش کرنے کو ہے تاکہ اِسے ہلاک کرے۔ پس وہ اُٹھا اور رات کے وقت بچے اور اُسکی ماں کو ساتھ لیکر مصر کو روانہ ہو گیا۔"

(متی: ۲/ ۱۳۔۱۴، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، سن ۲۰۰۹ء)

(۱۵) موسیٰ علیہ السلام اور پیغمبر سلامتی محمد عربی ﷺ دونوں کو سرکشوں اور بدخواہوں سے

جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو خدا نے بائبل کی درج ذیل آیتوں میں جہاد کا حکم دیا تھا:

War with Amalek

"Then came Amalek, and fought with Israel in Rephidim. And Moses said unto Joshua, Choose us out men, and go out, fight with Amalek: to morrow I will stand on the top of the hill with the rod of God in mine hand. So Joshua did as Moses had said to him, and fought with Amalek: and Moses, Aaron, and Hur went up to the top of the hill. And it came to pass, when Moses held up his hand, that Israel prevailed: and when he let down his hand, Amalek prevailed. But Moses' hands were heavy; and they took a stone, and put it under him, and he sat thereon; and Aaron and Hur stayed up his hands, the one on the one side, and the other on the other side; and his hands were steady until the going down of the sun. And Joshua discomfited Amalek and his people with the edge of the sword. And the LORD said unto Moses, Write this for a memorial in a book, and rehearse it in the ears of Joshua: for I will utterly put out the remembrance of Amalek from under heaven."

(Exodus: 17/8-14, King James Version)

''جب عمالیقی آکر رفیدیم میں بنی اسرائیل سے لڑنے لگے۔ اور موسیٰ نے یشوع سے کہا کہ ہماری طرف سے کچھ آدمی چُن کر لے جا اور عمالیقیوں سے لڑ اور میں کل خدا کی لاٹھی اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا رہونگا۔ سو موسیٰ کے حکم کے مطابق یشوع عمالیقیوں سے لڑنے لگا اور موسیٰ اور ہارون اور حور پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے۔ اور جب تک موسیٰ اپنا ہاتھ اٹھائے رہتا تھا بنی اسرائیل غالب رہتے تھے اور جب وہ ہاتھ لٹکا دیتا تھا تب عمالیقی غالب ہوتے تھے۔ اور جب موسیٰ کے ہاتھ بھر گئے تو انہوں نے ایک پتھر لے کر موسیٰ کے نیچے رکھ دیا اور وہ اس پر بیٹھ گیا

اور ہارون اور حور ایک اِدھر سے دوسرا اُدھر سے اُسکے ہاتھوں کوسنبھالے رہے۔ تب اُسکے ہاتھ آفتاب کے غروب ہونے تک مضبوطی سے اٹھے رہے۔ اور یشوعؔ نے عمالیقی اور اس کے لوگوں کوتلوار کی دھار سے شکست دی۔ تب خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ اس بات کی یادگاری کے لئے کتاب میں لکھ دے اور یشوعؔ کو سنادے کہ میں عمالیقؔ کا نام ونشان دنیا سے بالکل مٹادونگا۔"

(خروج: ۸/۱۷۔۱۴، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند بنگلور، سن ۲۰۰۹ء)

اور پیغمبر اسلام ﷺ کو پہلے صبر اور عفوودرگذر کا حکم دیا گیا تھا:

"فَاصۡفَحِ الصَّفۡحَ الۡجَمِيۡلَ۝"۔

"اے رسول ﷺ! آپ حسن وخوبی کے ساتھ ان سے درگذر فرماتے رہیں"۔

(سورة الحجر: ٨٥)

اور فرمایا گیا:

"وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِكِيۡنَ۝"۔

"آپ مشرکوں سے اعراض کا معاملہ جاری رکھیں"۔ (سورة الحجر: ٩٤)

مگر جب مشرکین کی فتنہ انگیزی حد سے بڑھنے لگی تو درج ذیل آیت قرآنی میں فتنہ پردازوں کو جواب دینے کا حکم دیا گیا:

"فَاِنۡ قَاتَلُوۡكُمۡ فَاقۡتُلُوۡهُمۡ۝"۔

"اگر وہ تم سے جنگ کریں تو تم ان کا جواب دو"۔ (سورة البقرة : ٢٦١)

اس حکم کو مزید ایک بار بیان کیا کہ صرف ان فتنہ پردازوں سے لڑو جن کی تادیب ضروری ہوچکی ہے۔ چنانچہ فرمایا:

وَقَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ الَّذِيۡنَ يُقَاتِلُوۡنَكُمۡ وَلَا تَعۡتَدُوۡا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡمُعۡتَدِيۡنَ۝"۔

''اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں مگر حد سے نہ بڑھو کہ اللہ حد سے گذرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا ہے۔'' (سورۃ البقرۃ : ١٩٠)

لیکن ان دونوں نبیوں علیہما الصلوۃ والسلام کے برخلاف مسیح کو جہاد کا حکم نہیں دیا گیا تھا بلکہ انہیں صرف صبر کا حکم دیا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اناجیل میں جہاد کا کہیں ذکر نہیں ملتا ہے البتہ صبر کا یہ ''انوکھا پیغام'' ضرور ملتا ہے:

"But I say unto you which hear, Love your enemies, do good to them which hate you, Bless them that curse you, and pray for them which despitefully use you. And unto him that smiteth thee on the one cheek offer also the other; and him that taketh away thy cloke forbid not to take thy coat also. Give to every man that asketh of thee; and of him that taketh away thy goods ask them not again. And as ye would that men should do to you, do ye also to them likewise. For if ye love them which love you, what thank have ye? for sinners also love those that love them. And if ye do good to them which do good to you, what thank have ye? for sinners also do even the same. And if ye lend to them of whom ye hope to receive, what thank have ye? for sinners also lend to sinners, to receive as much again. But love ye your enemies, and do good, and lend, hoping for nothing again; and your reward shall be great, <u>and ye shall be the children of the Highest:</u> for he is kind unto the unthankful and to the evil. Be ye therefore merciful, as your Father also is merciful." (Luke: 6/27-36, King James Version)

''لیکن میں تم سننے والوں سے کہتا ہوں کہ اپنے دُشمنوں سے محبت رکھو۔ جو تم سے عداوت رکھیں اُنکا بھلا کرو۔ جو تم پر لعنت کریں انکے لئے برکت چاہو۔ جو تمہاری تحقیر کریں اُنکے لئے دعا کرو۔ جو تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے اور جو تیرا چوغہ لے اسے کرتہ لینے سے بھی منع نہ کر۔ جو کوئی تجھ

سے مانگے اُسے دے اور جو تیرا مال لے لے اُس سے طلب نہ کر۔ اور جیسا تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں تم بھی اُن کے ساتھ ویسا ہی کرو۔ اگر تم اپنے ساتھ محبت رکھنے والوں سے ہی محبت رکھو تو تمہارا کیا احسان ہے؟ کیونکہ گنہگار بھی اپنے سے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھتے ہیں۔ اور اگر تم ان ہی کا بھلا کرو جو تمہارا بھلا کریں تو تمہارا کیا احسان ہے؟ کیونکہ گنہگار بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ اور اگر تم ان ہی کو قرض دو جن سے وصول ہونے کی امید رکھتے ہو تو تمہارا کیا احسان ہے؟ گنہگار بھی گنہگاروں کو قرض دیتے ہیں تا کہ پورا وصول کرلیں۔ مگر تم اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور بھلا کرو اور بغیر نا امید ہوئے قرض دو تمہارا اجر بڑا ہوگا اور تم خدا تعالے کے بیٹے ٹھہرو گے کیونکہ وہ ناشکروں اور بدوں پر بھی مہربان ہے۔ جیسا تمہارا باپ رحیم ہے تم بھی رحمدل ہو۔"

(لوقا:۶/۲۷-۳۶، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند بنگلور، سن ۲۰۰۹ء)

ہمیں اس سے انکار نہیں ہے کہ عفو و درگذر، بخشش و کرم اور جود و سخا بہترین خصلتوں میں سے ہیں اور ہم ان چیزوں کو بُرا کیسے کہہ سکتے ہیں جبکہ اسلام کے معانی و مفاہیم میں غور کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مذہب اسلام خود ان چیزوں کو مستحسن جانتا ہے اور اس نے "وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ" (غصہ کو پینے والے خدا کو پسند ہیں) اور "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَفُوَّ" (اللہ عفو و درگذر کو پسند فرماتا ہے) کہہ کر ان صفات کو اختیار کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کی ہے مگر ہر چیز اپنی حد میں ہی اچھی لگتی ہے۔ عفو و درگذر اور سخاوت و انسانی ہمدردی کی حد کیا ہے؟ اور کتنی ہونی چاہئے؟ ہم اس مقام پہ اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتے اور نہ ہی ہم اس کی بہت کم مقدار تک حد بندی کر رہے ہیں۔ البتہ! اگر مسیح کی طرف منسوب یہ اقتباس صحیح اور الہامی ہے تو ہم سارے عالم کے مسیحی بالخصوص امریکہ و یورپ سے یہ سوال کرنے کا جائز حق ضرور رکھتے ہیں کہ ہیروشیما، ناگاساکی پہ ایٹمی حملہ اور دنیا بھر کے ایک

درجن سے زائد ممالک پہ کلسٹر بموں کی بارش کرنا کیسے اور کہاں تک درست ہے ......؟؟؟
ہم ایشیائی باشندوں کی سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ مسیح کا یہ قول امن پھیلانے کے لیے ہے یا معاشرہ کے خرمن امن کو خاکستر بنانے کے لیے......؟؟؟

بہر حال! ان جملوں کی انجیل لوقا میں موجودگی دو حالتوں سے خالی نہیں ہے (۱) یہ ایک ''کم عقل امن پسند'' کی رائے ہے کہ وہ آگ بجھانے کے لیے ایسی گیس (Hydrogen) کے استعمال کی ترغیب دے رہے ہیں جن سے آگ بجھنے کی بجائے مزید شعلہ بار ہوگی تبھی تو یوں کہہ رہے ہیں کہ ''اور جو تیرا چوغہ لے اسے کرتہ لینے سے بھی منع نہ کر'' اور مزید کہا کہ ''جو کوئی تجھ سے مانگے اُسے دے اور جو تیرا مال لے لے اُس سے طلب نہ کر'' اس کے بارے میں کوئی بھی دانشور یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ مظلوموں کے ذریعے اِس طرح کا اخلاق پیش کرنے سے ظالم اپنی راہیں بدل دیں گے بالخصوص اس زمانے میں تو ایسا ناممکن کے قریب ہے اور خاص کر امریکہ و یورپ کے ذریعے غریب و مسلم ممالک پہ ڈھائے جانے والے مظالم کو دیکھ کر تو اسے قریب المحال ہی نہیں بلکہ ناممکن قرار دیا جائے گا۔ (۲) یہ صرف دکھاوا ہے ورنہ حقیقت یہی ہے کہ ایسی باتوں کے ذریعے مظلوموں کو مزید صبر کی تلقین کی جائے اور ظالموں کی حمایت کی جائے۔ کیونکہ مسیح امن کے سفیر نہیں، بلکہ تخریب وفساد کے حامی وداعی ہیں۔ خود فرماتے ہیں:

"Think not that I am come to send peace on earth: I came not to send peace, but a sword."
(Matthew: 10/34, King James Version)

''یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں۔ صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلوانے آیا ہوں۔'' (متی: ۱۰/۳۴، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

''انوکھے صبر'' والے درج بالا پیراگراف سے ایک بات اور معلوم ہوئی کہ بائبل میں ''نیک لوگوں'' کو ''خدا کا بیٹا'' کہا جاتا ہے تبھی تو کہا گیا ہے:

''تم اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور بھلا کرو اور بغیر نا امید ہوئے قرض دو تمہارا اجر بڑا ہوگا اور تم خدا تعالیٰ کے بیٹے ٹھہرو گے۔''

(۱۶) موسیٰ علیہ السلام اور پیغمبر امن محمد عربی ﷺ دونوں نے اپنی اپنی حیات طیبہ کے ظاہری ایام میں ہی اپنے ماننے والوں کی اچھی خاصی جمعیت دیکھ لی تھی۔ بائبل کی روایت کے مطابق، حضرت موسیٰ علیہ السلام پہ ایمان لانے والوں کی تعداد لاکھوں میں تھی۔ (گنتی: ۱/۲۰۔۴۶، مطبوعہ بنگلور، ہند، سن ۲۰۰۹ء) اور پیغمبر اسلام ﷺ کے وصال کے وقت ان کے ماننے والوں کی تعداد تقریبا سوا لاکھ سے زائد تھی۔ ان دونوں رسولوں علیہما الصلوۃ و السلام کے برخلاف مسیح کے آخری ایام میں شاید مریم مگدلینی، ان کی والدہ مریم عذرا اور دیگر دو چار افراد کے سوا کوئی بھی ان پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔ حد تو یہ ہے کہ آپ کا سب سے قریبی اور محبوب ترین حواری پطرس جسے مسیح اپنے سینے سے لگاتے اور وہ اپنے سر کو آپ کے سینے پر رکھ کر ٹیک لگاتا تھا، اس نے بھی آپ کی گرفتاری کے بعد آپ کو گرفتار کرنے والوں کے سامنے آپ کی شناسائی اور معرفت کا یکسر انکار کر دیا:

"Now Peter sat without in the palace: and a damsel came unto him, saying, Thou also wast with Jesus of Galilee. But he denied before them all, saying, I know not what thou sayest. And when he was gone out into the porch, another maid saw him, and said unto them that were there, This fellow was also with Jesus of Nazareth. And again he denied with an oath, I do not know the man. And after a while came unto him they that stood by, and said to Peter, Surely thou also art one of them; for thy speech bewrayeth thee. Then began he to curse and to swear, saying, I know not the man: And immediately the cock crew."

(Matthew: 26/69-74, King James Version)

''اور پطرس صحن میں بیٹھا تھا کہ ایک لونڈی نے اس کے پاس آ کر کہا تو بھی یسوع گلیلی کے ساتھ تھا: اس نے سب کے سامنے یہ کہہ کر انکار کیا کہ میں نہیں جانتا تو

کیا کہتی ہے۔ اور جب وہ ڈیوڑھی میں چلا گیا تو دوسری نے اسے دیکھا اور جو وہاں تھے ان سے کہا یہ بھی یسوعؑ ناصری کے ساتھ تھا۔ اس نے قسم کھا کر پھر انکار کیا کہ میں اس آدمی کو نہیں جانتا۔ تھوڑی دیر بعد جو وہاں کھڑے تھے انہوں نے پطرس کے پاس آ کر کہا بے شک تو بھی ان میں سے ہے کیوں کہ تیری بولی سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اس پر وہ لعنت کرنے اور قسم کھانے لگا کہ میں اس آدمی کو نہیں جانتا اور فی الفور مرغ نے بانگ دی۔"

(انجیل متّیٰ: ۶۹/۲۶۔۷۴، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس پر وہ لعنت کرنے اور قسم کھانے لگا کہ میں اس آدمی کو نہیں جانتا:۔

حساس دل اور سچے جاں نثار عاشق کی تو بات ہی چھوڑیئے! اگر آج اکیسوی صدی عیسوی کے "کسی غیر حساس عاشق" سے بھی پطرس کے اِس جملے کے بارے میں دریافت کریں گے تو وہ یہی کہے گا کہ "میرا محبوب پریشان حال اور دشمنوں کے ستم گر پنجوں میں گرفتار ہو تو میری غیرت اسے برداشت نہیں کر سکتی ہے کہ ہم اس کو ایک اور صدمۂ 'بے وفائی' کا بھی دیں"۔ اور نبی و رسول یا خدا کے عشق کی تو بات ہی جدا اور نرالی ہے۔ کوئی بھی Faithful Believer (باوفا مومن) اپنے نبی کو کسی بھی حالت میں 'دغا' اور 'نا آشنائی' کا غم نہیں دے سکتا ہے۔ اسی طرح کوئی رسول بھی اپنے خدا کی معرفت کا کسی بھی لمحے انکار نہیں کر سکتا ہے۔ اگر بفرض محال مسیح کے خدا ہونے اور پطرس کے اسکے رسول ہونے کا مسیحیوں کا دعویٰ صحیح ہے تو ہم پطرس کے جواب کو ذہن میں رکھ کر اس کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے کہ جیسا خدا ویسا رسول۔ اگر پطرس عاشق صادق ہوتے تو یہی کہتے جو کسی سچے عاشق مصطفیٰ ﷺ نے کہا ہے:

حبیب خدا کا نظارہ کروں میں
دل و جان اُن پر نثارا کروں میں

یہ اِک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں
ترے نام پہ سب کو وارا کروں میں

اس نے سب کے سامنے یہ کہہ کر انکار کیا کہ میں نہیں جانتا تو کیا کہتی ہے:۔

پیغمبر اسلام ﷺ کے دیوانوں کا حال یہ تھا کہ آگ کے انگارے میں ڈالے جاتے وقت بھی یہی فرماتے: أشهد أن محمدا رسول الله "۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ ہونے والے ظلم وستم کے متعلق حضرت عمرو بن عاص کہتے ہیں:

"مررت ببلال وهو يعذب فى الرمضاء ولو أن بضعة لحم وضعت لنضجت، و هو يقول أنا كافر باللات و العزىٰ"۔

"ایک مرتبہ میں بلال کے پاس سے گذر رہا تھا تو دیکھا کہ انہیں اتنے گرم کنکریوں پر لٹا کر عذاب دیا جا رہا ہے کہ اگر گوشت کا ٹکڑا ان کنکریوں پر رکھ دیا جائے تو وہ پک کر تیار ہو جائے اور اس حال میں بھی وہ (اپنے مالک ستم گر امیہ بن خلف سے) یہی کہتے تھے کہ میں (تمہارے بتوں) لات وعزیٰ کا منکر ہوں۔"

(سبل الهدىٰ و الرشاد: ٤٧٧/٢، الباب الخامس عشر)

اسے کہتے ہیں معشوق کا جمال اور عشق کا کمال کہ دنیا خفا ہوتو ہو، اپنے اور بیگانے روٹھیں تو روٹھیں، جان جائے تو جائے مگر بدن سے عشق کی حرارت اور دماغ سے محبت کا نشہ اترنے نہ پائے۔ اور یقیناً عشق کا یہ مقام محمد عربی ﷺ کے غلاموں کو تو حاصل ہے مگر مسیح کے شاگردوں کو یہ جذبہ نہیں مل سکا۔

(۱۷) موسیٰ علیہ السلام اور مسیح میں کیا مناسبت ہو سکتی ہے؟ یسوع مسیح تو سولی پر چڑھنے کی وجہ سے لعنتی ہو گئے۔ معاذ اللہ۔ یہ ہمارا قول نہیں ہے بلکہ مسیحیت کے شرع ساز اور عظیم رسول "پولس" نے خود بائبل کے عہد نامۂ جدید میں لکھا ہے۔ پوری بات انہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

"Christ hath redeemed us from the curse of the law, being made a curse for us: for it is written, Cursed is every one that hangeth on a tree."

(Galatians: 3/13, King James Version)

''مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اُس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔''

(گلتیوں: ۳/ ۱۳، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

کم از کم قرآن اور بائبل میں تو ایسی روایت نہیں ملتی ہے جس سے یہ ثابت کیا جا سکے کہ موسیٰ علیہ السلام بھی (معاذ اللہ) سعادت سے خالی ہیں۔ اسی طرح کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا ہے کہ (معاذ اللہ صد معاذ اللہ) پیغمبر اسلام ﷺ مسعود نہیں ہیں، بلکہ یہ دونوں نبی مبارک ہیں اور ان دونوں نبیوں علیہما الصلوۃ والسلام کے صدقے ملعونوں کو برکتیں نصیب ہوتی ہیں۔ کروڑوں اور اربوں گمگشتگانِ راہ انسانوں کو ان پیغمبران عظام علیہما الصلوۃ والسلام کے صدقہ وطفیل صراط مستقیم کا سراغ ملا اور مل رہا ہے۔

(۱۸) مسیح علیہ السلام کے متعلق عقیدے میں لوگوں کا افراط وتفریط ہے۔ نصاریٰ ان کے لیے 'خدا' یا 'ابن خدا' سے کم رتبے پر راضی نہیں ہیں اور یہود معاذ اللہ ان کی 'سماجی شرافت' کے بھی منکر ہیں۔ اُن کے برخلاف پیغمبر اسلام ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام دونوں کے متعلق عقائد اس طرح کے افراط وتفریط سے خالی اور معتدل ہیں۔

(۱۹) سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ دونوں یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کامل انسان اور تام نبی اور رسول ہیں۔ یہ نہیں کہ ناسوت اور لاہوت (انسانیت اور الٰہیت) کے مجموعہ ہیں۔ معاذ اللہ مسیح تو عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق ناسوت اور لاہوت کے مجموعہ ہیں مگر وہ دونوں انبیا علیہما الصلوۃ والسلام تہمت خدائی سے بری ہیں۔

(۲۰) انسانوں کو نبوت و رسالت کی ضرورت ہے۔ نبی اور رسول ہونا انسان کے لیے باعث شرف وعزت ہے نہ کہ خدا یا ابن خدا کے لیے۔ اور آپ کے عقیدے کے مطابق مسیح

تو خدا ہیں پھر انہیں نبوت ورسالت کی کیا ضرورت؟؟؟ نبوت ورسالت ملنا انسانوں کے لیے کمال ہے نہ کہ خدا یا ابن خدا کے لیے۔

اب موسیٰ علیہ السلام کی اِس بشارت کے جملوں کی توضیح قرآن وحدیث کی مطابقت کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں:۔

(ا) میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا:۔

اس سے مراد یہ ہے کہ وہ آنے والے نبی اُمّی (بے پڑھے) ہوں گے۔ وہ کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہیں کریں گے۔ اور یہ بات تاریخی طور پہ متواتر طریقے سے ثابت ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ اُمی تھے۔ انہوں نے کسی کی شاگردی اختیار نہیں کی۔ قرآن فرماتا ہے:

"اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَآئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ آمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْ أُنْزِلَ مَعَهٗ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥":

"جولوگ اس امی (بے پڑھے) نبی کی اتباع کرتے ہیں جن کا ذکر وہ اپنی کتاب توریت وانجیل میں پاتے ہیں، جو رسول انہیں بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔ ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیتے اور خبیث وناپاک چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔ اُن سے بوجھ اور پھندوں کو اتارتے ہیں جو اُن پر ہیں۔ تو جو اُن پر ایمان لائے، ان کی تعظیم کرے، ان کی مدد کرے اور اُس نور (قرآن) کی پیروی کرے جو ان پر نازل ہوا تو وہی لوگ کامیاب ہیں"۔

(سورة الأعراف: ١٥٧)

پیغمبر اسلام ﷺ نے کسی سے تعلیم حاصل نہیں کی تھی مگر وہ معلم کائنات بنے۔ انہیں سب کچھ خدا کی طرف سے سکھایا جاتا تھا اور آپ ﷺ وہی کہتے تھے جو وحی الٰہی ہوتا تھا۔ قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے:

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○ عَلَّمَهُ شَدِيْدُ الْقُوٰى○"۔

"وہ (رسول ﷺ) اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے، بلکہ وہ جو کچھ کہتے ہیں (سب کا سب) خدا کی جانب سے وحی کردہ ہوتا ہے۔ انہیں مضبوط قوت والے (اللہ) نے سکھایا ہے"۔ (سورة النجم: ٢۔٤)

اس مقام پہ ایک اعتراض یہ وارد ہوسکتا ہے کہ مسیح بھی اَن پڑھ تھے اور جب ماں کی گود میں تھے تبھی لوگوں سے بات کی جیسا کہ خود قرآن پاک شاہد ہے:

"قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ○ قَالَ إِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا○ وَجَعَلَنِيْ مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِيْ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ○ وَبَرًّا بِوَالِدَتِيْ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ○ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ أَمُوْتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ○ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ○"۔

"ان لوگوں نے (مریم سے) کہا: ہم گود کے بچے سے کیسے بات کر سکتے ہیں؟ (بچے نے) کہا: یقیناً میں اللہ کا بندہ ہوں جس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا۔ مجھے بابرکت بنایا میں جہاں بھی رہوں اور تادم آخری مجھے نماز وزکوۃ اور والدہ کی اطاعت کا حکم دیا۔ مجھے اس نے بے نصیب یا حد سے گذرنے والا نہیں بنایا۔ سلامتی ہو اُس دن پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں دنیا سے چلا جاؤں گا اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں گا۔ یہ حق بات کہنے والا مریم کا بیٹا عیسیٰ ہے جس میں

وہ (یہود و نصاریٰ) شک کرتے ہیں"۔ (سورۃ مریم:۲۹۔۳٤)

اور اسی کے مثل بائبل میں بھی ہے:

"Now about the midst of the feast Jesus went up into the temple, and taught. And the Jews marvelled, saying, How knoweth this man letters, having never learned? Jesus answered them, and said, My doctrine is not mine, but his that sent me. If any man will do his will, he shall know of the doctrine, whether it be of God, or whether I speak of myself. He that speaketh of himself seeketh his own glory: but he that seeketh his glory that sent him, the same is true, and no unrighteousness is in him."

(John: 7/14-18, King James Version)

"اور جب عید کے آدھے دن گذر گئے تو یسوعؑ ہیکل میں جا کر تعلیم دینے لگا۔ پس یہودیوں نے تعجب کر کے کہا کہ اِسکو بغیر پڑھے علم کہاں سے آ گیا؟۔ یسوع نے جواب میں اُن سے کہا کہ میری تعلیم میری نہیں بلکہ میرے بھیجنے والے کی ہے۔ اگر کوئی اُسکی مرضی پر چلنا چاہے تو وہ اِس تعلیم کی بابت جان جائیگا کہ خدا کی طرف سے ہے یا میں اپنی طرف سے کہتا ہوں۔ جو اپنی طرف سے کچھ کہتا ہے وہ اپنی عزت چاہتا ہے لیکن جو اپنے بھیجنے والے کی عزت چاہتا ہے وہ سچا ہے اور اُس میں ناراستی نہیں ہے۔" (یوحنا:۷/۱۴۔۱۸، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس کا جواب یہ ہے کہ جب دو درجن سے زیادہ دلائل آپ کے خلاف ہوں اور صرف ایک حجت موافقت میں ہو تو کوئی ذی ہوش اور انصاف پسند جج آپ کے حق میں فیصلہ نہیں سنائے گا۔ علاوہ ازیں اس بشارت میں نبی موعود کو پہچاننے کا جو پیمانہ دیا گیا ہے وہ بالکلیہ مسیح کے خلاف ہے۔ اس کی تفصیل چند صفحات بعد آئے گی۔

(۲) ان کے لئے ان کے ہی بھائیوں میں سے:۔

یہ جملہ بہ ظاہر مسیحیوں کے اس دعویٰ کو مضبوط بناتا ہے کہ اس بشارت سے مسیح علیہ

السلام مراد ہیں۔ کیوں کہ موسیٰ علیہ السلام اور مسیح دونوں اسرائیلی ہیں۔ مگر دقت نظر اور بائبل کی دیگر آیات کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ بھی پیغمبر اسلام ﷺ کی ہی صفت کا بیان ہے۔ سفر پیدائش میں ہے کہ خدا نے ابراہیم علیہ السلام سے وعدہ کیا کہ وہ اسماعیل کی نسل کو بھی بڑی قوم بنائے گا اور برکت دے گا۔ پوری عبارت درج ذیل ہے:

"And Sarah saw the son of Hagar the Egyptian, which she had born unto Abraham, mocking. Wherefore she said unto Abraham, Cast out this bondwoman and her son: for the son of this bondwoman shall not be heir with my son, even with Isaac. And the thing was very grievous in Abraham's sight because of his son. And God said unto Abraham, Let it not be grievous in thy sight because of the lad, and because of thy bondwoman; in all that Sarah hath said unto thee, hearken unto her voice; for in Isaac shall thy seed be called. And also of the son of the bondwoman will I make a nation, because he is thy seed."

(Genesis: 21/9-13, King James Version)

''اور سارہ نے دیکھا کہ ہاجرہ مصری کا بیٹا جو اُسکے ابرہام سے ہوا تھا ٹھٹھے مارتا ہے: تب اُس نے ابرہام سے کہا کہ اس لونڈی کو اور اس کے بیٹے کو نکال دے کیونکہ اس لونڈی کا بیٹا میرے بیٹے اضحاق کے ساتھ وارث نہ ہوگا: پر ابرہام کو اس کے بیٹے کے باعث یہ بات نہایت بری معلوم ہوئی: اور خداوند نے ابرہام سے کہا کہ تجھے اس لڑکے اور لونڈی کے باعث برا نہ لگے۔ جو کچھ سارہ تجھ سے کہتی ہے تو اس کی بات مان: کیونکہ اضحاق سے تیری نسل کا نام چلیگا: اور اس لونڈی کے بیٹے سے بھی میں ایک قوم پیدا کرونگا اِسلئے کہ وہ تیری نسل سے ہے:''

(پیدائش: ۲۱/۹۔۱۳، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اور بائبل کی ایک دوسری آیت میں ہے:

"And as for Ishmael, I have heard thee: Behold, I have

blessed him, and will make him fruitful."

(Genesis: 17/20, King James Version)

"اور اسماعیل کے حق میں بھی میں نے تیری دعا سنی۔ دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اُسے برومند کروں گا۔"

(پیدائش: ۲۰/۱۷، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اب انصاف کا دامن تھام کر بنی اسرائیل ہی بتائیں کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے علاوہ بنی اسماعیل میں کوئی رسول یا نبی نہیں آیا اور اگر آپ ان کی نبوت کے بھی قائل نہیں ہیں تو پھر خدائے بنی اسرائیل کا یہ وعدہ کہاں پورا ہوا کہ وہ بنی اسماعیل کو بھی ایک بڑی قوم بنائے گا اور برکت دے گا......؟؟؟ جب رشد و ہدایت کی دولت سے ہی محروم کر دیا تو پھر کونسی بڑائی و برکت آل اسماعیل کے حصے میں آئی......؟؟؟

مزید یہ کہ بنی اسماعیل بنی اسرائیل کے بھائی ہیں اور یہی بشارت کا مطلوب و مقصود بھی ہے۔ کیوں کہ اگر کسی اسرائیلی کی بشارت مقصود ہوتی تو پھر جملہ:

"I will raise them up a Prophet from among their brethren, like unto thee."

"میں ان کے لئے ان کے ہی بھائیوں میں سے تمہاری مانند ایک نبی برپا کروں گا"۔

نہیں کہا جاتا بلکہ اس وقت عبارت یہ ہوتی:

"I will raise them up a Prophet from among them, like unto thee."

"میں ان کے لیے ان ہی میں سے تمہاری مانند ایک نبی برپا کروں گا"۔

جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا آل اسماعیل اور اہل عرب کے متعلق ان الفاظ میں وارد ہوئی ہے:

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمْ

الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ، اِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُo".

"اے رب! ان میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیج جو اُن پر تیری آیتیں تلاوت کرے۔ انہیں کتاب وحکمت سکھائے اور ستھرا بنائے۔ یقیناً تو ہی غلبہ اور حکمت والا ہے۔" (سورة البقرة: ١٢٩)

اس آیت مقدسہ کے الفاظ میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یہاں خاص آل اسماعیل ہی مراد ہے۔ اور چونکہ وہ ایک جسم کی طرح ہیں اسی لیے انہیں ایک ہی مان کر یہ کہا: ''ان میں ان ہی میں سے''۔

اسی طرح اگر سفر استثنا میں موجود موسیٰ علیہ السلام کی بشارت میں ''ان کے ہی بھائیوں میں سے'' سے بنی اسرائیل ہی مراد ہیں تو پھر لفظ ''بھائیوں'' کا اضافہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ صرف اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ ''ان ہی میں سے ایک نبی تمہاری مانند برپا کروں گا''۔ کوئی بھی آسمانی کتاب حشو وزوائد سے پاک ہی ہوتی ہے اور اُس کا ایک ایک لفظ کسی نہ کسی خاص مقصد کے تابع ہوتا ہے۔

اسی طرح بشارت موسوی میں ''ان کے ہی بھائیوں میں سے'' میں اضافی لفظ 'بھائی' ذکر کرنے کے پیچھے خاص مقصد یہی ہے کہ اس میں پیغمبر امن محمد عربی ﷺ کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کیونکہ بنی اسماعیل سے ہونے کے سبب بنی اسرائیل کے ساتھ پیغمبر اسلام (The Prophet of Peace) ﷺ کا رشتۂ اخوت ہے۔

علاوہ ازیں اگر اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) کے نسب سے ہونے کے سبب مسیح علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہو سکتے ہیں تو پھر دو زینہ اوپر یعنی ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہونے کے سبب دونوں ایک دوسرے کے بھائی کیوں نہیں کہلا سکتے ہیں ؟؟؟ اور خاص کر اُس وقت جبکہ اُس ذات کو رشتۂ اخوت اور بھائی چارگی کی بنیاد قرار دیا جائے جس کے اندر ایسی صفات ہوں جو ''قابل تحسین'' نہ ہوں۔ بنی اسرائیل کے دادا جان

یعقوب (اسرائیل) کی ان صفات کو آپ آنے والی سطروں میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس لیے مناسب ہے کہ ایسی ہستی کو قرابت داری کی بنیاد مانا جائے جس کی صفات واقعی قابل تعریف ہوں۔ جس نے (یہودیت، عیسائیت اور اسلام تینوں مذہبوں کے مطابق) خدا کی رضا کے لیے اپنے اکلوتے فرزند کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا۔

جس ذات (اسرائیل) کو موسیٰ علیہ السلام اور مسیح کے درمیان مبنی اخوت یعنی بھائی چارگی کی بنیاد قرار دیا جا رہا ہے وہ بائبل کی روایات کے مطابق اس لائق نہیں ہے کہ کوئی بھی مہذب (Civilized) فرد ان سے اپنی کسی بھی طرح کی رشتہ داری کا ذکر کرے۔ یہ جملے تلخ ضرور ہیں مگر بائبل کے مطابق حقیقی ہیں۔ اس کی مکمل تفصیل درج ذیل ہے:۔

الف:۔ یعقوب (اسرائیل) رحم کے مفہوم سے نا آشنا ہے: منصب نبوت و رسالت کی اہل تو بڑی ہستیاں ہوتی ہیں۔ ایک عام شریف بلکہ ستم گر انسان بھی رحم کی جبلت سے آشنا ہوتا ہے۔ پھر جب بات قرابت و رشتہ داری اور بالخصوص بھائی بھائی کی ہو اس وقت تو محبت کی لہریں دیکھنے اور محسوس کرنے کے قابل ہوتی ہیں۔ بڑے سے بڑے ظالم کا دل بھی پگھل جاتا ہے مگر ہمارا قلم بہت افسوس کے ساتھ یہ لکھنے پر مجبور ہے کہ بنی اسرائیل کے 'دادا جان' ایک ''بے رحم انسان'' تھے۔ ہماری صداقت کے لیے بائبل کا درج ذیل اقتباس پڑھیں اور سر دھنیں:

"And Jacob sod pottage: and Esau came from the field, and he was faint: And Esau said to Jacob, Feed me, I pray thee, with that same red pottage; for I am faint: therefore was his name called Edom. And Jacob said, Sell me this day thy birthright. And Esau said, Behold, I am at the point to die: and what profit shall this birthright do to me? And Jacob said, Swear to me this day; and he sware unto him: and he sold his birthright unto Jacob. Then Jacob gave Esau bread

and pottage of lentiles; and he did eat and drink, and rose up, and went his way: thus Esau despised his birthright." (Genesis: 25/29-34, King James Version)

''اور یعقوب نے دال پکائی اور عیسو جنگل سے آیا اور بے دم ہو رہا تھا۔ اور عیسو نے یعقوب سے کہا کہ یہ جو لال لال ہے مجھے کھِلا دئے کیوں کہ میں بے دم ہو رہا ہوں۔ اسی لئے اس کا نام ادوم بھی ہو گیا۔ تب یعقوب نے کہا تو آج اپنا پہلوٹھے کا حق میرے ہاتھ بیچ دے۔ عیسو نے کہا دیکھ میں مرا جاتا ہوں پہلوٹھے کا حق میرے کس کام آئیگا؟۔ تب یعقوب نے کہا کہ آج ہی مجھ سے قسم کھا۔ اُس نے اُس سے قسم کھائی اور اُس نے اپنا پہلوٹھے کا حق یعقوب کے ہاتھ بیچ دیا۔ تب یعقوب نے عیسو کو روٹی اور مسور کی دال دی۔ وہ کھا پی کر اُٹھا اور چلا گیا۔ یُوں عیسو نے اپنے پہلوٹھے کے حق کو ناچیز جانا۔''

(پیدائش: ۲۵/۲۹۔۳۴، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

یُوں عیسو نے اپنے پہلوٹھے کے حق کو ناچیز جانا:۔

عیسائی محققین سے عرض ہے کہ عیسو نے حق پہلوٹھے کو برتر جانا یا حقیر؟؟ اس کا فیصلہ تو کوئی ''انصاف پسند'' ہی کر سکتا ہے مگر اس اقتباس کو پڑھنے کے بعد ایک چھ سات سالہ بچہ بھی یہی کہے گا کہ آپ کے 'دادا جان' نے اچھا نہیں کیا۔

ب:۔ یعقوب فریبی ہے: دوسری نا قابل تعریف صفت جو اسرائیل کے اندر تھی وہ یہ کہ ان کے اندر اپنی نسل یہود کی صفت ''مکر و فریب'' کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ دوسروں کے ساتھ فریب کرنے کی بات تو چھوڑیئے انہوں نے خود اپنے باپ (اسحاق) کو بھی دھوکہ دیا، ان کی نابینائی کا غلط استعمال کیا۔ مکر و فریب کی ودیعت کردہ فطرت کو انہوں نے اپنے حقیقی باپ اسحاق علیہ السلام اور نسبتی باپ لابن کے خلاف کم از کم ایک ایک مرتبہ استعمال کیا۔ ہمارے دو عادل گواہ بائبل کے مندرجہ ذیل اقتباسات ہیں:۔

اول: ''جب اضحاق ضعیف ہوگیا اور اس کی آنکھیں ایسی دھندلا گئیں کہ اُسے دکھائی نہیں دیتا تھا تو اُس نے اپنے بڑے بیٹے عیسو کو بُلایا اور کہا کہ اے میرے بیٹے! اُس نے کہا میں حاضر ہوں۔ تب اُس نے کہا کہ دیکھ میں تو ضعیف ہوگیا اور مجھے اپنی موت کا دن معلوم نہیں۔ سو اب تو فوراً اپنا ہتھیار اپنا ترکش اور اپنی کمان لیکر جنگل کو نکل جا اور میرے لئے شکار مار لا۔ اور میری حسبِ پسند لذیذ کھانا میرے لئے تیار کر کے میرے آگے لے آتا کہ میں کھاؤں اور اپنے مرنے سے پہلے دِل سے تجھے دعا دوں۔ اور جب اضحاق اپنے بیٹے عیسو سے باتیں کر رہا تھا تو ربقہ سن رہی تھی اور عیسو جنگل کو نکل گیا تا کہ شکار مار کر لائے۔ تب ربقہ نے اپنے بیٹے یعقوب سے کہا کہ دیکھ میں نے تیرے باپ کو تیرے بھائی عیسو سے یہ کہتے سنا کہ۔ میرے لئے شکار مار کر لذیذ کھانا میرے واسطے تیار کر تا کہ میں کھاؤں اور اپنے مرنے سے پیشتر خداوند کے سامنے تجھے دعا دوں۔ سو اے میرے بیٹے اِس حکم کے مطابق جو میں تجھے دیتی ہوں میری بات کو مان۔ اور جا کر ریوڑ میں سے بکری کے دو اچھے اچھے بچے مجھے لا دے اور میں اُنکو لیکر تیرے باپ کے لئے اُسکی حسبِ پسند لذیذ کھانا تیار کر دونگی۔ اور تو اُسے اپنے باپ کے آگے لیجانا تا کہ وہ کھائے اور اپنے مرنے سے پیشتر تجھے دعا دے۔ تب یعقوب نے اپنی ماں ربقہ سے کہا کہ دیکھ میرے بھائی عیسو کے جسم پر بال ہیں اور میرا جسم صاف ہے۔ شاید میرا باپ مجھے ٹٹولے تو میں اُسکی نظر میں دغا باز ٹھہروں گا اور برکت نہیں بلکہ لعنت کماؤں گا۔ اُسکی ماں نے اُسے کہا اے میرے بیٹے! تیری لعنت مجھ پر آئے۔ تو صرف میری بات مان اور جا کر وہ بچے مجھے لا دے۔ تب وہ گیا اور اُنکو لا کر اپنی ماں کو دیا اور اُسکی ماں نے اُسکے باپ کی حسبِ پسند لذیذ کھانا تیار کیا۔ اور ربقہ نے اپنے بڑے بیٹے عیسو کے نفیس لباس جو اُسکے پاس گھر میں تھے لیکر اُنکو اپنے چھوٹے

بیٹے یعقوبؑ کو پہنایا۔ اور بکری کے بچوں کی کھالیں اُسکے ہاتھوں اور اُسکی گردن پر جہاں بال نہ تھے لپیٹ دیں۔ اور وہ لذیذ کھانا اور روٹی جو اُس نے تیار کی تھی اپنے بیٹے یعقوبؑ کے ہاتھ میں دیدی۔ تب اُس نے اپنے باپ کے پاس آکر کہا اے میرے باپ! اُس نے کہا میں حاضر ہوں۔ تو کون ہے میرے بیٹے!۔ یعقوبؑ نے اپنے باپ سے کہا کہ میں تیرا پہلوٹھا عیسوؑ ہوں۔ اور:

"I have done according as thou badest me: arise, I pray thee, sit and eat of my venison, that thy soul may bless me." (Genesis: 27/1-19, King James Version)

''میں نے تیرے کہنے کے مطابق کیا ہے۔ سو ذرا اُٹھ اور بیٹھ کر میرے شکار کا گوشت کھا تا کہ تو دِل سے مجھے دعا دے۔''

(پیدائش: ۲۷/۱-۱۹، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

آپ 'الولد سر لأبيه' کے مقولہ کو سامنے رکھ کر اوپر ذکر کیے گئے پیراگراف کو پڑھیں تو اس دور کے صلیبی اور مغربی و امریکی حکمرانوں کی 'دروغ گوئی' کے اسباب بہ آسانی سمجھ سکتے ہیں۔ دھوکہ و فریب دہی اور وہ بھی اپنے باپ کے ساتھ کسی بھی مہذب معاشرہ میں بنظر تحسین نہیں دیکھا جاتا ہے۔ اور نبی و رسول کی شان تو نرالی ہوتی ہے۔

دوم: یعقوب نے اپنے سسر لابن کے خلاف بھی اسی طرح کا 'غیر مستحسن' اخلاق پیش کیا۔ لابن نے یعقوب سے پوچھا:

''اب میں تجھے کیا دوں؟ یعقوبؑ نے کہا تو مجھے کچھ نہ دینا پر اگر تو میرے لئے ایک کام کر دے تو میں تیرے لئے بھیڑ بکریوں کو چراؤں گا اور اُنکی نگہبانی کروں گا۔ میں آج تیری سب بھیڑ بکریوں میں چکر لگاؤں گا اور جتنی بھیڑیں اَبلق اور کالی ہوں اور جتنی بکریاں اَبلق اور چتلی ہوں اُن سب کو الگ ایک طرف کر دونگا۔ ان ہی کو میں اپنی اجرت ٹھہراتا ہوں۔ اور آئندہ جب کبھی میری اجرت کا حساب

تیرے سامنے ہو تو میری صداقت آپ اس طرح سے بول اُٹھے گی کہ جو بکریاں چتلی اور ابلق نہیں اور جو بھیڑیں کالی نہیں اگر وہ میرے پاس ہوں تو چرائی ہوئی سمجھی جائیں گی: لابن نے کہا میں راضی ہوں۔ جو تو کہے وہی سہی: اور اُس نے اُسی روز دھاردار اور ابلق بکروں کو سب چتلی اور ابلق بکریوں کو جن میں کچھ سفیدی تھی اور تمام کالی بھیڑوں کو الگ کر کے اُنکو اپنے بیٹوں کے حوالے کیا: اور اس نے اپنے اور یعقوب کے درمیان تین دن کے سفر کا فاصلہ ٹھہرایا اور یعقوب لابن کے باقی ریوڑوں کو چرانے لگا: اور یعقوب نے سفیدہ اور بادام اور چنار کی ہری ہری چھڑیاں لیں اور اُنکو چھیل چھیل کر اس طرح گنڈیدار بنالیا کہ اُن چھڑیوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی: اور اُس نے وہ گنڈیدار چھڑیاں بھیڑ بکریوں کے سامنے حوضوں اور نالیوں میں جہاں وہ پانی پینے آتی تھیں کھڑی کر دیں اور جب وہ پانی پینے آئیں سو گابھن ہو گئیں: اور اُن چھڑیوں کے آگے گابھن ہونے کی وجہ سے انہوں نے دھاریدار چتلے اور ابلق بچے دئے: اور یعقوب نے بھیڑ بکریوں کے اُن بچوں کو الگ کیا اور لابن کی بھیڑ بکریوں کے منہ دھاردار اور کالے بچوں کی طرف پھیر دئے اور اُس نے اپنے ریوڑوں کو جدا کیا اور لابن کی بھیڑ بکریوں میں ملنے نہ دیا: اور جب مضبوط بھیڑ بکریاں گابھن ہوتی تھیں تو یعقوب چھڑیوں کو نالیوں میں ان کی آنکھوں کے سامنے رکھ دیتا تھا تاکہ وہ ان چیزوں کے آگے گابھن ہوں: پر جب بھیڑ بکریاں دبلی ہوتیں تو وہ اُن کو وہاں نہیں رکھتا تھا۔ اور اس طرح:

"so the feebler were Laban's, and the stronger Jacob's." **(Genesis: 30/31-42, King James Version)**

''سو دُبلی تو لابن کی رہیں اور مضبوط یعقوب کی ہو گئیں:''

(پیدائش ۳۰/۳۱۔۴۲، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

لکڑیوں کے آگے پانی پینے سے بھیڑ بکریوں کی نسل پہ کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں اس کا جواب تو اس پیشہ سے وابستہ کوئی فرد ہی دے سکتا ہے اور اس کی مکمل تحقیق تو کسی حکیم اور اس کی اولاد سے ہی ہو سکتی ہے مگر لابن کے ٹوٹے ہوئے دل کی آواز یہی رہی ہوگی

اس دور میں امید وفا کس سے رکھیں — خود دھوپ میں بیٹھا ہے پیڑ لگانے والا

ج:۔ **یعقوب کا کردار بھی شریفوں جیسا نہیں تھا۔** اس دعویٰ پہ بھی ہم اپنی جانب سے کچھ نہ کہتے ہوئے بائبل سے صرف اتنا نقل کریں گے:

"And it came to pass, when Jacob saw Rachel the daughter of Laban his mother's brother, and the sheep of Laban his mother's brother, that Jacob went near, and rolled the stone from the well's mouth, and watered the flock of Laban his mother's brother. And Jacob kissed Rachel, and lifted up his voice, and wept." (Genesis: 29/10-11, King James Version)

''جب یعقوبؔ نے اپنے ماموں لابنؔ کی بیٹی راخلؔ کو اور اپنے ماموں لابنؔ کے ریوڑ کو دیکھا تو وہ نزدیک گیا اور پتھر کو کنوئیں کے منہ پر سے ڈھلکا کر اپنے ماموں لابن کے ریوڑ کو پانی پلایا۔ اور یعقوبؔ نے راخلؔ کو چوما اور چلا چلا کر رویا۔''

(پیدائش:۲۹/ ۱۰۔۱۱، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

ہم آج کے مغربی مفکرین سے یہ سوال کرنے کی ''حماقت'' یا ''تجاہل عارفانہ'' نہیں دکھا سکتے ہیں کہ آج کے زمانے میں ایک غیر محرم کو شادی سے پہلے چومنا مذہبی قانون اور سماجی رسم و رواج کے اعتبار سے کتنا صحیح اور کتنا غلط ہے؟ ہاں! اگر ان کی طرف سے اجازت ہو تو ہم اُس دور قدیم اور بائبل کے احکام کے بارے میں یہ ضرور پوچھنا چاہیں گے کہ ایک غیر محرم لڑکی کو چومنا مذموم تھا یا محمود......؟؟؟ اور ان کے جدامجد نے جو کام کیا وہ درست اور لائق تعریف ہے یا غلط اور قابل مذمت......؟؟؟

شادی سے پہلے ایک ساتھ لڑکا اور لڑکی کی سیر و سیاحت، ایک سے زائد ملاقاتیں اور Understanding بنانے کی ترغیب دینے کی ماڈرن مغربی تہذیب کہیں بائبل کی انہی آیات سے تو ماخوذ نہیں ہے......؟؟ کیونکہ بنی اسرائیل کے جدامجد راخل پہ فریفتہ تھے اور ان کی شادی بعد میں راخل سے ہوگئی تھی۔

(پیدائش: ۱۵/۲۹-۳۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

الف، ب اور ج کے تحت بیان کیے گئے بائبل کے چاروں اقتباسات اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یعقوب کو مسیح اور موسیٰ علیہما السلام کے درمیان رشتہ داری بنانے کے لیے بطور واسطہ استعمال کرنا مناسب نہیں ہے۔ اور یقیناً ایک مہذب سماج اسے قابل فخر نہیں گردانے گا اور خاص کر اس وقت جب کہ ابراہیم علیہ السلام بہتر متبادل موجود ہیں۔

(۳) اور جو کوئی میری اُن باتوں کو جو وہ میرا نام لیکر کہے گا نہ سُنے تو میں اُنکا حساب اُس سے لُونگا:۔

اس جملے میں قرآن کی مندرجہ ذیل آیات کریمہ کی طرف اشارہ ہے:

"وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ، إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ o":

"اور رسول (ﷺ) تمہیں جو دیں اُسے لے لو اور جس سے منع فرمادیں اس سے باز آجاؤ اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سخت پکڑ والا ہے"۔

(سورة الحشر: ۷)

اور ایک دیگر آیت میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلے اور حکم کو حکم خداوندی قرار دے کر اس سے انحراف کرنے والے کو جادۂ حق کا مسافر ماننے سے انکار کر دیا گیا:

"وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا

مُّبِيْنًاo "۔

"جب اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کسی معاملے میں فیصلہ صادر فرما دیں تو پھر کسی مسلمان مرد و عورت کو اپنے معاملے میں (بھی) کسی طرح کی تبدیلی کرنے کا اختیار نہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے تو یقیناً وہ کھلا گمراہ ہے۔" (سورة الأحزاب: ٣٧)

ایک دوسری آیت مبارک میں اطاعت رسول ﷺ کو عین اطاعت الٰہی قرار دیا گیا ہے:

"مَّنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًاo":

"جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جو (آپ ﷺ کی اطاعت سے) روگردانی کریں تو (وہ یاد رکھیں کہ) آپ اُن پر ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجے گئے ہیں۔" (سورة النساء: ٨٠)

ان دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ کتاب استثنا میں درج بشارت میں "مانندِ موسیٰ نبی" سے پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والثنا کی ذات ہی مراد ہے۔ وہ یکتا ذات ہے جس کے اندر مثلیت موسیٰ بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔ دونوں حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی نسل سے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کی اِس بشارت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کی طرف اشارہ ہے، جسے قرآن حکیم نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ، اِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُo":

"اے رب! ان میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیج جو اُن پر تیری آیتیں تلاوت کرے۔ انہیں کتاب و حکمت سکھائے اور ستھرا بنائے۔ یقیناً تو ہی غلبہ اور حکمت

والا ہے۔" (سورة البقرة: ١٢٩)

اور صحیح یہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانۂ کعبہ کی تعمیر کے بعد جو دعا اپنے رب سے کی تھی موسیٰ علیہ السلام کی زبانی توریت (بائبل) میں اسی کی تجدید اور یاد دہانی کرائی گئی ہے۔

مسیح علیہ السلام کے حق میں دلائل بہت کم اور ضعیف ہیں۔ علاوہ ازیں ان کے متعلق اکثر فرقِ نصاریٰ کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ اور ابن اللہ ہیں۔ ایسی صورت میں مثلیت موسوی مفقود ہے۔ کیوں کہ موسیٰ علیہ السلام کو صرف ایک نبی و رسول تسلیم کیا جاتا ہے۔ اسی طریقے سے پیغمبر اسلام ﷺ کو بھی صرف ایک مقرب نبی و رسول اور سید الانبیا والمرسلین تسلیم کیا جاتا ہے۔ ان کے ماننے والوں میں کوئی بھی فرد ان کی الوہیت یا ابن اللہی کا نظریہ نہیں رکھتا ہے۔

آیئے! اب موسیٰ علیہ السلام ﷺ کی اِس بشارت کا ایک نئے زاویے سے تجزیہ کرتے ہیں۔

اس بشارت والی آیات میں اس نبی کو پہچاننے کا آلہ بھی دیا گیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے اس آنے والے نبی موعود کی صداقت کی نشانی یہ بتائی ہے:

"And if thou say in thine heart, How shall we know the word which the LORD hath not spoken? When a prophet speaketh in the name of the LORD, if the thing follow not, nor come to pass, that is the thing which the LORD hath not spoken, but the prophet hath spoken it presumptuously: thou shalt not be afraid of him."

(Deuteronomy: 18/21-22, King James Version)

"اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ جو بات خداوند نے نہیں کہی اُسے ہم کیونکر

پہچانیں ؟ ۲۲ تو پہچان یہ ہے کہ جب وہ نبی خدا کے نام سے کچھ کہے اور اُسکے کہنے کے مطابق کچھ واقع ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں بلکہ اُس نبی نے وہ بات گستاخ بنکر کہی ہے تو اُس سے خوف نہ کرنا۔"

(استثنا:۱۸/۲۱۔۲۲، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اب ہم ذیل میں پیغمبر اسلام ﷺ اور مسیح کی پیشن گوئیوں کو اس اقتباس اور معیار پر پرکھتے ہیں تا کہ واضح ہو جائے کہ محمد ﷺ ہی اس بشارت کے مصداق ہیں۔ پہلے پیغمبر اسلام ﷺ کے ذریعے دی گئی مستقبل کی چند غیبی خبروں کا مطالعہ کرتے ہیں۔

(۱) ایرانی فوج نے ۶۱۳ء میں سلطنت روما پہ حملہ کیا اور مملکت روم کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ مملکت کے اکثر حصوں پہ قبضہ کر لیا۔ شام، فلسطین، اردن، لبنان، انطاکیہ اور افریقہ پہ قبضہ کر لیا۔ عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق جس لکڑی پہ مسیح کو سولی دی گئی اسے بھی اٹھا کر لے گئے۔ ساری دولت لوٹ لی اور ۶۱۶ء میں دار الحکومت قسطنطین کے دروازے پہ دستک دینے لگی۔ اس وقت پیغمبر اسلام ﷺ پہ نازل ہونے والے صحیفۂ صبیحہ قرآن حمید نے یہ پیشن گوئی کر کے سبھوں کو چونکا دیا کہ صرف چند سالوں کے اندر رومی دوبارہ غالب ہوں گے اور ایرانیوں کو شکست فاش نصیب ہوگی:

"الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِیْ أَدْنَی الْأَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝ فِیْ بِضْعِ سِنِيْنَ، لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ، وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰهِ، يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهُ، وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝"۔

"الٓمّٓ، اہل روم قریب کی سرزمین میں مغلوب ہو گئے اور شکست کے بعد عنقریب چند سالوں میں وہ غالب ہوں گے۔ پہلے اور بعد کے تمام امور اللہ ہی کے دست قدرت میں ہیں۔ اور اللہ کی مدد سے اُس دن اہل ایمان خوش ہوں گے۔ اللہ جسے

چاہتا ہے مدد دیتا ہے اور وہ غلبہ اور رحم والا ہے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے جو کبھی وعدہ کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نادانی میں ہیں۔" (سورة الروم: ١-٦)

چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ صرف چند سالوں کی مدت میں بازی پلٹ گئی اور رومیوں کی فوج نے مملکت ایران کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ مختلف شہروں کو فتح کرتے ہوئے ایران کی راجدھانی مدائن پر بھی قبضہ کرلیا۔ ایرانیوں کے سب سے بڑے آتش کدہ کو بجھادیا۔ عبادت گاہوں کو برباد کردیا اور زرتشت کی جائے پیدائش آرمیا کو تباہ کردیا۔ قرآن کی اس محیر العقول پیشن گوئی کے متعلق مشہور مغربی مورخ گبن لکھتا ہے:

"At the time this prediction is said to have been delivered, no prophacy could be more distant from it's accomplishment, since the first twele years of Heraclius announced the approaching dissolution of the empire." (The Decline and fall of the roman umpire by Edward V4, P514)

"جس زمانے یہ پیشن گوئی کیے جانے کا دعویٰ کیا جاتا ہے اُس زمانے میں اس جیسی پیشن گوئی کے پورا ہونے کا کوئی امکان نہ تھا، کیونکہ ہرقل کی حکمرانی کے ابتدائی بارہ سال سلطنت روما کا خاتمہ قریب ہونے کا اعلان کررہے تھے"۔

(ضیاء النبی جلد ششم: ۵۲۶-۵۳۱ ملخصاً)

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے جنگ بدر سے ایک دن پیشتر میدان بدر میں مختلف مقامات پہ انگلیاں رکھ کر صحابۂ کرام کو بہت سے کفار مکہ کا نام لے کر یہ خبر دی کہ انشاء اللہ کل اس جگہ فلاں قتل ہوگا، اس جگہ فلاں قتل ہوگا۔ حضرت عمر کہتے ہیں:

"فوالذی بعثه بالحق ما أخطأوا الحدود التی حدها رسول الله ﷺ۔

''اس ذات کی قسم جس نے انہیں حق کے ساتھ بھیجا ہے! رسول اللہ ﷺ کی متعین حد سے وہ سر مو بھی الگ نہیں تھے''۔ (صحیح المسلم: رقم الحديث ٤٧٢١، ٧٤٠٢، صحيح ابن حبان: رقم الحديث ٤٨٠٨، مسند أحمد بن حنبل: رقم الحديث ٨٦٠٦، ١٨٤، سنن النسائي: رقم الحديث ٢٠٧٣، سنن البيهقي: رقم الحديث ١٨٩٠٤، سنن أبي داؤد: رقم الحديث ٢٦٨٣، المعجم الأوسط: رقم الحديث ٨٤٥٣، مصنف ابن أبي شيبة: رقم الحديث ٣٦٧٠٨، عيون الأثر: ٣٤٥/١، سبل الهدىٰ و الرشاد: ٥٤/٤)

سچ کہا ہے کسی عاشق رسول علیہ الرحمۃ والرضوان نے

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا   چشمۂ علم وحکمت پہ لاکھوں سلام

(۳) پیغمبر اسلام ﷺ نے ہجرت کے موقع پر سراقہ بن مالک سے فرمایا تھا کہ میں تمہارے ہاتھوں میں سپر پا اور ایران کے شہنشاہ کسریٰ کا کنگن دیکھ رہا ہوں۔ سراقہ کو بہت تعجب ہوا مگر جب دور فاروقی میں مسلمانوں کے لشکر نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سربراہی میں ملک ایران فتح کیا اور اموال غنیمت دربار خلافت میں پیش کیے گئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ کو بلا کر انہیں کسریٰ کا کنگن پہنایا اور فرمایا:

"قُلْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی سَلَبَ هٰذَا كِسْرىٰ الْمَلِكَ الّذِی كَانَ يَزْعُمُ أَنّهُ رَبُّ النّاسِ وَكَسَاهَا أَعْرَابِيّا مِنْ بَنِى مُدْلِجٍ۔"

''کہو کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے خود کو لوگوں کا پالنہار سمجھنے والے شہنشاہ کسریٰ سے اِسے چھین کر بنی مدلج کے ایک اعرابی اور دیہاتی کو پہنایا۔'' (الروض الأنف: ٢٣٣/٢، خبر سراقة بن مالك)

اسی طرح اگر دقت نظر اور باریک بینی سے موسیٰ علیہ السلام کی بشارت کو دیکھیں تو میحیوں کے دعویٰ اور ان کی خواہش کے یکسر خلاف یہ بشارت مسیح کے نبی نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ آنے والا مانند موسیٰ نبی جس بات کی خبر دے گا وہ صحیح طور پہ واقع ہوگی مگر ہم بائبل میں اس کے برعکس دیکھتے ہیں۔ مسیح نے دنیا چھوڑنے سے قبل اپنے حواریوں کو کہا تھا:

"And ye shall be hated of all men for my name's sake. But there shall not an hair of your head perish."
(Luke: 21/17-18, King James Version)

''اور میرے نام کے سبب سے سب لوگ تم سے عداوت رکھیں گے۔ لیکن تمہارے سر کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوگا۔''

(انجیل لوقا:۲۱/۱۷۔۱۸، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

مسیح نے ان کے بارے میں یہ پیشن گوئی کی تھی کہ کوئی ان کا ایک بال بھی بیکا نہیں کر سکے گا جبکہ ہم بائبل کی کتابِ اعمال میں دیکھتے ہیں کہ مسیح کے حواریوں کو ظلم وستم کا تختۂ مشق بنایا گیا تھا اور ان کے شاگرد یعقوب کو تلوار سے قتل کر دیا گیا تھا:

"Now about that time Herod the king stretched forth his hands to vex certain of the church. And he killed James the brother of John with the sword."
(Acts: 12/1-2, King James Version)

''قریباً اسی وقت ہیرودیس بادشاہ نے ستانے کے لئے کلیسیا میں سے بعض پر ہاتھ ڈالا۔ اور یوحنا کے بھائی یعقوب کو تلوار سے قتل کیا۔''

(اعمال:۱۲/۱۔۲، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

یوحنا کے بھائی یعقوب جس کو ہیرودیس نے قتل کر دیا تھا، وہ مسیح کے حواریوں (اور مسیحی عقیدے کے مطابق رسولوں) میں سے تھے یا نہیں اس کی بھی شہادت ملاحظہ فرمالیں۔ انجیل متی کا مندرجہ ذیل پیراگراف غور سے پڑھیں:

"Now the names of the twelve apostles are these; The first, Simon, who is called Peter, and Andrew his brother; James the son of Zebedee, and John his brother; Philip, and Bartholomew; Thomas, and Matthew the publican; James the son of Alphaeus, and Lebbaeus, whose surname was Thaddaeus; Simon the Canaanite, and Judas Iscariot, who also betrayed him." (Matthew: 10/2-4, King James Version)

''اور بارہ رسولوں کے نام یہ ہیں۔ پہلا شمعون جو پطرس کہلاتا ہے اور اُس کا بھائی اندریاس۔ زبدی کا بیٹا یعقوب اور اُس کا بھائی یوحنا۔ فلپس اور برتلمائی۔ توما اور متی محصول لینے والا۔ حلفی کا بیٹا یعقوب اور تدی۔ شمعون قنانی اور یہوداہ اسکریوتی جس نے اُسے پکڑوا بھی دیا۔''

(انجیل متی: ۱۰/۲۔۴، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

ان مذکورہ دونوں اقتباسوں کو ملا کر عیسائیوں کے اس دعویٰ کو اگر دیکھا جائے کہ بشارت موسوی میں تیری مانند like unto thee سے مراد مسیح کی ذات ہے تو پھر ہمیں حق و صداقت کا ساتھ دیتے ہوئے یہ کہنے پر مجبور ہونا پڑے گا کہ مسیح ایک خدا تو دور ایک سچے نبی اور صادق انسان بھی نہیں تھے۔ کیونکہ اس بشارت میں اُس نبی کی یہ نشانی بتائی گئی ہے کہ وہ جو کہے اور پورا ہو جائے تو اس کو سچا جاننا اور اگر وہ جھوٹی بات کہے گا تو قتل کیا جائے گا جیسا کہ اس کے بعد کی آیت میں ہے:

"But the prophet, which shall presume to speak a word in my name, which I have not commanded him to speak, or that shall speak in the name of other gods, even that prophet shall die."

(Deuteronomy:18/20, King James Version)

''لیکن جو نبی گستاخ بنکر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جسکا میں نے اُسکو حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔''

(استثنا: ۱۸/۲۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، ۲۰۰۹ء)

اب اگر کوئی اسکالر بائبل سے مسیح کو سولی دیے جانے کے متعلق یہ اقتباس نقل کردے:

"And they crucified him, and parted his garments."
(Matthew: 27/35, Mark: 15/32-36, John: 19/23-24, KJV)

"اور اُنہوں نے اُسے مصلوب کیا اور اس کے کپڑے قرعہ ڈال کر بانٹ لئے۔"

(متی: ۲۷/ ۳۵، مرقس: ۱۵/ ۳۲۔۳۶، یوحنا: ۱۹/ ۲۳۔۲۴، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اور پھر یہ کہے کہ مسیح ایک جھوٹے نبی اور 'غیر دیانت دار' انسان تھے اسی لیے انہیں قتل کر دیا گیا تو پھر شاید مسیحیوں کو پسینہ کے سوا کچھ نہیں آسکے گا۔

ہم مسیحیوں سے دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ:

حضور! اگر مسیح کی سولی کے متعلق آپ کا عقیدہ درست مان لیا جائے اور آپ کا یہ دعویٰ بھی زیر غور لایا جائے کہ اس بشارت موسوی علیہ السلام میں یسوع مسیح کی جانب ہی اشارہ کیا گیا ہے تو اس کے سوا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا کہ یسوع مسیح ایک جھوٹے نبی تھے اور اسی (خدا کی طرف جھوٹ گھڑنے) کے سبب وہ سولی پر چڑھا کر قتل کر دیے گئے۔ معاذ اللہ۔ اسی لیے شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے:

"ایک دانا دشمن، بیوقوف دوست سے بہتر ہے۔" (گلستانِ سعدی)

بحمدہ تعالیٰ ہم نے اس بشارت کا مصداق پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونے کو مستحکم اور روشن دلیلوں سے ثابت کر دیا۔

اللھم! اننا نسئلك السلامة لنا و لآبائنا و امھاتنا و القُربى و لكافة المسلمين فى الدّنيا و العقبىٰ، وخيرَ الصبح و المساء، و ثباتَ الألسنة علىٰ الشكر و الثناء، والأقدامِ علىٰ السنة النبوِية، و الامنَ و العلىٰ للمسلين فى الدنيا و الآخرة، و غفرانًا فى الحشر و القبر، و ظلالَ الأنبياء و المرسلين يوم القيامة، و يُسرًا و سلامًا صبيحةَ يوم الحساب. آمين بجاہ سيد المرسلين! ﷺ

بحمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ العظمۃ

تیسری بشارت
عُقاب مشرق

کتاب یسعیاہ میں وارد بشارتوں میں سے ایک میں ایک ''عقاب مشرق'' کی آمد کا تذکرہ ملتا ہے۔یسعیاہ کے الفاظ یہ ہیں:

"Remember this, and shew yourselves men: bring it again to mind, O ye transgressors. Remember the former things of old: for I am God, and there is none else; I am God, and there is none like me, Declaring the end from the beginning, and from ancient times the things that are not yet done, saying, My counsel shall stand, and I will do all my pleasure: Calling a ravenous bird from the east, the man that executeth my counsel from a far country: yea, I have spoken it, I will also bring it to pass; I have purposed it, I will also do it." (Isaiah: 46/8-11, King James Version)

''اے گنہگارو! اس کو یاد رکھو اور مرد بنو۔ اِس پر پھر سوچو۔ پہلی باتوں کو جو قدیم سے ہیں یاد کرو کہ میں خدا ہوں اور کوئی دوسرا نہیں۔ میں خدا ہوں اور مجھ سا کوئی نہیں۔ جو ابتدا ہی سے قدیم کی خبر دیتا ہوں اور ایام قدیم سے وہ باتیں جواب تک وقوع میں نہیں آئیں بتاتا اور کہتا ہوں کہ میری مصلحت قائم رہیگی اور میں اپنی مرضی بالکل پورا کروں گا۔ جو مشرق سے عُقاب کو یعنی اُس شخص کو جو میرے ارادہ کو پُورا کریگا دُور کے مُلک سے بُلاتا ہوں۔ میں نے یہ کیا اور میں ہی اُس کو وقوع میں لاؤنگا۔ میں نے اِسکا ارادہ کیا اور میں ہی اِسے پُورا کروں گا۔''

(یسعیاہ: ۴۶/۸۔۱۱، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

سب سے پہلے تو اس میں ''عقیدۂ تثلیث'' (Trinity) کا رد کیا گیا کہ لوگوں (بالخصوص مسیحیوں) پہ زور دیا گیا کہ وہ ایام قدیم کی باتوں کو یاد کریں کہ ان کے آبا و اجداد کے زمانے سے یہ عقیدہ چلا آ رہا ہے کہ ''میں خدا ہوں اور کوئی دوسرا نہیں۔ میں خدا ہوں اور

مجھ سا کوئی نہیں''۔ یعنی میری وحدانیت (Oneness) سے منہ پھیر کر تین خداؤں کو پوجنے والو! یہی حق اور درست ہے کہ خدا صرف اور صرف میں ہوں، میری خدائی میں کوئی بھی (بیٹا یا روح) شریک نہیں ہے اور نہ ہی ہوسکتا ہے۔ تمہیں میری خدائی اور توحید کا مذاق اڑانا ہے تو اڑاؤ مگر یہ بات ''یاد رکھو کہ میں مشرق سے ایک ایسے عقاب کو لاؤں گا یعنی اُس شخص کو جو میرے ارادہ کو پُورا کریگا''۔ اس میں اس بات کی طرف بھی نہایت لطیف اشارہ ہے کہ آخر وقت میں تثلیث پرستوں کا مرکز مغرب (یورپ) بن جائیگا اور مشرق سے محمد ﷺ کا پیغام اور دین اسلام وہاں پہنچے گا اور وہ میری وحدانیت کی حقانیت کو لوگوں کے سامنے بیان کرے گا۔ اس بشارت کے بین السطور سے یہ پیشن گوئی بھی مترشح ہوتی ہے کہ بہت مدت بعد ''تثلیث'' کا عقیدہ گڑھا جائے گا اور ایک وقت میں مغرب اس کا سب سے بڑا مرکز بن جائے گا۔

محمد ﷺ کو عقاب سے تشبیہ دینے میں کیا راز اور حکمتیں پوشیدہ ہیں ان کا اندازہ عقاب کے معانی اور مواقع استعمال دیکھ کر بخوبی ہوجاتا ہے۔ عُقاب ایک طاقت ور، تیز نظر اور بلند پرواز پرندہ ہے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آنے والے پیغمبر ﷺ ایک طاقت ور انسان ہوں گے، ان کی نظر اور ان کا ذہن کافی تیز ہوگا اور ان کی ہمت کی بلندی کا تو صرف تصور ہی کیا جاسکتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کتنے طاقتور اور جوانمرد تھے اس کا اندازہ درج ذیل حدیث سے لگایا جاسکتا ہے:

''جنگ احد میں ابی بن خلف پیغمبر اسلام محمد ﷺ کی طرف یہ کہتے ہوئے بڑھا: أین محمد لا نجوتُ ان نجا' محمد (ﷺ) کہاں ہیں؟ اگر وہ بچ گئے تو میرا بچنا محال ہے'۔ بہت سے مسلم مجاہدین نے اُس کا راستہ روک کر اُس کا کام تمام کرنا چاہا مگر محمد عربی ﷺ نے فرمایا: اس شخص کو مجھ سے ہی مقابلہ کرنے دو، پھر حضور ﷺ

نے ایسا نیزہ مارا کہ اس کے بدن سے خون بہنے لگا، حواس باختہ ہو کر یہ آواز لگا تا ہوا بھاگا: 'قتلنی و الله محمد' "قسم خدا کی! مجھے محمد نے قتل کر دیا، کفار نے اس کے زخم کو دیکھ کر کہا: کیوں معمولی سے زخم پر اتنا شور اٹھا رکھا ہے؟ اس نے کہا: جو چوٹ مجھے لگی ہے اگر وہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کو لگے تو سارے افراد ہلاک ہو جائیں، پھر مکہ واپسی کے وقت مقام سرف میں اس کی روح پرواز کر گئی۔"

(الشفا للقاضی عیاض المالکی: فصل و أما شجاعته ﷺ، سبل الهدیٰ و الرشاد: ٢٠٨/٤ غزوة أحد، تاريخ الطبری: ٢ /٦٧ غزوة أحد، السيرة النبوية لابن كثير: ٣٦٩/٣، سيرة ابن هشام: ٨٣/٢، مقتل ابی ابن خلف)

اور نبی کریم ﷺ اتنے تیز نظر تھے کہ فرماتے ہیں:

"اِنِّیۡ أَرَاكُمُ مِنۡ خَلۡفِیۡ كَمَا أَرَاكُمۡ مِنۡ أَمَامِیۡ"

میں پس پشت بھی تمہیں اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے سامنے سے دیکھتا ہوں"۔

(المعجم الأوسط للطبرانی: رقم الحديث ٥١٢٣، ٤٩٦٦، ٢٦٦٨، جامع الترمذی: رقم الحديث ٣١٢، مسند أحمد: عن أنس بن مالك، رقم الحديث ٢١٦١٠)

اور وہ نگاہ مقدس صرف پیٹھ پیچھے ہی دیکھنے پر قادر نہیں بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں کیلومیٹر دور تک دیکھنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ جنگ بدر کے بعد صفوان اور عمیر نے مکہ میں بیٹھ کر یہ ناپاک منصوبہ بنایا کہ عمیر مدینہ پہنچ کر کسی حیلے سے محمد عربی ﷺ کو شہید کرنے کی کوشش کرے گا اور اگر اس مشن میں خود عمیر مارا گیا تو اس کے عوض صفوان عمیر کے بچوں کی کفالت کرے گا اور اس کے قرض ادا کر دے گا۔ عمیر گردن میں تلوار لٹکائے مدینہ منورہ پہنچ گیا اور پیغمبر اسلام ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ کر آنے کی غرض یہ ذکر کی کہ جنگ بدر میں قید کیے

گئے اپنے بیٹے کی خیریت معلوم کرنے اور فدیہ دے کر اسے آزاد کرانے آیا ہوں، لیکن سرکار دوجہاں ﷺ نے یہ کہہ کر اس کے ہوش اڑا دیئے کہ تم نے صفوان سے اس شرط پہ مجھے قتل کرنے کا معاہدہ کیا ہے کہ اگر تمہیں کچھ ہوجائے تو وہ تمہارے عیال کی دیکھ ریکھ کرے گا اور تمہارے دیون ادا کر دے گا مگر سن لو:

"وَاَللّٰهُ حَائِلٌ بَيْنِي وَبَيْنَك، قَالَ عُمَيْرٌ أَشْهَدُ أَنَّك رَسُولُ اللهِ وَأَنَّكَ صَادِقٌ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔"

"اللہ میرے اور تمہارے درمیان حائل ہے۔ یہ سن کر عمیر نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔ (المغازی للواقدی 1: بکاء قریش علیٰ قتلاھا فی بدر، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر: ۴۸۶/۲، ۴۸۹)

اور رہے نبی کریم ﷺ کے عزم و ہمت، تو وہ اتنے بلند تھے کہ تین سالوں تک ابو طالب کی گھاٹی میں محصور رہ کر سماجی مقاطعہ (Social Boycutt) کی دقتیں برداشت کیں، درخت کے پتے اور چھال کھا کر ایام بسر کیے مگر ان کفار سے رحم کی درخواست نہیں کی۔ اور یہی نہیں بلکہ مسلسل تیرہ سالوں تک ان کے ظلم وستم کا سامنا کیا اور کبھی بھی زبان پر حرف شکایت نہیں آیا۔ بلکہ ان کے لیے یہی دعا کرتے: اللھم اغفر لھم، ھولآء قوم لا یعلمون "۔ اے اللہ انہیں بخش دے، یہ نادان لوگ ہیں۔

یسعیاہ نبی کی اس بشارت میں لطف کی ایک اور بات یہ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے عَلَمِ مبارک یعنی جھنڈے کا نام بھی عقاب تھا:

"وَكَانَ اسْمُ رَايَةِ النَّبِيِّ ﷺ الْعُقَابَ"۔

"نبی ﷺ کے جھنڈے کا نام عُقاب تھا"۔

(شرح سنن ابن ماجۃ: باب ما یرجیٰ فیہ الشھادۃ، السیرۃ

النبوية لابن كثير: ٢/٣٨٧، الروض الأنف: ٤/١٤٠)

اسے اللہ کا کرشمہ کہیے یا پیغمبر اسلامﷺ کا معجزہ کہ بائبل میں اتنی تحریفات ہونے کے باوجود آج تک یہ آیتیں باقی وموجود ہیں جن میں کھلے لفظوں نبی کریمﷺ کی نبوت وبعثت کی طرف اشارہ ہے۔سبحان الذی أبقاه لنا المسلمين هذا، و له الشكر و الثناء بكل ليل و نهار، و بكل صبح و مساء۔

﴿ بحمد اللہ سبحانہ وتعالی العظیم ﴾

چوتھی بشارت

تمنائے ابراھیمی

Hagar and Ishmael sent away

"And Sarah saw the son of Hagar the Egyptian, which she had born unto Abraham, mocking. Wherefore she said unto Abraham, Cast out this bondwoman and her son: for the son of this bondwoman shall not be heir with my son, even with Isaac. And the thing was very grievous in Abraham's sight because of his son. And God said unto Abraham, Let it not be grievous in thy sight because of the lad, and because of thy bondwoman; in all that Sarah hath said unto thee, hearken unto her voice; for in Isaac shall thy seed be called. And also of the son of the bondwoman will I make a nation, because he is thy seed."

(Genesis: 21/9-13, King James Version)

''اور سارہ نے دیکھا کہ ہاجرہ مصری کا بیٹا جو اُسکے ابرہام سے ہوا تھا ٹھٹھے مارتا ہے۔ تب اُس نے ابرہام سے کہا کہ اس لونڈی کو اور اس کے بیٹے کو نکال دے کیونکہ اس لونڈی کا بیٹا میرے بیٹے اضحاق کے ساتھ وارث نہ ہوگا۔ پر ابرہام کو اس کے بیٹے کے باعث یہ بات نہایت بری معلوم ہوئی۔ اور خداوند نے ابرہام سے کہا کہ تجھے اس لڑکے اور لونڈی کے باعث برانہ لگے۔ جو کچھ سارہ تجھ سے کہتی ہے تو اس کی بات مان۔ کیونکہ اضحاق سے تیری نسل کا نام چلیگا۔ اور اس لونڈی کے بیٹے سے بھی میں ایک قوم پیدا کرونگا اِسلئے کہ وہ تیری نسل سے ہے۔''

(پیدائش: ۹/۲۱۔۱۳، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

بائبل نگار نے یہ واضح کر دیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام دونوں بیٹوں کے درمیان پدری شفقت کی تقسیم صحیح طریقہ سے اور انصاف کے ساتھ کرنا چاہتے تھے اور آپ کو بنی اسرائیل کی ''دادی جان'' سارہ کی تجویز ناپسند تھی۔ اسی لیے اللہ رب العزت نے

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ میں تیرے اس بیٹے (اسماعیل) کی نسل سے بھی ایک پسندیدہ اور قوم پیدا کروں گا۔ اور جیسا کہ معلوم ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے پیغمبر امن محمد مکی ﷺ کے سوا کوئی دوسرا نبی پیدا نہیں ہوا ہے۔ اور امت محمدیہ کے سوا کوئی دوسری پسندیدہ اور قوم پیدا نہیں ہوئی۔

اس اقتباس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل یہود و نصاریٰ کی ''دادی جان'' سارہ، حسد، ظلم و ستم اور ناانصافی و عدم مساوات کی داعی تھیں۔ انہوں نے اپنے بیٹے اسحاق کو اُن کے حق سے زیادہ دلانے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان کے واجبی حق سے محروم کرنے کے لیے اُن کو ان کی والدہ ہاجرہ سمیت گھر سے نکلوا دیا اور بھوک و پیاس کی شدت سے تڑپنے پر مجبور کر دیا مگر اسی کے ساتھ اس بات پر ہمیں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ ان کی ''حسد'' کے سبب ہی دنیا کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدموں کا دھون ''آب زم زم'' نصیب ہوا۔ واضح رہے کہ بائبل میں حضرت سارہ کے حسد اور (معاذ اللہ) خدا کے تعاون علی الحسد کو حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کی ہجرتِ مکہ کا سبب بتایا گیا ہے مگر اسلامی عقیدے کے مطابق درست یہ ہے کہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دامن حسد و ظلم سے پاک ہے اور انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام پہ ستم کا تیشہ چلانے کا مشورہ نہیں دیا تھا بلکہ اللہ رب العزت نے عرب کے صحرا کو رشک گلزار اِرم بنانے کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ ہاجرہ و اسماعیل علیہما السلام کو مکہ کی بے آب و گیاہ سرزمین میں بسا دیں اور اُن کی فکر نہ کریں، اللہ ان کا نگہبان ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جملہ یہ ہے:

''رَبَّنَا إِنِّی أَسْکَنتُ مِنْ ذُرِّیَّتِی بِوَادٍ غَیْرِ ذِی زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِی إِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ یَشْکُرُونَo'':

''اے ہمارے رب! میں نے اپنی ذریت کو اس بنجر وادی میں تیرے مقدس گھر کے قریب بسایا، اے ہمارے رب! تا کہ وہ نمازیں قائم کریں تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل فرما اور انہیں میوہ جات سے رزق عطا فرما تا کہ وہ تیرے شکر گذار بنیں۔'' (سورۃ ابراھیم: ۳۷)

امام بیضاوی نے "لِ" کو برائے سبب بتایا ہے۔ یعنی انہیں مکہ میں بسانے کا سبب یہ ہے کہ وہ نمازیں قائم کریں اور ساری دنیا کی رہبری کا فریضہ انجام دیں۔ (تفسیر البیضاوی: سورۃ ابراھیم ۳۷) چنانچہ ان کی دعا کے مطابق آل اسماعیل (محمد عربی ﷺ اور ان کے اصحاب) نے ساری دنیا کو رشد و ہدایت کا راستہ دکھایا۔

بُرا ہو اس قلم کا اور اُن ہاتھوں کا جو خود اپنی دادی جان کی طرف وہ بات منسوب کرتے ہیں جو خلاف واقعہ اور خلاف انسانیت ہے۔

ایک دوسرے اقتباس میں ہے کہ اللہ جل شانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ وعدہ کیا کہ وہ آل اسماعیل کو بھی ''پھل دار'' اور ''عظیم قوم'' بنائے گا۔ بائبل کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"And as for Ishmael, I have heard thee: Behold, <u>I have blessed him</u>, and will make him <u>fruitful</u>, and will multiply him exceedingly; twelve princes shall he beget, and <u>I will make him a great nation</u>."

(Genesis: 17/20, King James Version)

''اور اسماعیل کے حق میں بھی میں نے تیری دعا سنی۔ دیکھ <u>میں اُسے برکت دوں گا</u> اور اُسے برومند کروں گا اور اُسے بہت بڑھاؤنگا اور اُس سے بارہ سردار پیدا ہونگے اور میں اُسے <u>بڑی قوم</u> بناؤنگا۔''

(پیدائش: ۲۰/۱۷، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس اقتباس کے انگریزی پیراگراف میں لفظ ''**<u>fruitful</u>**'' خاص توجہ کے قابل

ہے۔ اس کا معنی ہے ''پھل دار''۔ یعنی میں اسماعیل کو بھی پھلدار بناؤں گا اور یقیناً یہاں کڑوا پھل مراد نہیں ہوسکتا ہے بلکہ صالح، پاکیزہ، خوشگوار، دلکش، جاذب عقل ونگاہ، امن و سلامتی کا پیامبر، توحید کا داعی، حق کا طالب اور صداقت وعدالت کا ضامن مراد ہے۔ پھل کے اندر یہی اوصاف وکمالات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقصود ومطلوب ہیں اور اللہ رب العزت نے انہی اوصاف سے مزین پھل کا وعدہ بھی کیا ہے جیسے حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل (انبیاے بنی اسرائیل) کے متعلق یہ خصوصیات مطلوب وموعود ہیں۔ پھر انہی خصوصیات اور صفات حسنہ بلکہ ان سے بھی زیادہ فضائل وشمائل سے آراستہ کر کے اللہ رب العزت نے محمد ﷺ کو آل اسماعیل سے مبعوث فرمایا اور اپنا یہ وعدہ پورا کیا کہ وہ اسماعیل علیہ السلام کو بھی ''پھل دار'' بنائے گا۔

اس پیراگراف کے اردو ترجمہ میں اگرچہ مستقبل کا صیغہ اور آئندہ کا جملہ استعمال کیا گیا ہے مگر انگریزی پیراگراف میں ماضی تمام کا صیغہ ''I have blessed him'' (میں اُسے برکت دے چکا ہوں) استعمال کیا گیا ہے یعنی اللہ جل شانہ نے اُس وقت سے پہلے (دنیا کی پیدائش کے وقت) ہی اسماعیل علیہ السلام کو برکت دیدی ہے۔ اس جملے میں اس بات کی طرف نہایت لطیف اشارہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے بہت پہلے اللہ رب العزت نے پیغمبر اسلام ﷺ کے نور مبارک کی برکت حضرت اسماعیل علیہ السلام کو عطا فرمادی ہے۔ بائبل کی اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کی درج ذیل دو احادیث مبارکہ کی طرف ایک خوبصورت رمز ہے:

"كُنْتُ نَبِيًّا وَآدمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ۔"

''میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم کی روح اس کے جسم میں نہیں ڈالی گئی تھی۔''

(مصنف ابن أبی شیبة: رقم الحدیث ٣٦٥٥٣، المعجم الکبیر: رقم الحدیث ٨٣٣، ٨٣٤، الخصائص الکبریٰ: ١/٥، باب

خصوصية النبى ﷺ، جامع الأحاديث: رقم الحديث ١٥٨٣٤، المقاصد الحسنة: حرف الكاف، كنز العمال: رقم الحديث ٣١٩١٧، ٣٢١١٧، مرقلة المفاتيح: باب الايمان بالقدر، باب فضائل سيد المرسلين ﷺ، الطبقات الكبرىٰ لابن سعد: ١٤٨/١، ذكر نبوة رسول الله ﷺ)

اور:

"لَمْ أَزَلْ أُنْتَقِلُ مِنْ أَصْلَابِ الطَّاهِرِيْنَ إِلٰى أَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ۔"

''میں ہمیشہ پاک لوگوں کی پشت سے پاکیزہ خواتین کے طاہر شکم میں منتقل ہوا۔''

(تفسير الآلوسى: سورة الأنعام ٧٤، تفسير الرازى: سورة الأنعام ٧٤، تفسير الحقى: سورة الأنعام ٧٤، روح المعانى: سورة الأنعام ٧٤، سبل الهدىٰ و الرشاد: ٢٥٦/١، الحاوى للفتاوى: ٣١٢/٣)

یعنی یہ فیصلہ تو بہت پہلے ہو چکا تھا کہ آخری نبی ﷺ اسماعیل کی نسل سے ہوں گے اور سنو میرے خلیل! وہ مبارک نور ابھی پشت اسماعیلی میں جلوہ گر ہیں۔

اس مقام پہ ورلڈ بائبل سوسائٹی امریکہ کی طرف سے اردو زبان میں شائع کی گئی بائبل کے اقتباس کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

''تو نے اسمٰعیل کے حق میں جو معروضہ کیا اُسکو میں نے سُن لیا ہوں۔ اور میں اُس کو برکت دوں گا۔ اور وہ کئی بچوں کا باپ ہوگا۔ اور وہ بارہ بڑے بڑے سرداروں کا باپ ہوگا۔ اور اُس کی نسل ایک عظیم قوم بن کر اُبھرے گی۔'' (پیدائش: ۱۷/۲۰)

درج بالا ترجمہ میں یہ جملہ ''اور اُس کی نسل ایک عظیم قوم بن کر اُبھرے گی'' خاص توجہ کا طالب ہے۔ اس جملے میں اسی انقلاب کی طرف اشارہ ہے جو ''اسلام'' اور ''پیغام

محمدی ﷺ" کے نام سے اُبھرا اور سارے سنسار کو روشن کر گیا۔ اگر انگریزی پیراگراف کے جملہ "I have blessed him" (میں اُسے برکت دے چکا ہوں) اور اس اردو جملہ "اور اُس کی نسل ایک عظیم قوم بن کر اُبھرے گی" کو ملا دیں تو مفہوم اور بھی زیادہ واشگاف ہو جائے گا۔ یعنی میں نے اُسے برکت دے دی مگر یہ برکت اس وقت ظاہر ہوگی جب اس کی نسل (دونوں عالم کے دولہا محمد ﷺ کی قیادت) میں ایک عظیم قوم بن کر اُبھرے گی۔ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل نے محمد ﷺ کی رہبری میں جو تاریخی، تمدنی، معاشرتی، علمی اور اصلاحی کارنامے انجام دیے ہیں وہ اس بات کو اور بھی پختہ اور نا قابل انکار بنا دیتے ہیں کہ جس "عظیم قوم" کے ابھرنے کا وعدہ بائبل کی اس آیت میں مرقوم ہے وہ "امت محمدیہ" کے سوا کوئی نہیں ہے۔

ہمارا مسیحیوں کو چیلنج ہے کہ بنی اسماعیل میں وہ محمد ﷺ سے زیادہ موثر قائد جس نے بنی اسماعیل کو "عظیم قوم" بنایا ہو، کا کوئی تاریخی سند پیش کر دیں ہم اپنے دعویٰ سے دست بردار ہو جائیں گے۔

ویسے اگر بائبل سوسائٹی ہند کی اردو بائبل کے ترجمہ کے مطابق برکت کے وعدہ کو مستقبل کا صیغہ مانیں تو بھی ہمارے اس دعویٰ پہ کوئی اثر نہیں پڑے گا کہ یہاں پیغمبر اسلام محمد ﷺ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کیونکہ وعدہ کرنے والا کوئی اور نہیں خدا ہے۔ اگر خدا بھی "باوفا" نہیں ہوگا تو پھر انسانوں کے لیے "بے وفا" ہونا عیب نہیں بلکہ خوبی بن جائے گا جو "مجنوں" کے لیے بھی نگلنا دشوار ہوگا۔

اس مبارک آیت کو ایک بار پھر غور سے دیکھیں اور ایک ایک حرف پہ زور دے کر پڑھیں:

"And as for Ishmael, I have heard thee: Behold, I have blessed him, and will make him fruitful, and will multiply him exceedingly; twelve princes shall he beget, and I will make him a great nation."

(Genesis: 17/20, King James Version)

""تونے اسمٰعیل کے حق میں جو معروضہ کیا اُسکو میں نے سُن لیا ہوں۔اور میں اُس کو برکت دوں گا۔اور وہ کئی بچوں کا باپ ہوگا۔اور وہ بارہ بڑے بڑے سرداروں کا باپ ہوگا۔اور اُس کی نسل ایک عظیم قوم بن کر اُبھرے گی۔"" (پیدائش:۱۷/۲۰)

ذرا اندازِ بیان پر غور کریں! پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رب سے یہ درخواست کی کہ وہ اسماعیل علیہ السلام کو بھی برکت سے نوازے۔جواب میں خدا نے کہا: ""I have blessed him"" (میں اُسے برکت دے چکا ہوں) اور ""اُس کی نسل ایک عظیم قوم بن کر اُبھرے گی""، یعنی اسے برکت مل چکی ہے اور اس کی نسل سے ایک عظیم قوم ابھرے گی جو سارے عالم کو بقعۂ نور بنائے گی۔

حضرت ابراہیم کی اس دعا اور خدا کے جواب سے یہ صاف ہو جاتا ہے کہ نبوت محمدی ﷺ ""مرضیِ مولیٰ"" اور ""دعائے ابراہیمی"" ہے۔اور اسی کو رسول اللہ ﷺ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"أَنَا دَعْوَةُ إِبْرَاهِيْمَ۔"

""میں ابراہیم (علیہ السلام) کی دعا ہوں۔"" (جمع الجوامع: رقم الحديث ۲۱۹، ۲۲۰، مجمع الزوائد: رقم الحديث ۱۳۸٤۲، ۱۳۸٤٦، ألمعجم الكبير للطبرانی: رقم الحديث ۱۵۰۳٤، شعب الايمان للبيهقی: رقم الحديث ۱۳۷۷، تفسير الآلوسی: سورة البقرة۱۲۹، تفسير البيضاوی: سورة البقرة۱۲۹)

بائبل میں اتنا کچھ موجود ہونے کے باوجود مسیحیوں کا یہ کہنا عقل وخرد سے کتنا دور معلوم ہوتا کہ (معاذ اللہ) محمد (ﷺ) ایک جھوٹے نبی تھے۔معاذ اللہ صد معاذ اللہ۔

ہم مسیحی اہلِ قلم سے صرف اتنا کہنا چاہیں گے کہ قرآن وحدیث کے مطالعہ کو جی

نہیں چاہتا ہے تو کم از کم انصاف کا کاجل لگا کر اور ضمیر کو زندہ رکھ کر اپنی مذہبی کتاب بائبل کا ہی گہرائی سے مطالعہ کریں اور پھر اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کریں۔

بحمد اللہ و سبحٰنہ و تعالیٰ العظمیٰ

پانچویں بشارت

ھاجرہ سے خدا کا وعدہ

An angel speaks to Hagar

"And the angel of the LORD found her by a fountain of water in the wilderness, by the fountain in the way to Shur. And he said, Hagar, Sarai's maid, whence camest thou? and whither wilt thou go? And she said, I flee from the face of my mistress Sarai. And the angel of the LORD said unto her, Return to thy mistress, and submit thyself under her hands. And the angel of the LORD said unto her, I will multiply thy seed exceedingly, that it shall not be numbered for multitude. And the angel of the LORD said unto her, Behold, thou art with child, and shalt bear a son, and shalt call his name Ishmael; because the LORD hath heard thy affliction. And he will be a wild man; his hand will be against every man, and every man's hand against him; and he shall dwell in the presence of all his brethren." (Genesis: 16/7-12, KIng James Version)

''اور وہ خداوند کے فرشتہ کو بیابان میں پانی کے ایک چشمے کے پاس ملی۔ یہ وہی چشمہ ہے جو شورؔ کے راہ پر ہے: اور اس نے کہا کہ اے ساریؔ کی لونڈی ہاجرہ تو کہاں سے آئی اور کدھر جاتی ہے؟ اس نے کہا کہ میں اپنی بی بی ساریؔ کے پاس سے بھاگ آئی ہوں: خداوند کے فرشتہ نے اس سے کہا کہ تو اپنی بی بی کے پاس لوٹ جا اور اپنے کو اُسکے قبضہ میں کر دے: اور خداوند کے فرشتہ نے اُس سے کہا کہ میں تیری اولاد کو بہت بڑھاؤنگا یہاں تک کہ کثرت کے سبب سے اُسکا شمار نہ ہوسکیگا: اور خداوند کے فرشتہ نے اس سے کہا کہ تو حاملہ ہے اور تیرے بیٹا ہوگا۔ اُسکا نام اسمٰعیل رکھنا اِسلئے کہ خداوند نے تیرا دُکھ سن لیا: وہ گورخر کی طرح آزاد مرد ہوگا۔ اُس کا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کے ہاتھ اُسکے خلاف ہونگے اور وہ

اپنے سب بھائیوں کے سامنے بسا رہیگا۔"

(پیدائش: ۱۶/۷۔۱۲، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، ۲۰۰۹ء)

اس بشارت میں فرشتہ نے حضرت ہاجرہ سے کہا کہ اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے بھی ایک بڑی قوم پیدا ہوگی۔ اور جیسا کہ ہم نے پانچویں بشارت میں نقل کیا ہے کہ صرف کثرت تعداد ہی مراد نہیں ہے بلکہ برکت اور پھل بھی مقصود ہے اور وہ بھی عمدہ اور خوشگوار پھل جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صفات حسنہ سے مزین وآراستہ ہو۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے آل اسماعیل سے محمد عربی ﷺ کو پیدا فرما کر انہیں واقعی بڑی اور معزز قوم بنادیا اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں بھی انہی میں سے بنایا۔

﴿بحمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ العظیم﴾

چھٹی بشارت

مکہ و زم زم

"And Abraham rose up early in the morning, and took bread, and a bottle of water, and gave it unto Hagar, putting it on her shoulder, and the child, and sent her away: and she departed, and wandered in the wilderness of Beer-sheba. And the water was spent in the bottle, and she cast the child under one of the shrubs. And she went, and sat her down over against him a good way off, as it were a bowshot: for she said, Let me not see the death of the child. And she sat over against him, and lift up her voice, and wept. And God heard the voice of the lad; and the angel of God called Hagar out of heaven, and said unto her, What aileth thee, Hagar? fear not; for God hath heard the voice of the lad where he is. Arise, lift up the lad, and hold him in thine hand; for I will make him a great nation. And God opened her eyes, and she saw a well of water; and she went, and filled the bottle with water, and gave the lad drink. And God was with the lad; and he grew, and dwelt in the wilderness, and became an archer. And he dwelt in the wilderness of Paran: and his mother took him a wife out of the land of Egypt." (Genesis: 21/14-21, King James Version)

”تب ابرہام نے صبح سویرے اٹھ کر روٹی اور پانی کی ایک مشک لی اور اُسے ہاجرہ کو دیا بلکہ اُسے اُسکے کندھے پر دَھر دیا اور لڑکے کو بھی اُس کے حوالے کر کے اُسکو رخصت کر دیا۔ سو وہ چلی گئی اور بیر سبع کے بیابان میں آوارہ پھرنے لگی۔ اور جب مشک کا پانی ختم ہو گیا تو اُس نے لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈال دیا۔ اور آپ اُسکے مقابل میں ایک تیر کے ٹپے پر دور جا بیٹھی اور کہنے لگی کہ میں اس لڑکے کا مرنا تو نہ دیکھوں۔ سو وہ اُسکے مقابل بیٹھ گئی اور چلا چلا کر رونے لگی۔ اور خداوند نے اس

لڑکے کی آواز سنی اور خدا کے فرشتہ نے آسمان سے ہاجرہ کو پُکارا اور اُس سے کہا کہ اے ہاجرہ تجھکو کیا ہوا؟ مت ڈر کیونکہ خدا نے اُس جگہ سے جہاں لڑکا پڑا ہے اُس کی آواز سن لی ہے: اُٹھ اور لڑکے کو اُٹھا اور اُسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کیونکہ میں اُسکو ایک بڑی قوم بناؤں گا: پھر خداوند نے اُسکی آنکھیں کھولیں اور اُس نے پانی کا ایک کوآں دیکھا اور جا کر مشک کو پانی سے بھر لیا اور لڑکے کو پلایا: اور خداوند اُس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑا ہوا اور بیابان میں رہنے لگا اور تیر انداز بنا: اور وہ فاران کے بیابان میں رہتا تھا اور اُسکی ماں نے مُلک مصر سے اُسکے لئے بیوی لی:" (پیدائش: ۲۱/ ۱۴۔۲۱، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس بشارت میں بھی یہ مذکور ہے کہ اللہ کے فرشتہ نے حضرت ہاجرہ علیہ السلام سے یہ وعدہ کیا کہ "میں اُسکو ایک بڑی قوم بناؤں گا"۔ اور پیغمبر اسلام محمد عربی ﷺ کے علاوہ کوئی ایسی بڑی نعمت بنی اسماعیل کو نہیں ملی جو بنی اسرائیل پہ کیے جانے والے انعام و اکرام (نبوت ورسالت) کی مثل ہو۔

اس بشارت میں جس کنوئیں کا ذکر ہے وہ زم زم ہے جو مسجد حرام کے کافی قریب واقع ہے۔ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کی رگڑ سے پیدا ہوا ہے۔ جب حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شدت پیاس کو دیکھا تو قریب کی دونوں پہاڑیاں یعنی صفا اور مروہ کے سات چکر لگادیے۔ متعدد مرتبہ اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائیں مگر کہیں پانی نظر نہیں آیا اور جب تھک ہار کر اخیر میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس پہنچیں تو دیکھتی ہیں کہ ان کے لخت جگر کی ایڑیوں کی رگڑ نے ایک مبارک چشمہ جاری کردیا ہے۔ حج وعمرہ کے موقع پر صفاومروہ کے درمیان کی جانے والی سعی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انہی سات چکروں کی یادگار ہے۔

اس بشارت میں ایک اور جملہ خاص توجہ کا طالب ہے: "اور خداوند اُس لڑکے

کے ساتھ تھا''۔ یعنی اللہ جل وعلا نے بنی اسرائیل کی ''دادی جان'' کی ''حسد بھری خواہش کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو در بدر کر کے ٹھوکریں کھانے پر مجبور کیا جائے'' کے یکسر خلاف پیغمبر اسلام ﷺ کے جدامجد حضرت اسماعیل علیہ السلام پہ اپنے کرم کا سایہ ہمیشہ دراز رکھا اور انہیں ہمہ دم مصیبت و پریشانی سے محفوظ و مامون رکھا۔ ایسے بھی اللہ جل جلالہ کو پیغمبر اسلام محمد عربی ﷺ سے جو محبت ہے وہ اس بات کو بعید از عقل قرار دیتی ہے کہ وہ اُس ذات کو بے سہارا چھوڑ دے جس میں آپ ﷺ کا نور مبارک ہو۔ بنص قرآنی ثابت ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کے آبا واجداد کی مقدس پشتوں میں بھی آپ ﷺ کی حفاظت وصیانت فرمائی اور اپنے خصوصی الطاف کا سایہ اُن پر دراز رکھا۔ ارشاد ہوتا:

''وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ٥ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ٥ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ٥ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ٥''۔

''اور اس غلبہ اور رحم والے پر بھروسہ کیجئے جو آپ کو دیکھتا ہے حالت قیام میں اور سجدہ کرنے والوں میں آپ کی گردش کو دیکھتا رہا، بے شک وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔'' (سورۃ الشعراء: ۲۱۷۔۲۲۰)

مفسرین اور محدثین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرماتے کہ ''تَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ'' میں ''ساجدین'' سے آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک آپ ﷺ کے آبا واجداد مراد ہیں اور مفہوم یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو اس وقت بھی اپنی خصوصی حفاظت میں رکھا جبکہ آپ اپنے آبا واجداد کی مبارک پشتوں میں تھے۔'' (كتاب الشفاء بتعريف حقوق المصطفى ﷺ للقاضي عياض المالكي: ١٧/١، ألباب الأول، سيرة ابن كثير: ١٨٩/١، ذكر نسبه ﷺ، تفسير اللباب: سورة الشعراء٢١٩)

علمائے اسلام کے مذکورہ قول سے یہ نکتہ بھی ابھر کر سامنے آیا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے آباواجداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ''ساجدین'' یعنی خدائے وحدہٗ لاشریک کے سامنے سر جھکانے والے تھے اور وہ سب کے سب مومن اور توحید پرست تھے۔ ویسے بھی عقل اس بات کو بعید قرار دیتی ہے کہ جس مٹی سے پیغمبر اسلام ﷺ کا جسم اقدس متصل ہو جائے وہ جنت اور عرش معلیٰ بھی سے اعلیٰ وافضل قرار پائے۔ (تفسیر الآلوسی: سورۃ الدخان ۳، سورۃ الکھف ۲۱، روح المعانی: سورۃ الکھف ۲۱، مرقاۃ المفاتیح: ۳/ ۱۷۰، باب المساجد و مواضع الصلاۃ، سبل الھدیٰ و الرشاد: ۳/ ۳۱۵، الخصائص الکبریٰ: ۲/ ۳۰۲، باب اختصاصه ﷺ) اور جن شکم اور پشتوں میں آپ ﷺ نے نو ماہ یا اس سے زائد کی مدت گزاری وہ جہنم کا ایندھن بنیں۔ عشق صادق اسے تسلیم نہیں کر سکتا کہ جس بے آب وگیاہ اور بنجر زمین میں آپ ﷺ تشریف فرما ہوں وہ اتنا محترم بن جائے کہ اللہ اس کی قسم کھائے، قرآن میں اس قسم کو ذکر کیا جائے اور مسلمان نمازوں میں اس قسم کو پڑھیں مگر جن جسموں میں آپ ﷺ نے ایک مدت گزاری ہو وہ کفر کی غلاظتوں اور شرک کی نجاستوں سے آلودہ ہوں۔ عشق مصطفیٰ ﷺ سے لبریز دل اس بات کو کیسے قبول کر سکتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے کافروں کو اپنے محبوب محمد عربی ﷺ کا ماں باپ بنایا ہوگا جبکہ ایک فاسق وفاجر شخص بھی اپنی نسل کے لیے مسلم ماں باپ (مسلمان بہو اور مسلمان داماد) تلاش کرتا ہے۔ یہ بات حلق سے نیچے نہیں اترتی ہے کہ جب ہم اپنی نسل کو فروغ دینے کے لیے نکلتے ہیں تو اسلام کو باعث عز وشرف سمجھتے ہوئے اسے پہلی شرط قرار دیتے ہیں مگر خدا نے اپنے رسول ﷺ کو اس خوبی سے محروم رکھا ہوگا۔

بحمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ العظیم

ساتویں بشارت

کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا

"And he said, The LORD came from Sinai, and rose up from Seir unto them; he shined forth from mount Paran, and he came with ten thousands of saints: from his right hand went a fiery law for them. Yea, he loved the people; all his saints are in thy hand: and they sat down at thy feet; every one shall receive of thy words."

(Deuteronomy: 33/2-3, King James Version)

"خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر آشکارا ہوا۔ وہ کوہِ فاران سے جلوہ گر ہوا اور لاکھوں قدوسیوں میں سے آیا۔ اُسکے دہنے ہاتھ پر اُنکے لئے آتشی شریعت تھی: وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے۔ اُسکے سب مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے گا۔ ایک ایک تیری باتوں سے مستفیض ہوگا:"

(استثنا: ۳۳/۲۔۳، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس بشارت میں صاحب توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام، صاحب انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور صاحب قرآن محمد عربی ﷺ کا کتنے خوبصورت انداز میں بیان ہوا۔ کوہ سینا سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کا نور چمکا، کوہ شعیر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیغام نشر ہوا اور کوہِ فاران سے پیغمبر سلامتی محمد عربی ﷺ کی دعوت توحید پوری دنیا میں پھیلی۔ محمد عربی ﷺ کو ہزاروں اور لاکھوں جاں نثار انسان (صحابہ) اور فرشتوں کی حمایت حاصل تھی۔

اس بشارت کے جملوں کو اگر آپ چوتھی اور چھٹی بشارتوں میں نقل کیے گئے بائبل کے اقتباسات کے خط کشیدہ (Underline) الفاظ سے ملا کر دیکھیں اور غور کریں تو بے ساختہ بائبل والوں سے یہ پوچھ بیٹھیں گے کہ اگر ان پیراگرافوں میں محمد ﷺ کی

بشارت مقصود نہیں ہے تو پھر بتائیں کہ فاران میں رہنے والے اسماعیل علیہ السلام کی نسل اور فاران سے خدا کی کیسی جلوہ گری ہوئی......؟؟؟اور خدا نے بنی اسماعیل سے ''عظیم قوم'' کب اور کس کی قیادت میں اُبھاری......؟؟؟

اُسکے دہنے ہاتھ پر اُنکے لئے آتشی شریعت تھی:۔

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ کتاب جو اُس نبی ﷺ کے ہاتھ میں ہوگی وہ (قرآن) نہایت روشن اور واضح ہوگی۔اس میں حکمت وموعظت اور رُشد وہدایت کے دریا موجزن ہوں گے۔اور اللہ رب العزت نے بھی قرآن کو نور سے یاد کیا ہے:

''اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَآئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ آمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْ أُنْزِلَ مَعَهٗ أُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥'':

''جولوگ (یہود ونصاریٰ) اس امی نبی کی پیروی کرتے ہیں جنہیں وہ اپنے پاس (کی کتابیں) توریت وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔وہ رسول انہیں بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں، پاکیزہ چیزوں کو ان کے لیے حلال اور گندی چیزوں کو ان کے لیے حرام قرار دیتے ہیں اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کا پھندہ جو ان پر ہے اتارتے ہیں تو جو اس رسول پر ایمان لاتے،ان کی تعظیم کرتے، ان کی مدد کرتے اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو ان کے ساتھ اترا تو وہی لوگ کامیاب ہوں گے''۔ (سورة الأعراف: ۱۵۷)

وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے:۔

پیغمبر اسلام ﷺ کے نزدیک تمام بنی آدم ایک ہی مرتبہ میں ہیں۔سارے جہاں

اور تمام اقوام سے یکساں محبت رکھتے ہیں۔ اُنہوں نے علاقہ، نسل، رنگ، زبان، قوم اور قبیلہ ہر طرح کے تعصب و امتیاز کو مٹاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى أَعْجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوَى"۔

"اے لوگو! بے شک تمہارا پالنہار بھی ایک (اللہ) ہے اور تمہارا باپ بھی ایک (آدم) ہے، خبردار! کسی عربی کو کسی عجمی پر، یا کسی عجمی کو کسی عربی پر، یا کسی لال رنگ والے کو کسی کالے پر، یا کسی کالے کو کسی لال رنگ والے پر کوئی فضل و بڑائی حاصل نہیں ہے، فضیلت کی بنیاد صرف اور صرف تقویٰ (دینداری) ہے"۔

(مسند أحمد بن حنبل: رقم الحديث ٢٤٢٠٤، ٢٣٥٣٦، مسند عبد الله بن مبارك: رقم الحديث ٢٤٠، مجمع الزوائد: رقم الحديث ٥٦٢٢، كنز العمال: رقم الحديث ٨٥٠٢، شعب الايمان رقم الحديث ٥١٣٧، تفسير القرطبي: سورة الحجرات ١٣، تفسير النسفي: سورة الحجرات ١٣، روح المعاني: سورة الحجرات ١٣، الدر المنثور: سورة الحجرات ١٣)

اُسکے سب مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں:۔

پیغمبر اسلام ﷺ کے تمام اصحاب خدا کے پیغام کو سینے سے لگائے رکھنے کے لیے ہر طرح کی قربانی دینے کو تیار تھے۔ وقت پڑنے پر انہوں نے ثابت بھی کر دیا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول محمد عربی ﷺ کی خاطر تن من دھن سب کچھ قربان کر سکتے ہیں۔ اور اسی کو اللہ رب العزت نے قرآن حمید میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ وَعْداً عَلَیْہِ حَقّاً فِیْ التَّوْرَاۃِ وَالإِنْجِیْلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفیٰ بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ وَذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُo":

"بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جان اوران کے مال کو جنت کے عوض خرید لیا ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں (سرکشوں سے) جہاد کرتے ہیں تو انہیں قتل کرتے اور شہید ہوتے ہیں۔ (جنت کا) یہ وعدہ حق ہے جو توریت وانجیل اور قرآن میں مرقوم ہے۔ اور اللہ سے زیادہ وعدہ وفا کرنے والا کون ہے۔ تو (مسلمانو!) تم نے جو خرید وفروخت کی ہے اس پر خوش ہو جاؤ اور یہی بڑی کامیابی ہے"۔

(سورة التوبة: ۱۱۱)

قرآن حمید کی اس آیت مبارکہ میں بھی اسی بات کا بیان ہے کہ اللہ رب العزت نے توریت وانجیل میں یہ وعدہ کیا ہے کہ اُس نے جنت کے عوض ایمان والوں کی جان اور ان کے اموال خرید لیے ہیں۔ اور اس مفہوم کو توریت کی اس بشارت میں اپنے انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ 'اس کے سب مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں'۔ یعنی اصحاب محمد ﷺ نے اپنی جانوں کو رضائے الٰہی کے لیے وقف کر دیا ہے۔

وہ تیرے قدموں میں بیٹھے گا۔ ایک ایک تیری باتوں سے مستفیض ہوگا:۔

قدموں میں بیٹھنے سے غایت قربت اور حد درجہ محبت مراد ہے۔ یعنی وہ اللہ کو اس قدر محبوب ہوگا کہ اُس کی حد بندی کوئی انسان نہیں کر سکتا ہے۔ اور یقیناً اللہ جل وعلا اپنے آخری رسول محمد ﷺ سے جتنی محبت کرتا ہے اُسے کوئی انسان نہیں بیان کر سکتا ہے۔ اس کا کچھ حد تک اندازہ وہی اشخاص کر سکتے ہیں جو عربی زبان وادب پر درک وکمال رکھتے ہوں اور پھر باریک بینی سے قرآن کی آیتوں میں غور وخوض کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضیٰo":

''اور آپ کا رب آپ کو عنقریب اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے''۔

(سورۃ الضحیٰ:۵)

اور محمد ﷺ کے تابع ہو کر امت محمد یہ بھی اللہ کو تمام امتوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہر وہ چیز محبوب ہے جس کا یک گونہ تعلق محمد عربی ﷺ سے ہے یہی وجہ ہے کہ فرمایا:

''لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ٥ وَأَنتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ٥''۔

''مجھے قسم ہے اس شہر کی! کیونکہ آپ یہاں تشریف فرما ہیں''۔

(سورۃ البلد: ۱۔۲)

اس آیت میں مکہ کی قسم کھانے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ محمد عربی ﷺ یہاں تشریف فرما ہیں۔ اسی طرح سے محمد ﷺ کے اصحاب اور ان کے متبعین کو اللہ رب العزت کے ہاں خوب عز و شرف حاصل ہے۔ ان کی اتباع اختیار کرنے والوں کے متعلق اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے:

''إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا٥''۔

''بے شک جو لوگ (محمد ﷺ پہ) ایمان لائے اور نیکی کی ان کے لیے فردوس کے باغوں میں ٹھکانہ ہے''۔ (سورۃ الکھف: ۱۰۷)

توریت کی مذکورہ بشارت سے ملتی جلتی آیات کریمہ قرآن پاک میں بھی ہیں، مگر اُن میں مذکورہ تینوں آسمانی کتابوں کے علاوہ زبور کی طرف بھی اشارہ ہے۔ اللہ جل وعلا ارشاد فرماتا ہے:

''وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ٥ وَطُورِ سِينِينَ٥ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ٥''۔

''انجیر کے درخت، زیتون کے درخت، جبل سینا اور اس شہرِ امن کی قسم''۔

(سورة التين: ۱-۳)

"تیـن" سے انجیر کے اُس درخت کی طرف اشارہ ہے جو لبنان میں تھا اور جہاں حضرت داوٗد علیہ السلام پر زبور نازل ہوئی تھی۔ "زیتــــون" سے فلسطین کے اُس درختِ زیتون کی طرف اشارہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی تھی۔ "طـور سنین" سے اس سینا پہاڑ کی طرف اشارہ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت عطا کی گئی اور "هذا البلد الأمين" سے مکہ مکرمہ کی طرف اشارہ جہاں پیغمبر امن محمد عربی ﷺ پر قرآن نازل کیا گیا ہے۔

ہم نے پہلے بھی بتا دیا اور دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ مسیحی اہل علم ہمیشہ سے بائبل میں تحریف کرتے آرہے ہیں۔ اسی لیے بالکل صحیح اور غیر محرّف بشارت کا ملنا نہایت مشکل ہے۔ انہوں نے تو اپنی طرف سے بھرپور کوشش کی کہ پیغمبر اسلام ﷺ کا ذکر جمیل اور ان کے نقوش کو بالکلیہ بائبل سے مٹا دیں مگر

نورِ حق شمعِ الٰہی کو بُجھا سکتا ہے کون
جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون

" يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللّٰهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ o":

"وہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دینا چاہتے ہیں، مگر اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا اگرچہ کافروں کو یہ بات ناپسند ہو۔" (سورة التوبة: ۳۲)

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

کمالِ تعجب تو یہ ہے کہ "Ten thousands" ہندوستان کے بنگلور شہر تک پہونچتے پہونچتے "لاکھوں" میں بدل گیا۔ اگر معاملہ برعکس ہوتا تو ہم سمجھتے کہ یہ معاملہ

ہندوستان کے آنجہانی وزیراعظم راجیو گاندھی (۱۹۸۴۔۱۹۸۹ء) کے اس قول کی روشنی میں ہے: سرکاری خزانے سے نکلنے والا ایک روپیہ حقدار تک پہونچتے پہونچتے صرف دس پیسے رہ جاتا ہے''۔

مگر یہاں صورت بالکل مختلف ہے کنگ جیمس ورژن سے منتقل ہونے والا "Ten thousands" اردو میں ''لاکھوں'' سے بدل گیا۔ اس کو ہم 'کرپشن' اور 'بدعنوانی' کی کس قسم میں شمار کریں؟ یہ کام ہم بزعم خود ہندوستان کی سب بڑی Anti-Corruption ٹیم کے ممبران کے لیے چھوڑتے ہیں۔

مگر......اسی بائبل سوسائٹی ہند کی جانب سے انگریزی زبان میں شائع کی گئی بائبل میں "Ten thousand angles" (دس ہزار فرشتے) لکھا ہوا ہے۔ جبکہ اسی سوسائٹی کی ہندی بائبل میں ''لاکھوں'' لکھا ہے۔ اس کی تفصیلی بحث مقدمہ میں گذر چکی ہے۔ شاید یہ سب اہل کلیسا اور مسیحی اسکالرز کی سائنسی ترقی ہے......؟؟؟

﴿ بحمد اللہ و تعالیٰ سبحانہ العظیم ﴾

آٹھویں بشارت

دوسرا مددگار

قرآن مجید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیغمبر سلامتی حضرت محمد ﷺ کی بشارت اپنے ماننے والوں کو دی تھی۔ قرآن کی آیت مقدسہ میں موجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ آنے والے پیغمبر کا نام نامی اسم گرامی ''احمد'' ہوگا۔ دنیا میں پائی جانے والی انجیل برناباس (یہ انجیل کچھ حد تک اسلامی عقائد اور آسمانی تعلیمات کے قریب معلوم ہوتی ہے اور اِسی سبب سے مسیحیوں نے اُسے 'مذہب نکالا' کی سزا دی ہے۔ عنبر مصباحی) میں تو محمد ﷺ کا ذکر جمیل متعدد مقامات پہ واضح اور صاف الفاظ میں بکھرا پڑا ہے مگر مسیحیوں نے اُسے اِس جُرمِ حق گوئی کی سزا کے طور پر غیر معتبر و ناقابل یقین اور ممنوع قرار دیا ہے۔ لہذا ہم اس کی بشارتیں متعصب اور تنگ نظر مسیحیوں کے خلاف بطور حجت نقل نہیں کر سکتے ہیں۔ البتہ ہمیں یہ حق تو ضرور حاصل ہے کہ ہم ان کی موجودہ اور معتبر اناجیل میں موجود پیغمبر اسلام ﷺ کی بشارتوں کو دنیا بالخصوص انصاف پسند عیسائی اور مسلمانوں کے سامنے پیش کریں۔ جن اناجیل میں دو ہزار سالوں میں صدہا تحریفات ہوئی ہیں ان سے یہ توقع فضول ہے کہ وہ کتابیں مسیحیوں کی سب سے ناپسندیدہ شخصیت پیغمبر اسلام ﷺ کی بشارتوں کو بعینہ اپنے اندر باقی رکھ کر مسیحیت کے لیے کسی طرح کی مشکل کھڑی کریں۔ مسیحی علما نے اپنی جانب سے تو بھر پور کوشش کی کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے ذکر جمیل کو مٹا دیں مگر اُن کی قطع و برید کے باوجود ان کی نشانیاں آج بھی موجود ہیں اور ہم نے انہیں ہی ''نقوش محمدی ﷺ'' کا نام دیا ہے۔

انجیل یوحنا میں متعدد مقامات پہ ''دوسرا مددگار'' کے لفظ کے ذریعے پیغمبر اسلام ﷺ کو یاد کیا گیا ہے۔ اُنہی میں سے درج ذیل پیراگراف بھی ہے:

."If ye love me, keep my commandments. And I will pray the Father, and he shall give you another

Comforter, that he may abide with you for ever; Even the Spirit of truth; whom the world cannot receive, because it seeth him not, neither knoweth him: but ye know him; for he dwelleth with you, and shall be in you."
(John: 14/15-17, King James Version)

"اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے۔ اور میں باپ سے درخواست کرونگا وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشیگا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔ یعنی روحِ حق جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی ہے کیونکہ نہ اُسے دیکھتی اور نہ جانتی ہے۔ تُم اُسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہوگا۔"

(انجیلِ یوحنا: ۱۴/ ۱۵۔۱۷، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

کوئی شخص مسیح علیہ السلام کی مذکورہ بشارت میں مسیح کے ذریعے خدا کے لیے لفظ 'باپ' کے استعمال کو دیکھ کر اس غلط فہمی میں نہ پڑ جائے کہ بائبل انہیں حقیقۃً اللہ کا بیٹا گردانتی ہے کیونکہ بائبل میں ایک نہیں بلکہ سینکڑوں مقامات پہ دوسرے افراد کے لیے بھی اسی طرح کے جملے استعمال ہوئے ہیں۔ ہم بائبل کی روایت کے مطابق بنی اسرائیل کے سب سے 'شریف نبی' داؤد (جنہوں نے اپنے ایک بہادر فوجی جوان اوریاہ کو اُس کی بیوی کو پانے کی لالچ میں میدان جنگ میں سازش کے ذریعے مروادیا اور پھر ان کی بیوی پر زبردستی قبضہ کر لیا تھا۔ سموئیل ثانی: ۲/۱۱۔۲۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، سن ۲۰۰۹ء) کے لیے بھی زبور میں یہی پاتے ہیں کہ انہیں بنی اسرائیل کے خدا نے کہا:

"Thou art my Son; this day have I begotten thee."
(Psalms: 2/7, King James Version)

"تو میرا بیٹا ہے۔ آج تو مجھ سے پیدا ہوا۔"

(زبور: ۲/ ۷، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اگر مسیحی علما داؤد اور "اُن جیسے" دیگر لوگوں کو بھی خدا کا بیٹا مان لیں تو پھر کوئی عقلمند اُن کے اس دعویٰ پر غور کر سکتا ہے کہ واقعی مسیح خدا کے بیٹے ہو سکتے ہیں۔ اور یہی نہیں

بلکہ جب وہ انجیل متیٰ کے درج ذیل جملے کو پڑھے گا تو پھر وہ ''جنون کے عالم'' میں خدا کے لیے ایک دو نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں کروڑوں اربوں اور کھربوں بیٹا بھی مان سکتا ہے:

"Blessed are the peacemakers: for they shall be called the children of God."

(Matthew: 5/9, King James Version)

''مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائینگے۔''

(انجیل متی: ۹/۵، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

بائبل کی روایت کے مطابق خدا کا بیٹا ہونا صرف مسیح کے لیے خاص نہیں ہوسکتا ہے اس کے لیے تو ہم نے صرف دو حوالے بطور ''تبرع'' اور ''ہدیۃ'' دیے ہیں۔ وقت کی فراوانی ہوتی تو ہم انبار لگا دیتے۔ انشاء اللہ خاص اس موضوع پر بھی عنقریب ہماری ایک مستقل تصنیف شائع ہوگی۔

دور متوسط کے ماہرینِ عیسائیت علمائے اسلام کی تصنیفات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انجیل یوحنا میں آج اس طرح کے مقامات پہ جہاں ''another Comforter دوسرا مددگار'' کا لفظ موجود ہے، آج سے دو تین صدی پیشتر تک انہی مقامات پہ دوسرا مددگار کی بجائے ''فارقلیط'' ہوا کرتا تھا لیکن مسیحیوں نے لفظ ''فارقلیط'' کو ''دوسرا مددگار'' سے بدل دیا۔ یہی وجہ ہے کہ لفظ ''فارقلیط'' موجودہ بائبل کی کسی بھی زبان کے ورژن میں نہیں ملتا ہے۔ پادری انسلم تورمیدا (اور اسلامی نام عبداللہ ترجمان اندلسی غفرہ اللہ فی رحمتہ الواسعۃ) نے اپنی کتاب "تحفة الأريب في الرد على أهل الصليب" میں پیغمبر اسلام ﷺ کی متعدد بشارتیں نقل کی ہیں اور یہ ذکر کیا ہے کہ یہی لفظ ''فارقلیط'' ان کے ایمان لانے کا سبب بھی بنا۔ انشاء اللہ اگر خدا نے توفیق دی تو ہم اس کتاب کا اردو ترجمہ شائع کریں گے۔ ویسے محققین کے افادے اور ترجمہ نگاری سے شغف رکھنے والے علما اور محققین کو اطلاع پہنچانے کی غرض سے عرض ہے کہ یہ کتاب جامعہ اشرفیہ

مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی) کی لائبریری میں موجود ہے۔

اسی طرح مشہور عالم دین علامہ رحمت اللہ کیرانوی علیہ الرحمۃ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف "اظہار الحق" میں بائبل سے پیغمبر اسلام ﷺ کے متعلق اٹھارہ بشارتیں نقل کی ہیں۔ سب سے اخیر میں انہوں نے اس بشارت کو نقل فرمایا ہے اور لندن سے ۱۸۲۰ء، ۱۸۳۱ء اور ۱۸۴۴ء میں عربی زبان میں شائع شدہ بائبلوں کے حوالے سے جو پیراگراف نقل کیا ہے اُس میں بھی لفظ ''فارقلیط'' موجود ہے۔

میں باپ سے درخواست کرونگا وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا:۔

KJV یعنی کنگ جیمس ورژن میں وارد لفظ Comforter کا ترجمہ اردو میں مددگار کیا گیا ہے جو اصل میں Comfort یعنی راحت و آرام پہنچانے سے ماخوذ ہے۔ اگر آپ لفظ Comforter پر غور کریں تو یہ نکتہ ابھر کر سامنے آئے گا کہ اللہ کے حبیب محمد عربی ﷺ کو اس بشارت میں رحمت ایزدی اور نعمت خداوندی کے طور پر یاد کیا گیا ہے، آپ کو اللہ جل جلالہ نے سارے عالمین کے لیے راحت و رحمت بنا کر مبعوث کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ o":

''ہم نے آپ کو تمام عالمین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا''۔

(سورة الأنبياء: ١٠٧)

اور آپ ﷺ کی آمد کے بعد اللہ رب العزت نے یہ اعلان فرمادیا:

"وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ o":

''اور اللہ نے (اپنی شان سے) بعید ٹھہرالیا ہے کہ وہ ان کو عذاب دے دراں حالیکہ آپ کے ان کے درمیان ہیں، اور نہ ہی اللہ استغفار کرنے والوں کو عذاب

دیتا ہے۔" (سورۃ الأنفال: ۳۳)

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت کے بعد دردناک عذاب کے پُرانے طریقے مثلاً آگ کے انگارے کے ذریعے بستیوں کو جلا کر ہلاک کر دینا، پورے پورے گاؤں کو زمین میں دھنسا کر ہلاک کر دینا، آسمان سے عذاب نازل ہونا، شہر اور ملکوں کو ملائکہ کے ذریعے اوپر اُٹھا کر پٹخ دینا، وغیرہ بند کر دیے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ کفار مکہ کی چیرہ دستیوں اور ان کے مطالبے کے باوجود ان پر آسمان کا ٹکڑا نہیں گرایا گیا۔

ابد تک تمہارے ساتھ رہے:۔

علمائے اسلام، محدثین عظام اور مفسرین کرام نے بیان کیا ہے کہ دنیا سے جسمانی پردہ فرمانے کے باوجود پیغمبر اسلام ﷺ کی روح مبارک دنیا میں زندہ اور یہاں کے حالات سے باخبر ہے اور وہ ہمیشہ اپنی امتیوں کے احوال سے باخبر رہتے ہیں۔ خود سرکار مدینہ ﷺ فرماتے ہیں:

"حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُحَدِّثُونَ وَنُحَدِّثُ لَكُمْ، وَوَفَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ أَعْمَالُكُمْ، فَمَا رَأَيْتُ مِنَ خَيْرٍ حَمِدْتُ اللّٰهَ عَلَيْهِ، وَمَا رَأَيْتُ مِنَ شَرٍّ اسْتَغْفَرْتُ اللّٰهَ لَكُمْ."

"میری (ظاہری) زندگی بھی تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم مجھ سے شرف کلامی حاصل کرتے ہو اور میں تمہیں ہدایات دیتا ہوں اور میرا اس دنیا سے پردہ کرنا بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔ میرے پاس تمہارے اعمال پیش کیے جائیں گے۔ میں تمہارے اچھے اعمال کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کروں گا اور تمہارے گناہ دیکھ کر تمہارے لیے خدا سے مغفرت طلب کروں گا۔" (مسند البزاز: رقم الحديث ١٩٢٥ عن ابن مسعود، كنز العمال: رقم الحديث ٣١٩٠٣، السيرة النبوية لابن كثير: ٤ /٥٤٧، فيض القدير: رقم الحديث

۳۷۷۱، جامع الأحادیث: رقم الحدیث ۱۱٦٦٦، تفسیر الحقی: سورة الأنبیا ۱۰۷، مجمع الزوائد: رقم الحدیث ۱٤۲٥۰، باب ما یحصل لامته ﷺ من استغفاره بعد وفاته)

انبیا علیہم السلام کو جو موت آتی ہے وہ فقط آنی اور لمحہ بھر کی ہوتی ہے۔ پھر ان کی مبارک روحیں ان کے جسموں میں منتقل کر دی جاتی ہیں۔ اللہ جل جلالہ نے زمین کے لیے انبیا کے جسموں کو کھانا ناممکن قرار دیا ہے۔ اللہ کے نبی زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔" (سنن ابن ماجة: رقم الحدیث ۱۷۰٦، ۱۷۰٥، ۱٦۳۷، سنن الدارمی: رقم الحدیث ۱٦۲٤، مصنف ابن أبی شیبة: رقم الحدیث ۸٦۹۷، مشکوة المصابیح: رقم الحدیث ۱۳٦٦، جامع الأحادیث: رقم الحدیث ٤۳۲۰، تفسیر ابن کثیر: سورة الأحزاب ٥٦، تفسیر الحقی: سورة الأحزاب ٥٦)

پیغمبر اسلام ﷺ کی حیات جاودانی پہ بے شمار دلائل قرآن وحدیث میں بکھرے ہوئے ہیں۔ ہم نے صرف نمونے کے لیے چند دلیلیں نقل کر دی ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے جاء الحق اور شفا شریف کا مطالعہ کریں۔

﴿ بحمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ ﴾

نویں بشارت

مددگار

انجیل یوحنا میں ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا:

"These things have I spoken unto you, being yet present with you. But the Comforter, which is the Holy Ghost, whom the Father will send in my name, he shall teach you all things, and bring all things to your remembrance, whatsoever I have said unto you."
(John: 14/25-26, King James Version)

''میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں۔ لیکن مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔''

(یوحنا: ۱۴/۲۵۔۲۶، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، ۲۰۰۹ء)

ہمیں کہہ لینے دیا جائے کہ the Comforter, which is the Holy Ghost (مددگار یعنی روح القدس) میں "which is the Holy Ghost" اور ''یعنی روح القدس'' کسی 'صاحب خرد' کا اضافہ ہے۔ اور مقصد یہ ہے کہ بائبل کے قارئین کو یہ پیغام دیا جائے کہ اس بشارت میں کسی نبی یا بلفظ دیگر سید الانبیا محمد عربی ﷺ کی بشارت مقصود نہیں ہے بلکہ اس میں روح القدس (عیسائی جسے تین میں سے ایک خدا مانتے ہیں) کی آمد کی خبر دی جا رہی ہے۔ مگر لفظ ''یعنی'' سے کی جانے والی تشریح نے مجرم کا پتہ بتا دیا۔ وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا:۔

پیغمبر اسلام محمد عربی ﷺ نے دنیا والوں اور مسیحیوں کو وہ باتیں یاد دلائیں جو مسیح نے اپنی قوم کے سامنے پیش کی تھیں۔ مسیح کی حیات طیبہ اور ان کے حالات و کوائف سے

لوگوں کو باخبر کیا۔ یہودیوں نے ان پر جو ظلم وستم کیا اور مسیحیوں نے ان کے متعلق عقیدے میں جس قدر افراط اور غلو سے کام لیا ان سب کو پیغمبر اسلامﷺ نے بیان کیا اور ان کی ذات پہ پڑے غبار کو صاف کیا۔ پیغمبر اسلامﷺ نے مسیح علیہ السلام کی تعلیمات نصاریٰ کو یاددلائیں، انہیں یہ بھی یاد دلایا کہ مسیح نے میرے متعلق تم سے یہ کہا تھا کہ آنے والے رسول کا نام مبارک ''احمد'' ہوگا۔ اے مسیح کی محبت کے دم بھرنے والو! مجھے دیکھو اور پہچانو، کیا مجھ میں مسیح کی بتائی ہوئی نشانیاں نہیں پائی جاتی ہیں۔

پیغمبر اسلامﷺ جہان والوں کے لیے کس قدر باعث رحمت اور وجہِ مدد ایزدی ہیں یہ ہم نے پچھلے صفحات میں تحریر کر دیا ہے۔

﴿ بحمد اللہ و سبحان اللہ تعالیٰ العظیم ﴾

دسویں بشارت

دنیا کا سردار

ہم انجیل یوحنا میں مسیح علیہ السلام کو ایک ایسے شخص کی آمد کا تذکرہ کرتے ہوئے پاتے ہیں جو ذات باری کو چھوڑ کر تمام سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ مسیح علیہ السلام انہیں دنیا کا سردار اور خود سے بھی بہتر و برتر قرار دیتے ہیں۔ مکمل اقتباس ملاحظہ ہو:

"Hereafter I will not talk much with you: for <u>the prince of this world cometh, and hath nothing in me</u>."

(John: 14/30, King James Version)

''اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کرونگا کیونکہ <u>دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اُسکا کچھ نہیں۔</u>'' (یوحنا: ۱۴/۳۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، ۲۰۰۹ء)

یہ دنیا کے سردار کون ہیں؟؟ دنیا کے سردار محمد عربی مکی ﷺ ہیں جنہیں اللہ رب العزت نے دنیا کے ذرے ذرے پہ فضیلت بخشی ہے۔ انبیا و مرسلین بھی خود کو آپ ﷺ کا ادنی غلام تصور کرتے ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ (The Prophet of Peace) انبیا و مرسلین کے امام اور ان کے مقتدیٰ ہیں۔ تمام انبیا علیہم السلام نے آپ ﷺ کی بشارت لوگوں کو سنانے اور آپ ﷺ کی امداد و اعانت کا وعدہ رب تعالیٰ سے کیا اور اس وعدہ کو پورا بھی کیا۔ اور سچ کہا ہے مسیح علیہ السلام نے کہ ان کے اندر وہ فضیلت و بزرگی نہیں ہے جو دنیا کے سردار (محمد ﷺ) میں ہے۔ اللہ جل جلالہ نے شب معراج انہیں اپنے قرب خاص میں بلا کر جن نعمتوں سے مالا مال کیا دنیا اور اس میں رہنے والے انسان ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ شب معراج سید الانبیا محمد ﷺ نے انبیا کی امامت فرمائی۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنے اپنے انداز اور الفاظ میں اللہ جل شانہ کی حمد و ثنا بیان کی اور ان انعامات کا ذکر کیا جو اللہ رب العزت نے ان پر فرمائے ہیں۔ سب سے اخیر میں شب اسریٰ کے دولہا پیغمبر اسلام احمد مجتبیٰ ﷺ نے ان الفاظ میں اپنے رب کی حمد و

ثنا کی:

"كُلُّكُمْ أَثْنىٰ عَلىٰ رَبِّه، وأنا مُثْنٍ عَلىٰ رَبّی، فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَرْسَلَنِیْ رَحْمَةً لِلْعَالَمِیْنَ، وَكَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِیْرًا وَنَذِیْرًا، وأَنْزَلَ عَلَیَّ الفُرقَانَ فِیه تِبْیَانُ كُلّ شَیْءٍ، وَجَعَلَ أُمَّتِی خَیْرَ أُمةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ، وَجَعَلَ أُمَّتِی وَسَطًا، وَجَعَلَ أُمَّتِی هُمُ الأَوَّلُوْنَ وَهُمُ الآخِرُوْنَ، وَشَرَحَ لِیْ صَدْرِیْ، وَوَضَعَ عَنِّیْ وِزْرِیْ وَرَفَعَ لِیَ ذِكْرِیْ، وَجَعَلَنِیْ فَاتِحًا خَاتَمًا، قَالَ إِبْرَاهِیْمُ: بِهٰذَا فَضَلَكُمْ مُحَمَّدٌ۔"

"آپ حضرات نے اپنے رب کی حمد وثنا بیان کرلی اب میں اپنے رب کی ثنا کرتا ہوں۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے تمام عالمین کے لیے رحمت بنا کر اور تمام لوگوں کی طرف خوشخبری اور ڈرسنا تا بھیجا۔ مجھ پر فرقان نازل کیا جس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے۔ اس نے میری امت کو تمام امتوں سے افضل بنایا اور اُسے لوگوں کی بھلائی کے لیے پیدا کیا اور میری امت کو خیر امت بنایا اور میری ہی امت کو (ورود جہاں میں) آخر اور (دخول جنت کی جہت سے) اول بنایا۔ میرے سینے کو (علوم وفنون اور حکمتوں کے لیے) کھول دیا۔ مجھ سے میرا بوجھ اتار دیا اور میرے ذکر کو بلند کیا۔ اور مجھے (آفرینش ونبوت میں) اول اور (بعثت میں) آخر بنایا۔ پیغمبر آخر الزماں محمد ﷺ کے ان الفاظ کو سن کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کہا: انہی انعامات الٰہی کے سبب محمد ﷺ ہم سب پر فضلیت پا گئے۔" (تفسیر الطبری: سورۃ الاسرا ۱، الشفا للقاضی عیاض المالکی: فصل فی تفضیلہ ﷺ، الدر المنثور: سورۃ الاسرا ۱، مجمع الزوائد: رقم الحدیث ۲۳۵، دلائل النبوۃ للبیھقی: رقم الحدیث ۶۷۹)

مسیح علیہ السلام نے اپنے بعد آنے والے (نبی) کو دنیا کا سردار اور خود سے افضل

قرار دیا ہے۔ ہوسکتا تھا کہ کوئی کہنے والا یہ کہتا کہ وہ آنے والا اگرچہ دنیا کا سردار ہوگا مگر درجے میں مسیح سے کمتر ہوگا کیونکہ مسیح تو خدا کے بیٹے ہیں۔ (معاذ اللہ)۔ مسیح نے اس کا بھی رد کردیا اور واضح کردیا کہ ''مجھ میں اُس کا کچھ نہیں''یعنی میرے اور اس کے رتبے میں کوئی برابری یا ہمسری نہیں ہے۔ وہ ساری دنیا کا سردار اور حقیقی حکمراں ہے۔ اسے یہ منصب اور عظمت شان اللہ جل شانہ کی عطا کردہ ہے۔ اور اسی کو پیغمبر اسلام ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

"أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ".

''میں بروز قیامت تمام اولاد آدم کا سردار ہوں۔ سب سے پہلے میری قبر کھلے گی اور سب سے پہلے میں ہی شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی۔'' (صحيح المسلم: رقم الحديث ٦٠٧٩، سنن أبى داؤد: رقم الحديث٤٦٧٥، سنن الترمذی: رقم الحديث٣٤٤١، مسند أحمد: رقم الحديث١١٢٦٣ عن ابى هريرة، سنن ابن ماجة: رقم الحديث٤٤٨٥)

کسی محبِ رسول ﷺ نے کیا ہی اچھا کہا ہے

سب اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

اِس مقام پر ہم مسیحیوں سے یہ سوال کرنے کا حق ضرور رکھتے ہیں کہ جو خدا کا بیٹا ہوگا وہ افضل ہوگا یا وہ جو انسان ہوگا؟؟ مندرجہ بالا پیرگراف کی روشنی میں اب آپ کے پاس صرف دو صورتیں رہ جاتی ہیں۔

(ا) یا تو آپ مسیح کو ایک مکمل انسان مان لیں جو الوہیت سے خالی ہے اور ہمارے نبی ﷺ (جنہیں خود مسیح نے دنیا کا سردار اور خود سے برتر کہا ہے) کو مسیح سے افضل قرار دیں۔ یا

پھر (۲) پیغمبر اسلام ﷺ کو بھی مسیح کی ابنیت الٰہی میں شریک مان لیں اور ''تثلیث'' کی بجائے ''تربیع'' کے قائل ہو جائیں یعنی یہ کہہ دیں کہ خدا چار (خدا، روح القدس اور دو بیٹوں) کے مجموعے کا نام ہے۔ معاذ اللہ۔ اور دونوں صورتوں میں سے جسے بھی قبول کر لیں مسیحیت کی بنیاد ہل جائے گی۔ اور دونوں ہی صورتوں میں آپ کو اسلام کی حقانیت اور قرآن مجید کی صداقت (کہ تین خداؤں کا عقیدہ غلط ہے اور مسیحی احبار و راہبوں نے توریت وانجیل میں تحریف کر دی ہے) کی گواہی دینے پر مجبور ہونا پڑے گا۔ (۳) تیسری صورت یہ بھی ممکن ہے کہ آپ یہ کہہ دیں کہ مسیح کا یہ قول غلط ہے مگر اس صورت میں بھی آپ کو قرآن مقدس کی آیت مبارک:

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قَاسِيَةً يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖo":

''وعدہ توڑنے کے سبب ہم نے ان پر لعنت بھیجی اور ان کے دلوں کو سخت بنا دیا۔ وہ کلموں کو ان کی جگہوں سے الٹ پھیر کرتے ہیں۔'' (سورۃ المائدۃ: ۱۳)

جیسی آیات کی تصدیق کرنی پڑے گی اور خود کو لعنت خدا و ملائکہ کا مستحق قرار دینا ہوگا۔

گیارھویں بشارت

مددگار روح حق

"But this cometh to pass, that the word might be fulfilled that is written in their law, They hated me without a cause. But when the Comforter is come, whom I will send unto you from the Father, even the Spirit of truth, which proceedeth from the Father, he shall testify of me."

(John: 15/-25-26, King James Version)

''لیکن یہ اس لئے ہوا کہ وہ قول پورا ہو جو ان کی شریعت میں لکھا ہے کہ انہوں نے مجھ سے مفت عداوت رکھی: لیکن جب وہ مددگار آئیگا جسکو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجونگا یعنی روحِ حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دیگا:'' (انجیلِ یوحنا: ۱۵/۲۵-۲۶، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس بشارت میں بھی پیغمبر اسلام ﷺ کو مددگار اور Comforter یعنی راحت رساں کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ اور بلا ریب پیغمبر اسلام ﷺ سارے جہاں کے لیے باعث رحمت ہیں جیسا کہ اللہ جل مجدہ ارشاد فرماتا ہے:

''وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ''۔

''ہم نے آپ کو تمام عالمین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا''۔

(سورة الأنبياء: ۱۰۷)

یعنی روحِ حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دیگا:۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق لوگوں کے تمام گندے اور ناپاک عقیدوں کا رد کیا۔ یہودیوں کے غیر مہذب نظریہ (یہود نامسعود کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام ایک جائز الوجود انسان نہیں ہیں۔ معاذ اللہ) اور مسیحیوں کی خلاف عقل فکر (مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ معاذ اللہ) دونوں کے افراط وتفریط کو دور کیا اور بتایا کہ مسیح علیہ السلام ایک

پاکباز انسان اور اللہ کے برگزیدہ نبی و رسول ہیں، جنہوں نے اپنی پیدائش کے وقت ہی اپنی ماں کی عفت و پاکیزگی اور اپنی عبودیت و نبوت کی شہادت دی تھی۔ نہ یہودیوں کا نظریہ صحیح اور نہ ہی مسیحیوں کا فلسفہ۔ بلکہ ان کے متعلق جو عقیدہ صحیح ہے وہ یہ ہے:

"قَالَ إِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ آتَانِیَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِیْ نَبِيًّاo وَجَعَلَنِیْ مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِیْ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّاo وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ يَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِيًّا o وَالسَّلَامُ عَلَیَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ أَمُوْتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّاo ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَo":

"(مسیح نے والدہ کی گود سے) کہا: یقیناً میں اللہ کا بندہ ہوں جس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا۔ مجھے بابرکت بنایا میں جہاں بھی رہوں اور تادم آخری مجھے نماز و زکوۃ اور والدہ کی اطاعت کا حکم دیا۔ مجھے اس نے بے نصیب یا حد سے گذرنے والا نہیں بنایا۔ سلامتی ہو اُس دن پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں دنیا سے چلا جاؤں گا اور جس دن میں زندہ اُٹھایا جاؤں گا۔ یہ حق بات کہنے والا مریم کا بیٹا عیسیٰ ہے جس میں وہ (یہود و نصاریٰ) شک کرتے ہیں"۔

(سورة مريم: ٣٠-٣٤)

بحمد اللہ سبحانہ و تعالیٰ العظیم

بارھویں بشارت

روح حق

"I have yet many things to say unto you, but ye cannot bear them now. Howbeit when he, the Spirit of truth, is come, he will guide you into all truth: for he shall not speak of himself; but whatsoever he shall hear, that shall he speak: and he will shew you things to come." (John: 16/12-13, King James Version)

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تُم اُنکی برداشت نہیں کر سکتے: لیکن جب وہ یعنی روحِ حق آئیگا تو تمکو تمام سچائی کی راہ دکھادیگا۔ اِسلئے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا لیکن جو کچھ سُنے گا وہی کہیگا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا:" (انجیلِ یوحنا:۱۶/۱۲۔۱۳، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

پیغمبر اسلام ﷺ کے حق میں یہ بشارت بہت واضح اور دلنشیں ہے۔

جب وہ یعنی روحِ حق آئیگا تو تمکو تمام سچائی کی راہ دکھادیگا:۔

پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت مبارکہ کا مقصد ہی لوگوں کو سچائی کی راہ دکھانا ہے۔ قرآن وحدیث میں اس قسم کا مواد بے شمار ہے کہ محمد عربی ﷺ کا ہر قول وفعل ہدایت ہے۔ ہم اس پر زیادہ طویل گفتگو نہ کرتے ہوئے صرف ایک ایسی آیت کریمہ نقل کرتے ہیں جس میں رسول خدا محمد مکی ﷺ کی تشریف آوری کے مقاصد اور میلاد مصطفیٰ ﷺ کا بڑا خوبصورت بیان ہے۔ اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے:

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُبِيْنٍ ٥":

"یقیناً اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا

جو اُن پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتے ہیں۔ بے شک اس سے قبل وہ کھلی گمراہی میں تھے۔" (سورۃ آل عمران: ١٦٤)

اس آیت مقدسہ میں اس بات کا واضح بیان ہے کہ رسول خدا محمد عربی ﷺ کی بعثت کا مقصد یہی ہے کہ وہ بھٹکے ہوئے مسافروں کو منزل کا صحیح پتہ بتائیں۔ لوگوں کو سچی راہ دکھائیں اور سیدھے راستے پر چلائیں۔ اسی لیے آپ ﷺ کے ہر فیصلے اور ہر قول کو ماننا مسلمانوں کے لیے ضروری قرار دیا گیا:

"فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o":

"قسم آپ کے رب کی! وہ ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتے جب تک کہ وہ اپنے معاملات میں آپ کو حَکَم نہ بنالیں اور پھر آپ کے ہر فیصلے سے مکمل اتفاق کریں اور دل میں کسی طرح کی تنگی نہ پائیں۔" (سورۃ النساء: ٦٥)

اور ایک دوسری آیت کریمہ میں ان کی ہر بات کو مسلمانوں کے لیے لازم قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا:

"وَمَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ o":

"جس کا حکم اللہ کے رسول دیں اسے لو (کرو) اور جس چیز سے منع فرمادیں اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سخت پکڑ والا ہے۔"

(سورۃ الحشر: ٧)

وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا لیکن جو کچھ سُنے گا وہی کہے گا:۔

پیغمبر اسلام محمد ﷺ وہی کہتے جو وحی الٰہی ہوتا۔ قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے:

"وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی o اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی o عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ

الْقُوٰى٥":

"وہ (محمد ﷺ) اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے، بلکہ وہ جو کچھ کہتے ہیں (سب کا سب) خدا کی جانب سے وحی کردہ ہوتا ہے۔ انہیں مضبوط قوت والے (خدا) نے سکھایا ہے"۔ (سورة النجم: ٢۔٤)

ایک دیگر آیت قرآنی میں پیغمبر اسلام ﷺ کو یہ بیان کرنے کا حکم دیا گیا:

" إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحٰى إِلَيَّ، مَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ٥":

"میں اُسی کی اتباع کرتا ہوں جو مجھے وحی کی جاتی ہے، اور میں نہیں ہوں مگر کھلا ڈر سنانے والا"۔ (سورة الأحقاف: ٩)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب پیغمبر اسلام ﷺ سے یہ ذکر کیا کہ وہ آپ کی زبان مبارک سے نکلنے والے ہر کلمہ کو لکھ لیتے تھے۔ قریش نے منع کر دیا کہ سرکار ﷺ بشر ہیں کبھی غیظ و غضب میں ہوتے ہیں تو میں نے لکھنا چھوڑ دیا۔ یہ سن کر رسول اکرم ﷺ نے اپنے مبارک دہن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اُكْتُبْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ"۔

"لکھ لیا کرو، قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اس سے صرف حق نکلتا ہے۔" (سنن أبی داؤد: رقم الحديث٣٦٤٨، مسند أحمد بن حنبل: رقم الحديث٦٦٦٦، ٦٩٧٧، مسند الدارمی: رقم الحديث ٤٩٣)

اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا:۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے آئندہ اور غیب کی خبریں کس طرح دی ہیں اسے بھی ملاحظہ فرمالیں۔ مشہور مفسر قرآن صحابی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ولادت سے قبل ان کی والدہ ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سرکار دو عالم محمد ﷺ کے قریب سے گذر

ہوا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

"یَا أُمَّ الْفَضْلِ، قُلْتُ: لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ، قَالَ: إِنَّکِ حَامِلٌ بِغُلَامٍ، قَالَتْ: کَیْفَ وَقَدْ تَحَالَفَتْ قُرَیْشٌ لَا یَاتُوْنَ النِّسَاءَ؟ قَالَ: ھُوَ مَا أَقُوْلُ لَکِ، فَإِذَا وَضَعْتِہٖ فَائْتِیْنِیْ بِہٖ، فَلَمَّا وَضَعْتُہٗ أَتَیْتُ بِہٖ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَأَذَّنَ فِیْ أُذُنِہِ الْیُمْنٰی وَ أَقَامَ فِیْ أُذُنِہِ الْیُسْرٰی، وَأَلْبَأَہٗ مِنْ رِیْقِہٖ، وَسَمَّاہُ عَبْدَ اللّٰہِ، ثُمَّ قَالَ: اذْھَبِیْ بِأَبِی الْخُلَفَاءِ"۔

"اے ام الفضل! میں نے کہا: لبیک یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: تمہارے بطن سے ایک لڑکا ہوگا۔ میں نے عرض کیا: یہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ قریش نے عورتوں سے قربت نہ کرنے کا عہد کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جیسا میں نے کہا ہے ویسا ہی ہوگا، جب بچہ پیدا ہو جائے تو میرے پاس لانا۔ جب بچہ پیدا ہوا تو میں اسے لے کر پیغمبر اسلام ﷺ کے پاس گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ ان کے منہ میں لعاب مبارک ڈالا اور اس کا نام عبد اللہ رکھا۔ پھر فرمایا: ابو الخلفا (خلیفوں کے باپ) کو لے جاؤ۔"

(المعجم الأوسط للطبرانی: رقم الحدیث۱۱۳۰۶، المعجم الکبیر للطبرانی: رقم الحدیث۱۰۴۲۸، مجمع الزوائد: رقم الحدیث ۸۹۵۶)

اس ایک حدیث میں مستقبل اور غیب کی کتنی خبریں شامل ہیں انہیں بھی ملاحظہ فرمائیں اور علم مصطفیٰ ﷺ کی وسعتوں کا اندازہ لگائیں:

(۱) ام الفضل کو اس بات کی خبر دی جارہی ہے کہ ابھی تمہاری موت نہیں آئے گی۔ تمہاری زندگی کے ایام ابھی باقی ہیں۔

(۲) تمہیں اولاد ہوگی۔

(۳) ہونے والا بچہ مذکر ہوگا مؤنث نہیں۔ یعنی لڑکا ہوگا۔

(۴) عبداللہ ابن عباس جوان ہوں گے۔

(۵) ان کی شادی ہوگی۔

(۶) عبداللہ ابن عباس کی بیوی بانجھ نہیں ہوگی۔

(۷) انہیں بچے ہوں گے۔

(۸) انہیں لڑکا ضرور ہوگا جس سے ان کی نسل چلے گی۔

(۹) ان کے لڑکوں کی نسل میں بھی مذکر یعنی لڑکے ضرور ہوں گے۔

(۱۰) عبداللہ ابن عباس کی نسل کے مرد خلفا اور حکمراں ہوں گے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بعض لوگوں کی موت اور ان کی موت کے مقامات کی بھی صحیح خبر دی۔ جنگ بدر سے ایک دن قبل نبی کریم ﷺ نے متعین مقامات پہ اپنے دست اقدس کو رکھ کر کفار کے چند رئیسوں کی موت کی جگہوں کی تعیین فرما دی۔ انس بن مالک اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مندرجہ ذیل الفاظ اور اس کی ہم معنیٰ حدیث اکثر صحاح میں ملتی ہے:

"هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ، قَالَ: وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ هَا هُنَا وَهَا هُنَا، قَالَ فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ".

"یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح ہاتھ رکھتے اور ان لوگوں کے نام لیتے جاتے۔ تو ان میں سے کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس کے نشان سے ذرا بھی نہیں ہٹا"۔

(صحيح المسلم: رقم الحديث ٤٧٢١، ٧٤٠٢، صحيح ابن حبان: رقم الحديث ٤٨٠٨، مسند أحمد بن حنبل: رقم

الحدیث ٨٦٠٦، ١٨٤، سنن النسائی: رقم الحدیث ٢٠٧٣، سنن البیهقی: رقم الحدیث ١٨٩٠٤، سنن ابی داؤد: رقم الحدیث ٢٦٨٣، المعجم الأوسط: رقم الحدیث ٨٤٥٣، مصنف ابن ابی شیبة: رقم الحدیث ٣٦٧٠٨)

﴿ بحمدالله سبحانه وتعالى العظيم ﴾

تیرھویں بشارت

وادئ مکہ

"Blessed are they that dwell in thy house: they will be still praising thee. Selah. Blessed is the man whose strength is in thee; in whose heart are the ways of them. Who passing through the valley of Baca make it a well; the rain also filleth the pools. They go from strength to strength, every one of them in Zion appeareth before God. O LORD God of hosts, hear my prayer: give ear, O God of Jacob. Selah. Behold, O God our shield, and look upon the face of thine anointed. For a day in thy courts is better than a thousand. I had rather be a doorkeeper in the house of my God, than to dwell in the tents of wickedness."

(Palms: 84/4-10, King James Version)

''مبارک ہیں وہ جو تیرے گھر میں رہتے ہیں۔ وہ سدا تیری تعریف کریں گے۔ سِلاہ۔ مبارک ہے وہ آدمی جس کی قوت تجھ سے ہے۔ جسکے دل میں صیُّون کی شاہراہیں ہیں۔ وہ وادی بُکا سے گذر کر اُسے چشموں کی جگہ بنا لیتے ہیں: بلکہ پہلی بارش اسے برکتوں سے معمور کر دیتی ہے۔ وہ طاقت پر طاقت پاتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک صیون میں خدا کے حضور حاضر ہوتا ہے۔ اے خداوند لشکروں کے خدا! میری دُعا سن۔ اے یعقوب کے خدا کان لگا۔ سِلاہ۔ اے خدا ہماری سپر ادیکھ اور اپنے ممسوح کے چہرے پر نظر کر۔ کیونکہ تیری بارگاہ میں ایک دن ہزار سے بہتر ہے: میں اپنے خدا کے گھر کا دربان ہونا شرارت کے خیموں میں بسنے سے زیادہ پسند کرونگا:''

(زبور: ۸۴/۴۔۱۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

شہر امن مکہ کا دوسرا نام ''بَکَّہ'' ہے۔ قرآن مجید میں بھی مکہ کے اس نام کو ایک بار ذکر کیا گیا ہے:

''اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبَارَکاً وَّھُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ o فِیْهِ

آیَاتٌ بَیِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِیمَ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَیْهِ سَبِیلًا وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِینَ o"؛

"بے شک جو پہلا گھر لوگوں (کی عبادت) کے لیے بنایا گیا وہ 'بکہ' (مکہ) میں ہے، وہ مبارک ہے اور عالمین کی ہدایت کا باعث ہے۔ اس میں کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم، تو جو اُس میں آ گیا وہ امان میں ہے۔ ان لوگوں پر اللہ کے لیے بیت اللہ کا حج ہے جو اس کی طرف چلنے کی سکت رکھتے ہیں۔ اور جو کفر کرے تو (وہ سن لے کہ) اللہ سارے عالم سے بے نیاز ہے۔"

(سورة آل عمران: ۹۶۔۹۷)

اور اسی بکہ (مکہ) کو داؤد علیہ السلام نے زبور میں "valley of Baca" وادی بکہ کے نام سے یاد کیا ہے۔ اور جس کنوئیں کا تذکرہ بائبل کے مذکورہ پیرگراف میں موجود ہے وہ عالمی شہرت یافتہ کنواں "زم زم" ہے جو مکہ مکرمہ میں کعبہ معظمہ کے کافی قریب واقع ہے۔

مبارک ہیں وہ جو تیرے گھر میں رہتے ہیں وہ سدا تیری تعریف کریں گے:۔

اُس شہر مکہ کی بات ہی نرالی ہے۔ وہاں کی ہر ہر شیئ مبارک، قابل تعظیم اور لائق تکریم ہے۔ عُشاق تو اُس در کے گرد و غبار کو بھی ایسے ہی بوسہ دیتے ہیں جیسے وہ محبوب کے شہر کا کوئی سامان نہیں خود محبوب ہے۔ علما نے تو مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے جانوروں کی بھی تعظیم کی ہے اور یہی وجہ ہے کہ علمائے اسلام اور فقہائے عظام نے خود کو سگان طیبہ کے طور پر بڑے فخر سے پیش کیا ہے۔

کیونکہ تیری بارگاہ میں ایک دن ہزار سے بہتر ہے:۔

یقیناً مکہ مکرمہ میں ایک نیکی دیگر مقامات کی ایک لاکھ نیکیوں کی مثل ہے اور خانہ

کعبہ میں ایک نماز دیگر مسجدوں میں ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔ پیغمبر اسلام محمد ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"صَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ"

''مسجد حرام میں ایک نماز اس کے سوا دیگر مسجدوں میں ایک لاکھ نماز سے بہتر ہے۔'' (مسند أحمد بن حنبل: رقم الحديث ١٥٣٠٦ عن جابر، سنن ابن ماجة: رقم الحديث ١٤٠٦، ١٤٧١)

میں اپنے خدا کے گھر کا دربان ہونا شرارت کے خیموں میں بسنے سے زیادہ پسند کرونگا۔

ہر کسی نیک دل بندے کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ وہ دیارِ حرم میں ہی اپنی ساری زندگی بسر کرے۔ اور اسی خواہش کا اظہار حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی کیا ہے۔ جس چیز کو محمد عربی ﷺ سے نسبت ہو جائے اس سے قربت کی خواہش اللہ کے ہر نیک بندے کو ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام نے بھی امت محمدیہ ہونے کا شرف پانے کی خواہش کا اظہار رب سے کیا ہے۔

﴿ الحمد للہ سبحانہ وتعالیٰ ﴾

چودھویں بشارت

جنگ بدر کی پیشن گوئی

The oracle concerning Arabia

"The burden upon Arabia. In the forest in Arabia shall ye lodge, O ye travelling companies of Dedanim. The inhabitants of the land of Tema brought water to him that was thirsty, they prevented with their bread him that fled. For they fled from the swords, from the drawn sword, and from the bent bow, and from the grievousness of war. For thus hath the Lord said unto me, Within a year, according to the years of an hireling, and all the glory of Kedar shall fail: And the residue of the number of archers, the mighty men of the children of Kedar, shall be diminished: for the LORD God of Israel hath spoken it."

(Isaiah: 21/13-17, King James Version)

عرب کی بابت بارِ نبوّت۔

''اے دوانیوں کے قافلوتم عرب کے جنگل میں رات کاٹو گے ۔ وہ پیاسے کے پاس پانی لائے۔ تیما کی سرزمین کے باشندے روٹی لیکر بھاگنے والے سے ملنے کو نکلے ۔ کیونکہ وہ تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھینچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں ۔ کیوں کہ خداوند نے مجھ سے یوں فرمایا کہ مزدور کے برسوں کے مطابق ایک برس کے اندر اندر قیدار کی ساری حشمت جاتی رہیگی ۔ اور تیر اندازوں کی تعداد کا بقیہ یعنی بنی قیدار کے بہادر تھوڑے سے ہونگے کیونکہ خداوند اسرائیل کے خدا نے یوں فرمایا ہے ۔''

(یسعیاہ: ۲۱/ ۱۳ ۔ ۱۷، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس اقتباس میں اسلام کی اولین جنگ غزوۂ بدر کی پیشن گوئی کی گئی ہے۔ صرف ہم اس اقتباس کی سرخی پر ہی نظر ڈالیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ پیشن گوئی عرب قوم

کے لیے ہے۔ سرخی ہے: ''عرب کی بابت بارِ نبوت''۔ یعنی عرب والوں کے لیے نبوت کی ذمہ داری کا بوجھ یا عرب کے متعلق پیشن گوئی۔ اور انگریزی پیراگراف ''The burden upon Arabia'' (عرب پر بوجھ) سے شروع ہے۔ یعنی عرب والوں پر نبوت ورسالت کی ذمہ داری۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مقام پہ یہ پیشن گوئی کی جارہی ہے کہ عرب میں ایک نبی آئیں گے۔ پھر نبی ﷺ اور ان کے وابستگان عقیدت کی ہجرت، حالات ہجرت اور ان کی جنگ اول کا ذکر کیا گیا۔ اس میں بنی قیدار کا ذکر ہے اور ہم بتاتے چلیں کہ قیدار پیغمبر اسلام محمد عربی فداہ ابی وامی ﷺ کے آباو اجداد سے ہیں اور ان کی نسل یا عرب میں سے محمد ﷺ کے سوا کسی نے بھی دعوی نبوت نہیں کیا ہے۔ اسلام کے جیالوں اور کفر کے لشکریوں کے درمیان پہلی جنگ بدر میں ہوئی جس میں بنی قیدار (قریش) کو شکست فاش ہوئی تھی۔ اس سے ٹھیک ایک سال اور اس سے زائد کی مدت پہلے پیغمبر اسلام ﷺ مکہ سے ہجرت کر چکے تھے۔ اسی کو بائبل کے اس اقتباس میں ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے: تیما کی سرزمین کے باشندے روٹی لیکر بھاگنے والے سے ملنے کو نکلے: کیونکہ وہ تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھینچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں''۔

ہجرت کے سماں اور جنگ بدر کا نقشہ بھی کیا خوب کھینچا گیا ہے۔ ہجرت کے موقع پر نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسما بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے کپڑے میں کھانا باندھ کر دیا تھا اور اسی بنیاد پر حضرت اسما کو ''ذات النطاقین'' بھی کہا جاتا ہے۔ کافروں کی ننگی تلوار کے سایے تلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو گئے اور کاشانۂ نبوت ﷺ کے باہر کھڑے بہادرانِ قریش کی آنکھوں میں بے بصارتی کا غبار لگا کر پیغمبر اسلام ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکل پڑے تھے۔ اس کے ٹھیک ایک سال اور اس سے کچھ زائد کی مدت کے بعد جنگ بدر واقع ہوئی اور بنی

قیدار (قریش) اور باشندگان مکہ کا سارا غرور و تکبر خاک آلود ہو گیا۔ ان کے بڑے بڑے سورما جنگ میں مارے گئے اور ان کے گھر ماتم کدہ میں تبدیل ہو کر رہ گئے تھے۔

جنگ بدر میں مسلمانوں کی کامیابی کے بعد بہت سے اہل کتاب پیغمبر اسلام ﷺ کی نبوت پہ ایمان لے آئے۔

﴿ بحمداللہ سبحانہ وتعالیٰ اعظمہ ﴾

پندرھویں بشارت

بانجھ! اٹھ منور ہو کہ تیرا نور آگیا

"Arise, shine; for thy light is come, and the glory of the LORD is risen upon thee. For, behold, the darkness shall cover the earth, and gross darkness the people: but the LORD shall arise upon thee, and his glory shall be seen upon thee. And the Gentiles shall come to thy light, and kings to the brightness of thy rising. Lift up thine eyes round about, and see: all they gather themselves together, they come to thee: thy sons shall come from far, and thy daughters shall be nursed at thy side. Then thou shalt see, and flow together, and thine heart shall fear, and be enlarged; because the abundance of the sea shall be converted unto thee, the forces of the Gentiles shall come unto thee. The multitude of camels shall cover thee, the dromedaries of Midian and Ephah; all they from Sheba shall come: they shall bring gold and incense; and they shall shew forth the praises of the LORD. All the flocks of Kedar shall be gathered together unto thee, the rams of Nebaioth shall minister unto thee: they shall come up with acceptance on mine altar, and I will glorify the house of my glory. Who are these that fly as a cloud, and as the doves to their windows? Surely the isles shall wait for me, and the ships of Tarshish first, to bring thy sons from far, their silver and their gold with them, unto the name of the LORD thy God, and to the Holy One of Israel, because he hath glorified thee."

(Isaiah: 60/1-9, King James Version)

"اُٹھ منور ہو کیونکہ تیرا نور آ گیا اور خداوند کا جلال تجھ پر ظاہر ہوا۔ کیونکہ دیکھ تاریکی زمین پر چھا جائیگی اور تیرگی امتوں پر لیکن خداوند تجھ پر طالع ہوگا اور اس کا جلال تجھ پر نمایاں ہوگا۔ اور قومیں تیری روشنی کی طرف آئینگی اور سلاطین تیرے طلوع کی

تجلی میں چلینگے۔ اپنی آنکھیں اُٹھا کر چاروں طرف دیکھ۔ وہ سب کے سب اکٹھے ہوتے ہیں اور تیرے پاس آتے ہیں۔ تیرے بیٹے دور سے آئیں گے اور تیری بیٹیوں کو گود میں اُٹھا کر لائیں گے۔ تب تو دیکھے گی اور منور ہوگی ہاں تیرا دل اُچھلیگا اور کشادہ ہوگا کیونکہ سمندر کی فراوانی تیری طرف پھرے گی اور قوموں کی دولت تیرے پاس فراہم ہوگی۔ اونٹوں کی قطاریں اور مدیان اور عیفہ کی سانڈیاں آکر تیرے گرد بے شمار ہونگی۔ وہ سب سبا سے آئینگے اور سونا اور لُبان لائینگے اور خداوند کی حمد کا اعلان کرینگے۔ قیدار کی سب بھیڑیں تیرے پاس جمع ہونگی۔ نبایوت کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہونگے۔ وہ میرے مذبح پر مقبول ہونگے اور میں اپنی شوکت کے گھر کو جلال بخشونگا۔ یہ کون ہے جو بادل کی طرح اڑے چلے آتے ہیں اور جیسے کبوتر اپنے کابک کی طرف؟۔ یقیناً جزیرے میری راہ دیکھینگے اور ترسیس کے جہاز پہلے آئینگے کہ تیرے بیٹوں کو ان کی چاندی اور ان کے سونے سمیت دور سے خداوند تیرا خدا اور اسرائیل کے قدوس کے نام کے لئے لائیں گے کیونکہ اُس نے تجھے بُزرگی بخشی ہے۔''

(یسعیاہ: ۱/۶۰۔۹، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس اقتباس میں مکہ کی سرزمین کو یہ بشارت دی جارہی کہ اس کے ہجر وفراق اور نبی سے خالی ہونے کی مدت شاقہ اب ختم ہوگئی ہے۔ اب اللہ رب العزت اسے اتنی عظیم رحمت سے نوازے گا اور اتنی عزت وتوقیر بخشے گا کہ ساری دنیا کے لوگ اسی کی طرف آئیں گے۔

اُٹھ منور ہو کیونکہ تیرا نور آگیا اور خداوند کا جلال تجھ پر ظاہر ہوا:۔

اس جملے میں مکہ کو اس بات کی خوشخبری دی جارہی ہے کہ اب تیرا نور (محمد ﷺ) تجھے ملنے والا ہے۔ خداوند کا جلال اور اس کی رحمتیں تجھ پر طلوع ہونے والی ہیں۔ اب تو

خوش ہو جا اور اپنے ہجر و جدائی کے غم کو بھول جا۔ کیونکہ خدا تجھے ایسی نعمت بخشنے والا ہے جس کے سبب ساری دنیا کے لوگ تیری طرف پلٹیں گے۔

تاریکی زمین پر چھا جائیگی اور تیرگی امتوں پر لیکن خداوند تجھ پر طالع ہو گا اور اس کا جلال تجھ پر نمایاں ہو گا:۔

اس جملے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس زمانے میں مکہ معظمہ پہ اللہ رب العزت کا خاص کرم ہو گا اس وقت دنیا کفر و ضلالت اور گمراہی و ناراستی کی تاریکی میں ڈوبی ہو گی۔ ساری دنیا کو ہدایت و رہبری کی ضرورت ہو گی۔ اور اقوام عالم کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں واقعۃً دنیا کی حالت ایسی ہی تھی۔ ساری کائنات بے نور و سرور تھی۔ ہر طرف کے لوگوں میں گمراہی عام تھی۔ اسی لیے اللہ جل شانہ نے پیغمبر اسلام ﷺ کو سارے جہاں کے لیے رسول اور رحمت بنا کر بھیجا۔ ارشاد ہوتا ہے:

"وَمَا أَرْسَلْنَاکَ إِلا کَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيْرًا وَنَذِيْرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَo":

"ہم نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا بھیجا، لیکن اکثر لوگ غفلت میں ہیں"۔ (سورة سبا: ٢٨)

اور ارشاد فرمایا:

"وَمَا أَرْسَلْنَاکَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَo":

"ہم نے تمہیں تمام عالمین کے لیے رحمت بنا کر مبعوث کیا۔"

(سورة الأنبياء: ١٠٧)

اور قومیں تیری روشنی کی طرف آئینگی اور سلاطین تیرے طلوع کی تجلی میں چلیں گے:۔

اسلام کے ظہور اور پیغمبر اسلام ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد دنیا کے باسیوں نے آپ ﷺ کی روشنی کو اختیار کیا۔ کروڑوں اربوں لوگ اسلام کو گلے سے لگا چکے ہیں۔

بہت سے شہنشاہ اور ارباب سلطنت نے پیغمبر اسلام ﷺ کی تجلی اور ان کے طلوع میں چلنے کو ترجیح دی۔ متعدد سلاطین نے پیغمبر اسلام ﷺ کے دین متین اسلام کو قبول کیا۔ اور اسلام کے فلسفہ "العلم نور" (علم روشنی ہے) کو ساری قوموں نے پسند کیا اور آج دنیا ترقی کی جس شاہراہ پر گامزن ہے یہ سب اسی اسلامی فلسفہ کی مرہون منت ہے۔ جس قوم میں علم کے شیدائیوں کو پھانسی کی سزا دی جاتی تھی اُسے سائنس و ٹکنالوجی کا لیڈر بنانے میں رسول اللہ ﷺ کے اسی قول نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اسلامی اندلس اور اسپین کی مابعد اسلام تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں حقیقت اپنے چہرے سے نقاب اتارنے کو بے قرار نظر آئے گی۔

اپنی آنکھیں اُٹھا کر چاروں طرف دیکھ۔ وہ سب کے سب اکٹھے ہوتے ہیں اور تیرے پاس آتے ہیں:۔

اس جملے میں حج اور ایام حج کی دلکشی کی طرف کتنا خوبصورت اشارہ ہے کہ اے مکہ دیکھ دیکھ! دنیا کے ہر چہار سو سے انسان اکٹھے ہوتے اور تیرے پاس آتے ہیں۔ لبیك اللھم لبیك کی صدا لگاتے ہوئے وہ سب تیری بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ تیرے در پر پہنچ کر ان کے درمیان سے تمام طرح کے امتیازات مٹ جاتے ہیں۔ شہنشاہ مملکت اور عام مسلمان سب ایک ہی طرح کا بے سلا لباس پہن کر اور ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر خدا کے حضور حاضری دیتے ہیں۔

تو دیکھے گی اور منور ہوگی ہاں تیرا دل اُچھلیگا اور کشادہ ہوگا:۔

سارے جہاں کے بنی آدم کو اپنی طرف آتے دیکھ کر تو خوش ہوگی۔ تیرا دل اچھلے گا، خوشی منائے گی اور اپنی قسمت پہ نازاں ہوگی کہ اللہ رب العزت نے تجھے دائمی سرفرازی سے نوازا ہے۔ تمام اولاد آدم کے لیے تجھے مرجع و ماویٰ بنایا ہے۔

اور میں اپنی شوکت کے گھر کو جلال بخشونگا:۔

اس جملے میں اس بات کا بیان ہے کہ اللہ رب العزت بیت اللہ خانہ کعبہ کو جلال و

بزرگی اور عزوشرف سے نوازے گا۔ اور ایسا ہی ہوا کہ اللہ نے مکہ اور خانہ کعبہ کو امن والا علاقہ قرار دیا۔ اسے اتنا معزز اور مکرم مانا کہ اس کی قسم تک کھائی۔ دنیا بھر سے آنے والے مسلمانوں کی وہاں حاضری کو گناہوں کی بخشش کا ذریعہ اور باعث نجات قرار دیا گیا۔

اِس اقتباس میں اگر چہ صِیُّون کو مخاطب کیا ہے مگر بائبل کا باریکی سے مطالعہ کرنے والے اس سے اتفاق نہیں کر سکتے ہیں، کیونکہ اس میں صِیُّون کو اس طرح مخاطب کیا گیا ہے کہ گویا آج تک وہ جگہ خدا کے فیضان سے مالا مال نہیں ہوئی ہے۔ جبکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ یسعیاہ کے زمانے تک صیون (جسے بائبل سوسائٹی ہند کی اردو بائبل کے نقشے میں موجودہ یروشلم بتایا گیا ہے) کے علاقے میں سینکڑوں انبیا تشریف لا چکے تھے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ بشارت مکہ کے لیے ہے جہاں ہزاروں سال تک کسی نبی کا گذر نہیں ہوا۔ اسی کو یہ خوشخبری دی جارہی ہے کہ اب تو مزید بے نور نہیں رہے گی بلکہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایسی نعمت عظمیٰ سے نوازے گا کہ دنیا دیکھتی رہ جائے گی۔ ساری دنیا کی امامت و سیادت تمہیں عطا کی جائے گی۔ وقت کے حکمراں اور سلاطین وارباب مملکت تمہارے سامنے سرخم کریں گے۔ وہ تمہاری طرف تحائف اور ہدایا بھیجیں گے۔

﴿ بحمد اللہ وبعون اللہ تعالیٰ ﴾

سولھویں بشارت

مکہ کو ابدی فضیلت

"The sons also of them that afflicted thee shall come bending unto thee; and all they that despised thee shall bow themselves down at the soles of thy feet; and they shall call thee, The city of the LORD, The Zion of the Holy One of Israel. Whereas thou hast been forsaken and hated, so that no man went through thee, I will make thee an eternal excellency, a joy of many generations."

(Isaiah: 60/14-15, King James Version)

''اور تیرے غارتگروں کے بیٹے تیرے سامنے جھکتے ہوئے آئینگے اور تیری تحقیر کرنے والے سب تیرے قدموں پر گرینگے اور وہ تیرا نام خداوند کا شہر صیُّون رکھیں گے: اِسلئے کہ تو ترک کی گئی اور تجھ سے نفرت ہوئی ایسا کہ کسی آدمی نے تیری طرف گذر بھی نہ کیا۔ میں تجھے ابدی فضیلت اور پُشت در پُشت کی شادمانی کا باعث بناؤنگا'' (یسعیاہ: ۶۰/۱۴۔۱۵، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

پہلے پہل ساری ساوی فضیلت بنی اسرائیل کو ہی حاصل تھی۔ اور بائبل کی روایت کے مطابق بنی اسماعیل تو ہر طرح کی فضیلت و بزرگی اور خیر و برکت سے محروم تھے۔ کوئی نبی اُن میں ظاہر نہیں ہوا۔ اُن کو کسی طرح کی الٰہی بھلائی یعنی نبوت و رسالت نصیب نہیں ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب اُس سر زمین مکہ کو ابدی فضیلت اور پُشت در پُشت شادمانی کا باعث بناؤں گا۔ یعنی اب نبی آخر الزماں ﷺ کی بعثت سے ساری فضیلت و بزرگی آل اسماعیل کو حاصل ہو جائے گی۔ اسماعیل علیہ السلام کی نسل پیغمبر اسلام ﷺ پر ہمیشہ ہمیش فخر کرے گی۔ یہ فضیلت کعبہ معظمہ اور مکہ مکرمہ کے لیے ہے کیونکہ وہی شہر ترک کیا گیا تھا اور نبوت و رسالت اور وحی الٰہی سے محروم رکھا گیا تھا۔ بیت المقدس تو ہمیشہ نبیوں سے آباد رہا تھا۔ فلسطین میں ہزاروں انبیا تشریف لائے۔ اور رہا مکہ کی جگہ صیون کا تذکرہ تو یہ مسیحی احبار

ومحققین کے ''ہاتھوں کی تیزی'' ہے۔ جس پر قرآن نے شدید وعیدیں سنائی ہیں۔

تو ترک کی گئی اور تجھ سے نفرت ہوئی ایسا کہ کسی آدمی نے تیری طرف گذر بھی نہ کیا:۔

کم وبیش پانچ ہزار سالوں تک نبی کی زیارت سے محروم رہی سرزمین مکہ وحجاز کو مخاطب بنا کر کہا جارہا ہے کہ اب تیرے ایامِ خزاں ختم ہو گئے۔ باعث بہارِ عالم محمد ﷺ کی آمد سے تم پر بہار کی ایسی رُت آنے والی ہے جو کبھی بھی زوال پذیر نہیں ہوگی اور سارے جہاں کو یہیں سے شادابی کا صدقہ عطا کیا جائے گا۔

میں تجھے ابدی فضیلت اور پُشت در پُشت کی شادمانی کا باعث بناؤنگا:۔

اس جملے میں اس بات کا بیان ہے کہ اب تیری پریشانی اور غم کے دن ختم ہو گئے۔ تمہیں جو نعمت عظمیٰ بشکل اسلام وپیغمبر اسلام ﷺ ملنے والی ہے وہ ابدی اور غیر مبدل ہے۔ تمہیں ملنے والی فضیلت دائمی ہے۔ جس کے سبب تمہارا چرچا پُشت در پُشت جاری وساری رہے گا۔

﴿ بحمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ العظیم ﴾

سترھویں بشارت
صفات محمدی ﷺ

"Behold my servant, whom I uphold; mine elect, in whom my soul delighteth; I have put my spirit upon him: he shall bring forth judgment to the Gentiles. He shall not cry, nor lift up, nor cause his voice to be heard in the street. A bruised reed shall he not break, and the smoking flax shall he not quench: he shall bring forth judgment unto truth. He shall not fail nor be discouraged, till he have set judgment in the earth: and the isles shall wait for his law. Thus saith God the LORD, he that created the heavens, and stretched them out; he that spread forth the earth, and that which cometh out of it; he that giveth breath unto the people upon it, and spirit to them that walk therein: I the LORD have called thee in righteousness, and will hold thine hand, and will keep thee, and give thee for a covenant of the people, for a light of the Gentiles; To open the blind eyes, to bring out the prisoners from the prison, and them that sit in darkness out of the prison house. I am the LORD: that is my name: and my glory will I not give to another, neither my praise to graven images. Behold, the former things are come to pass, and new things do I declare: before they spring forth I tell you of them."
(Isaiah:42/1-9, Matthew:12/18-21, King James Version)

"دیکھو میرا خادم جسکو میں سنبھالتا ہوں۔ میرا برگزیدہ جس سے میرا دل خوش ہے۔ میں نے اپنی روح اس پر ڈالی۔ وہ قوموں میں عدالت جاری کرے گا: وہ نہ چلّائیگا اور نہ شور کریگا اور نہ بازاروں میں اُسکی آواز سنائی دیگی: وہ مسلے ہوئے سرکنڈے کو نہ توڑیگا اور ٹمٹماتی بتی کو نہ بجھائیگا۔ وہ راستی سے عدالت کریگا: وہ ماندہ نہ ہوگا اور ہمت نہ ہاریگا جب تک کہ عدالت کو زمین پر قائم نہ کرلے۔ جزیرے اس کی شریعت کا انتظار کریں گے: جس نے آسمان کو پیدا کیا اور تان دیا۔ جس نے

زمین کو اور اُنکو جو اُس میں سے نکلتے ہیں پھیلایا۔ جو اُسکے باشندوں کو سانس اور اُس پر چلنے والے کو روح عنایت کرتا ہے یعنی خداوند یُوں فرماتا ہے: میں خداوند نے تجھے صداقت سے بُلایا۔ میں ہی تیرا ہاتھ پکڑوں گا اور تیری حفاظت کروں گا اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے نُور کے لئے تجھے دُونگا: کہ تُو اندھوں کی آنکھیں کھولے اور اسیروں کو قید سے نکالے اور اُنکو جو اندھیرے میں بیٹھے ہیں قید خانہ سے چھڑائے: یہوداہ میں ہوں۔ یہی میرا نام ہے۔ میں اپنا جلال کسی دوسرے کے لئے اور اپنی حمد کھودی ہوئی مورتوں کے لئے روانہ رکھُونگا: دیکھو پُرانی باتیں پوری ہو گئیں اور میں نئی باتیں بتاتا ہوں۔ اِس سے پیشتر کہ واقع ہوں میں تم سے بیان کرتا ہوں:"

(یسعیاہ: ۴۲/۱۔۹، متی: ۱۲/۱۸۔۲۱، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

یہ بشارت پیغمبر اسلام ﷺ کے متعلق ہے جس پر خود اس بشات کے متعدد جملے شاہد ہیں۔ ذیل میں ان کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں:۔

دیکھو میرا خادم جسکو میں سنبھالتا ہوں:۔

اللہ رب العزت نے پیغمبر اسلام ﷺ کو کس طرح رکھا اور کس طرح انہیں حسب ونسب، اخلاق و کردار، عفت و پاکیزگی ہر طرح کی صفات حسنہ سے سنوارا ہے یہ سیرت نبوی کے مطالعہ سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ ایک تعفن بھرے ماحول اور معاشرے میں پیدا ہونے کے باوجود انہیں شراب، اخلاق باختگی، بددیانتی وسودخوری، فحش گوئی، بُروں کی ہم نشینی اور اِس طرح کی تمام رذیل وخسیس عادتوں اور خصلتوں سے مبرا و پاک رکھا۔ از آدم تا عبداللہ بن عبدالمطلب علیٰ نبینا وعلیہم الصلاۃ والسلام جن کی مقدس پشتوں میں اور از حوا تا آمنہ بنت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہن جن کے پاک بطنوں میں آپ ﷺ کا نور مبارک تھا ان سبھوں کو کفر وضلالت، بدکاری و بددیانتی، اخلاق باختگی، بدخلقی اور رذالت د

خباست جیسی قبیح ومبغوض چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ خود پیغمبر اسلام ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"لم أزل أنتقل من أصلاب الطاهرين إلى أرحام الطاهرات۔"

"میں ہمیشہ پاک لوگوں کی پشتوں سے پاکیزہ خواتین کے طاہر بطنوں میں منتقل ہوا۔" (تفسير الآلوسي: سورة الأنعام ٧٤، تفسير الرازي: سورة الأنعام ٧٤، تفسير الحقي: سورة الأنعام ٧٤، روح المعاني: سورة الأنعام ٧٤، سبل الهدىٰ و الرشاد: ٢٥٦/١، الحاوي للفتاوي: ٣١٢/٣)

میرا برگزیدہ جس سے میرا دل خوش ہے:۔

خدا اپنے نبی محمد ﷺ سے اس قدر خوش ہے کہ اُس نے محمد عربی ﷺ کی محبت و اطاعت کو اپنی محبت اور اطاعت قرار دیا ہے۔ خود سے محبت کی حقیقت کو اتباع رسول ﷺ کے تابع قرار دیا۔ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی محبت واطاعت کے بغیر عشق خدا کا دعویٰ کرتے تھے انہیں قرآن مجید میں محبوب ﷺ کی زبانی دوٹوک پیغام سنا دیا:

"قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ٥":

"آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تمہیں محبوب رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اللہ بخشش اور رحم والا ہے۔"

(سورة آل عمران: ٣١)

اور اللہ جل شانہ نے پیغمبر اسلام ﷺ کے دشمن کو اپنا دُشمن قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ نفاق کا رویہ برتتے تھے، انہیں اپنے ساتھ دھوکہ دہی کا مجرم قرار دے کر اعلان فرما دیا:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ٥ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ٥":

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور آخری دن (قیامت) پر ایمان لائے، (مگر) وہ مسلمان نہیں ہیں، وہ اللہ (کے رسول ﷺ) اور اہل ایمان کے ساتھ فریب کی کوشش کرتے ہیں، مگر وہ لاشعوری میں خود اپنے آپ کو فریب میں ڈالتے ہیں (کہ اللہ ان کے فریب کا بصورت عذاب بھرپور بدلہ دیگا)"۔

(سورة البقرة: ۸۔۹)

اور جنہوں نے محمد عربی ﷺ کے دست حق پر بیعت کی اُن کے متعلق ارشاد فرمایا:

"إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ٥":

"بے شک جو لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کے دست قدرت پہ بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا دست قدرت ان کے ہاتھوں پر ہے"۔

(سورة الفتح: ۱۰)

اور جب جنگ بدر میں پیغمبر سلامتی محمد عربی ﷺ نے خاک اٹھا کر اپنے اور اپنے جاں نثاروں کے خون کے پیاسے کفار مکہ کی طرف اُچھالی اور کفار عرب کے عظیم لشکر کو ہزیمت بھری شکست دی تو اللہ رب العزت نے اعلان فرمایا:

"فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى٥":

"تم نے ان (کفار) کو قتل نہیں کیا بلکہ انہیں اللہ نے قتل کیا اور جو کنکریاں آپ نے ان کی طرف اُچھالی وہ آپ نے نہیں پھینکیں بلکہ انہیں اللہ رب العزت نے ان کی طرف ڈالا ہے"۔

(سورة الأنفال: ۱۷)

میں نے اپنی روح اس پر ڈالی:۔

اللہ نے اپنا کلام محمد عربی ﷺ پہ ڈالا۔ انہیں اپنے نور سے پیدا کیا۔ اپنی بہت سے صفات آپ ﷺ کو عطا فرمائیں۔ آپ کی فرشتوں بالخصوص روح القدس جبرئیل امین علیہ السلام کے ذریعے تائید فرمائی۔ لوگوں کے دلوں میں آپ کا رعب ڈال دیا یہی وجہ ہے کہ ہزار ہا جتن کے باوجود دشمنان اسلام آپ پر قادر نہ ہو سکے۔ امام حاکم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابو جہل ایک دن مسجد حرام میں آیا اور بولا کہ میں نے اللہ کے نام کی یہ نذر مانی ہے کہ اگر میں محمد (ﷺ) کو سجدہ کی حالت میں دیکھوں تو ان کی گردن پر اپنا پاؤں رکھ دوں گا۔ معاذ اللہ۔ یہ سن کر میں سرکار ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور انہیں اس کے مذموم ارادے کی خبر دی۔ سرکار حالت غضب میں مسجد حرام پہنچے اور سورۂ علق کی تلاوت شروع کر دی۔ جب آپ ﷺ "كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ" پر پہنچے تو کسی نے ابو جہل کو اس کی نذر یاد دلائی۔ ابو جہل نے کہا:

"أَلَا تَرَوْنَ مَا أَرىٰ، وَاللّٰهِ لَقَدْ سُدَّ أُفُقُ السَّمَاءِ عَلَيَّ"۔

"میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے ہو، خدا کی قسم! آسمان کا سارا افق مجھ پر مسدود کر دیا گیا ہے۔"

پھر سرکار دو عالم ﷺ نے سورت پوری کی اور سجدہ کیا۔" (المستدرك للحاكم: رقم الحديث ٥٤٢٢، دلائل النبوة للبيهقي: رقم الحديث ٤٩٨، مجمع الزوائد: رقم الحديث ١٣٨٧١)

وہ قوموں میں عدالت جاری کرے گا:۔

پیغمبر اسلام ﷺ کی عدالت اور ان کے انصاف کا معیار کتنا بلند اور غیر جانبدار تھا وہ بھی دیکھنے کے قابل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مخزومی عورت پہ چوری

الزام لگا تو اس کے قبیلہ والوں نے قریش کے ذریعے حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغمبر اسلام ﷺ کی بارگاہ میں سفارش کرنے کے لیے کہا۔ جب حضرت زید نے اس عورت کی سفارش کی تو پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا:

"أَيْمُ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا"۔

"بخدا! اگر فاطمہ بنت محمد چوری کرے تو محمد (ﷺ) اس کے بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیں گے"۔ (صحيح البخارى: رقم الحديث ٨٨٧٦، سنن ابن ماجة: رقم الحديث ٢٦٤٥، مصنف ابن أبى شيبة: رقم الحديث ٢٨٠٨١، المستدرك للحاكم: رقم الحديث ٨١٤٧)

وہ نہ چلائیگا اور نہ شور کریگا اور نہ بازاروں میں اُسکی آواز سنائی دیگی:۔

نبی کریم ﷺ کی آواز زیادہ بلند تھی نہ زیادہ پست بلکہ ان دونوں کے درمیان تھی۔ جب کوئی بات کہتے تو نہایت متانت وسنجیدگی اور درمیانی آواز میں فرماتے۔ ہر ایک کے فہم وادارک کی قوت کو مدنظر رکھ کر اُسے کوئی بات بتاتے۔ اور بازار میں بلاوجہ جانے، وقت گذارنے اور شور وشرابہ کو پیغمبر اسلام ﷺ نے سخت ناپسند کیا ہے۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ أَسْوَاقُهَا"۔

"شہروں کی بہترین جگہیں اللہ کے نزدیک وہاں کی مسجدیں ہیں اور سب سے ناپسندیدہ مقامات بازار ہیں۔" (صحيح المسلم: رقم الحديث ٢٨٨، ١٥٦٠، الصحيح لابن حبان: رقم الحديث ١٦٠٠، السنن الكبرىٰ للبيهقى: رقم الحديث ٤٧٦٣)

وہ راستی سے عدالت کریگا:۔

پیغمبر اسلام ﷺ کے عدل وانصاف کا معیار یہ تھا کہ اپنی لختِ جگر فاطمہ کے ساتھ

بھی کسی طرح کا امتیازی اور خصوصی سلوک نہیں فرمایا۔ کام کی کثرت کے سبب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے۔ سوچنے لگیں کہ کسی خادمہ کا انتظام ہوجائے تو بہتر ہوگا مگر مالی حالت درست نہیں تھی اس لیے مجبور تھیں۔ اسی درمیان کہیں سے بارگاہ رسالت میں چند غلام اور کنیزیں آئیں۔ حضرت علی نے مشورہ دیا کہ جاکر ابا حضور سے مانگ لیں۔ آئیں مگر بولنے کی ہمت نہیں ہوئی، واپس چلی گئیں۔ پھر حضرت علی خود ساتھ لے کر آئے اور سارا ماجرا بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخدا میں تمہیں کچھ نہ دوں گا۔ اہل صفہ کی ضرورتوں کو نظر انداز کرنا کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ فاقہ سے ان کے پیٹ سکڑ کر رہ گئے ہیں۔ میرے پاس انہیں دینے کو کچھ بھی نہیں ہے۔ میں انہی غلام اور لونڈیوں کو بیچ کر ان کی حاجت برآری کروں گا۔"

(الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ: ۴/۴۰، ۸/۵۸، ضیاء النبی سوم: ۴۲۶)

وہ ماندہ نہ ہوگا اور ہمت نہ ہاریگا جب تک کہ عدالت کو زمین پر قائم نہ کرلے:۔

نبی کریم ﷺ اتنے باہمت اور بلند حوصلہ تھے کہ کفار کے ظلم وستم کے پہاڑ کے سامنے بھی حق گوئی سے احتراز نہیں کیا۔ اُن کی ہزار دھمکیوں کے باوجود منصب رسالت کا حق ادا کرتے رہے۔ خود پر پتھر اور گندگی پھینکنے والوں کے لیے بھی دعاے ہدایت فرماتے۔ اور جب تک خدا کے دین کو دنیا میں سر بلند نہیں کردیا دنیا سے ظاہری پردہ بھی نہیں فرمایا۔ اور ان کے ماننے والوں نے ایک صدی سے بھی کم کی مدت میں دنیا کا نقشہ بدل کر رکھ دیا۔ ظلم وجبر، قہر وغضب اور ستم کے متوالوں کو سرنگوں ہونا پڑا اور دنیا کے کثیر ممالک میں عدل وراستی کا بول بالا قائم ہوگیا۔

جزیرے اس کی شریعت کا انتظار کریں گے:۔

کوئی خاص جزیزہ ہی نہیں بلکہ ہر وہ مقام جہاں کسی آسمانی کتاب اور صحیفہ کے جانکار موجود تھے وہ خطے پیغمبر آخر الزماں رسولِ امن محمد عربی ﷺ کی بعثت کے شدت سے

منتظر تھے۔ اس معاملے میں اہل مدینہ کی بے قراری تو خاص طور پر دیکھنے کے قابل تھی۔ مدینہ، اُس کے ملحقات ومضافات اور شام کے اہل کتاب کا اضطراب اور ان کا انتظار تو اور قابل احساس تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جیسے ہی حق کے متلاشیوں کو آپ کی بعثت کی اطلاع ملی انہوں نے ایمان لانے میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں کی۔ جیسا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی پیدائش سے سینکڑوں سال پہلے یمن کے قبیلہ حمیر کے شہنشاہ تُبّع کے ہمراہ مدینہ منورہ آنے والے اہل علم کی بے قراری اور رسول اللہ ﷺ کے نام تبع کے خط سے ظاہر ہوتا ہے۔ (تبع بادشاہ کے خط کا تذکرہ اور اس کے ہمراہی اہل علم کا واقعہ ہم نے انتالیسویں بشارت میں تحریر کیا ہے۔)

میں خداوند نے تجھے صداقت سے بلایا۔ میں ہی تیرا ہاتھ پکڑوں گا اور تیری حفاظت کروں گا:۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں بھی پیغمبر اسلام ﷺ کو اس بات کی یقین دہانی کرائی ہے کہ آپ اپنی حفاظت کے لیے قطعاً فکر نہ کریں۔ سارے جہاں کا خالق و مالک اللہ جل شانہ خود آپ کی حفاظت فرماتا ہے:

"یَا أَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ، وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ لا یَهْدِی الْقَوْمَ الْکَافِرِیْنَ o"

"اے رسول! جو آپ کے رب کی جانب سے آپ کی طرف اتارا گیا ہے اسے (لوگوں تک) پہنچادیں، (اگر بفرضِ محال) آپ نے یہ نہ کیا تو گویا آپ نے اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا، (اور آپ بالکل خوف نہ کریں) اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا اور کافروں کو آپ پر راہ نہیں دے گا"۔

(سورة المائدة: ٦٧)

تُو اندھوں کی آنکھیں کھولے اور اسیروں کو قید سے نکالے اور اُنکو جو اندھیرے میں بیٹھے ہیں قید خانہ سے چھڑائے:۔

لاکھوں کروڑوں افراد جو تاریکی کے عادی اور بدتہذیبی و جہالت کے اندھیرے میں زندگی گذارنے کے خوگر بن چکے تھے پیغمبر اسلام ﷺ نے ان کی آنکھوں کو توحید کا وہ کاجل عطا فرمایا کہ ان کی نظر میں دنیا کی ساری دولتیں ہیچ اور ماندہ ہوگئیں۔ اندھیری رات کے ان مسافروں کو ایسی صبح فروزاں کی جھلک دکھائی کہ وہ ساری دنیا کو ظلمتوں سے نکال کر حق کی روشنی میں لانے کے لیے بھرپور کوشش کرنے لگے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے روشن و صبیح روئے اقدس سے پھوٹنے والی نورانی کرنوں نے نہ جانے کتنے مسافروں کی منزلیں بدل دیں اور انہیں منزل توحید کا رہبر و رہنما بنا دیا۔ ع

خود نہ تھے جو راہ پہ اوروں کے ہادی بن گئے

اسی طرح پیغمبر اسلام ﷺ نے ہزاروں لاکھوں بے قصوروں کو ظلم وستم کی آہنی زنجیروں سے رہائی کا مژدہ سنایا۔ یہی نہیں کہ صرف اپنے زمانے والوں کو فیض یاب کیا بلکہ رہتی دنیا تک کے لیے ایسے ضوابط و اصول دے گئے جو ہر دور میں اور ہر ملک میں مظلوموں کے لیے باعث رحمت و راحت ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے ۔۔۔ بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی (علیہ ﷺ)

میں اپنا جلال کسی دوسرے کے لئے اور اپنی حمد کھودی ہوئی مورتوں کے لئے روا نہ رکھونگا:۔

اس جملے میں عقیدۂ تثلیث کا رد ہے کہ میں اپنا جلال اور اپنی حمد وثنا کسی دوسرے یا تیسرے خدا کے لیے ہرگز روا نہیں رکھوں گا اور نہ ہی اِسے برداشت نہیں کروں گا۔ اسی طریقے سے پتھروں سے تراشیدہ مورتیوں کی عبادت و پرستش بھی میری نظر میں نہایت قبیح اور مبغوض ہے۔ صرف میں اکیلا خدا ہوں۔ میرے علاوہ کوئی بھی خدا نہیں ہے۔ میری

خدائی میں کوئی شریک وسہیم نہیں ہے۔ نہ بیٹا نہ روح القدس۔

دیکھو پُرانی باتیں پوری ہو گئیں اور میں نئی باتیں بتاتا ہوں۔ اِس سے پیشتر کہ واقع ہوں میں تم سے بیان کرتا ہوں:۔

اس جملے میں اہل کتاب آل یعقوب کو پھر سے یہ یاد دلایا جا رہا ہے کہ ایک دن ایسا ہی ہوگا جیسا میں کہہ رہا ہوں۔ یاد رکھو کہ میری پُرانی باتیں بھی پوری ہوئی ہیں اور یہ بھی پوری ہوگی۔ لہذا ابھی سے ذہن میں بسا کر رکھ لو کہ اس طرح کے اوصاف سے متصف ایک نبی آئیں گے۔ ان پر ایمان لانے میں سبقت کرنا اور کسی طرح کی کجی مت دکھانا۔

پیغمبر اسلام ﷺ کی مذکورہ بالا یہ صفات حمیدہ توریت وانجیل اور دیگر کتب سماوی میں موجود ہیں اس کی تصدیق درج ذیل حدیث مبارک سے بھی ہوتی ہے:

"وذكر الواقدى عن عطاء بن يسار قال لقيت عبدالله بن عمرو بن العاص فقلت أخبرنى عن صفة رسول الله صلى الله عليه وسلم فى التورلة قال أجل والله انه لموصوف فى التوراة ببعض صفته فى القرآن يا أيها النبى إنا أرسلناك شاهدا ومبشرا ونذيرا وحرزا للاميين أنت عبدى ورسولى سميتك المتوكل ليس بفظ ولا غليظ ولا سخاب فى الاسواق ولا يدفع السيئة بالسيئة ولكن يعفو ويغفر ولن يقبضه الله حتى يقيم به الملة العوجاء بأن يقولوا لا إله إلا الله يفتح بها أعينا عميا وآذانا صما وقلوبا غلفا. قال عطاء ثم لقيت كعب الاحبار فسألته فما اختلفا فى حرف."

"واقدی عطا بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے ملاقات کی اور انہیں کہا کہ آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی وہ صفات بتائیں جو

توریت میں موجود ہیں۔ انہوں نے کہا: ہاں! بخدا آپ ﷺ کی بعض قرآنی صفات توریت میں بھی موجود ہیں کہ ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری دیتا، ڈرسنا تا اور بے سہاروں کی پناہ گاہ بنا کر بھیجا۔ تم میرے بندے اور رسول ہو، میں نے تمہارا نام متوکل رکھا۔ نہ سخت ہو، نہ ترش رو۔ وہ بازار میں شور نہیں کریں گے، برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ عفوو درگذر سے کام لیں گے۔ اللہ انہیں اس وقت تک دنیا سے رخصت نہیں کرے گا جب تک ان کے ذریعے ملت کی کجی کو درست نہ کردے کہ لوگ لا الہ الا اللہ کا نعرہ بلند کریں۔ اللہ ان کے ذریعے اندھی آنکھوں، بند کانوں اور پردہ پڑے دلوں کو کھولے گا، عطا کہتے ہیں: پھر میں نے (توریت کے عظیم عالم) کعب احبار سے ملاقات کی اور ان سے پوچھا، بخدا! (دونوں کی روایتوں میں) ایک حرف کا بھی فرق نہیں تھا۔" (عيون الأثر 1: ذكر ما حفظ من الاحبار والرهبان والكهان وعبدة الاصنام من أمر رسول الله ﷺ)

اس روایت کے ایک ایک جملے کو بائبل سے نقل کیے گئے انگریزی اور اردو اقتباسات سے ملا کر دیکھیں۔ دونوں میں اللہ رب العزت نے کتنی یکسانیت و مشابہت رکھی ہے۔ ملاحظہ کیجئے اور خدائے قادر کی قدرت کاملہ پر ایمان اور مضبوط کیجئے کہ اللہ جل شانہ نے بائبل میں ہزارہا تحریفات واقع ہونے کے باوجود اپنے محبوب رسول اور امن و آشتی کے پیامبر محمد ﷺ کی مذکورہ صفات حسنہ کو اہل کلیسا کے "ہاتھوں کی تیزی" سے محفوظ و مامون رکھا ہے۔

﴿ بحمد اللہ وتعالی اللہ عظمتہ ﴾

اٹھارھویں بشارت

قیدار کے گاؤں! خدا کے لیے گیت گاؤ

"Sing unto the LORD <u>a new song</u>, and his praise from the end of the earth, ye that go down to the sea, and all that is therein; the isles, and the inhabitants thereof. Let the wilderness and the cities thereof lift up their voice, the villages that <u>*Kedar*</u> doth inhabit: let the inhabitants of the rock sing, let them shout from the top of the mountains. Let them give glory unto the LORD, and declare his praise in the islands. The LORD shall go forth as a mighty man, he shall stir up jealousy like a man of war: he shall cry, yea, roar; he shall prevail against his enemies. I have long time holden my peace; I have been still, and refrained myself: now will I cry like a travailing woman; I will destroy and devour at once. I will make waste mountains and hills, and dry up all their herbs; and I will make the rivers islands, and I will dry up the pools. And I will bring the blind by a way that they knew not; I will lead them in paths that they have not known: I will make darkness light before them, and crooked things straight. These things will I do unto them, and not forsake them. They shall be turned back, they shall be greatly ashamed, that trust in graven images, that say to the molten images, Ye are our gods." (Isaiah: 42/10-17, King James Version)

"اے سمندر پر گذرنے والو اور اُس میں بسنے والو! اے جزیرو اور اُسکے باشندو خدا کے لئے <u>نیا گیت گاؤ</u>۔ زمین پر سرتاسر اُسی کی ستائش کرو۔ بیابان اور اُسکی بستیاں۔ <u>قیدار</u> کے آباد گاؤں اپنی آواز بلند کریں۔ سلع کے بسنے والے گیت گائیں۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں۔ وہ خداوند کا جلال ظاہر کریں اور جزیروں میں اُسکی ثنا خوانی کریں۔ خداوند بہادر کی مانند نکلے گا۔ وہ جنگی مرد کی

مانند اپنی غیرت دکھائیگا۔ وہ نعرہ ماریگا۔ ہاں وہ للکاریگا۔ وہ اپنے دشمنوں پر غالب آئیگا۔ میں بہت مدت سے چُپ رہا۔ میں خاموش رہا اور ضبط کرتا رہا پَر اب میں دردِ زِہ والی کی طرح چلاّؤنگا۔ میں ہانپونگا اور زور زور سے سانس لونگا۔ میں پہاڑوں اور ٹیلوں کو ویران کر ڈالونگا اور اُنکے سبزہ زاروں کو خشک کرونگا اور اُنکی ندیوں کو جزیرے بناؤنگا اور تالابوں کو سُکھا دوں گا۔ اور اندھوں کو اُس راہ سے جسے وہ نہیں جانتے لے جاؤنگا۔ میں اُنکو اُن راستوں پر جن سے وہ آگاہ نہیں لیجاؤنگا۔ میں اُنکے آگے تاریکی کو روشنی اور اونچی نیچی جگہوں کو ہموار کردونگا۔ میں اُن سے یہ سلوک کرونگا اور اُن کو ترک نہ کرونگا۔ جو کھودی ہوئی مورتوں پر بھروسہ کرتے اور ڈھالے ہوئے بُتوں سے کہتے ہیں تُم ہمارے معبود ہو وہ پیچھے ہٹینگے اور بہت شرمندہ ہونگے۔"

(یسعیاہ:۴۲/۱۰۔۱۷،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اگر بنی اسرائیل میں کوئی نبی آتا ہے تو اس میں بنی قیدار اور عرب والوں کے لیے کونسی مسرت کی بات ہے؟؟ اور خاص کر اس وقت جبکہ بنی اسماعیل کو نبوت کی دولت عظمیٰ سے محروم رکھا گیا ہو؟؟ اور نبوت و رسالت اور رُشد و ہدایت کو بنی اسرائیل کی موروثی جاگیر سمجھا جاتا ہو؟؟ یقیناً یہ بشارت بنی قیدار اور اہل عرب کے متعلق ہی ہے۔ اور بنی قیدار (عرب) میں سے محمد ﷺ سے پہلے یا بعد میں کسی بھی شخص نے سچا دعویٰ نبوت نہیں کیا۔

خدا کے لئے نیا گیت گاؤ۔ زمین پر سرتاسر اُسی کی ستایش کرو:۔

اس جملے میں نئے گیت سے مراد نیا کلمہ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔ کیونکہ بنی قیدار اور اہل حجاز میں سے صرف محمد عربی ﷺ ہی مبعوث ہوئے ہیں۔ اور یہی نیا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ بنی قیدار اور اہل عرب سے رائج ہوا ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت سے قبل تک ہر نبی کا کلمہ خاص اس کی امت کے لیے ہوتا تھا مگر چونکہ محمد عربی

ﷺ تمام عالمین کے لیے بھیجے گئے ہیں اس لیے آپ کی نبوت ورسالت اور آپ کا کلمہ و پیغام سارے جہاں کے لوگوں کے لیے عام ہے۔اسی لیے کہا جارہا ہے: ”خدا کے لیے نیا گیت گاؤ، زمین پر سرتاسر اسی کی ستایش کرو“۔یعنی پورے خطۂ ارضی پہ ایک نیا گیت ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ“ گاؤ۔پیغمبر اسلام ﷺ کی نبوت قیامت تک کے تمام افراد کے لیے عام ہے جیسا کہ محمد عربی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلٰى قَوْمِهِ خَاصَّةً، وَبُعِثْتُ إِلٰى النَّاسِ كَافَّةً."

”ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں (زمان ومکان کی تخصیص کے بغیر) تمام لوگوں کے لیے بھیجا گیا ہوں۔“ (صحيح البخاری: رقم الحديث ٤٣٨، مسند أحمد: رقم الحديث ٢٧٤٢، ٢٧٩٤، المعجم الكبير للطبرانی: رقم الحديث ٣٦٣٤، ١٠٩٢٢، ١٣٣٤٠، شعب الايمان للبيهقی: رقم الحديث ٣٠٩، ١٤٥٧، مشكل الآثار للطحاوی: رقم الحديث ٨٥٣، ٣٠١٥، ٣٣٤١، ٣٨٤٨)

پیغمبر اسلام ﷺ کے برخلاف کسی بھی نبی کی دعوت عام نہیں تھی۔مسیحیوں کا یہ دعویٰ کہ شریعت عیسوی ساری کائنات کے لوگوں کے لیے ہے خود مسیح کے درج ذیل قول کے خلاف ہے:

"I am not sent but unto the lost sheep of the house of Israel." (Matthew: 15/24, King James Version)

”میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔“ (متی: ۱۵/ ۲۴،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اسی طرح مسیح نے اپنے شاگردوں (جنہیں کاتبینِ اناجیل اور مسیحی حضرات 'رسول' کے لقب سے یاد کرتے ہیں) کو یہ حکم دیا کہ وہ صرف بنی اسرائیل کے گھرانوں میں دعوت وتبلیغ کریں۔ان کے علاوہ لوگوں کی طرف نہ جائیں:

The mission of the twelve

"These twelve Jesus sent forth, and commanded them, saying, Go not into the way of the Gentiles, and into any city of the Samaritans enter ye not: But go rather to the lost sheep of the house of Israel."
(Matthew: 10/5-6, King James Version)

''ان بارہ کو یسوع نے بھیجا اور اُنکو حکم دیکر کہا۔ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا؛ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا؛''
(انجیل متی: ۵/۱۰-۶، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

بیابان اور اُسکی بستیاں۔ قیدار کے آبادگاؤں اپنی آواز بلند کریں:۔

اس جملے اور اس کے بعد والے جملوں میں پوری روئے زمین کی تھوڑی تفصیل بھی درج ہے کہ پہاڑی علاقوں میں رہنے والے، سمندروں سے گھرے جزیروں میں بودو باش اختیار کرنے والے، جنگلوں میں سکونت پذیر لوگ اور آل اسماعیل، حجاز وعرب والے سبھی خدا کی توصیف وثنا کریں۔ اُن جملوں میں تقریباہر طرح کی قابل سکونت اراضی کا ذکر کردیا گیا ہے کیونکہ رسالت محمدی ﷺ سرحدی لکیروں سے ماورا تمام افراد کے لیے ہے۔ اور چونکہ اس بشارت کا ایک گونہ زائد اور خصوصی تعلق بنی قیدار کی بستی (مکہ) سے ہے کہ رسالت عمومی رکھنے والے نبی انہی میں سے آئیں گے اسی لیے ان کا خصوصی طور پر تذکرہ کیا گیا ہے تاکہ ایک طرح کا اشارہ ہوجائے کہ یہ سراج منیر مکہ وحجاز کی گود میں اترے گا اور ساری دنیا کو منور کرے گا۔ اور اس لیے بھی قیدار کی بستیوں کا ذکر خاص طور پر کیا گیا تاکہ اپنی خواہش کے خلاف آنے والے انبیا علیہم السلام کو شہید کرنے والی سرکش قوم بنی اسرائیل (انجیل لوقا: ۴۷/۱۱-۵۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء) آل اسماعیل کے نبی خاتم الانبیا اور سید المرسلین ﷺ پہ ایمان لانے کے لیے خود کو قبل از وقت ذہنی طور پر تیار کرلے۔ اور جب آخری رسول محمد عربی ﷺ تشریف لائیں تو یعقوب کی اولاد انہیں پہچان کر ان پر ایمان لانے میں سبھوں پر سبقت لے جائے۔

سلع کے بسنے والے گیت گائیں۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں۔ وہ خُداوند کا جلال ظاہر کریں اور جزیروں میں اُسکی ثناخوانی کریں:۔

ان جملوں میں اس بات کی تفصیل ہے کہ اس آنے والے نبی کی رسالت و شریعت تمام خطے کے لیے ہوگی۔ اس کی امت ساری کائنات میں ہوگی۔ پہاڑ کی چوٹیوں میں، سمندروں کے پیٹ جزیروں میں، بیابانوں اور صحراؤں میں اس کی شریعت قابل انطباق ہوگی۔ یا یہ بھی مراد ہوسکتی ہے کہ دیگر شریعتوں کی طرح اس شریعت میں کوئی خاص خطۂ ارضی عبادت و نماز کے لیے مخصوص نہیں ہوگا بلکہ اس امت کے لیے ساری روئے زمین نماز گاہ ہوگی۔ جہاں انہیں وقت میسر ہوگا نماز ادا کریں گے۔ کبھی سمندروں میں، کبھی تپتے ہوئے صحراؤں میں، تو کبھی چٹانوں میں اور کبھی ریگزاروں میں۔ جیسا پیغمبر اسلام ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"جُعِلَتْ لِیَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا أَيْنَمَا أَدْرَكَ رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِی الصَّلَاةَ صَلّٰی۔"

''(یہ میری خصوصیات میں سے ہے کہ) میرے لیے ساری روئے زمین سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے۔ میری امت کے افراد جہاں نماز کا وقت پائیں وہیں نماز ادا کرلیں۔'' (سنن النسائی: رقم الحدیث ٧٤٤، صحیح البخاری: رقم الحدیث ٤٣٨، سنن الترمذی: رقم الحدیث ٣١٨، سنن ابن ماجة: رقم الحدیث ٦١٠، مسند أحمد: رقم الحدیث ٧٤٦٨، عن أبی هریرة)

خُداوند بہادر کی مانند نکلے گا۔ وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت دکھائیگا۔ وہ نعرہ ماریگا۔ ہاں وہ للکاریگا۔ وہ اپنے دُشمنوں پر غالب آئیگا:

ہم اس قبل بھی تحریر کرچکے ہیں کہ بائبل میں لفظ ''Lord'' اور ''خداوند'' غیر خدا

کے لیے بھی مستعمل ہیں۔ (پیدائش:۱۹/۱-۲، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

یہ جملے "خُداوند بہادر کی مانند نکلے گا۔ وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت دکھائیگا: وہ نعرہ ماریگا۔ ہاں وہ للکاریگا۔ وہ اپنے دُشمنوں پر غالب آئیگا"۔ پیغمبر اسلام محمد عربیﷺ کی صفات شمیمہ کے بیان میں ہیں۔ جب بھی وقت اور حالات کا تقاضا ہوا آپﷺ بہادروں کی طرح شان سے نکلے اور حالات وکوائف نے امن یا جنگ جس چیز کا مطالبہ کیا اسے پورا کیا۔ حج کے موقع پر کیا جانے والا عمل "رمل"، محمدﷺ کی اسی بہادرانہ شان کی نشانی ہے۔ اور جب وقت اور مشیت نے چاہا تو آپﷺ نے امن وآشتی کو قیام واستقلال بخشنے کے لیے جنگی مرد کی طرح اپنی غیرت بھی دکھائی۔ کسی سے بلاوجہ قتال نہیں فرمایا لیکن جب نوبت یہاں تک پہونچی کہ امن کی پائیداری امن دشمن افراد سے جنگ اور ان کی تادیب کے بغیر ممکن نہیں رہی تو پھر انہیں اپنے فن حرب وضرب کا جوہر بھی دکھایا۔ آپﷺ کے غزوات کی تعداد کم وبیش دو درجن ہے لیکن ان میں سے اکثر میں پیغمبر اسلامﷺ نے جنگ کی بجائے اپنی پُر امن تعلیمات اور اخلاق حسنہ سے فتح پائی۔ یہ تعجب خیز امر ہے کہ پیامبر امن پیغمبر اسلام محمدﷺ کی تمام جنگوں میں فریقین کا کم وبیش ایک ہزار سے زائد انسانی جانوں کا نقصان نہیں ہوا۔

سفیر امن پیغمبر اسلام محمدﷺ کے برخلاف یہ سب امور عیسائیوں کے خدا یسوع مسیح انجام نہیں دے سکے۔ ان کے پاس اتنی طاقت وجمعیت نہیں تھی کہ وہ کسی کو للکار سکیں۔ کسی سے جنگ کرسکیں اور غالب آسکیں۔ انہوں نے جن بارہ لوگوں کو منصب رسالت عطا کیا تھا وہ اتنے کم ہمت، ڈرپوک اور بزدل تھے کہ دشمنوں کو دیکھ کر اپنے خدا یسوع مسیح کی شناسائی کا بھی انکار کر بیٹھے۔ (انجیل متی:۲۶/۶۹-۷۴، بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اور اندھوں کو اُس راہ سے جسے وہ نہیں جانتے لے جاؤنگا۔ میں اُنکو اُن راستوں پر جن سے وہ آگاہ نہیں لیجاؤنگا:۔

یہ بنی قیدار مکہ وحجاز کے باشندے اور بنی اسماعیل کی حالت کا بیان ہے اور یہاں اندھے سے علوم وفنون سے جاہل، تہذیب سے نا آشنا اور اعلیٰ اخلاق وتمدن سے بے بہرہ افراد مراد ہیں۔ عرب کی حالت ایسی ہی تھی۔ ان کے پاس کوئی آسمانی کتاب نہیں، خدا کا کوئی پیغام نہیں، کم وبیش تین چار ہزار سال سے کوئی نبی نہیں، تہذیب وتمدن سے کوئی آشنائی نہیں، توحید الٰہی کی کوئی معرفت نہیں اور نہ ہی انہیں علوم وفنون سے کوئی لگاؤ تھا۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت سے قبل بنی قیدار اور عربوں کی حالت اس قدر ناگفتہ بہ تھی۔ پھر جب پیارے محمد ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تو ان کی دنیا بدل گئی۔ وہ علوم وفنون کے استاذ تسلیم کیے گئے۔ جن فنون کا انہوں نے تذکرہ بھی نہیں سنا تھا ان کے حصول کے لیے فرزندان عالم نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے۔ اور انہوں نے علوم وفنون کے وہ بیش بہا دریا بہائے کہ ساری کائنات کو حیران وششدر کردیا۔ اور اسی کی پیشن گوئی بائبل کے ان جملوں میں ہے:

"اور اندھوں کو اُس راہ سے جسے وہ نہیں جانتے لے جاؤنگا۔ میں اُنکو اُن راستوں پر جن سے وہ آگاہ نہیں لیجاؤنگا۔"

میں اُنکے آگے تاریکی کو روشنی اور اونچی نیچی جگہوں کو ہموار کردونگا۔ میں اُن سے یہ سلوک کرونگا اور اُن کو ترک نہ کرونگا:۔

اللہ رب العزت نے اہل عرب سے جہالت وبدتہذیبی کی تاریکی کو دور فرمایا اور انہیں علم وحکمت کی روشنی عطا فرمائی۔ علوم سے نا آشنا اس عرب قوم کی تاریک راہوں کو حکمت ودانائی کی موتیوں کی چمک سے روشن کردیا۔ ان کی بے ترتیب وبے ہنگم زندگیوں میں تنظیم وڈسپلن پسندی پیدا فرمائی اور ان کی غیر منظم سماجی زندگی کے ریشم میں اصول پسندی اور منظم زندگی کے عمدہ موتی پرودیے۔ اور خدا کا یہ فضل اہل عرب پر دائمی ہے۔ آج بھی اہل عرب اور پیغمبر اسلام ﷺ کے متبعین سے زیادہ انسانیت کے لیے مفید اور کارآمد علوم وفنون

اور اصول وضوابط کسی بھی قوم کے پاس نہیں ہیں۔تباہی پھیلانے والے ہتھیار کی ایجاد اور
ان کا استعمال آدم کی اولاد کے لیے امن پھیلانے اور اسے استقلال بخشنے سے کہیں زیادہ
آسان ہے۔ہم مانتے ہیں کہ ایٹم کی ایجاد یورپ وامریکہ کی ایک بڑی کامیابی ہے مگر اس
کامیابی نے حوا کی ممتا کو کوئی خوشی نہیں پہونچائی بلکہ الٹے یہ غم دیا کہ پل بھر میں اس کے دو
لاکھ سے زائد بے قصور بیٹوں اور بیٹیوں کو موت کی نیند سلا دیا گیا۔اور حوا کی ممتا کو ہر وقت
مستقبل میں مزید ایسی تباہی کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔

جو کھودی ہوئی مورتوں پر بھروسہ کرتے اور ڈھالے ہوئے بتوں سے کہتے ہیں تم ہمارے
معبود ہو وہ پیچھے ہٹینگے اور بہت شرمندہ ہونگے:۔

اس میں بت پرستی کی مذمت اور نئے گیت جو پیغمبر اسلام کا کلمہ ''لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ ﷺ'' ہے،اس کی طرف اشارہ ہے۔یعنی جب وہ نبی آئے گا تو توحید الٰہی اور
رسالت محمدی ﷺ کے نغموں سے ساری دنیا کو مسحور کردے گا۔اور جو لوگ بت پرستی کے نشہ
میں بدمست اور حسد کی آگ میں ہٹ دھرم بن کر بنی قیدار کے اس نبی کی مخالفت کریں
گے اور وحدانیت الٰہی کی بجائے کئی خدا کی بات کریں گے وہ رُسوا ہوں گے اور پیچھے ہٹیں
گے۔چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ جن لوگوں نے پیغمبر سلامتی محمد ﷺ کی مخالفت کی اور توحید کی
بجائے شرک اور تثلیث کا راستہ اختیار کیا انہیں ذلت ورسوائی کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں
ہوا۔اور لاکھ جتن کر کے بھی وہ پیغمبر اسلام فداہ ابی وامی محمد ﷺ کے دعوتی مشن کو روکنے میں
ناکام رہے جو بائبل (زبور: ۱/۱۔۶، زبور: ۴/۵۔۶، اعمال: ۳۵/۵۔۴۰، مطبوعہ بائبل
سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء) کے مطابق ان کے سچے اور ان کی دعوت ورسالت کے حق ہونے
کی دلیل ہے۔

﴿ بحمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ العظمہ ﴾

انیسویں بشارت

سب اہل زمیں! نیا گیت گاؤ

"O sing unto the LORD a new song: sing unto the LORD, all the earth. Sing unto the LORD, bless his name; shew forth his salvation from day to day. Declare his glory among the heathen, his wonders among all people. For the LORD is great, and greatly to be praised: he is to be feared above all gods. For all the gods of the nations are idols: but the LORD made the heavens. Honour and majesty are before him: strength and beauty are in his sanctuary. Give unto the LORD, O ye kindreds of the people, give unto the LORD glory and strength. Give unto the LORD the glory due unto his name: bring an offering, and come into his courts. O worship the LORD in the beauty of holiness: fear before him, all the earth. Say among the heathen that the LORD reigneth: the world also shall be established that it shall not be moved: he shall judge the people righteously. Let the heavens rejoice, and let the earth be glad; let the sea roar, and the fulness thereof. Let the field be joyful, and all that is therein: then shall all the trees of the wood rejoice. Before the LORD: for he cometh, for he cometh to judge the earth: he shall judge the world with righteousness, and the people with his truth."

(Psalms: 96/1-13, King James Version)

"خداوند کے حضور نیا گیت گاؤ۔ اے سب اہل زمین! خداوند کے حضور گاؤ۔ خداوند کے حضور گاؤ۔ اُسکے نام کو مُبارک کہو۔ روز بروز اُسکی نجات کی بشارت دو۔ قوموں میں اُسکے جلال کا سب لوگوں میں اُسکے عجائب کا بیان کرو۔ کیونکہ خداوند بُزرگ اور نہایت ستایش کے لائق ہے۔ وہ سب معبودوں سے زیادہ تعظیم کے لائق ہے۔ اِسلئے کہ اَور قوموں کے سب معبود محض بُت ہیں لیکن خداوند نے آسمانوں کو

بنایا۔ عظمت اور جلال اُسکے حضور میں ہیں۔ قُدرت اور جمال اُسکے مقدِس میں ہیں۔ اے قوموں کے قبیلو! خداوند کی۔ خداوند ہی کی تمجید و تعظیم کرو۔ خداوند کی ایسی تمجید کرو جو اُسکے نام کے شایان ہے۔ ہدیہ لاؤ اور اُسکی بارگاہوں میں آؤ۔ پاک آرایش کے ساتھ خداوند کو سجدہ کرو۔ اے سب اہل زمین! اُسکے حضور کانپتے رہو۔ قوموں میں اعلان کرو کہ خداوند سلطنت کرتا ہے۔ جہان قائم ہے اور اُسے جنبش نہیں۔ وہ راستی سے قوموں کی عدالت کریگا۔ آسمان خوشی منائے اور زمین شادمان ہو۔ سمندر اور اُسکی معموری شور مچائیں۔ میدان اور جو کچھ اُس میں ہے باغ باغ ہوں۔ تب جنگل کے سب درخت خوشی سے گانے لگیں گے۔ خداوند کے حضور۔ کیونکہ وہ آرہا ہے۔ وہ زمین کی عدالت کرنے کو آرہا ہے۔ وہ صداقت سے جہان کی اور اپنی سچائی سے قوموں کی عدالت کریگا۔''

(زبور: ۹۶/۱۔۱۳، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس اقتباس میں تمام روے زمین والوں کو مخاطب کر کے کہا جارہا ہے کہ خداوند کے لیے نیا گیت گاؤ۔ گذشتہ بشارت کی طرح اس بشارت کے اس جملے میں بھی دو چیزیں خاص غور کرنے کے قابل ہیں۔ اول یہ کہ نئے گیت کی بات ہورہی ہے اور نیا گیت گا کے لیے کہا جارہا ہے۔ دوم یہ کہ اس میں سارے جہاں والوں کو مخاطب کیا جارہا ہے ج بائبل کے انداز تخاطب سے تھوڑا جداگانہ ہے۔ بائبل کا عام انداز کلام یہ ہے کہ یہ دین شریعت صرف بنی اسرائیل کے لیے ہے اور خدا پر بھی (معاذ اللہ) صرف یعقوب کی اولا کی اجارہ داری ہے۔ بائبل کے جملوں میں ذات باری کو عام طور پر ''خداوند اسرائیل خدا'' کہہ کر ذکر کیا گیا ہے جس سے یہ جھلکتا ہے کہ بنی اسرائیل کی نظر میں دیگر اقوام رُشد ہدایت کی حقدار اور صداقت کی راہوں پر چلنے کی اہل نہیں ہیں۔ مگر اس جملے میں سار کائنات کے باشندوں کو نیا گیت گانے کی دعوت دی جارہی ہے جس کا مطلب یہ ہے ک

ضرور ''خداوند اسرائیل کا خدا'' اپنے پرانے منہاج وروایت کے برخلاف کسی ایسے رسول کو بھیجنے والا ہے جس کی رسالت سب کے لیے عام ہوگی اور جو سارے جہاں کے لوگوں کو بلا امتیاز ملک وقوم ہدایت کی شمع سے روشنی پانے کا حقدار سمجھتا ہو۔ اور تاریخ میں صرف ایک ذات محمد عربی ﷺ کی ایسی آئی ہے جو رنگ وملک اور قوم و قبیلے کی تفریقی دیواروں کو توڑتے ہوئے مبعوث ہوئی اور یہ اعلان فرمایا:

"بُعِثْتُ إِلَى الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ، كَانَ النَّبِيُّ إِنَّمَا يُبْعَثُ إِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً"

''میری رسالت لال اور کالے سبھوں کے لیے ہے۔ مجھ سے پہلے ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں تمام لوگوں کے لیے بھیجا گیا ہوں۔''

(مسند أحمد: رقم الحديث ١٤٦٣٨، ١٤٣٠٣، ٢٠٢٦٦، صحيح البخاری: رقم الحديث ٤٣٨، المعجم الكبير للطبرانی: رقم الحديث ٣٦٣٤، ١٠٩٢٢، ١٣٣٤٠، شعب الايمان للبيهقی: رقم الحديث ٣٠٩، ١٤٥٧، مشكل الآثار للطحاوی: رقم الحديث ٨٥٣، ٣٠١٥، ٣٣٤١، ٣٨٤٨)

ہم تھوڑی دیر کے لیے یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ اس اقتباس میں لفظ ''خداوند'' سے اللہ جل شانہ کی ہی ذات مراد ہے، کوئی نبی مراد نہیں ہے مگر پھر بھی کچھ جملے اس بشارت میں ایسے ہیں جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہاں کسی ایسے نبی کی بشارت سنائی جارہی ہے جو سارے جہاں والوں کے لیے مبعوث ہوں گے اور جن کی ولادت سے زمین وآسمان اور ان کے درمیان کی تمام چیزیں فرحت وشادمانی کا احساس کریں گی۔ کیونکہ اس میں آگے درج ذیل الفاظ ہیں:

''آسمان خوشی منائے اور زمین شادمان ہو۔ سمندر اور اُسکی معموری شور مچائیں۔

میدان اور جو کچھ اُس میں ہے باغ باغ ہوں۔تب جنگل کے سب درخت خوشی سے گانے لگیں گے۔خداوند کے حضور۔ خداوند کے حضور۔کیونکہ وہ آرہا ہے۔وہ زمین کی عدالت کرنے کو آرہا ہے۔وہ صداقت سے جہان کی اور اپنی سچائی سے قوموں کی عدالت کریگا"۔

اور ایسی ہستی جس کی آمد ساری کائنات کے ذرے ذرے کے لیے باعث چہک مہک ہو پیغمبر اسلام محمد عربی ﷺ کے سوا کوئی نہیں ہے۔جب راہوں سے گذرتے ہیں تو شجر وحجر سلام کرتے ہیں۔اشارہ کردیتے ہیں تو چاند دوٹکڑے ہوجاتا ہے۔انگلی گھومتی ہے تو ڈوبا ہوا سورج پلٹ آتا ہے۔فیض پر آتے ہیں تو انگشت ہائے مبارک پنج آب کی ندیاں بن کر پانی اُبلنے لگتی ہیں۔حکم سن کر درخت چلتا ہوا آتا ہے اور پھر اشارۂ ابرو پر دوبارہ اپنے مستقر کی طرف لوٹ جاتا ہے۔جس چیز سے جسم اقدس مس ہوجاتا ہے اس کے حق میں آگ اپنی فطرت بھول جاتی ہے اور آپ ﷺ کے غلاموں کے سامنے شیر ببر بھی سر اطاعت خم کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

وہ راستی سے قوموں کی عدالت کرے گا۔کیونکہ وہ آرہا ہے۔وہ زمین کی عدالت کرنے کو آرہا ہے۔وہ صداقت سے جہان کی اور اپنی سچائی سے قوموں کی عدالت کریگا:۔

یہ جملہ اس بات پر بین دلیل ہے کہ یہ بشارت ایسے نبی سے متعلق ہے جن کی نبوت و رسالت کسی خاص قوم کے لیے نہیں ہوگی بلکہ وہ "راستی سے قوموں کی عدالت کرے گا" اور "وہ تمام روئے زمین کی عدالت وانصاف کے لیے آئے گا" اور "وہ صداقت سے جہان کی اور اپنی سچائی سے قوموں کی عدالت کرے گا"۔

اور اس طرح کی عام رسالت کا پیغام لے کر صرف محمد عربی ﷺ ہی آئے ہیں۔ بنی اسرائیل میں مسیح سے قبل جتنے انبیا آئے ہیں مسیحی سبھوں کی نبوت کو بنی اسرائیل کے لیے خاص مانتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ بائبل کے عہد نامۂ قدیم میں دوسری قوموں میں

دعوت وتبلیغ کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ ایسے اقتباسات ملیں گے جونسلی بھید بھاؤ کے داعی ہیں اوروہ بنی اسرائیل کے علاوہ دیگر قوموں کوحقیر وذلیل بتاتے ہیں۔البتہ عیسائی حضرات مسیح کی نبوت کو عام مانتے ہیں مگر یہ قرآن وحدیث اور خود بائبل کی روایت کی رو سے درست نہیں ہے۔جیسا کہ ہم نے گذشتہ بشارت میں نقل کیا ہے کہ مسیح فرماتے ہیں:

"I am not sent but unto the lost sheep of the house of Israel." (Matthew: 15/24, King James Version)

''میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔'' (متی:۱۵/ ۲۴،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند،سن ۲۰۰۹ء)

اسی طرح مسیح نے اپنے شاگردوں کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ صرف بنی اسرائیل کے گھرانوں میں دعوت وتبلیغ کریں۔ان کے علاوہ دیگر اقوام کے لوگوں میں دعوت وتبلیغ کے لیے نہ جائیں:

The mission of the twelve

"These twelve Jesus sent forth, and commanded them, saying, Go not into the way of the Gentiles, and into any city of the Samaritans enter ye not: But go rather to the lost sheep of the house of Israel."

(Matthew: 10/5-6, King James Version)

''ان بارہ کو یسوع نے بھیجا اور اُنکو حکم دیکر کہا۔ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔''

(انجیل متی:۱۰/۵۔۶،۱۵/ ۲۴،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند،سن ۲۰۰۹ء)

مزید برآں اس بشارت میں اُس آنے والے نبی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ لوگوں میں عدالت جاری کریں گے جس پر مسیح کو کبھی قدرت حاصل نہیں ہوسکی بلکہ وہ خود ظلم وناانصافی کے شکار ہوگئے۔اُن کے برعکس پیغمبر اسلام محمدﷺ نے عدالت جاری کی۔خطا

کاروں پہ احکام الٰہی کو نافذ کیا۔ انصاف کا اعلیٰ نمونہ دنیا کے سامنے پیش فرمایا اور ظلم و نا انصافی کا خاتمہ فرمایا۔ جنگ بدر میں قید کیے گئے اپنے چچا جان اور عظیم مفسر قرآن حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد عباس سے بھی کسی طرح کی رعایت نہیں برتی اور ان سے بھی فدیہ لیا۔ روایتوں میں آتا ہے کہ جب پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے مکرم چچا عباس سے فرمایا: چچا جان! فدیہ دیجئے اور رہائی پائیے۔ آپ اپنا، اپنے دو بھتیجے عقیل بن ابوطالب بن عبدالمطلب اور نوفل بن حارث بن عبدالمطلب نیز اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کا فدیہ ادا کیجئے۔ تو عباس نے کہا: یارسول اللہ! میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فأين المال الذى دفنته أنت وأم الفضل، وقلت لها: إن أصبت فى سفرى، هذا لبنى، الفضل، وعبد الله، وقثم؟ فقال: والله إنى لاعلم أنك رسول الله، إن هذا الشيئى ما علمه إلا أنا وأم الفضل".

"آپ کا وہ مال کہاں ہے جسے آپ اور (آپ کی اہلیہ) ام الفضل نے مل کر زمین میں دفن کیا اور آپ نے اس کے بارے میں ام الفضل سے کہا کہ اگر مجھے جنگ بدر کے سفر میں کچھ ہو جائے تو یہ میرے بچے فضل، عبداللہ اور قثم کے لیے ہے۔ یہ سن کر عباس بولے: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اس مال کا علم میرے اور ام الفضل کے علاوہ کسی کو نہیں۔

(سبل الهدىٰ و الرشاد: ٤/ ٦٩ الباب السابع فى بيان غزوة بدر، ١٠/ ٦٠ الباب الثامن عشر فى اخباره ﷺ نوفل بن الحارث بماله الذى خبأه بجدة، عمدة القارى: ١٣/ ٩٧ باب اذا أسر أخو الرجل أو عمه، الخصائص الكبرى: ١/ ٣٥٠ باب ما وقع فى غزوة بدر، تفسير ابن كثير: سورة الأنفال ٧٠، تفسير القرطبى: سورة

الأنفال ۷۰، السيرة النبوية لابن كثير: ٤٦٢/٢)

بلکہ سب سے زیادہ فدیہ اپنے چچا عباس ہی سے لیا:

"قال ابن إسحاق: وكان أكثر الاسارى فداء يوم بدر فداء العباس، فدى نفسه بمائة أوقية من ذهب."

''ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جنگ بدر کے قیدیوں میں سب سے زیادہ اور گراں فدیہ عباس کا تھا۔ان سے سو اوقیہ سونا لیا گیا۔''

(سبل الهدىٰ و الرشاد: ٦٩/٤، الباب السابع فی بیان غزوة بدر)

اس طرح جب ہم زبور کی اس بشارت کا دقت نظر سے مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ اس بشارت میں محمد عربی فداہ ابی وامی ﷺ کا ذکر جمیل ہے۔اوران کے سوا کوئی بھی اس بشارت کا مصداق نہیں ہے۔کیونکہ رسالت عمومی اور عدل وحدود قائم کرنے کی قدرت اِن دونوں کا اجتماع کسی بھی نبی میں نہیں ہوا ہے۔عیسائیوں کی جانب سے صرف مسیح کے بارے میں یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ان کی رسالت عام تھی مگران کے اندر عدالت قائم کرنے کی صفت مفقود ہے۔
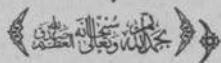
بیسویں بشارت

فدیہ دینے والا

"And the Redeemer shall come to Zion, and unto them that turn from transgression in Jacob, saith the LORD. As for me, this is my covenant with them, saith the LORD; My spirit that is upon thee, and my words which I have put in thy mouth, shall not depart out of thy mouth, nor out of the mouth of thy seed, nor out of the mouth of thy seed's seed, saith the LORD, from henceforth and for ever."

(Isaiah: 59/20-21, King James Version)

''اور خداوند فرماتا ہے کہ صِیُّون میں اور اُنکے پاس جو یعقوب میں خطا کاری سے باز آتے ہیں ایک فدیہ دینے والا آئیگا۔ کیونکہ اُنکے ساتھ میرا عہد یہ ہے۔ خداوند فرماتا ہے کہ میری روح تجھ پر ہے اور میری باتیں جو میں نے تیرے منہ میں ڈالی ہیں تیرے منہ سے اور تیری نسل کے منہ سے اب سے لیکر ابد تک جاتی نہ رہینگی۔ خداوند کا یہی ارشاد ہے۔''

(یسعیاہ: ۵۹/۲۰۔۲۱، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس اقتباس میں بنی اسرائیل کو یہ خوشخبری سنائی جارہی ہے کہ لوگوں کو مشکلات سے نجات دِلانے والے رسول موعود (محمدﷺ) عنقریب تشریف لانے والے ہیں۔ مگر ان کی آمد سے فائدہ انہی افراد کو ہوگا جو تعصب و عناد اور سرکشی سے پاک ہوں گے۔ جو لوگ ہٹ دھرم اور خدائی احکام کے آگے اپنی عقل دوڑانے والے ہوں گے انہیں ان کی آمد سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

کیونکہ اُنکے ساتھ میرا عہد ہے:۔

یہ اُسی عہد کی بات ہورہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے لی ہے:

"وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَ

كُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ إِصْرِىْ، قَالُوْا أَقْرَرْنَا، قَالَ فَاشْهَدُوْا وَأَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشَّاهِدِيْنَ o"۔

"(یاد کرو) جب اللہ نے نبیوں سے یہ وعدہ لیا کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت دوں اور پھر (تم سبھوں کے بعد) تمہارے پاس کی (کتابوں کی) تصدیق کرتا ہوا رسول (محمد ﷺ) آئے تو تم ضرور بالضرور اُن پر ایمان لانا اور اُن کی مدد کرنا، (خدا نے) کہا: کیا تم اقرار کرتے اور اس پیمان کو مضبوطی سے باندھتے ہو؟ (نبیوں نے) کہا: ہاں! ہم اقرار کرتے ہیں، (خدا نے) کہا: تو پھر تم (خود اپنی بات پر) گواہ ہو جاؤ اور تمہارے ساتھ میں بھی گواہوں میں سے ہوں"۔

(سورۃ آل عمران: ۸۱)

اور اسی عہد کو موسیٰ علیہ السلام کی وساطت سے بائبل میں ان الفاظ میں یاد کیا گیا ہے:

"I will raise them up a Prophet from among their brethren, like unto thee, and will put my words in his mouth; and he shall speak unto them all that I shall command him. And it shall come to pass, that whosoever will not hearken unto my words which he shall speak in my name, I will require it of him. But the prophet, which shall presume to speak a word in my name, which I have not commanded him to speak, or that shall speak in the name of other gods, even that prophet shall die."

(Deuteronomy:18/18-20, King James Version)

"میں ان کے لئے ان کے ہی بھائیوں میں سے ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے حکم دُونگا وہی وہ اُن سے کہیگا۔ اور جو کوئی میری اُن باتوں کو جو وہ میرا نام لیکر کہے گا نہ سُنے تو میں اُنکا حساب اُس سے

ُونگا: لیکن جو نبی گستاخ بنکر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جسکا میں نے اُسکو حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔"

(استثنا: ۱۸/۱۸۔۲۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اللہ رب العزت نے جن لوگوں کو سب سے زیادہ محمد ﷺ کی نشانیوں سے آگاہ کیا ہے وہ بنی اسرائیل یہود و نصاریٰ ہیں۔ انہیں ایک بار پھر یہ یاد دلایا جارہا ہے کہ اے لوگو! تمہارے لیے ایک ایسا شخص آئے گا جو تمہارے لیے باعث نجات بنے گا۔ ان کی اقتدا واتباع لوگوں کے لیے ہدایت اور جہنم سے چھٹکارے کا سبب ہوگی۔ لیکن ان کی اتباع کی توفیق انہی کو ملے گی جو خطا سے باز آئیں گے اور راستی کے طالب ہوں گے۔ جو سرکش اور اپنی خواہشات کے تابع ہوں گے انہیں یہ ہدایت ہرگز نہیں ملے گی۔ قرآن بھی یہی کہتا ہے کہ اللہ کی کتاب صرف ان لوگوں کے لیے وجہِ ہدایت ہے جو بھلائی کے طالب ہیں:

"ذٰلِکَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ٥":

"شک سے بالاتر یہ کتاب انہیں ہدایت دیتی ہے جو (تعصب وعناد سے) پرہیز کرتے ہیں۔" (سورة البقرة: ۲)

میری روح تجھ پر ہے:۔

یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی اللہ رب العزت خود حفاظت فرمائے گا۔ دشمنوں اور شریر روحوں سے انہیں محفوظ رکھے گا۔ ارشاد الٰہی ہے:

"يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ٥":

"اے رسول! آپ کے رب کی جانب سے آپ کی طرف جو وحی کیا گیا ہے اسے (لوگوں تک) پہنچا دیجیے۔ اگر (بفرض محال) آپ نے ایسا نہیں تو گویا آپ نے

حقِ رسالت ادا نہیں کیا۔ اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا اور بے شک اللہ کافروں کو راہ نہیں دے گا۔"
(سورة المائدة: ٦٧)

اور میری باتیں جو میں نے تیرے منہ میں ڈالی ہیں تیرے منہ سے اور تیری نسل کے منہ سے اب سے لیکر ابد تک جاتی نہ رہیں گی:۔

اس میں اس بات کی اشارہ ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کو جو صحیفۂ آسمانی عطا کیا جائے گا وہ مسلمانوں میں ہمیشہ کے لیے مقبول اور حجت ہوگا۔ اس آسمانی کتاب میں کسی طرح کی تبدیلی زمانہ نہیں کر سکے گا۔ حوادث و واقعات سے اس میں کسی طرح کا تغیر نہیں ہوگا بلکہ وہ جس طرح لوحِ محفوظ سے نازل کیا جائے گا باقی رہے گا اور ایسا ہی ہوا کہ اللہ رب العزت نے اعلان فرمادیا:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ٥"۔

"بے شک ہم نے ذکر (قرآن) کو اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔"

(سورة الحِجر: ٩)

اور وعدۂ ربانی کے مطابق قرآن ایک نقطے کی بھی تبدیلی سے محفوظ ہے۔ اس کا ہر ہر حرف اور نقطہ اشرار کی دست و برید سے مامون ہے۔ اس کے برخلاف بائبل کی جو حالت ہے اسے مزید بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مقدمہ میں جو کچھ بیان کر دیا گیا ہے وہی کافی ہے۔

بحمد اللہ سبحانہ و تعالیٰ

اکیسویں بشارت

سلامتی کا شہزادہ

The birth of the Prince of Peace

"Nevertheless the dimness shall not be such as was in her vexation, when at the first he lightly afflicted the land of Zebulun and the land of Naphtali, and afterward did more grievously afflict her by the way of the sea, beyond Jordan, in Galilee of the nations. The people that walked in darkness have seen a great light: they that dwell in the land of the shadow of death, upon them hath the light shined."

(Isaiah: 9/1-2, King James Version)

''اُس نے قدیم زمانے میں زبُولُون اور نفتالی کے علاقوں کو ذلیل کیا پر آخر زمانہ میں قوموں کے گلیل میں دریا کی سمت یردن کے پار بزرگی دیگا: جو لوگ تاریکی میں چلتے تھے انہوں نے بڑی روشنی دیکھی۔ جو موت کے سایہ کے ملک میں رہتے تھے اُن پر نور چمکا:'' (یسعیاہ: ۹/ ۱۔۲، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

ساتویں اور آٹھویں آیتوں میں مزید صفات بیان کی گئیں:

"For unto us a child is born, unto us a son is given: and the government shall be upon his shoulder: and his name shall be called Wonderful, Counseller, The mighty God, The everlasting Father, The Prince of Peace. Of the increase of his government and peace there shall be no end, upon the throne of David, and upon his kingdom, to order it, and to establish it with judgment and with justice from henceforth even for ever. The zeal of the LORD of hosts will perform this."

(Isaiah: 9/6-7, King James Version)

''اِسلئے ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا۔ اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اُسکے کندھوں پر ہوگی اور اُسکا نام عجیب مشیر خدائِ قادرِ ابدیت کا باپ سلامتی کا شہزادہ ہوگا: اُسکی سلطنت کے اقبال اور سَلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی۔ وہ داؤد کے تخت اور

اُسکی مملکت پر آج سے ابد تک حکمران رہیگا اور عدالت اور صداقت سے اُسے قیام بخشیگا ربّ الافواج کی غیوری یہ کرے گی۔"

(یسعیاہ: ۶/۹۔۷، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

مسیحیوں کا گمان ہے کہ یہ پیرا گراف یسوع سے متعلق ہے مگر یہ بشارت مسیح کے متعلق نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ اس میں آنے والے نبی کو "سلامتی کا شہزادہ" کہا گیا ہے اور مسیح کو امن و سلامتی سے کوئی واسطہ نہیں ہے بلکہ انہیں امن سے ایک گونہ بیر ہے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں:

"Think not that I am come to send peace on earth: I came not to send peace, but a sword."

(Matthew: 10/34, King James Version)

"یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں۔ صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلوانے آیا ہوں۔" (متی: ۳۴/۱۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

شاید مسیح کا یہی قول ہیروشیما اور ناگاساکی پہ ایٹم بم برسانے والوں اور ویت نام، افغانستان، عراق، لبنان، لیبیا اور فلسطین کی اینٹ سے اینٹ بجانے والوں کے پیش نظر ہے۔

یہ بات ایشیائی باشندوں اور "غیر سامی" اشخاص کی سمجھ سے بالا ہے کہ جو شخص دنیا میں اس لیے آئے کہ وہ خود سولی پر چڑھ کر تمام انسانوں کے کفارے اور نجات کا ذریعہ بن جائے وہ امن کی بجائے تلوار کی بات کیوں کرتے ہیں۔ انسانیت کے لیے دل میں اتنی ہمدردی ہے کہ سارے عالم کے انسانوں کی نجات کے لیے چیختے چلاتے تختہ دار پر چڑھ گئے اور اُسی انسانیت کے لیے امن و سلامتی کی جگہ فساد لے کر آنے کی بات کرتے ہیں۔ یہ فلسفہ بھی خوب ہے۔

اسلام کو دہشت گردی کا مذہب، صحیفۂ صبیحہ قرآن کو دہشت گردی کی کتاب اور

(معاذ اللہ) پیغمبر اسلام ﷺ اور مسلمانوں کو دہشت گرد ہونے کی گالی دینے والوں کو ہمارا چیلنج ہے کہ وہ صبحِ قیامت تک ہماری مقدس کتاب میں بائبل کے اس اقتباس کی مثل کوئی آیت ہمیں دکھا دیں۔ ہم ان سے مودبانہ گذارش کرتے ہیں وہ ہمیں گالی دینا بند کر دیں اور کم از کم اپنے ''خدا'' مسیح کے اس قول پہ عمل کریں:

"And why beholdest thou the mote that is in thy brother's eye, but perceivest not the beam that is in thine own eye? Either how canst thou say to thy brother, Brother, let me pull out the mote that is in thine eye, when thou thyself beholdest not the beam that is in thine own eye? Thou hypocrite, cast out first the beam out of thine own eye, and then shalt thou see clearly to pull out the mote that is in thy brother's eye."
(Luke: 6/41-42, King James Version)

''تو کیوں اپنے بھائی کی آنکھ کے تنکے کو دیکھتا ہے اور اپنی آنکھ کے شہتیر پر غور نہیں کرتا؟؛ اور جب تو اپنی آنکھ کے شہتیر کو نہیں دیکھتا تو اپنے بھائی سے کیونکر کہہ سکتا ہے کہ بھائی لا اُس تنکے کو جو تیری آنکھ میں ہے نکال دوں۔ اے رِیاکار! پہلے اپنی آنکھ میں سے تو شہتیر نکال۔ پھر اُس تنکے کو جو تیرے بھائی کی آنکھ میں ہے اچھی طرح دیکھ کر نکال سکے گا؛''

(لوقا:۶/۴۱-۴۲، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

ورنہ یاد رکھیں کہ ہم ''شناسا چہروں'' اور ''تعلیم یافتہ افراد'' کے لیے ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسرے رخسار کو پیش کرنے کا نظریہ نہیں رکھتے ہیں بلکہ ''جوابِ آں غزل'' کا حوصلہ اور قوت بھی رکھتے ہیں۔ بقول شاعر ؎

کرم کے بدلے ستم اُٹھائیں، یہ ہم سے ہرگز نہ ہو سکے گا
وفا کے بدلے وفا کریں گے، جفا کے بدلے جفا کریں گے

بہرحال! اب بشارت والے مذکورہ اقتباس کی تشریح ملاحظہ ہو:۔

جولوگ تاریکی میں چلتے تھے انہوں نے بڑی روشنی دیکھی:۔

اہل عرب علم و حکمت، آئین و قانون اور منظّم سماجی بندھن سے بے بہرہ اور نا آشنا تھے۔علوم وفنون سے بالکلیہ جاہل تھے۔ان میں اللہ رب العزت نے نور اور کتاب مبین نازل فرمائی اور انہیں ہدایت و رہبری کا گنجینہ بنادیا۔ جو خود زندگی گذارنے کے طریقے سے نا آشنا اور غافل تھے انہیں علم و حکمت کا شہسوار بنادیا۔علوم وفنون ان کے سینوں میں بھر دیا گیا جو غیر مہذب زندگی گذارنے کے عادی تھے۔

جوموت کے سایہ کے ملک میں رہتے تھے اُن پر نور چمکا:۔

عربوں کے ہاں زندگی گذارنے کا کوئی صحیح پیمانہ ہی نہیں تھا۔ جنگ و امن کے اصول بھی نہایت مضحکہ خیز تھے۔معمولی اور نہایت چھوٹی سی بات پر ان کے درمیان سالوں سال اور کئی نسل تک جنگ چلتی رہتی۔ ایسوں کے درمیان اللہ رب العزت نے نور (محمد ﷺ) کو طلوع فرمایا جنہوں نے ان کے طرز حیات کو بدل کر رکھ دیا۔ جو لوگ کسی ٹھوس سبب کے بغیر خون بہانے اور آدم کی اولاد کو قتل کرنے کو قابل فخر کارنامہ خیال کرتے تھے وہی دنیا کو یہ پیغام دینے لگے کہ ایک مجرم کا سزا سے بچ جانا کسی بے قصور کو سزا دینے سے بہتر ہے۔

سلطنت اُسکے کندھوں پر ہوگی:۔

یہاں سلطنت سے مراد غیر محسوس سلطنت ہے کیونکہ بعد کی آیت میں ہے:"اس کی سلطنت کی کچھ انتہا نہ ہوگی اور وہ داؤد کے تخت اور اس کی مملکت پر ابد تک حکمرانی کرے گا"۔

اور یہ بتانے کی حاجت نہیں ہے کہ آج تک کوئی ایسا حکمراں پیدا نہیں ہوا جس کو ظاہری طور پر دائمی سلطنت ملی ہے۔لہذا ماننا پڑے گا کہ یہاں ہمیشہ کے لیے باطنی حکومت اور غیر ظاہری سلطنت مراد ہے جو یقیناً صرف پیغمبر اسلام ﷺ کو حاصل ہے۔تمام انبیا و

رُسل آپ کے تابع ہیں۔ مسیحی ہمیں یہ بتلانے کی ذرا بھی زحمت نہ کریں کہ اس بشارت میں مسیح کی ذات مراد ہے کیونکہ اس میں اُس نبی کو سلامتی کا شہزادہ کہا گیا ہے اور مسیح تو سلامتی کے لیے آئے ہی نہیں تھے بلکہ ان کا مقصد فتنہ وفساد پھیلانا تھا جیسا کہ ماقبل میں حوالہ گذر چکا ہے۔

اُسکا نام عجیب مشیر خدایِ قادرِ ابدیت کا باپ سلامتی کا شہزادہ ہوگا:۔

آنے والے کو سلامتی کا شہزادہ قرار دیا گیا ہے۔ یعنی اُس کی آمد سے دنیا میں امن وسلامتی کو کافی فروغ ملے گا۔ اعلان نبوت سے قبل ہی پیغمبر اسلام محمد ﷺ نے امن کو فروغ دینا شروع کر دیا تھا۔ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک پینتیس سال تھی اس وقت خانہ کعبہ کی تعمیر نو کا کام شروع ہوا۔ سارے امور بخوبی اور نہایت اتفاق سے انجام پذیر ہو گئے لیکن جب حجر اسود کو اس کے اصل مقام پہ نصب کرنے کا سوال ہوا تو تمام قبائل نے اسے اعزاز سمجھتے ہوئے اس کے حصول کے لیے تلواریں بے نیام کرلیں۔ ہر قبیلہ اس شرف کو پانا چاہتا تھا اور کوئی کسی کی بات سننے کو رَوادار نہ تھا۔ چند ایام حالات نہایت کشیدہ رہے اور پھر آخر میں یہ فیصلہ ہوا کہ جو شخص کل صبح سب سے پہلے مسجد حرام میں داخل ہوگا اسی کا فیصلہ تسلیم کیا جائے گا۔ دوسرے روز پیغمبر اسلام ﷺ سب سے پہلے باب بنی شیبہ سے داخل ہوئے جنہیں دیکھ کر تمام لوگوں کو اطمینان ہوا اور بولے:

"هذا الأمين رضينا، هذا محمد، فلما انتهى إليهم وأخبروه الخبر، قال رسول الله ﷺ هَلُمَّ إلىَّ ثوبًا، فأتى به، فأخذ الركن -يعنى الحجر الأسود-فوضعه فيه بيده، ثم قال لتأخذ كل قبيلة بناحية من الثوب ثم قال ارفعوه جميعا، ففعلوا، حتى إذا بلغوا به موضعه، وضعه هو بيده ﷺ۔"

"یہ محمد ﷺ امین (امانت دار) ہیں، ہم ان سے راضی ہیں۔ جب پیغمبر اسلام ﷺ

ان لوگوں کے قریب پہنچے تو انہوں نے رضا مندی کی بات بتائی (اور آپ سے فیصلہ سنانے کی درخواست کی) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک کپڑا لاؤ، پھر اپنے مبارک ہاتھوں سے اس میں حجر اسود کو اٹھا کر رکھا اور ارشاد فرمایا: ہر قبیلہ (کا سردار) کپڑے کو کنارے سے پکڑ لے اور پھر سب مل کر اٹھائیں۔ چنانچہ حسب حکم سبھوں نے ایسا ہی کیا اور جب حجر اسود اپنے اصل مقام پہ پہنچ گیا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے اسے اس کی جگہ پر رکھ دیا۔" (التفسیر لابن کثیر: سورة البقرة ۱۲۷، السیرة لابن هشام: ۲/ ۱۸، عمدة القاریَ: ۹/ ۲۱۷ باب فضل مکة و بنیانها، سبل الهدیٰ و الرشاد: ۲/ ۱۷۱ الباب الخامس عشر)

اس طرح محمد ﷺ کی حکمت سے ان قبائل کی خواہش بھی پوری ہوگئی اور ایک بڑی خونریزی بھی ٹل گئی۔

اُسکی سلطنت کے اقبال اور سَلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی:۔

نبی کریم ﷺ کی اقبالمندی اور سلامتی کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اور یہ بات اتنی واضح ہے کہ مزید کسی بیان کی حاجت باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے صرف تیئیس سال تک لوگوں کو دعوت اسلام دی تو ان پر لاکھوں لوگ ایمان لائے۔ ہم نے پچھلے صفحات میں پیغمبر اسلام ﷺ کی حیات کے متعلق نقل کیا ہے کہ ان کی حیات دائمی ہے۔ موت فقط آنی اور زمانی تھی۔ تو جس طرح آپ ﷺ کی حیات دائمی ہے اسی طرح آپ کی سلطنت وحکمرانی بھی ابدی ہے۔

وہ داؤد کے تخت اور اُسکی مملکت پر آج سے ابد تک حکمران رہیگا:۔

ہمیں کہہ لینے دیا جائے کہ اس اقتباس میں روحانی حکومت اور سلطنت یا نبوت مراد ہے ورنہ آج تک کوئی ایسا حکمراں نہیں گذرا جو ابد تک حکمراں بن سکے۔ اور مفہوم

عبارت یہ ہے کہ وہ نبی معظم ﷺ ابد تک حکمراں رہیں گے۔ ہمارے پیغمبر محمد عربی ﷺ یقیناً ایک ابدی حکمراں ہیں۔ وہ تمام بنی آدم کے سردار ہیں۔ سید الانبیا والرسل ہیں۔ اس جہاں میں بھی تمام نبیوں نے آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی اور آخرت میں بھی آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ فرماتے ہیں:

"أنا سيد ولد آدم يوم القيامة ولا فخر وبيدى لواء الحمد ولا فخر وما من نبي يومئذ آدم فمن سواه إلا تحت لوائي وأنا أول من تنشق عنه الأرض ولا فخر"۔

''میں بروز قیامت تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور کوئی فخر نہیں۔ میرے ہی ہاتھوں میں لواء الحمد ہوگا اور کوئی فخر نہیں۔ آدم اور اُن کے ماسوا کوئی نبی نہیں ہے مگر وہ میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔ حشر کے دن سب سے پہلے میری قبر کھلے گی اور کوئی فخر نہیں۔'' (الجامع للترمذی: رقم الحديث ٣٤٤١، ٣٩٧٥، مسند أحمد: رقم الحديث ١١٢٦٣، صحيح السلم: رقم الحديث ٦٠٧٩)

اور عدالت اور صداقت سے اُسے قیام بخشیگا ربّ الافواج کی غیوری یہ کرے گی:۔

اللہ رب العزت نے پیغمبر اسلام ﷺ کو ساری کائنات کا مالک ومختار بنایا ہے۔ ہر مسلمان آپ ﷺ کا غلام ہے اور آپ ﷺ کو ان کی جان و مال پر مکمل اختیار حاصل ہے جیسا کہ آیات قرآنی میں مذکور ہے مگر اس کے باوجود آپ ﷺ نے خود کو عامۃ الناس کے لیے بنائے گئے انصاف کے قوانین سے مستثنیٰ نہیں رکھا۔ روایتوں میں آیا ہے کہ سوادہ بن عمرو نامی ایک انصاری صحابی بہت زیادہ خلوق (ایک طرح کی خوشبو) لگایا کرتے تھے۔ ایک روز جب وہ بارگاہ رسالت میں آئے تو پیغمبر اسلام ﷺ نے لکڑی سے ان کی طرف اشارہ فرمایا جس سے انہیں زخم آ گیا۔ وہ اپنے زخم کو دیکھ کر بولے:

"القصاص يا رسول الله! فأعطاه العود وكان على النبى صلى الله عليه و سلم قميصان قال فجعل يرفعهما قال فنهره الناس قال فكشف عنه حتى انتهى إلى المكان الذى جرحه فرمى بالقضيب وعلقه يقبله وقال يا نبى الله بل أدعها لك تشفع لى بها يوم القيامة"۔

''یارسول اللہ ﷺ! مجھے قصاص لینے دیا جائے۔ نبی ﷺ نے انہیں لکڑی تھما دی اور اپنی دونوں قمیصوں کو اتارنے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر صحابہ سوادہ کو ڈانٹنے لگے۔ جب پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنی مبارک قمیصوں کو اٹھایا تو سوادہ نے لکڑی پھینک دی، رسول اللہ ﷺ کی پشت اقدس کو بوسہ دیا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ اس کے بدلے قیامت میں میری شفاعت فرمائیں۔'' (مصنف عبد الرزاق: رقم الحديث ١٨٠٣٩، كنز العمال: رقم الحديث ٤٠٢٢٣، جامع الأحاديث: رقم الحديث ٤٣٨٥٨، كتاب الشفاء: فصل أما أفعاله ﷺ، عمدة القارى: ٩/ ١٥١، ١٤/ ٢٤٦ باب غسل الخلوق ثلث مرات، سبل الهدىٰ و الرشاد: ٧/ ٧٠، الباب الرابع عشر، الطبقات الكبرىٰ لابن سعد: ٣/ ٥١٦ ذكر سليم بن ملحان، أسد الغابة: ١/ ٦٧١)

ہم پچھلے صفحات میں پیغمبر اسلام ﷺ کی صداقت وعدالت کے متعلق خود ان کے زمانے کے دشمنان اسلام کی آرا بھی نقل کر چکے ہیں جن سے پیغمبر اسلام ﷺ کی صداقت و عدالت بھر پور طریقے سے واضح ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ بھی آپ ﷺ کی عدالت و حق پسندی پہ بہت سے شواہد اگلے صفحات میں تحریر کریں گے۔

﴿ بحمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ العظیم ﴾

بائیسویں بشارت

رسول موعود بیت المقدس کی اچانک زیارت کرے گا

"Behold, I will send my messenger, and he shall prepare the way before me: and the Lord, whom ye seek, shall suddenly come to his temple, even the messenger of the covenant, whom ye delight in: behold, he shall come, saith the LORD of hosts."
(Malachi: 3/1, King James Version)

''دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجونگا اور وہ میرے آگے راہ درست کریگا اور خداوند جسکے تم طالب ہو ناگہان اپنی ہیکل میں آ موجود ہوگا۔ ہاں عہد کا رسول جسکے تم آرزومند ہو آئیگا رب الافواج فرماتا ہے۔''
(ملاکی: ۱/۳، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجونگا اور وہ میرے آگے راہ درست کریگا:۔

اس میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ اللہ رب العزت اپنے نبی محمد ﷺ کو بھیجے گا اور وہ خدا کے دین اور ملت حنیف کو پھیلائے گا۔ پھر اُس مقدس و مطہر رسول ﷺ کی صفات کو بیان کیا گیا۔

اور خداوند جسکے تم طالب ہو، ناگہان اپنی ہیکل میں آموجود ہوگا:۔

پیغمبر اسلام ﷺ شب معراج اچانک بیت المقدس پہنچے اور انبیا کی امامت فرمائی۔ پھر وہاں سے ساتوں آسمان اور سدرۃ المنتہیٰ سے گذرتے ہوئے 'لامکاں' تشریف لے گئے جہاں رب کی رویت اور اس سے کلام کا خصوصی شرف حاصل کیا۔ اور امتی کے لیے نماز کا تحفہ لے کر واپس آئے۔

مذکورہ بشارت میں لفظ Lord یا خداوند سے کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ اس سے تو خدا کی ذات مراد ہے۔ کیونکہ ہم بائبل میں ایسے سینکڑوں مقامات کی نشاندہی کر سکتے ہیں جہاں

اس لفظ یا اس کے ہم معنی الفاظ کا استعمال انسانوں کے لیے ہوا ہے۔ نمونے کے لیے صرف ایک اقتباس نقل کرتے ہیں:

Two angels visit Lot

"And there came two angels to Sodom at even; and Lot sat in the gate of Sodom: and Lot seeing them rose up to meet them; and he bowed himself with his face toward the ground; And he said, Behold now, my *lords*, turn in, I pray you, into your servant's house, and tarry all night, and wash your feet, and ye shall rise up early, and go on your ways. And they said, Nay; but we will abide in the street all night."

(Genesis: 19/1-2, King James Version)

''اور وہ دونوں فرشتے شام کو سدوم میں آئے اور لوط سدوم کے پھاٹک پر بیٹھا تھا اور لوط اُن کو دیکھ کر ان کے استقبال کے لئے اُٹھا اور زمین تک جھکا۔ اور کہا اے میرے خداوند اپنے خادم کے گھر تشریف لے چلئے اور رات بھر آرام کیجئے اور پاؤں ہاتھ دھوئیے اور صبح اُٹھکر اپنی راہ لیجئے اور اُنہوں نے کہا نہیں ہم چوک ہی میں رات کاٹ لیں گے۔''

(پیدائش: ۱/۱۹۔۲، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اور بائبل کے مطابق ایسے بھی کسی انسان کا خدا کو دیکھنا ممکن نہیں ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے رب سے بار بار درخواست کی کہ انہیں جلوہ دِکھایا جائے تو جواب آیا:

"Thou canst not see my face: for there shall no man see me, and live."

(Exodus: 33/20, King James Version)

''تُو میرا چہرہ نہیں دیکھ سکتا کیونکہ انسان مجھے دیکھ کر زندہ نہیں رہیگا۔''

(خروج: ۲۰/۳۳، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

علمائے اسلام کے نزدیک انسان کے لیے دنیا میں خدا کو دیکھنا ممکن نہیں کیونکہ اِن آنکھوں میں وہ قوت نہیں ہے، البتہ بروز قیامت مسلمان اللہ کا دیدار کریں گے کیونکہ

اُس دن اللہ مسلمانوں کی آنکھوں میں وہ قوت ودیعت کر دے گا جس سے یہ ناممکن کام ممکن ہو سکے گا۔ (شرح العقائد للنسفی: ص ۹۱، مطبوعہ مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، یو پی۔ ہند) جیسے اُس نے دنیا میں ہی اپنے حبیب محمد عربی ﷺ کی آنکھوں میں وہ قوت ودیعت کر دی ہے تو اُس نے شب معراج اس کا دیدار کیا۔ جو ایک قطرہ پانی سے انسان بلکہ بغیر کسی عنصر و میٹریل کے اس کائنات کو بنانے پر قادر ہے وہ آنکھوں میں ایسی قوت مدرکہ تخلیق کرنے پر بھی قادر ہے۔

ہاں عہد کا رسول جسکے تُم آرزو مند ہو آئیگا:۔

یہ جملہ اہل اسلام کے اس دعویٰ کی تائید کرتا ہے کہ انبیاے سابقین نے پیغمبر اسلام ﷺ کی بشارتیں اپنی اپنی امتوں کو سنائیں۔ انہیں آپ ﷺ کی بعثت اور صفات کے بارے میں بتایا۔ ایسی علامات بیان کیں جن سے اُن کی امت کے علما بہ آسانی پیغمبر اسلام ﷺ کو پہچان سکیں اور آپ پر ایمان لائیں۔ دیکھئے جس عہد کی بات ہو رہی ہے اُس کا تذکرہ قرآن میں بھی ہے کہ انبیا علیہم السلام نے رب سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ سب اپنی اپنی امتوں کو محمد عربی ﷺ کا ذکر جمیل سنائیں گے۔ آپ کی پیاری پیاری اور میٹھی میٹھی صفات سے لوگوں کو باخبر کریں گے۔ آیت قرآنی ہے:

"وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيِّيْنَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ إِصْرِيْ، قَالُوْا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِيْنَ ٥"۔

"(یاد کرو) جب اللہ نے نبیوں سے یہ وعدہ لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت دوں اور پھر (تم سبھوں کے بعد) تمہارے پاس کی (کتابوں کی) تصدیق کرتا ہوا رسول (محمد ﷺ) آئے تو تم ضرور بالضرور اُن پر ایمان لانا اور اُن کی مدد کرنا،

(خدا نے) کہا: کیاتم اقرار کرتے اور اس پیمان کو مضبوطی سے باندھتے ہو؟ (نبیوں نے) کہا: ہاں! ہم اقرار کرتے ہیں، (خدا نے) کہا: تو پھر تم (خود اپنی بات پر) گواہ ہو جاؤ اور تمہارے ساتھ میں بھی گواہوں میں سے ہوں''۔

(سورۃ آل عمران:۸۱)

یہ بات بھی غور کرنے کے قابل ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی معراج کے جس واقعہ کی طرف بائبل کی مندرجہ بالا آیات میں اشارہ کیا گیا ہے اس معراج کے واقع ہونے اور نبی کریم ﷺ کی اس صفت کے بائبل میں درج ہونے دونوں باتوں کی تصریح درج ذیل روایت میں ہے:

ابوسفیان نے ہرقل کے دربار میں پیغمبر اسلام کی صداقت وراست گوئی پر سوال اٹھاتے ہوئے کہا کہ کیا میں آپ کو (محمد ﷺ کی) ایک ایسی بات نہ بتاؤں جس کی صداقت پہ یقین نہیں کیا جا سکتا ہے؟ ہرقل نے کہا: بتاؤ۔ ابوسفیان نے کہا: ان کا دعویٰ ہے کہ وہ ایک رات ہماری سرزمین سے نکلے اور آپ کی مسجد (بیت المقدس) آئے اور پھر اسی رات واپس اپنے گھر بھی پہنچ گئے۔ یہ سن کر ایک بطریق (عیسائی عالم) نے کہا: میں اس رات کو جانتا ہوں۔ ہرقل نے کہا: تم کیسے جانتے؟ بطریق نے کہا: یہ میرا معمول ہے کہ میں سونے سے پہلے مسجد (بیت المقدس) کے تمام دروازے بند کر کے سوتا ہوں۔ اس رات بھی میں نے تمام دروازے بند کر دیے مگر ایک دروازہ بند نہیں ہو سکا۔ پھر میں نے وہاں موجود تمام حاضرین کی مدد سے بند کرنے کی کوشش کی مگر ہم کامیاب نہ ہو سکے۔ پھر ہم نے یہ کہہ کر اس دروازے کو کھلا چھوڑ دیا کہ شاید پوری عمارت کا بوجھ اس دروازے پر آ گیا ہے اس کے سبب یہ بند نہیں ہو رہا ہے۔ کل ہم کسی بڑھئی کو بلوا کر اسے ٹھیک کروالیں گے۔ صبح بیدار ہونے کے بعد جب میں اس دروزاے کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ دروازے کے ایک کونے میں جو پتھر ہے وہاں کوئی تازہ سوراخ اور سواری کے باندھنے کے نشانات بھی ہیں۔ پھر

جب میں نے دروازہ بند کیا تو وہ بڑی آسانی سے بند ہو گیا اور:

"فعلمت انه انما امتنع لاجل ما كنت اجده فى العلم القديم ان نبيا يصعد من بيت المقدس الى السماء وعند ذلك قلت لاصحابى ما حبس هذا الباب الليلة الا لهذا الامر".

''میں نے جان لیا کہ میں (اُس درازہ کو بند کرنے سے) اس لیے عاجز ہوا تھا کہ پچھلی کتابوں میں یہ مرقوم ہے کہ بیت المقدس سے ایک نبی آسمان کی طرف جائے گا۔ اور پھر میں نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ رات میں دروازہ بند نہ ہونے کی وجہ یہی تھی''۔ (تفسير الحقى: سورة الاسراء: ١)

دیکھئے کتنی اچانک زیارت تھی! جو عیسائی عالم اس بات کو جانتا تھا اور توریت و انجیل کی تعلیم کی وجہ سے ان امور کا علم رکھتا تھا، اسے معراج کے وقوع ہونے سے پہلے ذرا بھی بھنک نہیں لگی اور واقع ہونے کے بعد علامات کی بنیاد پر اسے یہ معلوم ہوا کہ جو ہونے والا تھا وہ ہو گیا اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے تھے وہ آکر واپس جا چکے ہیں۔

تیئیسویں بشارت

لوگوں کی مرغوب و محبوب چیز

"And I will shake all nations, and the desire of all nations shall come: and I will fill this house with glory, saith the LORD of hosts. The silver is mine, and the gold is mine, saith the LORD of hosts. The glory of this latter house shall be greater than of the former, saith the LORD of hosts: and in this place will I give peace, saith the LORD of hosts."

(Haggai: 2/7-9, King James Version)

''میں سب قوموں کو ہلا دونگا اور اُنکی مرغوب چیزیں آئینگی اور میں اِس گھر کو جلال سے معمور کرونگا رب الافواج فرماتا ہے۔ چاندی میری ہے اور سونا میرا ہے رب الافواج فرماتا ہے۔ اِس پچھلے گھر کی رونق پہلے گھر کی رونق سے زیادہ ہوگی رب الافواج فرماتا ہے اور میں اِس مکان میں سلامتی بخشونگا رب الافواج فرماتا ہے۔''

(حجی: ۲/۷۔۹، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

میں سب قوموں کو ہلا دونگا اور اُنکی مرغوب چیز آئے گی:۔

اس جملے میں اس بات کی طرف پہلے ہی اشارہ کردیا گیا ہے کہ اگر چہ آخری نبی ﷺ بنی اسرائیل (یہود و نصاریٰ) کی محبوب ہستی اور مرغوب چیز ہیں، مگر وہ پیغمبر اسلام محمد عربی ﷺ کی بعثت سے دہل جائیں گے۔ کیونکہ مرغوب چیز کی آمد سے اس وقت دھچکا لگتا ہے جب وہ دل میں جمے ہوئے ارمان کو توڑتے ہوئے آئے اور دل میں سجے خوابوں کے محلات کو زیروزبر کر کے رکھ دے۔ بنی اسرائیل کے ساتھ یہی ہوا کہ آخری نبی ﷺ کے متعلق ان کے دل ودماغ میں یہ خواہش جاگزیں تھی کہ وہ کوئی اسرائیلی ہوں مگر جب انہوں نے دیکھا کہ وہ بنی اسرائیل سے نہ ہوکر آل اسماعیل سے تعلق رکھتے ہیں تو دل کا آبگینہ ٹوٹ گیا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ولادت مصطفیٰ ﷺ کے

وقت موجود لوگوں سے روایت کرتی ہیں:

''مکہ میں ایک یہودی سکونت پذیر تھا، جب وہ رات آئی جس میں اللہ کے پیارے رسول کی ولادت باسعادت ہوئی تو اُس یہودی نے قریش کی ایک محفل میں جا کر پوچھا کہ اے قریش! کیا آج رات تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ قوم نے اپنی بے خبری کا اظہار کیا۔ اس یہودی نے کہا: میری بات خوب یاد کرلو کہ اِس رات آخری امت کا نبی پیدا ہوا ہے اور اے قریشیو! وہ تمہارے قبیلہ میں سے ہوگا اور اُس کے کندھوں پر ایک جگہ بالوں کا گچھا ہوگا۔ لوگ یہ بات سُن کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ ہر شخص نے اپنے اپنے گھر والوں سے پوچھا، انہیں بتایا گیا کہ آج رات عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا ہے جس کو محمد کے بابرکت نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ لوگوں نے یہودی کو آ کر بتایا تو اُس نے کہا کہ مجھے لے چلو اور وہ مولود دِکھاؤ۔ چنانچہ لوگ اسے لے کر حضرت آمنہ کے گھر آئے اور انہوں نے حضرت آمنہ سے کہا کہ اپنا فرزند دکھایئے۔ وہ بچے کو اٹھا کر ان کے پاس لے آئیں۔ انہوں نے اُس بچے کی پُشت سے کپڑا ہٹایا۔ وہ یہودی بالوں کے گچھے کو دیکھ کر غش کھا کر گر پڑا۔ جب اُسے ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوگیا تھا؟ تو اُس نے بصد حسرت کہا: بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہوگئی۔ اے قبیلۂ قریش! تم خوشیاں مناؤ، اس مولود مسعود کی برکت سے مشرق و مغرب میں تمہاری عظمت کا ڈنکا بجے گا''۔ (السیرۃ النبویۃ لأحمد بن زینی دحلان ص ۴۸ بحوالۂ ضیاء النبی جلد دوم ص ۳۱۔۳۲)

بنی اسماعیل سے ہونے کے علاوہ بنی اسرائیل کے ایک گروہ (یہود) کے لیے پیغمبر اسلام ﷺ کا یہ عقیدہ نا قابل قبول ہے کہ مسیح اللہ کے مقرب نبی و رسول ہیں۔ اسی طرح دوسرے گروہ (نصاریٰ) کے لیے اسلام کی یہ تعلیم قابل قبول نہیں ہے کہ مسیح اللہ کے

بیٹے نہیں بلکہ ان کے بندے اور رسول ہیں۔ اسی لیے پیغمبر اسلام ﷺ کی ولادت و بعثت بنی اسرائیل کے دونوں گروہ (یہود و نصاریٰ) کے لیے دوہرا دھچکا تھی جس کے سبب انہوں نے آپ ﷺ کو جان پہچان کر بھی آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کا انکار کیا۔

اِس پچھلے گھر کی رونق پہلے گھر کی رونق سے زیادہ ہوگی:۔

خانۂ کعبہ کی رونق بیت المقدس سے کس قدر زائد ہے، یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ ہر سال کم و بیش ایک کروڑ غیر ملکی مسلمان خانۂ کعبہ کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ مکہ شہر دنیا کا مہنگا ترین شہر ہے۔ اس کے برعکس یروشلم کی زیارت کرنے والوں کی تعداد مکہ معظّمہ کی بہ نسبت نہایت قلیل ہوتی ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا انسانی اژدہام مکہ معظّمہ اور اس کے مضافات میں ہی لگتا ہے۔ جہاں حج کے ایام میں تقریباً تیس لاکھ سے زائد فرزندانِ آدم بے سِلا لباس پہنے ندائے ابراہیمی لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ کی صدا لگاتے ہوئے جمع ہوتے ہیں۔

اور میں اِس مکان میں سلامتی بخشونگا رب الافواج فرماتا ہے:۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس شہر مکہ کے متعلق رب تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی:

"رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ آمِنًاo"

"اے اللہ اس شہر کو امن والا بنا"۔ (سورة البقرة: ١٢٦)

اور اللہ رب العزت نے ان کی دعا کو قبول کر کے اس کو شہرِ امن قرار دیتے ہوئے ان الفاظ میں اس کی قسم کھائی ہے:

"وَهٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِيْنِo"

"اور قسم ہے اس امن والے شہر کی!"۔ (سورة التين: ٣)

اس آیت مبارکہ میں اللہ عز و جل نے مکہ معظّمہ کو امن والا شہر قرار دیکر اُس کی قسم کھائی ہے۔ یہی تفسیر حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کی ہے۔

(تفسير الطبری: سورة التين ٣)

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ ''وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"وقد أجاب الله دعاء ه فجعله حرماً لا يسفك فيه دم إنسان ولا يُظلَم فيه أحد ولا يُصَاد صيده ولا يُختَلَى خلاه"۔

اور اللہ نے اُن کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا تو (دیگر مقامات کی طرح) وہاں (بھی) کسی انسان کا خون بہانا اور کسی پر زیادتی جائز نہیں۔ (اس کے علاوہ) وہاں کے پرندوں کا شکار کرنا اور وہاں کی گھاسوں کو اکھاڑنا بھی ممنوع ہے''۔

(تفسير الجلالين)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا، وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا، وَلَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ، وَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِلَّا الإِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُورِنَا، فَقَالَ: إِلَّا الإِذْخِرَ"۔

''مکہ کی گھاس نہ اکھاڑی جائے، اس کے درخت نہ کاٹے جائیں، اس کے شکار کو پریشان نہ کیا جائے، اور نہ ہی اس میں کسی گری ہوئی چیز کو (چیز کے مالک کو) جاننے والے کے علاوہ کوئی اور اٹھائے، عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے سناروں اور ہماری قبروں کے لیے اذخر گھاس (کو کاٹنے) کی اجازت دی جائے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اذخر اکھاڑنے کی اجازت ہے۔'' (صحيح البخاری: رقم الحديث ١٨٣٣، ١٨٣٤، ١٣٤٩، ٢٠٩٠، صحيح المسلم: رقم الحديث ٣٣٦٨، ٣٣٧١،

۳۳۷۲، مسند أحمد بن حنبل: رقم الحديث ۲۳٤۹، ۲۳۹٤)

یہ شہر مکہ اتنا پُر امن اور سلامتی بھرا ہے کہ فقہاے حنفیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی قاتل شہر مکہ میں پناہ لے تو وہاں اس سے قصاص نہ لیا جائے:

"لا يسفك فيه دم انسان اى و لو قصاصا علىٰ مذهب ابى حنيفة فلا يقتص منه فيه عنده بل يضيق بمنع الأكل و الشرب حتىٰ يخرج منه و يقتص منه خارجا."

''ابو حنیفہ (رضی اللہ عنہ) کے مذہب پہ قصاص میں بھی کسی کو مکہ کے حدود میں قتل نہیں کیا جائے گا، بلکہ اس کا دانہ پانی بند کر کے اُسے شہر سے نکلنے پر مجبور کیا جائے (یا شہر سے نکال کر لایا جائے) اور پھر خارج مکہ اس سے قصاص لیا جائے۔''

(حاشیۂ جلالین: ص ۱۹، مطبوعہ مجلس برکات جامعہ اشرفیہ مبارک پور، یو پی، انڈیا)

﴿ بحمداللہ تعالیٰ سبحانہ الاعظم ﴾

چوبیسویں بشارت

وَاَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنٌ

دنیا کے سب سے حسین انسان

حضرت داؤد علیہ السلام کی زبانی ان الفاظ میں پیغمبر اسلام محمد ﷺ کی صفات شمیمہ اور خصوصیات حمیدہ کا بیان بائبل میں مذکور ہے:

"My heart is inditing a good matter: I speak of the things which I have made touching the king: my tongue is the pen of a ready writer. Thou art fairer than the children of men: grace is poured into thy lips: therefore God hath blessed thee for ever. Gird thy sword upon thy thigh, O most mighty, with thy glory and thy majesty. And in thy majesty ride prosperously because of truth and meekness and righteousness; and thy right hand shall teach thee terrible things. Thine arrows are sharp in the heart of the king's enemies; whereby the people fall under thee. Thy throne, O God, is for ever and ever: the sceptre of thy kingdom is a right sceptre. Thou lovest righteousness, and hatest wickedness: therefore God, thy God, hath anointed thee with the oil of gladness above thy fellows. All thy garments smell of myrrh, and aloes, and cassia, out of the ivory palaces, whereby they have made thee glad. Kings' daughters were among thy honourable women: upon thy right hand did stand the queen in gold of Ophir. Hearken, O daughter, and consider, and incline thine ear; forget also thine own people, and thy father's house; So shall the king greatly desire thy beauty: for he is thy Lord; and worship thou him. And the daughter of Tyre shall be there with a gift; even the rich among the people shall intreat thy favour. The king's daughter is all glorious within: her clothing is of wrought gold. She shall be brought unto the king in raiment of

needlework: the virgins her companions that follow her shall be brought unto thee. With gladness and rejoicing shall they be brought: they shall enter into the king's palace. Instead of thy fathers shall be thy children, whom thou mayest make princes in all the earth. I will make thy name to be remembered in all generations: therefore shall the people praise thee for ever and ever."(Psalms: 45/1-17, King James Version)

''میرے دل میں ایک نفیس مضمون جوش مار رہا ہے۔ میں وہی مضامین سناؤں گا جو میں نے بادشاہ کے حق میں قلمبند کئے ہیں۔ میری زبان ماہر کاتب کا قلم ہے۔ تو بنی آدم میں سب سے حسین ہے۔ تیرے ہونٹوں میں لطافت بھری ہے اِسلئے خدا نے تجھے ہمیشہ کے لئے مبارک کیا۔ اے زبردست! تو اپنی تلوار کو جو تیری حشمت و شوکت ہے اپنی کمر سے حمائل کر اور سچائی اور علم اور صداقت کی خاطر اپنی شان و شوکت میں اقبالمندی سے سوار ہو اور تیرا داہنا ہاتھ تجھے مہیب کا کام دِکھائیگا۔ تیرے تیر تیز ہیں۔ وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگے ہیں۔ امتیں تیرے سامنے زیر ہوتی ہیں۔ اے خدا! تیرا تخت ابدالآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔ تو نے صداقت سے محبت رکھی اور بدکاری سے نفرت اسی لئے خدا تیرے خدا نے شادمانی کے تیل سے تجھکو تیرے ہمسروں سے زیادہ مسح کیا ہے۔ تیرے ہر لباس سے مُر اور عود اور تج کی خوشبو آتی ہے۔ ہاتھی دانت کے محلوں میں سے تار اور ساز نے تجھے خوش کیا ہے۔ تیری معزز خواتین میں شہزادیاں ہیں۔ ملکہ تیرے دہنے ہاتھ اوفیر کے سونے سے آراستہ کھڑی ہے۔ اے بیٹی! اُسن۔ غور کر اور کان لگا۔ اپنی قوم اور اپنے ماں باپ کے گھر کو بھول جا اور بادشاہ تیرے حُسن کا مشتاق ہوگا۔ کیونکہ وہ تیرا خداوند ہے تُو اُسے سجدہ کر اور صُور کی بیٹی ہدیہ لیکر حاضر ہوگی۔ قوم کے دولتمند تیری رضا جوئی کرینگے۔ بادشاہ کی بیٹی محل میں سرتاپا حُسن

افروز ہے۔ اُسکا لباس زربفت کا ہے۔ وہ بیل بوٹے دار لباس میں بادشاہ کے پاس پہنچائی جائیگی۔ اُسکی کنواری سہیلیاں جو اس کے پیچھے پیچھے چلتی ہیں تیرے سامنے حاضر کی جائینگی۔ وہ اُنکو خوشی اور خرمی سے لے آئینگے۔ وہ بادشاہ کے محل میں داخل ہونگی۔ تیرے بیٹے تیرے باپ دادا کے جانشیں ہونگے جنکو تو تمام روی زمین پر سردار مقرر کریگا۔ میں تیرے نام کی یاد کو نسل در نسل قائم رکھونگا۔ اِسلئے امتیں ابدالآباد تیری شکرگذاری کرینگی۔"

(زبور:۴۵/۱۔۱۷، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

تو بنی آدم میں سب سے حسین ہے:۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے سب سے حسین وجمیل انسان ہیں۔

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت برا ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:

"كان رسول الله أحسن الناس وجها وأحسنهم خلقا ليس بالطويل البائن ولا بالقصير".

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین چہرے والے اور سب سے عمدہ پیکر والے تھے۔ نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ پستہ قد"۔

(الجامع الصغير: رقم الحديث ٨٧٦٤)

اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیغمبر اسلام کے حسن کے آئینے میں جب جھانک کر دیکھا تو بے ساختہ ان کی زبان صادق نے یہ جملہ ادا کیا:

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنٌ ‏ وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

ترجمہ: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سے زیادہ حسین کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ جمیل وخوبصورت کسی عورت نے نہیں جنا۔"

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ ‏ كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

ترجمہ: ”آپ ہر عیب و نقص سے پاک پیدا ہوئے کہ گویا آپ اپنی مرضی کے مطابق پیدا کیے گئے“۔

دس سال مدینہ منورہ میں پیغمبر امن محمد ﷺ کی خدمت بابرکت میں گذارنے والے صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"كان رسول الله أحسن الناس وأجود الناس وأشجع الناس".

”رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے خوبصورت، سب سے زیادہ سخی اور سبھوں میں بہادر تھے“۔(عمدة القاری: ۴۰۳، باب اذا فزعوا بالليل، ۶۰۳۳، باب حسن الخلق و السخاء)

تیرے ہونٹوں میں لطافت بھری ہے:۔

پیغمبر اسلام ﷺ کی زبان مبارک نہایت شیریں اور لطافت بھری تھی۔ کسی سے بھی کوئی بات کہتے تو نہایت محبت وشفقت سے کہتے۔ کبھی بھی کسی سائل پر غضبناک نہیں ہوئے۔ کسی کی غلطی دیکھتے تو ازحد میٹھی زبان میں تنبیہ فرماتے۔ حکمت وموعظت اور موقع ومحل کی مناسبت سے کلام فرماتے۔ ایک مرتبہ ایک اعرابی مسجد نبوی ﷺ میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنے لگے۔ صحابہ نے دیکھا تو اُسے آواز دینے اور توبیخ کرنے لگے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو روک دیا کہ اسے پیشاب کر لینے دو۔ جب وہ پیشاب کر چکے تو آپ ﷺ نے صحابہ کو پانی بہانے کا حکم دیا اور اعرابی کو بلا کر آداب مسجد سکھائے۔“(مسند أحمد: رقم الحديث ۱۳۰۰۷، صحيح ابن خزيمة: رقم الحديث ۲۹۳، السنن الكبرىٰ للبيهقي: رقم الحديث ۳۹۴۶)

اور کوئی حکمراں ہوتا تو اپنے دربار میں اور وہ بھی غیر مہذب طریقے سے پیشاب کرنے کی جرم میں اُن کی گردن اڑا دیتا مگر جس کے ہونٹوں میں لطافت بھری ہو اُن کی بات ہی جداگانہ اور نرالی ہے۔ وہ اپنے قول وفعل سے ہر سو اُجالا پھیلاتے ہیں۔

خدا نے تجھے ہمیشہ کے لئے مبارک کیا:۔

اللہ نے جو برکت پیغمبر اسلام ﷺ کو عنایت فرمائی وہ کسی اور کو نہیں دی ہے۔ خود اللہ جل جلالہ آپ پر درود بھیجتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلاَئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلىٰ النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْماً ○"۔

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر خوب درود وسلام بھیجو"۔ (سورة الأحزاب: ٥٦)

اور ہر دن صبح میں ستر ہزار فرشتے اور شام میں ستر ہزار فرشتے درود وسلام کا نذرانہ لے کر روضۂ اقدس پر حاضری دیتے ہیں۔ ان کے علاوہ ہر دن دنیا بھر کے لاکھوں کروڑوں مسلمان اربوں کھربوں مرتبہ پنج وقتہ نمازوں میں ان پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔ یہی دائمی برکت ہے کہ ہر لمحہ اور ہر لحظہ آپ پر درود وسلام بھیجا جاتا ہے۔

اے زبردست!:۔

پیغمبر اسلام ﷺ جسمانی قوت اور عزم وہمت میں نہایت بلند تھے۔ آپ کو اللہ رب العزت نے جسمانی اعتبار سے کافی توانا بنایا تھا اور زبردست عزم وحوصلہ سے نوازا تھا۔ آپ ﷺ قوت فیصلہ اور عزم کے از حد قوی تھے۔

نبی کریم ﷺ کی قوت جسمانی تو بالکل لاجواب تھی:

"كان ركانة بن عبد يزيد بن هاشم بن المطلب بن عبد مناف أشد قريشا، فخلا يوما برسول الله صلى الله عليه و سلم فى بعض شعاب مكة، فقال له رسول الله صلى الله عليه و سلم يا ركانة ألا تتقى الله وتقبل ما أدعوك اليه، قال إنى لو أعلم أن الذى تقول حق لاتبعتك، فقال له رسول الله أفرأيت إن صرعتكِ أتعلم أن ما

أقول حق، قال نعم، قال فقم حتى أصارعك، قال فقام ركانة اليه فصارعه، فلما بطش به رسول الله صلى الله عليه و سلم أضجعه لا يملك من نفسه شيئا، ثم قال عد يا محمد، فعاد فصرعه، فقال يا محمد! والله إن هذا للعجب أتصرعني؟ قال وأعجب من ذلك ان شئت أريكه إن اتقيت الله واتبعت أمرى؟ قال وما هو؟ قال أدعو لك هذه الشجرة التى ترى فتأتينى، قال فادعها، فدعاها فأقبلت حتى وقفت بين يدى رسول الله صلى الله عليه و سلم، فقال لها ارجعى الى مكانك فرجعت الى مكانها"۔

''رکانہ بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف قریش کا سب سے طاقتور جوان تھا۔ ایک روز مکہ کی ایک گھاٹی میں اس کی ملاقات نبیﷺ سے ہوگئی تو آپﷺ نے اس سے فرمایا: اے رکانہ! تم اللہ کا خوف کرتے ہوئے میری دعوت کو قبول کیوں نہیں کرتے؟ اس نے جواب دیا: اگر یہ ثابت ہوجائے کہ آپ کی دعوت حق ہے تو میں آپ کی بات قبول کرلوں گا۔ آپﷺ نے فرمایا: میں تمہیں کشتی میں پچھاڑ دوں گا تو میری بات کی صداقت کا یقین کرلو گے؟ اس نے کہا: ہاں! آپﷺ نے فرمایا: تو کھڑے ہوجاؤ اور مجھ سے کشتی لڑو۔ رُکانہ کھڑا ہوکر آپﷺ سے پنجہ آزمائی کرنے لگا۔ آپﷺ نے اس پر اتنی سخت گرفت کی کہ وہ بے بس ہوکر رہ گیا۔ اُس نے ایک بار پھر سے مقابلہ کرنے کی دعوت دی اور اس مرتبہ بھی آپﷺ نے اُس کا وہی حال کیا تو کہنے لگا: اے محمد! (ﷺ) یہ بہت تعجب خیز ہے کہ آپ مجھے شکست دے رہے ہیں۔ آپﷺ نے فرمایا: اس سے بھی تعجب خیز چیز میں تمہیں دکھاؤں تو اللہ سے ڈرو گے اور مجھ پر ایمان لے آؤ گے؟ اس نے کہا: وہ کیا ہے؟ آپﷺ نے فرمایا: دیکھو میں اس درخت کو بلاتا ہوں اور

وہ آجائے گا۔ نبی ﷺ نے درخت کو بلایا تو وہ چلتا ہوا آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ پھر فرمایا: لوٹ جا تو اپنی جگہ لوٹ گیا۔" (السيرة النبوية لابن كثير: ٢/ ٨٢، مصارعة رسول الله ﷺ، الروض الأنف: ١٧٧/٢، ركانة و مصارعته)

اور رہی پیغمبر اسلام ﷺ کی بہادری تو وہ بھی بے مثال تھی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"كان رسول الله أحسن الناس أى خلقا وخلقا وصورة وسيرة ونسبا وحسبا ومعاشرة ومصاحبة وأجود الناس أى أكثرهم كرما وسخاوة وأشجع الناس أى قوة وقلبا"۔

"رسول اللہ ﷺ خلق وخُلق، سیرت وصورت، حسب ونسب، کردار ومعاملات، نجابت وشرافت، جودت وسخاوت اور دلیری و بہادری سبھی میں تمام لوگوں سے بڑھ کر تھے۔" (مرقاة المفاتيح: ٤٧٨/١٦ باب فى أخلاقه و شمائله، عمدة القارى: رقم الحديث ٤٠٣٠)

تو اپنی تلوار کو جو تیری حشمت وشوکت ہے اپنی کمر سے حمائل کر:۔

سرکش اور امن مخالف طاقتوں سے آپ ہمیشہ جہاد فرماتے رہے۔ اور اس کی اجازت خود اللہ جل وعلا نے آپ کو قرآن پاک میں ان الفاظ میں دی ہے:

وَقَاتِلُوْاهُمْ حَتّٰى لَاتَكُوْنَ فِتْنَةٌ"۔

"اور آپ اُن (معاہدۂ امن توڑنے والوں) سے جہاد کرتے رہیں یہاں تک کہ فتنہ وفساد ختم ہو جائے"۔ (سورة البقرة: ١٩٣)

سچائی اور علم اور صداقت کی خاطر اپنی شان وشوکت میں اقبالمندی سے سوار ہو:۔

پیغمبر اسلام ﷺ کی نظر میں علم وحکمت کی اہمیت کس قدر تھی اِس کا اندازہ درج

ذیل احادیث کریمہ سے لگایا جاسکتا ہے:

"عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ حَيْثُمَا وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا"۔

''حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حکمت کی بات مومن کی گمشدہ چیز ہے، اُسے وہ جہاں بھی ملے وہی اُس کا زیادہ حقدار ہے''۔(سنن ابن ماجة: رقم الحديث ٤٣٠٨، ٤١٦٩، جامع الترمذی: رقم الحديث ٢٩٣٠، ٢٦٨٧)

ایک دوسری حدیث میں کثیر بن قیس سے مروی ہے کہ محمد عربی ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ سَلَكَ طَرِيقاً يَطْلُبُ فِيهِ عِلْماً سَلَكَ اللّٰهُ بِهِ طَرِيقاً إِلٰى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ، وَإِنَّهُ لَيَسْتَغْفِرُ لِلْعَالِمِ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتّٰى الْحِيتَانُ فِي الْمَاءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلٰى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، إِنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، لَمْ يَرِثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَإِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ"۔

''جوطلب علم کی راہ پکڑتا ہے اللہ اس کو جنت کے راستے میں چلاتا ہے۔ بے شک فرشتے طالب علم کی خوشنودی کے لیے اپنے پَر بچھاتے ہیں۔ اور زمین و آسمان کی ہر چیز یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر عالم دین کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہیں۔ اہل علم کی برتری عابدوں پر ایسے ہی ہے جیسے چودھویں کے چاند کی تمام ستاروں پر۔ بے شک علما انبیا کے وارث ہیں۔ وہ دراہم و دنانیر کے وارث نہیں ہوتے، وہ تو صرف علم کے وارث ہوتے ہیں تو جس نے علم حاصل کیا اُس نے خیر کثیر حاصل کرلیا۔''(صحيح ابن حبان: رقم الحديث٨٨، صحيح

الترمذی: رقم الحديث٢٨٩٨، مصنف ابن أبی شيبة: رقم الحديث ٤٧، سنن ابن ماجة: رقم الحديث٢٢٨، سنن الدارمی: رقم الحديث ٣٥١)

اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی نظر میں علم وحکمت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جنگ بدر کے بہت سے قیدیوں کا فدیہ یہ مقرر کیا گیا کہ وہ مسلمانوں کو لکھنا سکھا دیں اور رہائی پا لیں۔ (ضیاء النبی: ۳۹۵/۳، مطبوعہ فاروقیہ بکڈپو دہلی)

اور بات رہی آپ ﷺ کی صداقت و امانت کی تو اُس پر آج تک کسی اہل انصاف کو شک یا شبہ نہیں گذرا۔ آپ ﷺ کی سیرت نگاری کرنے والے کسی بھی انصاف پسند قلمکار نے چاہے ہو مسلم ہو یا غیر مسلم آپ کی امانت وصداقت پہ سوال نہیں اُٹھایا۔ دشمن اسلام نضر بن حارث نے قریش کے بھرے مجمع میں کہا:

"قد كان محمد فيكم غلاما حدثا أرضاكم فيكم وأصدقكم حديثا وأعظمكم أمانة حتى إذا رأيتم فی صدغيه الشيب وجاء كم بما جاء كم به قلتم ساحر، لا والله ما هو بساحر۔"

"محمد (ﷺ) بچپن ہی سے تم میں سب سے ہر دلعزیز، سب سے زیادہ راست گو اور امانت دار ہیں، اب جبکہ ان کی جوانی ڈھلنے لگی اور انہوں نے تمہیں وہ بات (توحید باری اور اپنی رسالت) پہونچائی تو تم انہیں جادوگر کہتے ہو، بخدا! وہ جادوگر نہیں ہیں۔" (الشفاء للقاضی عياض المالکی، فصل: و اما عدله ﷺ، عيون الأثر: ٤٣٤/٢، سيرة ابن اسحاق: ١ /١٧٨، سبل الهدىٰ و الرشاد: ٣٤٥/٢، الباب الحادی عشر فی امتحانهم اياه بأشياء لايعرفها الا نبی)

اخنس بن شریق نے تنہائی میں پیغمبر اسلام ﷺ کے سب سے بڑے جانی دشمن

ابوجہل سے پوچھا:

"یا أبا الحكم ليس هنا غيري وغيرك يسمع كلامنا، تخبرني عن محمد صادق هو أم كاذب؟ فقال أبو جهل: والله إن محمدا لصادق، وما كذب محمد قط".

"اے ابوالحکم! (ابوالحکم ابوجہل کی کنیت تھی) یہاں پر میرے اور تمہارے سوا کوئی نہیں ہے جو ہماری گفتگو سن سکے، تم بتاؤ کہ محمد سچے ہیں یا جھوٹے؟ ابوجہل نے کہا: خدا کی قسم! محمد سچے ہیں اور آج تک انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں کہا۔"

(الشفاء للقاضی عیاض، فصل: و اما عدله ﷺ)

اور فتح مکہ سے قبل تک اسلام اور پیغمبر اسلامﷺ کے بدترین دشمن رہے ابو سفیان سے جب ہرقل نے پیغمبر اسلام کے متعلق پوچھا:

"هل كنتم تتهمونه بالكذب قبل أن يقول ما قال؟ قال: لا".

"تم لوگوں نے دعویٰ نبوت سے پہلے کبھی ان پر جھوٹ کی تہمت لگائی؟ اس نے کہا: نہیں"۔ (الشفاء للقاضی عیاض، فصل: و اما عدله ﷺ)

تیرا داہنا ہاتھ تجھے مہیب کا کام دکھائیگا:۔

پیغمبر اسلامﷺ کا دایاں ہاتھ عاشقوں کے لیے کتنا بابرکت اور دشمنوں کے لیے کتنا مہیب (خوفناک) ہے، اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب نبی کریمﷺ نے مکہ سے ہجرت کی شب چند کنکریوں پر چند مبارک الفاظ پڑھ کر انہیں کفار کی جانب ہوا میں اچھال دیا تو ان کی آنکھیں دیکھنے سے قاصر ہوگئیں۔ پیغمبر اسلام نہایت اطمینان کے ساتھ کاشانۂ اقدس سے نکلے اور ہجرت کی راہ پر چل پڑے۔ اسی طرح پیغمبر اسلامﷺ نے جنگ بدر کے موقع پر چند کنکریاں اٹھا کر کفار کے لشکر کی جانب یہ کہتے ہوئے پھینک دیں: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ" (یہ) چہرے خاک آلود ہوں"۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ تعداد میں

کثرت کے باوجود مشرکین عرب کو تین سو تیرہ مجاہدین اسلام کے سامنے سرنگوں ہونا پڑا۔ ان کے بڑے بڑے سردار اور رؤسا مارے گئے اور گرفتار کرلیے گئے۔

(تفسير البغوی: سورة الأنفال١٧)

تیرے تیر تیز ہیں۔وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگے ہیں:۔

اس جملے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو نبی آخری زمانہ میں مبعوث ہونے والے ہیں وہ تیرانداز بھی ہوں گے، نیز ان کا تعلق ایسے خاندان اور معاشرے سے ہوگا جس میں تیراندازی کے فن پر خصوصی توجہ دی جاتی ہوگی۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

"خرج النبی صلی الله علیه وسلم وقوم من أسلم يرمون فقال: ارموا بنی إسماعيل فإن أباكم كان راميا"۔

''نبی کریم ﷺ باہر نکلے اور بنی اسلم کے چند لوگوں کو تیراندازی کرتے دیکھا تو ارشاد فرمایا: اے اسماعیل کے بیٹو! تیراندازی کرو کیونکہ تمہارے باپ (حضرت اسماعیل علیہ السلام) بھی ایک اچھے تیرانداز تھے''۔(المستدرك للحاكم: رقم الحديث ٢٤٢١، صحيح البخاری: رقم الحديث ٢٨٩٩، ٣٣٧٣، ٣٥٠٧، صحيح ابن حبان: رقم الحديث ٤٧٧٩، التفسير لابن كثير: سورة سبا١٧)

اور آپ ﷺ جنگ احد میں سعد بن وقاص سے فرماتے:

"ارْمِ يَا سَعْدُ فِدَاكَ أَبِی وَأُمِّی"۔

''اے سعد تیر پھینکو! تم پر میرے ماں باپ قربان''۔(المسند لأحمد: رقم الحديث ٧٢٠، المستدرك للحاكم: رقم الحديث ٢٤٧٢)

ایک دیگر حدیث میں ہے کہ غزوۂ بدر کے دن نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب سے

فرماتے:

"إذا كثبوكم فارموا بالنبل و استبقوا نبلكم".

"جب وہ تم پر حملہ آور ہوں تو ان پر تیر برساؤ اور اپنے تیر کو بچا کر رکھو۔ (یعنی دشمنوں کو دیکھ کر اور بالکل نشانے پر مارو)۔"

(المستدرك للحاكم: كتاب الجهاد، رقم الحديث ٢٤٧١)

اس بات کا بیان بائبل میں بھی مرقوم ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام تیر انداز تھے۔ سفر پیدائش میں حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی ہجرت مکہ کے ذکر میں ہے:

"And God heard the voice of the lad; and the angel of God called Hagar out of heaven, and said unto her, What aileth thee, Hagar? fear not; for God hath heard the voice of the lad where he is. Arise, lift up the lad, and hold him in thine hand; for I will make him a great nation. And God opened her eyes, and she saw a well of water; and she went, and filled the bottle with water, and gave the lad drink. <u>And God was with the lad; and he grew, and dwelt in the wilderness, and became an archer</u>. And he dwelt in the wilderness of Paran: and his mother took him a wife out of the land of Egypt." (Genesis: 21/17-21, King James Version)

"اور خداوند نے اس لڑکے کی آواز سنی اور خدا کے فرشتہ نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا اور اُس سے کہا کہ اے ہاجرہ تجھکو کیا ہوا؟ مت ڈر کیونکہ خدا نے اُس جگہ سے جہاں لڑکا پڑا ہے اُس کی آواز سن لی ہے۔ اُٹھ اور لڑکے کو اُٹھا اور اُسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کیونکہ میں اُسکو ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ پھر خداوند نے اُسکی آنکھیں کھولیں اور اُس نے پانی کا ایک کوآں دیکھا اور جا کر مشک کو پانی سے بھر لیا اور لڑکے کو پلایا۔ <u>اور خداوند اُس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑا ہوا اور بیابان میں رہنے</u>

لگا اور تیر انداز بنا۔ اور وہ فاران کے بیابان میں رہتا تھا اور اُسکی ماں نے مُلک مصر سے اُسکے لئے بیوی لی۔"

(پیدائش:۲۱/۱۷۔۲۱، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اور کس طرح آپ کے تیر اور آپ کے ماننے والوں کے تیر، تلوار اور ان کے نیزوں نے قیصر وکسریٰ کے تخت ہلا دیے یہ تاریخ دنیا کو مزید بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وقت کے دونوں سُپر پاورز (روم وایران) کے بادشاہ اور ان کی عظیم افواج کو اسلامی لشکر کے سامنے جس طرح ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا وہ خود اپنی جگہ ایک محیر العقول چیز ہے۔ دنیا کی دو بڑی فوجی طاقتیں اور ان کے بڑے بڑے بہادر بھی خاک وخس کی طرح بہا دیے گئے۔

امتیں تیرے سامنے زیر ہوتی ہیں:۔

اقوام عالم نے کس طرح دعوت محمدی ﷺ کے سامنے اپنے سر جھکائے یہ محتاج بیاں نہیں۔ صرف تیئس سال کی تبلیغ سے کم وبیش سوا لاکھ لوگوں نے آپ کے شرف صحبت کو حاصل کیا۔ فتح مکہ کے بعد کا منظر تو چشم حیرت سے دیکھنے کے قابل تھا جب وہی لوگ فوج در فوج اسلام قبول کر رہے تھے جنہوں نے ۸ رسال قبل تک مسلسل تیرہ سالوں تک توحید کے متوالوں اور اسلام کے نام لیواؤں کے لیے مکہ کی زمین تنگ کر رکھی تھی۔ تین سالوں تک انہیں ابو طالب کی گھاٹی میں محصور رہ کر درخت کی چھالوں کو کھانے پر مجبور کیا تھا اور مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کے بعد بھی انہوں نے اسلام کے شیدائیوں کا پیچھا نہیں چھوڑا تھا۔ وہ مکہ جہاں اسلام کا نام لینا اور بتوں کو بُرا بھلا کہنا جرم عظیم اور ناقابل معافی گناہ تھا، اب بُت اور بت پرستوں سے مکمل طور پر پاک ہو چکا تھا۔ وہی لوگ اپنے ہاتھوں سے بتوں کو پھینک رہے تھے جو ان بتوں کے سب سے بڑے رسیا اور تاریخ کے سب سے سخت صنم پرست تھے۔ کل تک زمین وآسمان میں متصرف سمجھے جانے والے دست تراشیدہ

اصنام شکستہ اور اوندھے منہ پھینکے ہوئے تھے اور اب وہاں صرف توحید الٰہی اور رسالت محمدی ﷺ کا چرچا تھا۔

تیرا تخت ابد الآباد ہے:۔

پیغمبر اسلام ﷺ کی شریعت اور ان کی حکمرانی دائمی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی شریعت آخری اور پچھلی تمام شریعتوں کی ناسخ ہے۔ آپ کے بنائے ہوئے اصول وضوابط میں اب مزید کسی طرح کی ترمیم یا تبدیلی نہیں ہوگی۔ اور کونین (دنیا و آخرت) کی جو حکومت آپ ﷺ کو حاصل ہے اُس پہ کسی طرح کا زوال نہیں آئے گا۔ جیسا کہ ہم نے گذشتہ صفحات میں ذکر کیا ہے۔

تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے:۔

پیغمبر اسلام ﷺ کے عدل و انصاف کا جو معیار تھا اُسے ہم ماقبل میں متعدد احادیث کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ سلطنت اسلامیہ کے فرمانروا اور اسلامی لشکر کے کمانڈر انچیف بھی تھے مگر پھر بھی خود کو کسی قانون سے بالاتر نہیں رکھتے۔ ہم ذیل میں جنگ بدر کا ایک واقعہ تحریر کرتے ہیں جو عدل وانصاف اور مساوات کے نام نہاد داعیوں کے لیے درس عبرت ہے:

نبی کریم ﷺ بدر کے میدان میں صفیں درست فرما رہے تھے کہ ملاحظہ فرمایا کہ سواد صف سے آگے نکلے ہوئے ہیں تو انہیں تیر سے مس کیا اور ارشاد فرمایا:

"اسْتَوِ يَا سَوَادُ! فَقَالَ لَهُ سَوَادُ أَوْجَعْتَنِيْ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا، أَقِدْنِيْ، فَكَشَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَطْنِهِ ثُمَّ قَالَ اسْتَقِدْ فَاعْتَنَقَهُ وَقَبَّلَهُ وَقَالَ لَهُ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟ فَقَالَ: حَضَرَ مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَا قَدْ تَرٰى، وَخَشِيْتُ الْقَتْلَ فَأَرَدْتُ أَنْ يَكُوْنَ آخِرَ عَهْدِي بِكَ، أَنْ أَعْتَنِقَكَ"۔۔

''اے سواد! سیدھے ہو جاؤ۔ سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے مجھے چوٹ پہنچائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے لہذا مجھے قصاص لینے دیا جائے۔ آپ ﷺ نے قمیص اٹھائی اور فرمایا: بدلہ لے لو۔ سواد نے سرکار ﷺ کو گلے لگایا اور شکم مبارک کو چوم لیا۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے عرض کیا: ہمارے سامنے جو (جنگ کا مرحلہ) درپیش ہے اسے آپ بخوبی دیکھ رہے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ میں شہید ہو جاؤں اسی لیے میں نے چاہا کہ دم رخصتی آپ کے سینے سے لگ جاؤں''۔ (المغازی للواقدی: ۵۷/۱، البدایة و النهایة: ۲۷۱/۳، غزوة البدر، السیرة النبویة لابن کثیر: ۴۰۹/۲۔۴۱۰، عیون الأثر: ۳۳۶/۱)

تو نے صداقت سے محبت رکھی اور بدکاری سے نفرت:۔

جزیرۂ عرب میں کوئی باقاعدہ اور منظم حکومت نہیں تھی۔ پورا خطہ قبائلی اثر و رسوخ کے تابع تھا۔ چنانچہ جب کوئی باہر سے آتا اور اس پر ظلم و ستم ہوتا تو اس کو انصاف دلانے والا کوئی نہیں ہوتا۔ ایک مرتبہ ایک یمنی تاجر تجارت کی غرض سے مکہ آیا۔ اس نے اپنا سامان عاص بن وائل کے ہاتھوں فروخت کیا اور اس نے اُسے قیمت دینے سے انکار کر دیا۔ اس بے چارے نے ظالم شخص عاص بن وائل کے حلیف قبائل عبدالدار، مخزوم، جمح، سہم اور عدی بن کعب سے اس کی شکایت کی مگر کسی نے اس غریب الوطن کی مدد نہیں کی۔ وہ مایوسی کی حالت میں جبل ابی قبیس کے اوپر چڑھ کر بلند آواز سے انصاف کی دہائی دینے لگا اور یہ اشعار پڑھنے لگا:

يَـا آلَ فَهْـرٍ لِـمَـظْـلُـومٍ بِـضَـاعَـتُـهُ
بِبَـطْـنِ مَـكَّـةَ نَـائِـي الـدَّارِ وَالـنَّـفَـرِ

وَمُحْرِمٍ أَشْعَثٍ لَمْ يَقْضِ عُمْرَتَهُ
يَا لَلرِّجَالِ وَبَيْنَ الْحِجْرِ وَالْحَجَرِ
إِنَّ الْحَرَامَ لِمَنْ تَمَّتْ كَرَامَتُهُ
وَلَا حَرَامَ لِثَوْبِ الْفَاجِرِ الْغُدَرِ

ترجمۂ اشعار: اے فہر کی اولاد! اس مظلوم کی فریاد سنو جس کا مال ومتاع مکہ شہر میں ظلماً چھین لیا گیا ہے۔ وہ غریب الدیار ہے، وطن اور مددگاروں سے دور ہے۔ ابھی حالت احرام میں ہے اور عمرہ بھی نہیں کیا ہے، بال بکھرے ہوئے ہیں۔ اے مکہ کے رئیسو! میری فریاد سنو مجھ پر حطیم اور حجر اسود کے درمیان ظلم ڈھایا گیا ہے۔ عزت وحرمت تو اُس کی ہے جس کی شرافت کامل ہو، جو فاجر اور دھوکہ باز ہو اُس کے لباس کی کوئی حرمت نہیں"۔

اُس مظلوم کی فریاد سن کر عبداللہ بن جدعان کے گھر میں بنی ہاشم، بنی زہرہ، بنی تیم بن مرہ قبائل کے اشخاص جمع ہوئے اور یہ حلف لیا کہ وہ مکہ معظّمہ میں کسی پر ظلم وستم برداشت نہیں کریں گے۔ سب لوگ مل کر عاص بن وائل کے گھر گئے اور اسے اس یمنی کا مال لوٹانے پر مجبور کیا۔ رسول اکرم ﷺ اس معاہدہ کے وقت بیس سالہ نوجوان تھے اور آپ اُس معاہدہ پر فخر فرمایا کرتے تھے:

"لَقَدْ شَهِدْتُّ فِي دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُدْعَانَ حِلْفًا مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيَ بِهِ حُمْرَ النَّعَمِ وَلَوْ دُعِيتُ إِلَيْهِ فِي الْإِسْلَامِ لَأَجَبْتُ"۔

"عبداللہ بن جدعان کے گھر میں لیے جانے والے حلف میں میں بھی شریک تھا، مجھے اُس حلف کے عوض اگر کوئی سرخ اونٹ دے تب بھی مجھے قبول نہیں، اگر مجھے زمانۂ اسلام میں بھی اس قسم کے حلف کی طرف بُلایا جائے تو میں اُسے ضرور قبول کروں گا"۔ (سبل الهدیٰ و الرشاد: ۱۵٤/۲، الباب الحادی عشر،

روض الأنف 1: باب حلف الفضول، مشکل الآثار للطحاوی: رقم الحدیث ٥٢١٤، السیرۃ النبویة لابن کثیر 1، البدایة و النهایة المجلد الثانی، ضیاء النبی جلد دوم: ۱۲۳-۱۲۰)

یہ معاہدہ مدتوں نافذ العمل رہا اور اس معاہدے کی وجہ سے غیر ملکی باشندوں پر ہونے والے مظالم کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔

شادمانی کے تیل سے تجھے تیرے ہمسروں سے زیادہ مسح کیا:۔

اس جملے میں اس بات کا کھلا بیان ہے کہ اللہ رب العزت نے پیغمبر اسلام محمد ﷺ کو ان کے ہمسروں یعنی دیگر انبیاے کرام علیہم السلام سے زیادہ فضیلت و بزرگی سے نوازا ہے۔ یہاں پہ شادمانی کے تیل سے غایت قرب اور از محبت مراد ہے۔ اور یقیناً بارگاہ ربوبیت میں محمد ﷺ کو جو مقام و مرتبہ حاصل ہے کوئی انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا ہے۔ آپ کی رضا' رضاے الٰہی۔ آپ کا شہر سب سے زیادہ مکرم۔ آپ کی امت' خیر امت۔ آپ کے نواسے جنتی جوانوں کے سردار۔ آپ کی امت کی عبادت دیگر تمام امتوں سے زیادہ ثواب والی۔ آپ ﷺ کے اصحاب تمام انبیا کے ہم نشینوں سے افضل۔ آپ کے جسم اطہر سے ملی ہوئی مٹی عرش اعلیٰ سے بھی افضل و اعلیٰ اور آپ کی خواہش پہ بیت المقدس کی جگہ خانۂ کعبہ قبلہ قرار:

"قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَکُمْ شَطْرَهُ."

"ہم آسمان کی طرف آپ کے رخ اٹھانے کو دیکھتے ہیں، ہم اسی قبلہ کی طرف آپ کو پھیر دیں گے جسے آپ پسند فرماتے ہیں تو ابھی اپنے چہرے کو مسجد حرام کی طرف پھیر دیجئے اور (اے ایمان والو!) تم جہاں بھی رہو اپنے چہرے کو مسجد حرام کی

طرف پھیرو۔" (سورة البقرة: ١٤٤)

اللہ جل وعلا نے آپ ﷺ کو "مقام محمود" عطا فرمانے کا وعدہ کیا ہے جو دیگر نبیوں کو عطا ہوا ہے، نہ ہوگا:

"عَسٰی أَنْ یَبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَحْمُوْدًا."

"عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود پہ فائز کرے گا۔"

(سورة الاسراء: ٧٩)

تیرے ہر لباس سے مُر اور عود اور تج کی خوشبو آتی ہے:۔

نبی اکرم ﷺ کے جسد اقدس سے جو خوشبو پھوٹتی اس کی مثل کسی اچھے سے اچھے عطر میں بھی نہیں ملتی ہے۔ یہاں تک کہ مشک وعنبر کی خوشبو بھی پیغمبر اسلام ﷺ کے جسم اطہر سے نکلنے والے پسینے کی خوشبو کے سامنے ہیچ ہے۔

مدینہ منورہ میں دس سالوں تک پیغمبر اسلام ﷺ کی خدمت کی سعادت عظمیٰ حاصل کرنے والے مشہور صحابی حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں:

"مَا شَمِمْتُ عَنْبَرًا قَطُّ وَلَا مِسْكًا وَلَا شَيْئًا أَطْيَبَ مِنْ رِيحِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم."

"میں نے مشک یا عنبر یا کسی اور دوسری چیز میں وہ خوشبو نہیں پائی جو خوشبو پیغمبر اسلام ﷺ کے جسد اقدس سے پھوٹتی"۔(صحيح المسلم: رقم الحديث ٦١٩٩، شعب الايمان: رقم الحديث ١٤٢٩، الشفاء للقاضی عياض المالكی: فصل فی نظافته و طيب رائحته، كنز العمال: رقم الحديث ٣٥٤٠٤، المعجم الكبير: رقم الحديث ١٧٧٥١، ١٨٠٧٦، دلائل النبوة للبيهقی: رقم الحديث ٢١٣)

صحابی رسول حضرت جابر بن سمرہ سے مروی ہے:

"أَنَّهُ ﷺ مَسَحَ خَدَّهُ، قَالَ: فَوَجَدْتُ لِيَدِهِ بَرْدًا وَ رِيحًا كَأَنَّمَا أَخْرَجَهَا مِنْ جُوْنَةِ عَطَّارٍ".

"پیغمبر اسلام ﷺ نے میرے (جابر بن سمرہ کے) رُخسار پر اپنا دست اقدس پھیرا تو مجھے آپ کے دست مبارک کی ٹھنڈک اور خوشبو کا ایسے احساس ہوا کہ گویا ابھی ابھی آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ کسی عطار کی عطردانی سے نکالا ہو"۔ (كتاب الشفاء للقاضي عياض المالكي: فصل في نظافته و طيب رائحته، المعجم الكبير للطبراني: رقم الحديث ١٩١١، ١٩٤٤، صحيح البخاري: رقم الحديث ٣٥٥٣، مسند أحمد: رقم الحديث ١٧٩٤١ عن جابر بن يزيد، صحيح ابن خزيمة: رقم الحديث ١٦٣٨، كنز العمال: رقم الحديث ٣٥٤٠٤)

پیغمبر اسلام ﷺ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آرام فرماتے تھے اور آپ ﷺ کے جسد اطہر سے پسینہ جاری تھا جسے ام سلیم اپنی شیشی میں بھرتی جاتی تھیں۔ آپ ﷺ بیدار ہوئے تو پوچھا: ام سلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟ انھوں نے عرض کیا:

"هذَا عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِي طِيبِنَا وَهُوَ أَطْيَبُ الطِّيبِ".

"آپ کے اس پسینے کو ہم اپنی خوشبو میں ملائیں گے کیونکہ یہ سب سے اچھی خوشبو ہے۔" (صحيح المسلم: رقم الحديث ٦٢٠١، مسند أحمد: رقم الحديث ١٢٧٣١، شعب الايمان للبيهقي: رقم الحديث ١٤١١، المعجم الكبير: رقم الحديث ٢٠٧٩٨، ٢٠٨٠٦)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تاریخ کبیر میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

"لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ يَمُرُّ فِي طَرِيقٍ فَيَتَّبِعُهُ أَحَدٌ إِلَّا عَرَفَ أَنَّهُ

سَلَکَهُ مِنْ طِیْبِهٖ۔

''نبی ﷺ جس راستے سے گذرتے اُن کے پیچھے سے گذرنے والا آپ ﷺ کی معطر خوشبو سے یہ جان لیتا کہ آپ اس راستے سے گذر چکے ہیں''۔

(التاریخ الکبیر: رقم الحدیث ۱۲۷۳، کتاب الشفاء للقاضی عیاض المالکی: فصل فی نظافته و طیب رائحته، سبل الهدیٰ و الرشاد: ۸۷/۲، الباب التاسع عشر فی عرقه ﷺ، ۴۹۲/۱۰، الباب الثامن فیمن اختص به ﷺ)

اور بقول شاعر

اے زلف روح پرور کیا تو نے شان پائی　　عاشق کہاں کہاں ہیں خوشبو کہاں کہاں ہے

تیری معزز خواتین میں شہزادیاں ہیں:۔

حضور ﷺ کی معزز خواتین میں شہزادیاں ہیں یعنی ان کی نسل کے فروغ میں شہزادی کا بھی دخل ہے۔ ایران کے آخری بادشاہ یزدگرد کی لڑکی سندیہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کیا۔ البدایہ والنہایہ میں امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذ ریں ہے:

''آپ کی والدہ سندیہ (ایرانی نام) عرف سلامہ (اسلامی نام) ایران کے آخری بادشاہ یزدگرد کی شہزادی تھی۔ زمخشری کے قول کے مطابق فتحِ ایران کے وقت (خلافتِ عمری میں) یزدگرد کی تین شہزادیاں بھی اسیر ہوگئی تھیں۔ جن میں سے ایک نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نکاح کیا جس سے مشہور محدث سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ دوسری نے محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نکاح کیا جس سے قاسم کا تولد ہوا اور تیسری سندیہ نے نواسۂ رسولِ خدا علیہ الصلاۃ والسلام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو منتخب کیا جس سے امام زین العابدین رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی۔'' (البداية و النهاية: ذكر زين العابدين، وفيات الأعيان: ٣٦٩/٣، على الرضا)

قوم کے دولتمند تیری رضا جوئی کرینگے:۔

بہت سی مملکتوں کے شہنشاہ اور فرمانراؤں نے پیغمبر اسلام ﷺ کی تصدیق کی، اپنی جان آپ کے دست حق کے سپرد کر دی جیسے حبشہ اور عمان کے شہنشاہوں نے۔ اور بہت سی سلطنتوں کے حکمرانوں نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں ہدایا و تحائف بھیجے اور اپنے وفود روانہ کیے۔ اسی طرح سرداران اقوام و قبائل کی ایک کثیر تعداد نے آپ کے دست حق پر بیعت کی، اسلام قبول کیا اور آپ کے لیے اپنی جان و مال کی قربانی پیش کی۔

تیرے بیٹے تیرے باپ دادا کے جانشیں ہونگے جنکو تو تمام روئے زمین پر سردار مقرر کریگا:۔

پیغمبر اسلام ﷺ کی نسل سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سادات کرام کی ایک عظیم جمعیت مختلف مملکتوں کے شہنشاہ اور فرمانروا ہوئی اور انہوں نے حسن تدبیر اور سیاست و حکمت سے اس ذمہ داری کو نبھایا۔

میں تیرے نام کی یاد کو نسل در نسل قائم رکھونگا:۔

نبی کریم ﷺ کے نام مبارک کو اللہ رب العزت نے جو شہرت دوام بخشی ہے وہ کسی اور انسان کے حصے میں نہ آسکی بلکہ اس کا دسواں بیسواں حصہ بھی کسی دوسرے کو نہیں مل سکا ہے۔ دنیا کی لاکھوں مسجدوں میں یومیہ کم از کم بیس بیس مرتبہ (پانچ وقت کی اذان میں دس مرتبہ اور پانچ وقت کی اقامت میں دس مرتبہ) باآواز بلند آپ ﷺ کا نام مبارک لیا جاتا ہے۔ التحیات و درود ابراہیمی اور قرآنی آیات میں جو ذکر مبارک کیا جاتا ہے وہ ان کے ماسوا ہیں۔ اور ہمارا یہ دعویٰ کسی دلیل کا محتاج نہیں کہ دنیا میں جس شخص کا نام اور تذکرہ سب سے زیادہ کیا جاتا ہے وہ ذات محمد ﷺ ہے۔ خدا نے آپ کے ذکر مسعود اور نام

مبارک کے بغیر نماز کو ناقص اور نا قابل قبول قرار دیا ہے اور اس طرح آپ ﷺ کے نام مبارک کو نسل در نسل ہمیشہ کے لیے یادگار بنا دیا ہے۔

امتیں ابد الآباد تیری شکر گذاری کرینگی:۔

دنیا بھر میں محمد عربی ﷺ کا تذکرہ، میلاد اور ان کے مقدس نام کی محفلیں اور کانفرنسیں ہر روز منعقد ہوتی ہیں۔ ان کی سیرت طیبہ اور میلاد سے متعلق یومیہ ہزاروں اور لاکھوں تقریبات کائنات کے خطے خطے میں منائی جاتی ہیں، جن میں ان کی مقدس زندگی کے مختلف گوشوں کو الگ الگ زاویوں سے دیکھا جاتا اور لوگوں کے سامنے بیان کیا جاتا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ ابد الآباد یعنی ہمیشہ ہوتا رہے گا۔ اور کیوں نہ ہوگا جبکہ محمد عربی ﷺ کا مدح خواں خود خالق کائنات اللہ عز و جل ہے۔

اس بشارت کو امام اجل علامہ رحمت اللہ کیرانوی الہندی علیہ الرحمۃ نے بھی اپنی کتاب 'اظہار الحق' میں نقل فرمایا ہے مگر حوالہ میں دی گئی اس بشارت کی عربی عبارت میں ''افضل من بنی البشر ''یعنی ''تمام انسانوں سے افضل'' کا جملہ بھی ہے۔ اب یہی کہا جا سکتا ہے کہ یا تو کیرانوی صاحب سے نقل کرنے میں خطا ہوگئی ہے یا اہل کلیسا نے وہ جملہ اڑا دیا ہے۔ قارئین جس صورت کو بھی چاہیں اختیار کریں مگر بائبل کا مطالعہ کرنے والے اور اس موضوع پہ گہرا مطالعہ رکھنے والے افراد جانتے ہیں کہ کونسا پہلو زیادہ قریب بہ امکان ہے۔ اور شاید آپ نے بھی سمجھ لیا ہوگا کہ کونسا پہلو زیادہ قرین قیاس ہے۔ مقدمہ میں ہم آپ کو اہل کلیسا کے ہاتھوں کی تیزی کا منظر متعدد زاویوں سے دِکھا چکے ہیں۔

بحمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ العظیم

پچیسویں بشارت

حق بکوریت

"If a man have two wives, one beloved, and another hated, and they have born him children, both the beloved and the hated; and if the firstborn son be hers that was hated: Then it shall be, when he maketh his sons to inherit that which he hath, that he may not make the son of the beloved firstborn before the son of the hated, which is indeed the firstborn: But he shall acknowledge the son of the hated for the firstborn, by giving him a double portion of all that he hath: for he is the beginning of his strength; the right of the firstborn is his."

(Deuteronomy: 21/15-17, King James Version)

''اگر کسی مرد کی دو بیویاں ہوں اور ایک محبوبہ اور دوسری غیر محبوبہ ہو اور محبوبہ اور غیر محبوبہ دونوں سے لڑکے ہوں اور پہلوٹھا بیٹا غیر محبوبہ سے ہو؛ تو جب وہ اپنے بیٹوں کو اپنے مال کا وارث کرے تو وہ محبوبہ کے بیٹے کو غیر محبوبہ کے بیٹے پر جو فی الحقیقت پہلوٹھا ہے فوقیت دیکر پہلوٹھا نہ ٹھہرائے؛ بلکہ وہ غیر محبوبہ کے بیٹے کو اپنے سب مال کا دونا حصہ دیکر اُسے پہلوٹھا مانے کیونکہ وہ اُسکی قوت کی ابتدا ہے اور پہلوٹھے کا حق اُسی کا ہے؛'' (استثنا:۲۱/۱۵۔۱۷، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

بائبل کا یہ ریمارک اگر صحیح ہے تو ہم بنی اسرائیل یہود ونصاریٰ سے یہ سوال کرنے کا حق ضرور رکھتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کے پہلے فرزند اسماعیل علیہ السلام کو حق بکوریت یعنی پہلوٹھے کے حق سے کیوں محروم کر دیا گیا جبکہ پیغمبر اسلام محمد عربی ﷺ کے جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلے فرزند ہیں۔ بائبل کی شہادت یہ ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام چھیاسی سال کے تھے اس وقت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ (پیدائش:۱۶/۱۶، مطبوعہ بنگلور، ہند، سن ۲۰۰۹ء) اور جب اسحاق

علیہ السلام پیدا ہوئے تو ابراہیم علیہ السلام کی عمر پورے سو برس تھی۔ (پیدائش: ۲۱/ ۵، مطبوعہ بنگلور، ہند، سن ۲۰۰۹ء) اس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام سے چودہ سال بڑے ہیں اور حق بکوریت (پہلوٹھے کا حق) انہی کا بنتا ہے۔ پھر آخر کیا وجہ ہے کہ خدا نے ابراہیم علیہ السلام کے پہلے لڑکے اسماعیل علیہ السلام کی نسل کو بھلا کر صرف بنی اسرائیل پہ انعام و اکرام کی بارش کر دی؟؟ اور دونا حق دینے کی بجائے اُلٹے انہیں دربدری کی سزا دیدی گئی؟؟ (پیدائش: ۲۱/ ۸۔ ۱۶، مطبوعہ بنگلور، ہند سن ۲۰۰۹ء) کیا یہ محمد عربیﷺ کے جدامجد ہونے کی سزا تھی؟؟ معاذ اللہ۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ خدا نے بنی اسماعیل کو بھی انعامات سے نوازنے کا وعدہ کیا تھا۔ بائبل کی شہادت ملاحظہ ہو:

"And as for Ishmael, I have heard thee: Behold, I have blessed him, and will make him fruitful."

(Genesis: 17/20, King James Version)

''اور اسماعیل کے حق میں بھی میں نے تیری دعا سنی۔ دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے برومند کروں گا''

(پیدائش: ۱۷/ ۲۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

کیا بنی اسرائیل یہ بتا سکیں گے کہ خدا نے اسماعیل اور اس کی نسل کو کس قسم کی برکت دی؟ اور کس طرح پھل دار بنایا ہم سے سنیں:

اللہ رب العزت نے اگر بنی اسماعیل کو تقریباً ستر ہزار انبیاء دیے تو سید الانبیاء و المرسلین محمدﷺ کو اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے پیدا کیا اور یہی وہ برکت ہے جس کا وعدہ خدا نے ابراہیم سے کیا تھا، اس وعدہ کا بیان قرآن مجید میں بھی مذکور ہے:

''وَإِذِ ابْتَلٰى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ، قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَاماً، قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي، قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَo'':

''جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں کے ذریعے آزمایا تو وہ اس پر کھرا

اترا، (خدا نے) کہا: میں تمہیں لوگوں کا امام بناؤں گا، (ابراہیم نے) کہا: اور میری نسل (کے لوگوں) کو بھی امام بنا (خدا نے) کہا: (تمہاری نسل کے) ظلم کرنے والے افراد میرے عہد (امامت وقیادت) کو نہیں پائیں گے"۔ (یعنی صرف تقویٰ شعار ہی اس وعدے میں شامل ہیں") (سورة البقرة: ١٢٤)

خانۂ کعبہ کی تعمیر کے بعد ابراہیم واسماعیل علیہما السلام نے اپنے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور رب سے یہ اجرت مانگی:

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُo":

"اے ہمارے رب! ان میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان پر تیری آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں کتاب وحکمت سکھائے اور پاکیزہ بنائے۔ بے شک تو غلبہ اور حکمت والا ہے"۔ (سورة البقرة: ١٢٩)

حضور! آپ کا خیالی معبود تو "بے وفا" ہوسکتا ہے مگر ہمارا معبود "اللہ" وعدہ خلاف نہیں ہے:

"وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللهِ حَدِيْثاًo":

"اور اللہ سے زیادہ سچی بات والا کون ہے"۔ (سورة النساء: ٨٧)

چنانچہ اللہ رب العزت نے اپنا وعدہ پورا کیا اور بنی اسماعیل میں پیغمبر اسلام ﷺ کو مبعوث فرمایا:

"لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِيْنٍo":

"بے شک اللہ نے احسان کیا مومنوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا

جو ان پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے، انہیں ستھرا بناتے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتے ہیں۔ یقیناً وہ اس سے قبل کھلی گمراہی میں تھے۔"

(سورة آل عمران: ١٦٤)

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیے گئے وعدے کے انگریزی پیراگراف میں لفظ "fruitful" خاص توجہ کے قابل ہے۔ اس کا معنی ہے "پھلدار"۔ یعنی میں اسماعیل کو بھی پھلدار بناؤں گا اور یقیناً یہاں کڑوا پھل مراد نہیں ہوسکتا ہے بلکہ صالح، پاکیزہ، خوشگوار، دلکش، جاذب عقل ونگاہ، امن وسلامتی کا پیامبر، توحید کا داعی، حق کا طالب اور صداقت و عدالت کا ضامن مراد ہے۔ پھل کے اندر یہی صفات وخصوصیات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقصود ومطلوب ہیں اور اللہ رب العزت نے انہی کا وعدہ بھی کیا ہے جیسے حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل (انبیاے بنی اسرائیل) کے متعلق مطلوب وموعود ہیں۔ پھر انہی خصوصیات اور صفات حسنہ بلکہ ان سے بھی زیادہ فضائل وشمائل سے آراستہ کر کے اللہ رب العزت نے محمد ﷺ کو آل اسماعیل سے مبعوث فرمایا۔ اس پیراگراف پہ جامع تبصرہ چوتھی بشارت میں گذر چکا ہے۔

﴿ بحمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ ﴾

چھبیسویں بشارت

نبی منتظر

بائبل میں درج چوتھی اور آخری انجیل یوحنا میں اس بات کا تذکرہ موجود ہے کہ مسیح علیہ السلام کے زمانے میں یہود کم از کم تین نبی (۱) ایلیاہ (۲) مسیح اور (۳) ایک دوسرے نبی (یقیناً جن کی بشارت انبیاے سابقین نے دی ہے) کے منتظر تھے۔ جب یوحنا (یحییٰ علیہ السلام) نے بپتسمہ دینا شروع کیا تو یہودی ربیوں نے ایک وفد ان کے پاس بھیجا تاکہ وہ ان کی حقیقت کے بارے میں دریافت کرے۔ پوری حکایت انجیل یوحنا کے الفاظ میں ملاحظہ کریں:

The testimony of John the Baptist

"And this is the record of John, when the Jews sent priests and Levites from Jerusalem to ask him, Who art thou? And he confessed, and denied not; but confessed, I am not the Christ. And they asked him, What then? Art thou Elias? And he saith, I am not. Art thou that prophet? And he answered, No. Then said they unto him, Who art thou? that we may give an answer to them that sent us. What sayest thou of thyself? He said, I am the voice of one crying in the wilderness, Make straight the way of the Lord, as said the prophet Esaias. And they which were sent were of the Pharisees. And they asked him, and said unto him, Why baptizest thou then, if thou be not that Christ, nor Elias, neither that prophet?"

(John: 1/19-25, King James Version)

"اور یوحنّا کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لاوی یہ پُوچھنے کو اُسکے پاس بھیجے کہ تو کون ہے؟: تو اُس نے اقرار کیا اور اِنکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں: اُنہوں نے اُس سے پوچھا پھر کون ہے؟ کیا تو ایلیاہ ہے؟ اُس نے کہا میں نہیں ہوں۔ کیا تو وہ نبی ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ

نہیں۔ پس اُنہوں نے اُس سے کہا پھر تو ہے کون؟ تا کہ ہم اپنے بھیجنے والوں کو جواب دیں تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے؟۔ اُس نے کہا میں جیسا یسعیاہ نبی نے کہا ہے بیابان میں ایک پُکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو سیدھا کرو۔ یہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ اُنہوں نے اُس سے یہ سوال کیا کہ اگر تو نہ مسیح ہے نہ ایلیاہ نہ وہ نبی تو پھر بپتسمہ کیوں دیتا ہے؟۔''

(یوحنا:۱/۱۹۔۲۵، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس پورے اقتباس پہ اگر ہم تبصرہ کریں تو بات بہت طویل ہو جائے گی، اسی لیے ہم ان تمام سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف مسیح کا یہ قول نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ ایلیاہ خود یوحنا یعنی یحییٰ علیہ السلام کی ذات ہے:

"For all the prophets and the law prophesied until John. And if ye will receive it, this is Elias, which was for to come."(Matthew: 11/13-14, King James Version)

''کیونکہ سب نبیوں اور توریت نے یوحنا تک نبوّت کی۔ اور چاہو تو مانو۔ ایلیاہ جو آنے والا تھا یہی ہے۔''

(انجیل متیٰ:۱۱/۱۳۔۱۴، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس مقام پہ پہنچ کر اور بائبل کے مذکورہ اقتباس کو پڑھ کر اگر کوئی صحیح العقل انسان بائبل کو دنیا کا ''آٹھواں عجوبہ The 8th Wonder of the world'' قرار دے تو وہ ہمیں بھی اپنا ہمنوا اور حمایتی پائیں گے۔ پہلے اقتباس میں تو اس بات کی صراحت موجود ہے کہ خود یوحنا (یحییٰ) نے اس بات سے انکار کیا کہ وہ ایلیاہ ہیں اور دوسرے اقتباس میں ''مسیحیوں کے خدا'' Jesus Christ کہتے ہیں کہ ''اور چاہو تو مانو۔ ایلیاہ جو آنے والا تھا یہی ہے''۔ ہم فیصلہ نہیں کر پا رہے ہیں کہ دونوں میں سے کن کو سچا مانیں اور کن کو جھوٹا......؟؟

اس بحث کو چھوڑیئے! ہم مسیحیوں کی دلجوئی کے لیے ''ان کے خدا'' کو سچا مان کر یوحنا پہ کاذب (جھوٹا) ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں مگر اس صورت میں بھی ایک دوسری پریشانی یہ ہے کہ ہم ایک جھوٹے (یوحنا) کو نبی کیسے مان لیں......؟؟؟ اور جھوٹے کو نبی بتانے والے (Jesus Christ) کو کیا نام یا لقب دیں............؟؟؟ چلئے! یہاں بھی بقیہ کام ہم مسیحیوں پہ چھوڑ کر آگے بڑھتے ہیں۔

بہرحال! دونوں اقتباسوں کو ملانے کے بعد یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ یہود جن تین نبیوں کے منتظر تھے، ان میں ایک یوحنا تھے اور دوسرے یسوع مسیح تھے مگر تیسرے نبی کون ہیں اور وہ کب آئے ہیں......؟؟

مسیحی حضرات پیغمبر اسلامﷺ کے علاوہ کسی اور کو نبی منتظر (جس نبی کا انتظار تھا) قرار دینے سے قبل یہ یاد رکھیں کہ جتنوں کو وہ نبی قرار دے سکتے ہیں ان سب کے اخلاق، ان کی دغابازی، خیانت اور مکروفریب سے بھری سیرت ہمارے پیش نظر ہے۔ اور ہم بوقت ضرورت بائبل سے ہی ان کی سوانح حیات نقل بھی کر سکتے ہیں۔

یقیناً وہ نبی جس کے لیے یہود و نصاریٰ چشم بہ راہ تھے وہ پیغمبر اسلام محمد عربیﷺ ہیں اور ان کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا ہے۔ واقدی نے یمنی یہودی عالم نعمان سبائی کے متعلق ذکر کیا ہے کہ جب انہوں نے پیغمبر اسلامﷺ کا تذکرہ سنا تو آپﷺ کی بارگاہ میں آئے اور آپﷺ سے کچھ چیزوں کے متعلق سوال کیا۔ پھر بولے: میرے والد ایک کتاب رکھے ہوئے تھے اور فرماتے تھے:

"لا تقرأه على يهود حتى تسمع بنبي قد خرج بيثرب فإذا سمعت به فافتحه قال نعمان فلما سمعت بك فتحت السفر فإذا فيه صفتك كما أراك الساعة وإذا فيه ما تحل وما تحرم وإذا فيه أنك خير الانبياء وأمتك خير الامم واسمك أحمد صلى الله

عليك وسلم وأمتك الحمادون قربانهم دماؤهم وأناجيلهم صدورهم۔

''اس کتاب کو یہودیوں کے سامنے نہ پڑھنا یہاں تک کہ تمہیں یثرب (مدینہ منورہ کا پرانا نام) سے کسی نبی کے ظہور کا علم ہو۔ جب تم یہ سننا تو اس کتاب کو کھولنا۔ (یارسول اللہ ﷺ!) جب میں نے آپ کے متعلق سنا تو اس کتاب کو کھولا، آپ کی صفات اس میں اسی طرح درج ہیں جس طرح میں آپ کو ابھی دیکھ رہا ہوں۔ اس میں یہ ہے کہ آپ (عمدہ چیزوں کو) حلال اور (خبیث اشیا کو) حرام قرار دیں گے۔ آپ تمام انبیا سے اور آپ ﷺ کی امت تمام امتوں سے افضل ہوگی۔ آپ کا نام نامی احمد ہوگا اور آپ کی امت خدا کی بہت زیادہ حمد وثنا کرے گی۔ ان کی قربانی ان کے خون اور ان کی کتابیں ان کے سینے ہوں گے۔'' (عيون الأثر 1: ذكر ما حفظ من الاحبار والرهبان والكهان وعبدة الاصنام من أمر رسول الله ﷺ)

﴿ بحمد اللہ وبالی سبحانہ اللہ العظیم ﴾

ستائیسویں بشارت

میں اس کی جوتیاں اٹھانے کے لائق نہیں

بائبل کی انجیل متیٰ میں مرقوم ہے کہ یوحنا (یحییٰ علیہ السلام) اپنے بعد آنے والے نبی (پیغمبر اسلام ﷺ) کی آمد کی بشارت لوگوں کو سناتے ہوئے فرماتے ہیں:

"I indeed baptize you with water unto repentance: but he that cometh after me is mightier than I, whose shoes I am not worthy to bear: he shall baptize you with the Holy Ghost, and with fire: Whose fan is in his hand, and he will throughly purge his floor, and gather his wheat into the garner; but he will burn up the chaff with unquenchable fire."

(Matthew: 3/11-12, King James Version)

''میں تو تمکو توبہ کے لئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں لیکن جو میرے بعد آتا ہے وہ مجھ سے زور آور ہے۔ میں اُسکی جوتیاں اٹھانے کے لائق نہیں۔ وہ تمکو روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا۔ اُسکا چھاج اُسکے ہاتھ میں ہے اور وہ اپنے کھلیان کو صاف کریگا اور اپنے گیہوں کو تو کھتے میں جمع کریگا مگر بھُوسی کو اُس آگ میں جلائیگا جو بجھنے کی نہیں۔'' (متی: ۳/۱۱-۱۲، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بعد صرف دو نبی آئے ہیں اول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوم پیغمبر سلامتی حضرت محمد ﷺ۔ عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ یوحنا اپنے بعد جس آنے والے نبی کی بشارت سنا رہے ہیں وہ مسیح ہیں۔ مگر مسیحیوں کا یہ دعویٰ مبنی بر خطا اور نادرست ہے۔ یقیناً وہ نبی مُبشَّر مسیح نہیں ہو سکتے کیونکہ یوحنا یعنی یحییٰ علیہ السلام سے گناہوں سے توبہ کا بپتسمہ لینے والوں میں مسیح کی ذات بھی شامل ہے۔ بائبل کا درج ذیل پیراگراف ملاحظہ فرمائیں:

"And it came to pass in those days, that Jesus came from Nazareth of Galilee, and was baptized of John in Jordan." (Mark: 1/9, Luke: 3/21, Matthew: 3/13-15, King

James Version)

''اور اُن دِنوں ایسا ہوا کہ یسوعؔ نے گلیلؔ کے ناصرہؔ سے آکر یردنؔ میں یوحناؔ سے بپتسمہ لیا۔''

(مرقس:۱/۹،لوقا:۳/۲۱،متی:۳/۱۳۔۱۵،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند،سن ۲۰۰۹ء)

اب ذرا یوحنا کی بشارت میں وارد الفاظ اور جملوں کی تشریح بھی ملاحظہ فرمالیں۔ اس اقتباس کی روشنی میں ایک نئے زاویے سے جب ہم دیکھتے ہیں تو واضح ہوتا ہے کہ اس بشارت کے مسیح قطعی مصداق نہیں ہیں۔

جو میرے بعد آتا ہے وہ مجھ سے زور آور ہے۔ میں اُسکی جوتیاں اٹھانے کے لائق نہیں:۔

یقیناً پیغمبر اسلام ﷺ بشمول انبیاے کرام تمام بنی آدم پر فائق اور اُن سے افضل ہیں۔ یہ دنیا و مافیہا اور اِن کے علاوہ دیگر کائنات سبھی تو آپ ﷺ کے صدقے و طفیل بنائے گئے ہیں۔ جہاں کا رنگ و بُو، چمن و گلشن، گل بداماں بقعات ارضی، پھولوں کی مہک، پرندوں کی چہک، انسانوں کا کثیر اژدہام، بحر و بر، پربت و پہاڑ اور سرسبز و شاداب مناظر سب کچھ اِسی بے نظیر اور عدیم المثال نبی ﷺ کے صدقے پیدا کیے گئے ہیں۔ تمام نبی خود کو محمد ﷺ کا ادنیٰ غلام سمجھتے ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی شان نہایت بلند ہے۔ اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے:

''تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِّنْهُم مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۝''

''وہ رُسُل جن میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت بخشی، بعض سے اللہ نے کلام کیا اور بعض کو (تمام رسولوں سے) کئی درجہ بلند کیا۔'' (سورة البقرة: ٢٥٣)

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمہ اللہ ''وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ'' کے تحت فرماتے ہیں:

"أى محمدًا ﷺ على غيره بعموم الدعوة وختم النبوّة وتفضيل أمته على سائر الأمم والمعجزات المتكاثرة والخصائص العديدة۔"

''یعنی محمد ﷺ کی دعوت نبوت ورسالت کو عام بنا کر، انہیں آخری نبی بنا کر، ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دے کر اور انہیں مختلف معجزات اور متعدد خصوصیات عطا فرما کر انہیں تمام رسولوں پر فضیلت بخشی۔''

حدیث قدسی ہے کہ اللہ جل جلالہ نے پیغمبر اسلام محمد عربی فداہ ابی وامی ﷺ سے فرمایا:

"يا محمد لولاك ما خلقت الجنة ولولاك ما خلقت النار، أخرجه الديلمى عن ابن عباس۔"

''اے محمد (ﷺ) آپ (مقصود کائنات) نہ ہوتے تو میں جنت اور دوزخ کو بھی پیدا نہیں کرتا۔'' (جامع الأحاديث: رقم الحديث ٣٣٥، كنز العمال: رقم الحديث ٢٣٠٢٥، الآثار المرفوعة: ٤٤/١)

اور دوسری حدیث قدسی ہے:

"لولاك لما خلقت الأفلاك"۔

''اگر تم مقصود نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہیں کرتا۔'' (تفسير الحقى: سورة الأنبياء ١٠٦، سورة الشعراء٩، تفسير النيسابورى: سورة البقرة٢٥٣)

ایک دوسری حدیث مبارک میں پیغمبر اسلام محمد عربی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"أنا سيد ولد آدم يوم القيامة ولا فخر وبيدى لواء الحمد ولا فخر وما من نبى يومئذ آدم فمن سواه إلا تحت لوائى وأنا أول

من تنشق عنه الأرض ولا فخر۔

''میں بروز قیامت تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور کوئی فخر نہیں۔ میرے ہی ہاتھوں میں لواء الحمد ہوگا اور کوئی فخر نہیں۔ آدم اور اُن کے ماسوا کوئی نبی نہیں ہے مگر وہ سب میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔ حشر کے دن سب سے پہلے میری قبر کھلے گی اور کوئی فخر نہیں۔'' (الجامع للترمذی: رقم الحديث ٣٤٤١، ٣٩٧٥، مسند أحمد: رقم الحديث ١١٢٦٣، صحيح السملم: رقم الحديث ٦٠٧٩)

اُسکا چھاج اُسکے ہاتھ میں ہے اور وہ اپنے کھلیان کو صاف کریگا اور اپنے گیہوں کو تو کھتے میں جمع کریگا مگر بھُوسی کو اُس آگ میں جلائیگا جو بجھنے کی نہیں:۔

اس میں پیغمبر اسلام ﷺ کے دین متین کی حقانیت کی طرف کتنا لطیف اشارہ ہے کہ وہ رسول ﷺ صرف اپنے محبین اور مخلصین کو اپنی جماعت میں شامل رکھے گا اور جو لوگ نفاق وفریب کا سہارا لے کر آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو دھوکہ دینے کی کوشش کریں گے اُنہیں آپ ﷺ بھُوسی (chaff) کی مانند رسوا کر کے اپنی مسجد اور اپنی جماعت سے نکال دیں گے اور ان کو نہ بجھنے والی آگ (آتش جہنم) میں ڈال دیں گے۔ اور یہی ہوا کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے منافقوں کا نام لے کر انہیں مسجد نبوی ﷺ سے نکال دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

"قم يا فلان فاخرج فإنك منافق اخرج يا فلان فإنك منافق فأخرجهم بأسمائهم ففضحهم ولم يكن عمر بن الخطاب شهد تلك الجمعة لحاجة كانت له فلقيهم عمر وهم يخرجون من المسجد فاختبأ منهم استحياء أنه لم يشهد الجمعة وظن الناس

قد انصرفوا واختبأوا هم من عمر فظنوا أنه قد علم بأمرهم فدخل عمر المسجد فإذا الناس لم ينصرفوا فقال له رجل أبشر يا عمر فقد فضح الله المنافقين اليوم فهذا العذاب الأول والعذاب الثاني عذاب القبر۔

''اے فلاں! تو کھڑا ہوجا اور نکل جا کیونکہ تو منافق ہے۔ اے فلاں! تو کھڑا ہوجا اور نکل جا کہ تو منافق ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے تمام منافقوں کا نام لے کر انہیں مسجد سے نکالا اور رسوا کیا۔ اس دن کسی وجہ سے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تاخیر سے مسجد آرہے تھے۔ جب انہیں راستے میں دیکھا تو یہ سمجھتے ہوئے کہ نماز ختم ہوگئی ہے اس حیا سے ان سے چھپنے لگے، اور وہ (منافقین) یہ سمجھتے ہوئے کہ عمر کو ان (کے نکالے جانے) کے بارے میں معلوم ہوگیا ہے شرم سے چھپنے لگے۔ جب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد پہنچے تو دیکھا کہ ابھی نماز ختم نہیں ہوئی ہے۔ ایک (صحابی) نے حضرت عمر سے کہا: مبارک ہو کہ آج کے دن اللہ نے منافقوں کو رسوا کردیا۔ یہ پہلا عذاب ہے اور دوسرا عذاب قبر میں ہوگا''۔

(المعجم الأوسط للطبراني: رقم الحديث ٨٠٤، تفسير الرازي: سورة التوبة ١٠١)

اور بھوسے کی طرح منافقین کے مسجد سے نکال دیے جانے کے بعد ان کے ساتھ ہونے والے سلوک کو بھی اللہ جل شانہ نے بیان فرمادیا ہے:

''وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ ''۔

''(اے مسلمانو!) تمہارے پاس کے دیہاتیوں اور اہل مدینہ میں سے کچھ منافق

ہیں جو نفاق کے خوگر ہیں۔ تمہیں ان کا علم نہیں ہے۔ انہیں ہم جانتے ہیں، بہت جلد ہم انہیں دو عذاب (پہلا ذلت کے ساتھ مسجد سے خروج اور دوسرا عذاب قبر) دیں گے اور پھر وہ بڑے عذاب (نہ بجھنے والی جہنم کی آگ) کی طرف پھیر دیے جائیں گے۔" (سورة التوبة: ١٠١)

پیغمبر اسلام ﷺ کے برخلاف مسیح یہ (بھوسی کو گیہوں سے الگ کرنے کا) کام نہیں کر سکے بلکہ (بائبل کے مطابق۔ اسلامی عقیدے کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کے حواری نیک اور جاں نثار تھے۔ عنبر) تادم اخیر ایک سانپ (یہوداہ اسکریوتی) کو اپنی آستین میں پالتے رہے اور نتیجہ یہ ہوا کہ موقع ملتے ہی اُس نے آپ کو ڈس لیا۔ صرف "تیس چاندی کے سکوں" کے عوض آپ کو دشمنوں کے حوالے کر دیا۔ بائبل کی شہادت ملاحظہ ہو:

Judas Iscariot betrays Jesus

"Then one of the twelve, called Judas Iscariot, went unto the chief priests, And said unto them, What will ye give me, and I will deliver him unto you? And they covenanted with him for thirty pieces of silver. And from that time he sought opportunity to betray him." (Matthew: 26/14-16, Mark: 14/10-11, Luke: 22/3-6, King James Version)

"اُس وقت اُن بارہ میں سے ایک نے جس کا نام یہوداہ اِسکریوتی تھا سردار کاہنوں کے پاس جا کر کہا کہ: اگر میں اُسے تمہارے حوالے کرادوں تو مجھے کیا دوگے؟ اُنہوں نے اُسے تیس روپے تول کر دے دئے: اور وہ اُس وقت سے اُسے پکڑوانے کا موقع ڈھونڈنے لگا:" (متی:٢٦/١٤-١٦، مرقس:١٤/١٠-١١، لوقا:٢٢/٣-٦، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، سن ٢٠٠٩ء)

اور بائبل کی روایت کے مطابق پھر یہودیوں نے اسی یہوداہ اِسکریوتی کی مدد سے مسیح کو پکڑا اور سولی دیدی۔ (معاذ اللہ)
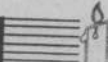
(متی:۲۶/۴۷۔۵۷،۲۷/۱۔۵۰،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند،سن ۲۰۰۹ء)

بفرض محال اور مسیحیوں کے نزدیک مسیح کو سولی دیے جانے کے واقعہ اور عقیدہ کی صحت کے تقدیر (محال) پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کو آخری وقتوں میں بقول شاعر یہی خیال آتا رہا ہوگا

غیر تو غیر ہیں کس سے شکوہ کریں
ہم نے اپنوں سے کھایا ہے دھوکہ بہت

﴿بحمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ العظمۃ﴾

اٹھائیسویں بشارت

نبیوں کو ان کے پھلوں سے پہچانو!

مسیح علیہ السلام اپنے ماننے والوں کو ایک نبی کی آمد کی بشارت سناتے، انہیں جھوٹے نبیوں سے ہوشیار رہنے کی تاکید کرتے اور سچے نبی کو پہچاننے کا پیمانہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"Beware of false prophets, which come to you in sheep's clothing, but inwardly they are ravening wolves. Ye shall know them by their fruits. Do men gather grapes of thorns, or figs of thistles? Even so every good tree bringeth forth good fruit; but a corrupt tree bringeth forth evil fruit. A good tree cannot bring forth evil fruit, neither can a corrupt tree bring forth good fruit. Every tree that bringeth not forth good fruit is hewn down, and cast into the fire. Wherefore by their fruits ye shall know them."

(Matthew: 7/15-20, King James Version)

"جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں مگر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیئے ہیں: اُنکے پھلوں سے تم اُنکو پہچان لوگے۔ کیا جھاڑیوں سے انگور یا اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہیں؟: اسی طرح ہر ایک اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے اور برا درخت برا پھل لاتا ہے: اچھا درخت برا پھل نہیں لاسکتا نہ برا درخت اچھا پھل لاسکتا ہے: جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے: پس ان کے پھلوں سے تم ان کو پہچان لوگے:"

(انجیل متّی: ۷/۱۵-۲۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

ان آیات میں مسیح نے اس بات کی پیشن گوئی کی ہے کہ ان کے بعد خدا کی جانب سے نبی آئیں گے اور بہت سے جھوٹے لوگ خود کو لوگوں کے سامنے اللہ کے نبی کے طور پر پیش کریں گے مگر اے لوگو! تم نبیوں کو ان کی تعلیمات، ان کے اصحاب اور ان کے

اخلاق و کردار سے پہچانو گے۔اسی طرح مسیحیوں کے مقدس یوحنا نے اپنے پہلے خط میں لکھا ہے کہ مسیح کے بعد بہت سے جھوٹے نبی ظاہر ہو گئے ہیں لہذا ان سے ہوشیار رہیں:

"Beloved, believe not every spirit, but try the spirits whether they are of God: because many false prophets are gone out into the world."

(1John: 4/1, King James Version)

''اے عزیزو! ہر ایک روح کا یقین نہ کرو بلکہ روحوں کو آزماؤ کہ وہ خدا کی طرف سے ہیں یا نہیں کیونکہ بہت سے جھوٹے نبی دنیا میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔''

(1 یوحنا:۴/۱،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس اقتباس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کے بعد بھی سچا نبی آئے گا۔اور اس کو پہچاننے کا پیمانہ تو ہم کو مسیح نے بتا ہی دیا ہے کہ اُن کے پھلوں کو دیکھ کر ان کی حقانیت و صداقت کو جانا جائے۔

مذکورہ دونوں اقتباسات چیخ چیخ کر اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ پیغمبر اسلام محمد ﷺ ایک نبی برحق ہیں۔ہم دنیا بھر کے عیسائی و غیر عیسائی محققین و اسکالرز کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ مسیح کے اس قول کو نگاہوں کو سامنے رکھتے ہوئے کسی کو بھی محمد عربی ﷺ سے زیادہ سچا نبی ثابت کر دیں۔مسیح علیہ السلام کی تعلیمات جو کام نہیں کر سکی وہ محمد ﷺ کے عشق کے جنون نے کر دکھایا۔اس کی مزید تفصیل کے لیے آپ ہماری کتاب ''اسلام اور عیسائیت: ایک تقابلی مطالعہ'' کے باب چہارم کا بنظر غائر مطالعہ کریں۔یقیناً مطالعہ کے بعد آپ کے دل و دماغ میں حضرت ابو بکر صدیق، عمر فاروق، علی مرتضی، بلال حبشی، عمار بن یاسر، سعد بن وقاص، ابو عبیدہ بن جراح، ابو طلحہ، زبیر بن عوام وغیر ہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کلھم کی محبت میں نئی طرح کی موجیں محسوس کریں گے کہ ان حضرات نے مختلف مواقع پر پیغمبر اسلام ﷺ کے لیے جاں نثاری کا جو جذبہ دکھایا وہ (بائبل کی آیات کے مطابق) مسیح کے حواریین میں نہیں تھا اور بات یہیں تک محدود نہیں بلکہ انہوں نے مصیبت کے وقت مسیح کو

تنہا چھوڑ دیا۔ ایک نے تو صرف چند سکوں کے عوض آپ کی جان کا دشمنوں سے سودا کرلیا۔
ہم ایمان کی تازگی کے لیے حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کی پختگی اور مضبوطی اور مسیح کے سب سے چہیتے شاگرد ورسول پطرس کے ایمان کا ایک تقابلی مطالعہ ذیل میں ''اسلام اور عیسائیت: ایک تقابلی مطالعہ'' کے باب چہارم سے اختصار کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

بلال حبشی کا ایمان

نبی کریم ﷺ نے چالیس سال کی عمر میں اپنی نبوت کا اعلان فرمایا اور اہل مکہ کو توحید کی دعوت دی تو مکہ کے بہت سے باشندے آپ کے جانی دشمن بن گئے۔ وہ لوگ جو آپ ﷺ کو امین وصادق کہتے نہیں تھکتے تھے وہ آپ کے اور آپ کے صحابہ کے خون کے پیاسے ہو گئے۔ اس طرح دعوت کے ابتدائی سالوں میں ایمان لانے والوں کی تعداد زیادہ نہ رہی۔ جن قلیل افراد نے اپنے دل کے گلشن کو گلابِ ایمان سے معطر کیا ان پر کفار ومشرکین ستم گر بجلیاں گرا رہے تھے۔ ظلم وجفا کی آہنی زنجیریں اسلام پسندوں کے سینے اور ان کی پشتوں پہ برس رہی تھیں۔ شیدائے اسلام کی رگوں سے بہنے والا خون اسلام کی سینچائی وسیرابی کے کام آ رہا تھا اور پروانۂ محمدی ﷺ اپنے لہو سے کونپلِ اسلام کو تقویت پہونچا رہے تھے۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سنگ دل آقا امیہ بن خلف انہیں عشق مصطفوی ﷺ کی سزا دے رہا تھا۔ ان کے دل میں معطر گلابِ محبت کو ستم کی تمازت میں مرجھانے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ گرم اور کھولتے ہوئے پتھروں پہ لٹا کر ان کے ایمان وایقان کا امتحان لیا جا رہا تھا اور انہیں اسلام سے انحراف پر آمادہ کرنے کے لیے ہر حربہ آزمایا جا رہا تھا لیکن قربان جایئے اس سیاہ لعل (Black Diamond) پہ جنہوں نے ہر ستم تو گوارا کرلیا مگر اپنے عشق رسول ﷺ کی چمک کو کم ہونے نہیں دیا اور بالآخر کافروں کی آنکھیں اس سیاہ لعل کی دمک سے خیرہ ہوگئیں اور اللہ عز وجل نے انہیں وہ عظیم اجر عطا فرمایا کہ آج

کروڑوں دلوں کی دھڑکنیں ان کے نام پہ تیز ہوجاتی ہیں اوران کے تذکرے امت مسلمہ کی مردہ روح کے لیے حیات نو کے پیامبر معلوم ہوتے ہیں۔(سیـرۃ ابـن هشـام: ۳۱۷/۱ ذکـر عـدوان المشرکین علیٰ المستضعفین ممن أسلم، ۶۳۱/۱ مقتل أمیة بن خلف، تفسیر البغوی: سورة اللیل: ۱۸)

وقتِ مصیبت پطرس (Peter) کا مسیح کی شناسائی سے انکار

ایک طرف بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صبر ومحبت کے اس منظر کو نگاہوں کے سامنے رکھیے اور دوسری طرف مسیح علیہ السلام کے شاگرد خاص پطرس (Peter) جن سے مسیح کو اتنی زیادہ محبت تھی کہ پطرس ان کے سینے پر ٹیک بھی لگالیا کرتے تھے (انجیل یوحنا: ۱۳/ ۲۳۔۲۵، ۲۱/ ۲۰، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، سن ۲۰۰۹ء) ان کے ایمان کی قوت کوملاحظہ فرمائیں:

مسیح علیہ السلام کی ولادت کے وقت سے ہی یہودی ان کی جان کے دشمن بنے ہوئے تھے۔ یہودی ربی اور کاہن ان کی گرفتاری اوران کے قتل کے درپے تھے اور موقع کی تاک میں لگے ہوئے تھے۔ آخرکار ایک مدت دراز کے بعد انہیں وہ لمحہ میسر آ ہی گیا جب انہوں نے سازشوں کے تانے بن کر انہیں (بائبل اور عیسائی عقیدے کے مطابق۔ قرآن اور اسلام کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہے۔) گرفتار کرنے میں کامیابی حاصل کرلی۔ جب وہ بھیڑ مسیح علیہ السلام کو گرفتار کرکے سردار کاہن کے دیوان خانہ لے جارہی تھی تو پطرس بھی ان کے پیچھے چلتے ہوئے اس حویلی میں داخل ہوگئے۔ وہاں پہونچ کر پطرس کی نگاہ ایک جماعت پہ پڑی جو آگ تاپنے میں مشغول تھی، وہ بھی وہیں ان کے درمیان بیٹھ گئے۔ اب آگے کا واقعہ بائبل کی زبان سے:

"Peter was siting outside in the courtyard when High Priest's servant woman came to him & said: "you too were with Jesus of Galilee" But he denied it in front of

them all "<u>I don't know what are you talking about</u>" he answered, & went on out to the entrance of the courtyard, Another servant woman saw him & said to the men threre," he was with Jesus of Nazareth", again peter denied it & answered, "<u>I swear that I don't know that man!</u>", after a little while the men standing there came to Peter " Of course you are one of them" they said, after all, the way you speak gives you away, then peter said, "<u>I swear that I am telling the truth! My God punsih me if I am not! I do not know that man!</u>"
(Matthew: 26/69-74, BSI, Bangalore, India 2008)

''اور پطرس صحن میں بیٹھا تھا کہ ایک لونڈی نے اُس کے پاس آ کر کہا تو بھی یسوع گلیلی کے ساتھ تھا: <u>اُس نے سب کے سامنے یہ کہہ کر انکار کیا کہ میں نہیں جانتا تو کیا کہتی ہے</u>: اور جب وہ ڈیوڑھی میں چلا گیا تو دوسری نے اُسے دیکھا اور جو وہاں تھے اُن سے کہا یہ بھی یسوع ناصری کے ساتھ تھا: <u>اُس نے قسم کھا کر پھر انکار کیا کہ میں اُس آدمی کو نہیں جانتا</u>: تھوڑی دیر بعد جو وہاں کھڑے تھے اُنہوں نے پطرس کے پاس آ کر کہا بے شک تو بھی اُن میں سے ہے کیوں کہ تیری بولی سے بھی ظاہر ہوتا ہے: <u>اس پر وہ لعنت کرنے اور قسم کھانے لگا کہ میں اُس آدمی کو نہیں جانتا</u>:''
(انجیل متّیٰ: ۶۹/۲۶۔۷۴، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

ذرا اِنکار کی قوت وتاکید تو ملاحظہ کیجئے کہ حلفیہ اور لعنیہ انکار کیا جا رہا ہے۔ ابھی مسیح علیہ السلام گرفتار ہی ہوئے تھے ان کا فیصلہ نہیں ہوا تھا مگر پطرس نے صرف گرفتاری کے خوف سے بچنے کے لیے مسیح کی شناسائی اور ان کی صحبت کا بھی انکار کر دیا۔ جتنی قوت مسیح کی صحبت ومعرفت کے انکار میں صرف کی ہے اگر ان کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوتا تو ان کا طرز عمل یہ نہیں ہوتا خاص کر اس وقت جبکہ مسیح نے پطرس کو درج ذیل نو خصوصیات ایسی عطا فرمائی تھیں جن سے بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نا آشنا تھے:

(۱) نبوت ورسالت۔ (معاذ اللہ)۔ (۲) دیگر تمام انبیا علیہم السلام پہ فضیلت۔ (معاذ

اللہ)۔ (۳) بروز قیامت جج کا عہدہ دیے جانے کی بشارت۔ (۴) تحلیل وتحریم یعنی کسی بھی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کا اختیار۔ (۵) لوگوں کے گناہ بخشنے کا اختیار۔ (۶) بعد وفات انبیا موسیٰ علیہ السلام اور الیاس علیہما السلام سے حالت بیداری میں ملاقات۔ (۷) اسرار الٰہی کا علم۔ (۸) شیطان کے شر سے حفاظت کی خصوصی دعا۔ (۹) اس بات کی بشارت وضمانت کہ کوئی ان کا ایک بال بھی بیکا نہیں کر سکے گا۔ (معاذ اللہ)

ان میں سے ہر ایک عطیہ بڑی نعمت ہے۔ دل میں اگر ایمان کا اُجالا ہوتا تو مسیح جیسی صبیح و حسین ہستی کے ساتھ پطرس کا طرز عمل یہ نہیں ہوتا۔ خاص کر جو لوگ انگریزی جانتے ہیں وہ پطرس والے پیراگراف میں خط کشیدہ (Underline) جملوں کو بار بار اور غور سے پڑھیں پھر بتائیں کہ افضل کون ہے عیسائیوں کے رسول پطرس ......؟؟ یا مسلمانوں کے دلبر بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ؟ اور پطرس کے استاذ و خدا مسیح ......؟؟ یا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے محبوب و رسول اور معلم محمد عربی ﷺ؟

پہلے خط کشیدہ جملے کا معنی ہے: میں نہیں جانتا تم کیا کہتے ہو؟"۔ اور دوسرے خط کشیدہ جملے کا معنی ہے: میں قسم کھاتا ہوں کہ میں اس شخص کو نہیں جانتا"۔ جبکہ تیسرے خط کشیدہ جملے کا معنی ہے: میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں سچ کہہ رہا ہوں کہ میں اس شخص کو نہیں جانتا، اگر میں جھوٹا ہوں تو میرا خدا مجھے عذاب دے"۔

ان تینوں جملوں کو بار بار پڑھیں اور دل میں انصاف کی شمع جلا کر جواب دیں کہ کیا کوئی رسول یا انسان جسے پطرس جتنی صفات متمیزہ اور خصوصیات عطا ہوئی ہوں اس طرح کا جواب دے سکتا ہے......؟؟ اور کیا کوئی جاں نثار انسان اپنے محبوب کے لیے اس طرح کے جملے استعمال کر سکتا ہے......؟؟؟

کیا مسیح علیہ السلام کے قول "درخت کو ان کے پھلوں سے پہچانو" کی روشنی میں اب بھی ہم یہ کہنے میں حق بہ جانب نہ ہوں گے کہ دین محمدی حق ہے جس کے ادنیٰ پھلوں

نے اپنی قوت ایمانی سے یہ ثابت کر دکھایا کہ ان کا درخت بہت مضبوط اور نہایت اچھا ہے۔ جب کہ اس کے برعکس دین مسیحی کے رسولوں کی قوت ایمانی اس کے حسن کے گردِ پا کو بھی پانے سے قاصر ہے۔" (اسلام اور عیسائیت ایک تقابلی مطالعہ: ص ۱۴۱۔۱۵۱، ملخصاً)

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حواریین مسیح کے ایمان کے موازنہ کا کما حقہ لطف اسی وقت آئے گا جب آپ "اسلام اور عیسائیت: ایک تقابلی مطالعہ" کے باب چہارم کو عشق مصطفیٰ ﷺ میں ڈوب کر پڑھیں۔ ہم نے طوالت کے خوف سے صرف ایک موازنہ کو نہایت اختصار کے ساتھ نقل کیا ہے۔

الحمد للہ سبحانہ وتعالیٰ

انتیسویں بشارت

آسمان کی بادشاہی رائی کے دانے کی مانند

ہم اناجیل کے صفحات میں متعدد مقامات پہ مسیح کو "آسمان کی بادشاہی" کی منادی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ وہ دعوت وتبلیغ میں لوگوں کو آسمان کی بادشاہی کی عنقریب آمد کی بشارت سناتے اور اس پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کبھی تو صاف لفظوں میں اسکو بتاتے ہیں تو کبھی تمثیلی زبان میں سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہی میں سے درج ذیل بشارت بھی ہے:

"The kingdom of heaven is like to a grain of mustard seed, which a man took, and sowed in his field: Which indeed is the least of all seeds: but when it is grown, it is the greatest among herbs, and becometh a tree, so that the birds of the air come and lodge in the branches thereof." (Matthew: 13/31-32, Mark: 4/30, Luke: 13/18-19, King James Version)

"آسمان کی بادشاہی اُس رائی کے دانے کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بو دیا۔ وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے مگر جب بڑھتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آکر اُس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتے ہیں۔" (متیٰ: ۱۳/ ۳۱-۳۲، مرقس: ۴/ ۳۰، لوقا: ۱۳/ ۱۸-۱۹، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس اقتباس کو اگر حقیقی معنی پر محمول کریں تو ہم اس کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جو کبھی بھی حقیقت کا روپ نہیں دھار سکتا ہے۔ رائی کے درختوں میں اتنی قوت ہی نہیں ہوتی ہے کہ کوئی پرندہ اس کی ڈالیوں میں نشیمن بنا کر اپنا گذر بسر کر سکے۔ البتہ! اگر یہ مان لیں کہ یہاں معنیٰ مجازی (غیر حقیقی مفہوم) مراد ہے تو پھر بات بن سکتی ہے۔ ایسے بھی اناجیل کے قارئین پہ یہ بات مخفی نہیں ہے کہ مسیح تمثیلی زبان (مثالوں کی

زبان) میں زیادہ کلام کیا کرتے تھے اور خاص کر یہ اقتباس تو تمثیلی ہی ہے کیونکہ اس کی شروعات ہی ''آسمان کی بادشاہی اس رائی کے دانے کی مانند ہے'' سے کی گئی ہے۔ اور اس اقتباس کے معنئ مجازی کا سب سے بہترین محمل یہ ہے:

اسلام کو جب اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے اتارے گا تو یہ رائی کے پیڑ کی ڈالیوں کی طرح نہایت کمزور اور تھوڑے لوگوں میں ہوگا۔ پھر جس طرح رائی کی ڈالیاں بڑی ہوتی اور پھیلتی ہیں یہ بھی پھیلے گا، بڑا ہوگا اور رائی کے خوبصورت درخت کی مثل اپنے خوشنما منظر اور اپنی خوشبوؤں سے لوگوں کے مشام جان کو معطر کرے گا۔ اور پھر جس طرح رائی کے خوش منظر اور دل کش درخت اور جاذب نظر پھولوں کو دیکھ کر باذوق پرندے اس کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں اسی طرح آہستہ آہستہ اسلام کی دلکشی اور خوبصورتی اور اس کے اصول حیات کی اچھائی کو دیکھ کر حق جو اور انصاف پسند انسان اس کے دامن رحمت میں پناہ لیں گے اور اس کے ماننے والوں کی تعداد بڑھتی جائے گی اور یہ سلسلہ چلتا ہی رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اسلام کمزوروں اور غریبوں سے شروع ہوا اور آہستہ آہستہ پھیلا۔ اس کے ماننے والوں کو تعداد روز بہ روز بڑھی اور اپنی خوشبوؤں سے عالم کو معطر کیا۔ اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

﴿والحمد للہ سبحانہ وتعالیٰ﴾

تیسویں بشارت

تمام نبیوں نے اسلام کی دعوت دی

یرمیاہ نبی نے نبوت کے دعویداروں کی صداقت وحقانیت کو پرکھنے کا یہ پیمانہ دیا ہے کہ اگر اُن کی پیشن گوئی پوری ہو جائے تو انہیں نبی تسلیم کیا جائے ورنہ انہیں دروغ گو اور جھوٹا قرار دیا جائے۔ مکمل اقتباس ملاحظہ ہو:

"The prophet which prophesieth of peace, when the word of the prophet shall come to pass, then shall the prophet be known, that the LORD hath truly sent him."
(Jeremiah: 28/9, King James Version)

''وہ نبی جو سلامتی کی خبر دیتا ہے جب اُس نبی کا کلام پُورا ہو جائے تو معلوم ہوگا کہ فی الحقیقت خداوند نے اُسے بھیجا ہے۔''

(یرمیاہ: ۹/۲۸، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس احتمال سے بھی انکار ممکن نہیں ہے کہ کسی زمانے میں یہ لفظ اسلام ہی رہا ہو۔ اور پھر آہستہ آہستہ لفظ Peace اور سلامتی پر پہونچ گیا ہو۔ ویسے ڈکشنری ولغت کے اعتبار سے اسلام کا انگریزی ترجمہ Peace ہوتا ہے اور مسیحی محققین اور مترجمین کی ایک پرانی عادت وروایت یہ ہے کہ وہ نام کا بھی ترجمہ کر دیتے ہیں یا اُس کا اور کوئی مفہوم لکھ دیتے ہیں، جیسا کہ ہم نے مقدمہ میں دلائل کے ساتھ تحریر کیا ہے۔

ورلڈ بائبل ٹرانسلیشن سینٹر کی جانب سے شائع عربی بائبل کے ترجمہ میں درج ذیل جملے ہیں، جن میں لفظ ''السلام'' بھی شامل ہے۔ پوری عبارت ملاحظہ ہو:

اَلنَّبِیُّ الَّذِیْ یَتَنَبَّأُ بِالسَّلامِ یُعْرَفُ بِأَنَّهُ نَبِیٌّ حَقٌّ أَرْسَلَهُ اللّٰهُ حَقًّا، عِنْدَ مَا تَحَقَّقَ كَلِمَةُ هٰذَا النَّبِیِّ"۔

جو نبی ''سلام'' کی خبر دے اور اس کی خبر پوری ہو جائے تو جان لیا جائے گا کہ وہ نبی برحق اور سچا ہے جسے اللہ نے بھیجا ہے''۔

صرف ایک حرف ''الف'' رہ گیا ورنہ لفظ ''اسلام'' تو بالکل محسوس اور مرئی پیکر میں بائبل میں نظر آتا ہے۔ اگر ہم اس کو موجودہ شکل میں درست فرض کرلیں اور اس زاویے سے دیکھیں تو بھی اس میں نبی کریمﷺ کی صداقت وحقانیت پہ واضح وبین دلیل ہے۔

وہ نبی جو سلامتی کی خبر دیتا ہے جب اُس نبی کا کلام پُورا ہو جائے تو معلوم ہوگا کہ فی الحقیقت خداوند نے اُسے بھیجا ہے:۔

اِس پیمانے پر اگر ہم پیغمبر اسلامﷺ کی رسالت کو پرکھیں تو ان کا دعویٰ نبوت و حقانیت نکھر کر اہل انصاف کی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ حدیث وسیرت کی کتابوں سے ایسی درجنوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں، جو اس بات کی گواہی دیتی ہیں کہ محمدﷺ نے جو بھی پیشن گوئی کی ہے، وہ سب درست واقع ہوئی ہیں۔ ہم ماقبل کے صفحات (دوسری اور بارہویں بشارتوں) میں پیغمبر اسلامﷺ کی متعدد پیشن گوئیوں کا ذکر کرچکے ہیں جو بالکل صحیح اور پورے طور پر درست واقع ہوئی ہیں۔

پیغمبر اسلامﷺ کے برخلاف مسیح کی پیشن گوئی پوری نہیں ہوئی۔ انہوں نے اپنے شاگردوں سے یہ وعدہ کیا تھا:

"And ye shall be hated of all men for my name's sake. But there shall not an hair of your head perish."
(Luke: 21/17-18, King James Version)

''اور میرے نام کے سبب سے سب لوگ تم سے عداوت رکھیں گے۔ لیکن تمہارے سر کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوگا۔ اپنے صبر سے تم اپنی جانیں بچائے رکھو گے۔''

(انجیل لوقا: ۲۱/۱۷۔۱۸، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

لیکن اُن کے شاگردوں کو نہایت سختیوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کتنوں کو کوڑے لگے اور کتنے ستائے گئے اور جیل میں ڈالے گئے اور ان کے ایک شاگرد یعقوب کو

قتل کر دیا گیا:

"Now about that time Herod the king stretched forth his hands to vex certain of the church. And he killed James the brother of John with the sword."

(Acts: 12/1-2, King James Version)

''قریباً اسی وقت ہیرودیس بادشاہ نے ستانے کے لئے کلیسیا میں سے بعض پر ہاتھ ڈالا۔ اور یوحنا کے بھائی یعقوب کو تلوار سے قتل کیا۔''

(اعمال: ۱۲/۱۔۲، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اب ہمیں مسیحی حضرات ہی بتائیں کہ زیادہ سچے کون ہیں؟؟؟ ان کے خدا یسوع مسیح......؟؟؟ یا ہمارے دلبر محمد عربی ﷺ؟

﴿ محمد اللہ سبحانہ تعالیٰ عظمۃ ﴾

اکتیسویں بشارت

مبارک ہے خدا کے نام پر آنے والا

Jesus mourns over Jerusalem

"O Jerusalem, Jerusalem, thou that killest the prophets, and stonest them which are sent unto thee, how often would I have gathered thy children together, even as a hen gathereth her chickens under her wings, and ye would not! Behold, your house is left unto you desolate. For I say unto you, Ye shall not see me henceforth, till ye shall say, Blessed is he that cometh in the name of the Lord."

(Matthew: 23/37-39, King James Version)

''اے یروشلم! اے یروشلم! تو جو نبیوں کو قتل کرتا ہے اور جو تیرے پاس بھیجے گئے اُنکو سنگسار کرتا ہے! کتنی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے اُسی طرح میں بھی تیرے لڑکوں کو جمع کر لوں مگر تو نے نہ چاہا! دیکھو تمہارے لئے تمہارا گھر ویران چھوڑا جاتا ہے۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو گے جب تک نہ کہو گے کہ مبارک ہے وہ جو خدا کے نام سے آتا ہے۔'' (متّی: ۲۳/۳۷-۳۹، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

ایسا ہی ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد یروشلم پہ یہود اور تثلیث کے قائل عیسائیوں (جن کا مسیح کی تعلیم سے کوئی واسطہ نہیں) کا قبضہ ہو گیا اور یروشلم (توحید پرستوں سے) ویران ہو گیا۔ پھر پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت کے بعد شب معراج پیغمبر امن محمد ﷺ کی اقتدا میں انبیا کی مقدس جماعت نے وہاں نماز ادا کی اور خلافت فاروقی میں وہ مکمل طور پر مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔ اسی کو بائبل میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ ''دیکھو تمہارے لئے تمہارا گھر ویران چھوڑا جاتا ہے۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو گے جب تک نہ کہو گے کہ مبارک ہے وہ جو خدا کے نام سے آتا ہے'' کہ محمد

عربیﷺ نے اللہ کے نام سے تمام عالم کو اسلام کی دعوت دی اور یروشلم کی ویرانی کو دور کر دیا۔ ان آیات میں واقعۂ معراج کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے۔

یہ بشارت مسیح کے متعلق نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ یروشلم نے یسوع مسیح کو خوش آمدید Welcome نہیں کہا بلکہ بائبل کی روایتوں کے مطابق انہوں نے حسب سابق مسیح کو بھی سولی پہ چڑھا کر قتل کر دیا۔ اُن کے برخلاف پیغمبر اسلامﷺ کو یروشلم میں شب معراج شاندار استقبالیہ پیش کیا گیا، ایسا استقبالیہ جواب تک کسی بھی بنی آدم یا غیر آدم زاد کو نصیب نہیں ہوا اور نہ ہی ہوگا۔

عیسائیوں نے انجیل متیٰ (۲۱/۱۔۱۷) اور انجیل مرقس (۱۱/۱۔۱۵) میں تحریفات اور جھوٹ کا سہارا لے کر اس بشارت کو مسیح پہ فٹ کرنے کی کوشش کی مگر مسیحی اہل قلم بھول گئے کہ ''دروغ گورا حافظہ نباشد'' (جھوٹے کو یاد نہیں رہتا کہ پہلے کیا کہا تھا) کیونکہ دونوں انجیلوں میں ایک ہی واقعہ شدید اور نا قابل رفع تعارضات کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ ان تعارضات کی تفصیل ہماری اگلی منتظر اشاعت تصنیف ''بائبل اور تناقضات'' میں ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں صرف اتنا بتا دیتے ہیں کہ انجیل متی کے مطابق مسیح جس دن یروشلم کے ہیکل میں داخل ہوئے اُسی دن وہاں جے بازار کو الٹ کر رکھ دیا اور وہاں لین دین کر رہے لوگوں کو خوب ڈانٹا اور پھر بیت غنیاہ گاؤں میں جا کر رات بسر کی۔ جبکہ انجیل مرقس کے مطابق مسیح جس دن یروشلم کے ہیکل میں داخل ہوئے اُس دن شام ہو جانے کی وجہ سے صرف دیکھا پرکھا اور چھوڑ دیا۔ پھر جب صبح میں بیت غنیاہ گاؤں سے واپس آئے تب ہیکل میں لگے بازار کو الٹ دیا اور اس میں ملوث لوگوں کو ڈانٹ پلائی۔

﴿بحمداللہ وتعالی العظمۃ﴾

بتیسویں بشارت

قدوس کوہ فاران سے آیا

"God came from Teman, and the Holy One from mount Paran. Selah. His glory covered the heavens, and the earth was full of his praise. And his brightness was as the light; he had horns coming out of his hand: and there was the hiding of his power. Before him went the pestilence, and burning coals went forth at his feet. He stood, and measured the earth: he beheld, and drove asunder the nations; and the everlasting mountains were scattered, the perpetual hills did bow: his ways are everlasting. I saw the tents of Cushan in affliction: and the curtains of the land of Midian did tremble."

(Habakkuk: 3/3-7, King James Version)

''خدا تیمان سے آیا اور قدوس کوہِ فاران سے۔ سِلاہ۔ اُسکا جلال آسمان پر چھا گیا اور زمین اُسکی حمد سے معمور ہوگئی؛ اسکی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی۔ اُسکے ہاتھ سے کرنیں نکلتی تھیں اور اُس میں اُسکی قدرت پنہاں تھی؛ وبا اُسکے آگے آگے چلتی تھی اور آتشی تیر اُسکے قدموں سے نکلتے تھے؛ وہ کھڑا ہوا اور زمین تھرا گئی۔ اُس نے نگاہ کی اور قومیں پراگندہ ہوگئیں۔ ازلی پہاڑ پارہ پارہ ہوگئے۔ قدیم ٹیلے جھک گئے۔ اُسکی راہیں ازلی ہیں؛ میں نے کُوشن کے خیموں کو مصیبت میں دیکھا۔ ملک مِدیان کے پردے ہل گئے؛''

(حبقوق: ۳/۳۔۷، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

ہم زیادہ تبصرہ نہ کرکے مسیحیوں سے صرف اتنا پوچھنا چاہیں گے کہ فاران کی چوٹیوں سے محمد عربی ﷺ کے علاوہ اور کس شخص نے خدائے ذوالجلال کا پیغام لوگوں کو سنایا......؟؟

صرف ایک نبی محمد عربی ﷺ نے فاران کی چوٹیوں سے لوگوں کے سامنے اپنے

نبی ورسول ہونے کا اعلان کیا۔

صرف ایک حرف میم یا الف رہ گیا ہے ورنہ لفظ 'محمد' اور 'احمد' تو سراپا موجود ہیں۔

کتربیونت کرنے والوں نے کوشش تو اچھی کی مگر نشانِ قدم چھوڑ گئے۔

پیغمبر اسلام ﷺ کا جلال آسمان پر چھایا ہوا ہے اور زمین ان کی حمد سے معمور ہے۔ آسمان سے فرشتے ان پر درود وسلام بھیجتے ہیں اور زمین پر اہل ایمان۔ آپ ﷺ کی جگمگاہٹ نور کی مانند ہے۔ آپ بشر ہونے کے ساتھ نور بھی ہیں۔ آپ کی آمد سے شرق و غرب کی سلطنتیں ہل گئیں۔ بت اوندھے منہ گر پڑے۔ ایران کے آتش کدہ کی آگ جو کئی صدیوں سے نہیں بجھی تھی بجھ گئی۔ قدیم ٹیلے اور ازلی پہاڑ سے یروشلم و یہود مراد ہیں جواب تک خدا کے محبوب اور مقرب کہلاتے تھے۔ سب سے بڑا صدمہ آپ ﷺ کی آمد سے انہیں ہی لگا۔ آپ ﷺ کا منہاج شریعت نا قابل ترمیم ہے جسے اس بشارت میں ''اُسکی راہیں ازلی ہیں'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کا دین نا قابل تنسیخ ہے۔ یہی تا قیام قیامت لوگوں کی ہدایت ورہبری کا فریضہ انجام دے گا۔

﴿ والحمد للہ سبحانہ وتعالیٰ ﴾

تینتیسویں بشارت

حج کی پیشن گوئی

کتاب میکاہ میں حج اور مقامات حج کے تذکرہ کے ساتھ پیغمبر اسلام ﷺ کی صفات حمیدہ اور اسلامی نظام حکومت کی خوبیوں کا بیان بھی ہے:

Swords into plowshares

"But in the last days it shall come to pass, that the mountain of the house of the LORD shall be established in the top of the mountains, and it shall be exalted above the hills; and people shall flow unto it. And many nations shall come, and say, Come, and let us go up to the mountain of the LORD, and to the house of the God of Jacob; and he will teach us of his ways, and we will walk in his paths: for the law shall go forth of Zion, and the word of the LORD from Jerusalem. And he shall judge among many people, and rebuke strong nations afar off; and they shall beat their swords into plowshares, and their spears into pruninghooks: nation shall not lift up a sword against nation, neither shall they learn war any more. But they shall sit every man under his vine and under his fig tree; and none shall make them afraid: for the mouth of the LORD of hosts hath spoken it."

(Micah: 4/1-3, King James Version)

"لیکن آخری دنوں میں یوں ہوگا کہ خداوند کے گھر کا پہاڑ پہاڑوں کی چوٹی پر قائم کیا جائیگا اور سب ٹیلوں سے بلند ہوگا اور امتیں وہاں پہنچینگی۔ اور بہت سی قومیں آئیں گی اور کہیں گی آؤ خداوند کے پہاڑ پر چڑھیں اور یعقوب کے خدا کے گھر میں داخل ہوں اور وہ اپنی راہیں ہمکو بتائیگا اور ہم اُسکے راستوں پر چلیں گے کیونکہ شریعت صیون سے اور خداوند کا کلام یروشلم سے صادر ہوگا۔ اور وہ بہت سی امتوں کے درمیان عدالت کریگا اور دور کی زور آور قوموں کو ڈانٹیگا اور وہ اپنی تلواروں کو

توڑ کر پھالیں اور اپنے بھالوں کو ہنسوے بناڈالینگے اور قوم قوم پر تلوار نہ چلائیگی اور وہ پھر کبھی جنگ کرنا نہ سیکھیں گے۔ تب ہر ایک آدمی اپنی تاک اور اپنے انجیر کے درخت کے نیچے بیٹھے گا اور اُنکو کوئی نہ ڈرائیگا کیونکہ رب الافواج نے اپنے منہ سے یہ فرمایا ہے۔" (میکاہ: ۴/۱۔۴، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس اقتباس میں وارد جملوں کی تشریح بھی سن لیں:

لیکن آخری دنوں میں یوں ہوگا کہ خداوند کے گھر کا پہاڑ پہاڑوں کی چوٹی پر قائم کیا جائیگا اور سب ٹیلوں سے بلند ہوگا اور امتیں وہاں پہنچینگی:۔

شاید یہ بات دنیا کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ مکہ پہاڑوں کے بیچ بسا ہوا ایک خوبصورت اور دیدہ زیب شہر ہے۔ اور وہیں خانۂ کعبہ بھی ہے جس کی زیارت اور طواف کے لیے دنیا بھر سے سال میں کم وبیش ایک کروڑ لوگ پہنچتے ہیں۔ صرف ماہ ذیقعدہ وذی الحجہ میں تقریبا پینتیس لاکھ غیر ملکی فرزندان توحید کا جم غفیر ہوتا۔ تقریبا دنیا کے ہر ملک سے لوگ اس مقام کی طرف پلٹتے ہیں۔ جہاں وہ اپنے اشکوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ بارگاہ ذوالجلال میں گڑگڑاتے ہیں۔ آہ وزاری کرتے ہیں۔ اپنی خطاؤں پہ ندامت کا اظہار کرتے ہیں اور بخشش ومغفرت کے طلب گار ہوتے ہیں۔

"آخری دِنوں" سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ خدا کی جانب سے اتاری ہوئی آخری شریعت ہوگی جس میں خدا کا گھر پہاڑوں کی چوٹی پر قائم کیا جائے گا۔ اور حج کو احکام الٰہی کے مطابق ادا کیا جائے گا۔ احکام حج سے جاہلیت کی رسموں کو دور کر کے حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیاری پیاری سنتوں کے مطابق ادا کیا جائے گا۔

اور وہ بہت سی امتوں کے درمیان عدالت کریگا:۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت وامانت داری پہ ہم نے گذشتہ صفحات میں اتنا کچھ

نقل کردیا ہے کہ اب مزید دلیل دینے کی حاجت باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ پھر بھی پیغمبر اسلام ﷺ کی عدالت وانصاف کے اعلیٰ معیار کو دنیا والوں کے سامنے مزید تاباں کرنے کے لیے صحیفہ صبیحہ قرآن حکیم کی آیت مقدسہ نقل کرتے ہیں۔ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَن تَعْدِلُوا وَإِن تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ٥":

"اے ایمان والو! اللہ کے گواہ بنتے ہوئے عدل پر خوب قائم ہوجاؤ اگرچہ انصاف کرنے میں تمہارا یا تمہارے ماں باپ یا تمہارے رشتہ داروں کا نقصان ہی کیوں نہ ہو۔ انصاف کا حقدار غریب ہو یا مالدار اللہ کو اس پر سب سے زیادہ اختیار حاصل ہے۔ انصاف کرتے وقت خواہشات کے پیچھے نہ چلو۔ اگر تم ہیر پھیر کرو اور حق سے انحراف کرو تو (خوب یاد رکھو کہ) اللہ تمہارے اعمال کی خبر رکھتا ہے۔"

(سورۃ النساء: ۱۳۵)

قرآن حکیم کی اس جیسی آیات اور پیغمبر اسلام ﷺ کی عملی تعلیمات کا اثر ہے کہ تاریخ عالم میں چند ایسے نادر واقعات بھی ملتے ہیں جو صرف اسلام کی خصوصیات سے ہیں۔ انہی میں سے درج ذیل روایت بھی ہے:

"پیغمبر اسلام ﷺ کے داماد وخلیفہ، مسلمانوں کے امیر اور سلطنت اسلامیہ کے حکمران حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہونے والی ایک جنگ میں تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ کی زرہ راستے میں گر گئی۔ جب جنگ سے واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ کوفہ کے بازار میں ایک یہودی ان کی زرہ بیچ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ زرہ میری ہے، جسے نہ میں نے کسی

کے ہاتھ بیچی ہے اور نہ ہی بطور ہبہ دیا ہے۔ یہودی نے کہا: یہ زرہ میری ہے اور میری حجت یہ ہے کہ میرے ہاتھ میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاضی شریح کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ قاضی شریح نے حضرت علی سے کہا: دو گواہ پیش کیجئے؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: قنبر اور حسن اس بات کے گواہ ہیں کہ اس یہودی کے پاس موجود زرہ میری ہے۔ قاضی شریح نے کہا: ''حسن اگر چہ جنتی جوانوں کے سردار ہیں مگر باپ کے حق میں بیٹے کی گواہی قابل قبول نہیں۔ عدالت یہ فیصلہ دیتی ہے کہ یہ زرہ یہودی کی ملکیت ہے''۔ یہ سن کر یہودی نے کہا: اپنی یہ زرہ لیجئے۔ کتنا اعلیٰ انصاف ہے! بادشاہ کا نامزد کردہ ایک جج اسی کے خلاف فیصلہ سناتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ مذہب اسلام حق ہے۔ أشهد أن لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ۔ پھر اس نے بتایا کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفین کی طرف جا رہے تھے اور میں بھی ان کے پیچھے پیچھے راستہ طے کر رہا تھا کہ زرہ گر گئی اور میں نے اسے اٹھا لیا۔'' (جامع الأحاديث: رقم الحديث ٣٤٦٢٩، ٣٤٩٦٥، سنن البيهقى: رقم الحديث ٢١١٤١، كنز العمال: رقم الحديث ١٧٧٩٥، حلية الأولياء: ٤/١٣٩، ذكر شريح بن الحارث الكندى، تاريخ دمشق: ٢٣/٢٤، ذكر شريح بن الحارث بن قيس، الكامل فى الضعفاء: ٢/٢٢٠، من اسمه حكيم)

اور اسلام کا یہی اعلیٰ انصاف ہے جس نے مغل حکمران اور غیر منقسم ہندوستان کے عظیم مسلم شہنشاہ حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ''ہندو دوشیزہ'' کی عصمت کی حفاظت کے لیے بنارس (شمالی ہند کا مشہور شہر) کے گورنر کو بے مثال سزا کا حکم صادر کرنے اور ہاتھیوں کے ذریعے موت دینے پر ابھارا تا کہ آئندہ سے کوئی حکمران اپنی

غلط روی سے اسلام کا نام بدنام کرنے کی کوشش نہ کرے۔ اس وقت جس مقام پہ انصاف پرور بادشاہ حضرت اورنگ زیب عالم گیر رحمۃ اللہ علیہ نے نماز ادا کی وہاں مسجد بنادی گئی جو شکنسلا مسجد کے نام سے مشہور ہوئی۔

اسلام کے جیالوں کے یہ وہ کارنامے ہیں جن کی مثال تاریخ اسلام کے علاوہ کسی مذہب میں نہیں ملتی ہے اور سچ ہے کہ اس طرح کا انصاف وہی کرسکتا ہے جس کے دل میں خوف خدا اور محبت رسول ﷺ ہوں گے۔

دور کی زور آور قوموں کو ڈانٹے گا:۔

آپ ﷺ نے اس وقت کے سپر پاور ز قیصر و کسریٰ کو بھی امن و سلامتی اور اسلام کا پیغام دیا۔ انہیں حکم خداوندی کے سامنے سر جھکانے اور عوام کے ساتھ انصاف کرنے کی تلقین کی لیکن جب انہوں نے گستاخی کی تو انہیں سبق بھی سکھایا۔ رسول اللہ ﷺ کے خلاف حکم گرفتاری جاری کرنے والے کسریٰ کے تخت و تاج کو آپ ﷺ کے محبوب و خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھیجے ہوئے فوجی دستہ نے قدموں تلے روند دیا اور خود کو عالمین کا پالنہار سمجھنے والے کسریٰ کو شدید فضیحت و ذلت نصیب ہوئی۔

اور امتیں وہاں پہنچیں گی اور بہت سی قومیں آئیں گی اور کہیں گی آؤ خداوند کے پہاڑ پر چڑھیں:۔

حج اور مقامات حج کا کتنا خوبصورت بیان ہے۔ قرآن نے بھی یہی فرمایا ہے کہ بیت اللہ شریف دنیا بھر کے لوگوں کے پلٹنے کی جگہ ہے:

”وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْناً وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ٥“:

”اور (یاد کرو) جب ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے پلٹنے اور امن کی جگہ بنایا۔ مقام

ابراہیم کو نماز گاہ بنالو۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل سے عہد لیا کہ وہ دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھیں گے"۔ (سورة البقرة: ١٢٥)

اس آیت میں اللہ رب العزت نے پہلے ہی واضح کردیا ہے کہ ہم نے بیت اللہ یعنی مسجد حرام کو لوگوں کے لیے مرجع اور جائے پناہ بنایا ہے۔ اور اسماعیل وابراہیم علیہما السلام سے یہ عہد لیا ہے کہ وہ اس کی طہارت وپاکیزگی کا بھرپور خیال رکھیں گے۔ اور خدا سے کیے گئے اس وعدے کو آل اسماعیل نے بخوبی نبھایا ہے۔

اللہ رب العزت نے حج کے متعلق ارشاد فرمایا:

"وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالاً وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍo"؛

"لوگوں میں حج کی ندا کردیں۔ وہ دور دراز علاقوں سے پاپیادہ اور کمزور اونٹنیوں پر آئیں گے"۔ (سورة الحج: ٢٧)

کتنا حسین اور دلکشا ہوتا ہے وہ منظر بھی جب ماہ ذی الحجہ کے موقع پر ہر سال دنیا کے دوسو سے زیادہ ممالک کے لاکھوں فرزندان توحید مکہ اور اس کے اردگرد کے مقامات میں لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ کہتے ہوئے جمع ہوتے ہیں اور مکہ ومضافات کی پہاڑیاں لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ کی صداؤں سے گونجتی ہیں۔ بڑا روحانی کیف وسرور حاصل ہوتا ہے اور دل کی پژمردہ کلیاں موسم بہاراں کی شادابی محسوس کرتی ہیں۔

شریعت صیون سے اور خداوند کا کلام یروشلم سے صادر ہوگا:۔

بائبل سوسائٹی ہند سے شائع اردو بائبل کے اخیر میں دیے گئے نقشے کے مطابق صیون یروشلم کا ہی دوسرا نام ہے۔ اگر اس نقشے کو درست فرض کیا جائے تو پھر اس جملے "شریعت صیون سے اور خداوند کا کلام یروشلم سے صادر ہوگا" کو ہم "انسانی پیداوار" کے

علاوہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس بشارت کی ابتدا ''لیکن آخری دنوں میں یوں ہوگا'' سے ہے۔اب مسیحیوں کے نزدیک آخری دِنوں سے اگر مسیح کا زمانہ اور شریعت سے مسیح کی شریعت مراد ہو تو ہم بتادیں کہ مسیح کے پاس شریعت نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔آپ اناجیل اربعہ اٹھا کر دیکھ لیں ہمارے دعویٰ کی تصدیق ہو جائے گی۔اور ایسے بھی انہیں نئی شریعت کی کوئی ضرورت نہیں تھی کیونکہ وہ خود فرماتے ہیں کہ وہ توریت کی تبلیغ و تکمیل کے لیے آئے ہیں:

"Think not that I am come to destroy the law or the Prophets, I am not come to destory but to fulfill, for verily I say unto you till heaven and earth pass one jotor one tittle shall in no wise pass from, till all be fulfilled. Whosever therefore shall break one of these least commandments and shall teach men so he shall be called the least in the kingdom of heaven, but whosever shall do and teach them the same shall be called great in the kingdom of heavens."

(Matthew: 5/17-19, King James Version)

''یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک کہ سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان کے چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے کسی کو بھی توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا لیکن جو ان پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا۔''

(انجیل متی: ۵/۱۷-۱۹، مطبوعہ بنگلور، انڈیا، سن ۲۰۰۹ء)

علاوہ ازیں اس بشارت میں آنے والے رسول کے متعلق یہ بتایا گیا ہے کہ ''وہ

بہت سی امتوں کے درمیان عدالت کرے گا'' لیکن عدالت کرنے کا کوئی موقع مسیح کو نہیں مل سکا بلکہ بائبل کی روایت کے مطابق وہ خود ''ناانصافی کے شکار'' ہو گئے۔

مزید برآں اس بشارت میں یہ ہے کہ ''وہ دور کی زور آور قوموں کو ڈانٹے گا'' مگر مسیح کو اس پر بھی قدرت نہیں ملی اور (بائبل کی روایت کے مطابق) غموں سے چور اور نہایت بے یاری کی حالت میں پھانسی پر چڑھا دیے گئے۔

اور وہ اپنی تلواروں کو توڑ کر پھالیں اور اپنے بھالوں کو ہنسوے بنا ڈالینگے اور قوم قوم پر تلوار نہ چلائے گی:۔

اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ آنے والے رسول ظالموں کو بھی سزا نہیں دیں گے۔ بلکہ یہاں اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اس رسول کی نظر میں نہتے، معذوروں، کمزوروں، عورتون، بچوں اور بے قصوروں پہ ہتھیار استعمال کرنے سے بہتر ہے کہ ان ہتھیاروں کو پگھلا کر ان سے ہنسوے اور پھاوڑے بنا کر اُن کا استعمال زراعت (Agriculture) کے امور میں کیا جائے۔ کیونکہ ظالم اور مجرم اشخاص کے خلاف قانون اور ہتھیار استعمال کیے بغیر امن قائم نہیں ہوسکتا ہے جو اس اقتباس و بشارت کی منشا اور مقصود کے خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد والی آیت میں کہا گیا:

''تب ہر ایک آدمی اپنی تاک اور اپنے انجیر کے درخت کے نیچے بیٹھے گا اور اُنکو کوئی نہ ڈرائیگا۔''

اس میں پیغمبر اسلامﷺ کے جنگی اصول، اسلام کے امن آور نظام حکومت اور اسلامی آئین و قوانین کی عمدگی کی طرف اشارہ ہے۔ مراد یہ ہے کہ اچھے نظام حکومت اور قوانین کے چست نفاذ کے باعث اس نبی کے دور میں امن کا بول بالا ہوگا اور ہر کوئی بے خوف و خطر رہے گا۔ ایک تنہا آدمی بھی سینکڑوں میل کا سفر کسی ہچکچاہٹ کے بغیر طے کرے گا۔ کسی بھی بے قصور کو سزا نہیں دی جائے گی۔

واقعی معاملہ ایسا ہی ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی نظر میں بے قصوروں پہ ہتھیار چلانے سے بہتر ہے کہ انہیں ضائع کر دیا جائے۔ اسلام کے جنگی اصول سے زیادہ خیر بھرے، عمدہ اور اچھے یہود و نصاریٰ یا دنیا کی کسی بھی دوسری قوم کے حربی ضوابط نہیں ہیں۔ ہمارے اس دعویٰ پہ ہماری اولین تصنیف ''**اسلام اور عیسائیت: ایک تقابلی مطالعہ**'' کا باب سوم شاہد عدل ہے۔ ہم اسلام کے مقدس حکم جہاد کے خلاف غیر مسلم بالخصوص یہود و نصاریٰ اور ان کے ہمنواؤں کے بے جا اور عناد بھرے اعتراضات و شبہات کی وجہ سے اس کی مکمل بحث ''**اسلام اور عیسائیت: ایک تقابلی مطالعہ**'' سے نقل کرتے ہیں تا کہ اسلام پہ لگائے جانے والے غلط الزامات و اتہامات کے غبارے سے ہوا نکل جائے۔

اسلام کے حکم جہاد کا تقدس

اسلام کے آغاز سے ہی مشرکین تیر آزمانے کے فارمولے پہ گامزن رہے مگر پیغمبر اسلام ﷺ اور ان کے جاں نثار رفقا ان کے سامنے اپنے جگر کو پیش کرتے رہے۔ کفار نے سماجی مقاطعہ کیا۔ خوردنی اشیا کو روک کر درختوں کی چھال اور پتیوں کو بطور غذا استعمال کرنے پہ مجبور کیا۔ مسلمانوں پہ پتھریں برساتے رہے۔ ان کی راہوں میں کانٹے بچھاتے رہے مگر اسلام کے نام لیوا ہمہ دم یہی صدا لگاتے رہے:

''لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ٥''

تمہارے لیے تمہارا دین اور ہمارے لیے ہمارا دین۔'' (ہم تمہیں اسلام کے لیے مجبور نہیں کرتے ہیں تو تم بھی ہم پر ظلم نہ ڈھاؤ) (سورۃ الکافرون: ٦)

لیکن ستم کی زنجیروں میں کڑیاں بڑھتی ہی رہیں۔ مسلمانوں کے صبر کا پیمانہ بھی لبالب ہو رہا تھا اور ظلم اپنی انتہا کو پہونچ رہا تھا مگر حکم الٰہی یہی آ رہا تھا:

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ٥''

اے رسول ﷺ! آپ حسن و خوبی کے ساتھ ان سے درگذر فرماتے رہیں''

(سورة الحجر: ٨٥)

اوران سے یہی کہا جارہا تھا:

''وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَo'':

''آپ مشرکوں سے اعراض کا معاملہ جاری رکھیں''۔ (سورة الحجر: ٩٤)

لیکن مشرکین عرب نے بھی ستم کی شمشیروں سے مسلمانوں کو صفحۂ روزگار سے مٹانے کا نامرادعزم کررکھا تھا۔ وہ ہر قیمت پہ مسلمانوں کو اس دنیا سے نیست ونابود کردینے پہ تلے تھے۔ مکہ کی ستم گرلہروں میں طغیانی کے تسلسل کو دیکھ کر مسلمانوں نے ساحل میں عافیت سمجھتے ہوئے مدینہ کی طرف ہجرت اختیار کی مگر واہ رے ستم گروں کا ولولہ کہ انہوں نے مدینہ کی طرف مسلمانوں کے ہجرت کر جانے کے باوجود اپنی ستم شرست تلواروں کو نیام میں ڈالنا گوارا نہیں کیا۔ وہ مدینہ میں بسے مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنانے کی تاک میں لگے رہے اور اپنی ستم رانیوں کا سلسلہ جاری رکھا تو اللہ عز وجل نے یہ حکم دیا کہ اگر مشرکین جنگ کی ابتدا کریں تو ان سے مدافعانہ جنگ کی تمہیں اجازت ہے۔ چنانچہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

''فَاِنْ قَاتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْاهُمْ''۔

اگر وہ تم سے جنگ شروع کردیں تو تم ان کا جواب دو''۔(سورة البقرة : ٢٦١)

حکم جہاد دیتے وقت بھی اللہ عز وجل نے مسلمانوں کو بے لگام نہیں چھوڑا بلکہ ایک حد مقرر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''وَقَاتِلُوْاهُمْ حَتّٰى لَاتَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنُ الدِّيْنُ لِلّٰهِo''۔

''ان سے جہاد کی اجازت اسی وقت تک ہے جب تک کہ فتنہ کا خاتمہ اور اسلام کے ماننے والوں کی فتح نہ ہوجائے''۔ (فتح کے بعد بے قصوروں کے ساتھ قتل وقتال کا بازار گرم کرنے کی اجازت تمہیں ہرگز نہیں دی گئی ہے۔)

(سورة البقرة: ١٩٣)

اسلام نے امن پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے دشمنوں کو اصلاح کا مزید موقع دیا اور حکم جہاد میں مزید نرمی پیش کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ اگر اب بھی سرکشی کے خوگر افراد امن وسلامتی کو اپنا کر صلح کے خواہاں ہو جائیں۔ تمہارے سامنے صلح کا عریضہ پیش کریں تو تم اپنے ہاتھوں کو روک لو اور ان سے صلح اختیار کرو۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

"فَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَاo":

"اگر وہ صلح کی طرف آمادگی ظاہر کریں تو تم بھی ان کے ساتھ صلح وشانتی کا رویہ اختیار کرو"۔ (سورة الأنفال: ٦١)

اور ایک دیگر مقام پہ صلح کو بہتر متبادل قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"وَالصُّلْحُ خَيْرٌ."

"اور صلح ہی بہتر ہے۔" (سورة النساء: ١٢٨)

رأفت وتیسیر کی اتنی فراوانی کے باوجود اگر کوئی شخص عفو ودرگذر کے پاک ساگر میں غسل طہارت کرنے سے انکار کرے اور اسلام کی چٹان سے ٹکرا کر خودکشی کرنے پہ بہ ضد ہو تو پھر معاشرہ کے ایسے ناسوروں کے لیے (ہر عقل سلیم کے مطابق) حکم عام یہی ہے:

"فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْo":

"ایسے فتنہ سرشت افراد کو جہاں پاؤ ان کی سرکوبی کرو"۔ (سورة التوبة: ٥)

لیکن اگر فتنہ برپا کرنے والے حکمرانِ مملکت یا سردارانِ قبائل ہوں اور ان کی قوم ومملکت کے افراد بھی ان کی اتباع میں مسلمانوں کے استیصال میں کوشاں ہوں تو پھر اپنے دفاع میں اس ملک اور قبیلہ کی بستی پہ حملہ کرنے کی اجازت ہے، لیکن وہاں بھی یہ عام حکم نہیں ہے کہ اس ملک اور قبیلے کے ہر فرد کو قتل کرنے کی اجازت عامہ دی گئی ہے بلکہ اس میں ان ہی لوگوں کو قتل کرنے کی اجازت دی گئی ہے جو ضرر رساں ہوں۔ جو لوگ لشکر اسلام اور

مسلمانوں کے لیے بے ضرر ہوں، انہیں قتل کرنے کو اسلام نے ایک عظیم جرم گردانا ہے۔ جب نبی کریم ﷺ نے خیبر کی طرف ایک سریہ روانہ فرمایا تو انہیں یہ حکم دیا کہ وہ عورتوں اور بچوں کو ہرگز قتل نہ کریں:

"عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ، عَنْ عَمِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ حِیْنَ بَعَثَهٗ اِلٰی ابْنِ اَبِی الْحَقِیْقِ بِخَیْبَرَ نَهٰی عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْیَانِ"۔

''ابی بن کعب اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے انہیں ابن ابی حقیق کی طرف خیبر روانہ کیا تو ارشاد فرمایا: عورتوں اور بچوں کو ہرگز قتل نہ کیا جائے''۔(مسند أحمد: رقم الحدیث ٢٨٤٤٢، ٤٨٤٢، ٤٨٤٩، مجمع الزوائد: ٥/ ٣١٥، رقم الحدیث ٩٦٠١، ٩٦٠٧، صحیح البخاری: رقم الحدیث ٣٠١٤، ٣٠١٥، صحیح المسلم: رقم الحدیث ٤٦٤٥، ٤٦٤٦، جامع الترمذی: رقم الحدیث ١٦٦٤، سنن أبی داؤد: رقم الحدیث ٢٦٧٠، سنن ابن ماجة: رقم الحدیث ٢٩٤٨، سنن الدارمی: رقم الحدیث ٢٥١٧)

اس حدیث میں تو صرف عورتوں اور بچوں کا ذکر ہے مگر دوسری حدیث میں مزدوروں اور غلاموں کے قتل کی بھی ممانعت وارد ہے۔ امام احمد ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

''سَمِعْتُ رَجُلًا یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِیَّةً کُنْتُ فِیْهِ فَنَهَانَا اَنْ نَقْتُلَ الْعُسَفَاءَ وَالْوُصَفَاءَ"۔

''ایک آدمی نے مجھ سے اپنے باپ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے ایک سریہ بھیجا جس میں وہ بھی شامل تھے، آپ ﷺ نے اس سریہ کو مزدوروں اور غلاموں کو قتل کرنے سے منع فرمادیا''۔(مسند أحمد: رقم

الحدیث ١٥٨١٨، السنن الكبرىٰ للبيهقى: رقم الحديث ١٧٩٣٧، ١٨٦٢٢، مصنف عبد الرزاق: رقم الحديث ٩٣٧٩، مصنف ابن أبى شيبة: رقم الحديث ٦٠٩، معرفة الصحابة لابن نعيم: رقم الحديث ٦٥٧٦، مجمع الزوائد: ٥/٣١٥)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حدیث میں مزید مستثنیات کا ذکر ہے۔ اس میں راہبوں اور بوڑھوں کو بھی شامل کیا گیا ہے:

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ جُيُوْشَهُ قَالَ: أُخْرُجُوْا بِسْمِ اللّٰهِ تُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ، لَاتَغْدِرُوْا، وَلَاتَغُلُّوْا، وَلَا تُمَثِّلُوْا، وَلَاتَقْتُلُوْا الْوِلْدَانَ، وَلَاأَصْحَابَ الصَّوَامِعِ، وَفِىْ رِوَايَةٍ: وَلَاامْرَأَةً وَّلَاشَيْخًا" رواه أحمد وأبويعلىٰ والبزاز والطبرانى۔

''جب نبی کریم ﷺ اپنا فوجی دستہ جہاد کے لیے روانہ کرتے تو ارشاد فرماتے: اللہ کے نام کے ساتھ روانہ ہو جاؤ، ان ہی لوگوں سے جہاد کرو جو خدا کے باغی ہیں۔ کسی کے ساتھ فریب اور دھوکہ نہ کرو، لوگوں کی شکل نہ بگاڑو۔ بچوں، راہبوں، عورتوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرو''۔ (مجمع الزوائد: ٥/٣١٥، مصنف ابن أبى شيبة: رقم الحديث ٣٣١١٨، مصنف عبد الرزاق: رقم الحديث ٩٤٣٠، جامع الأحاديث: رقم الحديث ٣٤٢٥١، كنز العمال: رقم الحديث ١١٠١٣، ١١٤٢٥)

بے قصور شخص کی معمولی سی تکلیف بھی پیغمبر اسلام ﷺ کو بے چین کر دیتی تھی چنانچہ امام مسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے:

"إِنَّ امْرَأَةً وُّجِدَتْ فِىْ بَعْضِ مَغَازِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَقْتُوْلَةً فَأَنْكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَتْلَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ۔

”پیغمبر اسلام ﷺ کے کسی غزوہ میں ایک عورت میدان جنگ میں قتل کی ہوئی پائی گئی تو نبی کریم ﷺ نے سخت ناگواری کا اظہار فرمایا اور عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمادیا“۔(صحيح المسلم ٢/كتاب الجهاد، رقم الحديث ٤٦٤٥، مسند أحمد: رقم الحديث ٥٧٠١، ٦١٩٨، ٥٦٥٨، ٦٠٥٥، جامع الترمذی: رقم الحديث ١٥٦٩، سنن أبی داؤد: رقم الحديث ٢٦٦٨، سنن النسائی الكبرىٰ: رقم الحديث ٨٦١٨، كنز العمال: رقم الحديث ١١٠٩٧، مسند ابن أبی شيبة: رقم الحديث ٨٣٤، المؤطاء للامام محمد: رقم الحديث ٨٦٧)

اسلام نے یہاں تک حکم دیا ہے کہ جہاں تک ہوسکے دشمنوں کے بھی قتل سے احتراز کیا جائے۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا بَعَثَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِهٖ فِی بَعْضِ اَمْرِهٖ قَالَ: بَشِّرُوْا وَلَاتُنَفِّرُوْا، وَيَسِّرُوا وَلَاتُعَسِّرُوْا"۔

”جب پیغمبر اسلام ﷺ کسی کو جنگ کے لیے ارسال کرتے تو اسے یہ نصیحت کرتے: جہاں تک ممکن ہولوگوں کو آسانیاں پہنچاؤ،نفرت نہ دلاؤ،ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ،سختی نہ کرو“۔(صحيح المسلم ٢/كتاب الجهاد، رقم الحديث ٤٦٢٢، مسند أحمد: رقم الحديث ٢٠٠٩٩، ١٩٥٨٨، ١٩٧١٤، عن أبی بردة)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ایک دیگر حدیث میں وہ اپنے اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے یمن کی جانب بھیجے جانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"فَقَالَ : يَسِّرَا، وَلَاتُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا، وَلَاتُنَفِّرَا، وَتَطَاوَعَا، وَلَاتَخَالَفَا"۔
"نبی کریم ﷺ نے ان سے اور حضرت معاذ سے فرمایا: جہاں تک ہو سکے لوگوں کے ساتھ نرمی کرو، حتی المقدور ان کے ساتھ سختی کا رویہ برتنے سے احتراز کرو، انہیں خوشی پہونچاؤ، نفرت نہ دلاؤ، آپس میں اتحاد رکھو اور اختلاف سے دور بھاگو"۔

(صحیح البخاری: ۲/ ۶۲۲، صحیح المسلم: ۲/ کتاب الجهاد)

اسلام نے یہ حکم ہرگز نہیں دیا کہ اندھا دھند تلواریں چلاؤ اور آنکھیں مونده کر دشمنوں پر تیروں کی بارش کردو۔ جس ملک یا بستی پہ حملہ کرو اس کے ہر ہر فرد کو صفحۂ روزگار سے مٹا دو۔ دشمن ملک اور دشمن قبیلہ کے تمام اشخاص کے سر کو تن سے جدا کردو، بلکہ اسلام نے مستثنیات (Exceptions) کی ایک لمبی فہرست پیش کی ہے۔ اپنے ماننے والوں کو یہ حکم دیا کہ وہ کسی بھی صورت میں ان مستثنیٰ افراد کو قتل نہ کریں۔ جب تک وہ بے ضرر سے موذی نہ بن جائیں ان کے ساتھ مشفقانہ رویہ جاری رکھو۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے خلیفۂ اول امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یزید بن ابوسفیان کی قیادت میں ایک دستہ شام کی طرف جہاد کے لیے روانہ فرمایا تو انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"اِنِّیْ مُوْصِيكَ بِعَشَرِ خِلَالٍ: لَاتَقْتُلُوْا اِمرأةً، وَلَاصَبِيًّا، وَلَاكَبِيْرًا هَرَمًا، وَلَاتَقْطَعُوْا شَجَرًا مُثْمِرًا، وَلَاتَخْرِبَنَّ عَامِرًا، وَلَاتَعْقَرُ شَاةً وَلَابَعِيْرًا اِلَّالِمَأْكُلَةٍ، وَلاتَفْرُقَنَّ نَخْلًا، وَلَاتُحَرِّقَنَّهُ، وَلَاتَغْلُلْ، وَلَاتَجْبُنْ"۔ رواه البيهقي وغيره عن ابن عمران الجوزاني۔"

"میں تمہیں دس چیزوں کا حکم دیتا ہوں: (۱) عورت (۲) بچے اور (۳) بوڑھے کو قتل نہ کرنا (۴) کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا (۵) کسی بستی کو آگ نہ لگانا (۶) بکریوں اور اونٹوں کو صرف کھانے کے لیے ذبح کرنا (۷) کھیتوں اور نخلستانوں کو برباد نہ کرنا (۸) اور نہ انہیں آگ لگانا (۹) کسی کو دھوکہ نہ دینا (۱۰) بزدلی نہ

دکھانا''۔(الحافظ جلال الدین السیوطی، تاریخ الخلفاء : ص٧٦،
السنن الکبریٰ للبیھقی: رقم الحدیث ١٧٩٣١، ١٨٦١٦)

یہ دنیا انیسویں صدی عیسوی تک اس جاہلانہ اور سنگدلانہ روایت پہ قائم رہی ہے کہ جب بھی کسی قوم کو کسی ملک پہ فتح نصیب ہوتی فاتح دستہ کا امیر مفتوح قوم کے سردار اور حاکم کا سر کاٹ کر اپنے حکمرانوں کو ہدیہ اور تحفہ کے طور پر بھیجتا۔ کوئی بھی شریف النفس انسان اپنے دشمنوں کی لاش کے ساتھ بھی یہ پُر مذلت حرکت پسند نہیں کرے گا۔ اسلام نے بھی اس جیسی بہیمانہ حرکتوں کو سخت ناپسند کیا اور اس کو سختی سے منع کیا ہے۔ امام بیہقی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تخریج کی ہے کہ حضرت عمرو بن عاص اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہیں شام کے بطریق کے کٹے ہوئے سر کے ساتھ مدینہ منورہ امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بارگاہ میں بھیجا۔ جب وہ بطریق کا سر لیے دربار خلافت میں حاضر ہوئے تو ابوبکر صدیق نے سخت ناگواری کا اظہار فرمایا۔ عقبہ بن عامر نے عرض کیا:

''يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ! فَاِنَّهُمْ يَصْنَعُوْنَ ذٰلِكَ بِنَا، قَالَ: اَفَيَسْتَنَّانِ بِفَارَسَ وَالرُّوْمِ، لَايُحْمَلُ اِلَيَّ رَاْسٌ، اِنَّمَا يَكْفِيْ الْكِتَابُ وَالْخَبَرُ''۔

''یاخلیفۃ رسول اللہ ﷺ! وہ بھی تو ہمارے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔ (پھر ہم کیوں نہ ان سے اسی طرح کا سلوک برتیں؟) ابوبکر صدیق نے ارشاد فرمایا: کیا میرے وہ کمانڈر (عمرو بن عاص اور شرحبیل بن حسنہ) روم وفارس کی اقتدا کو پسند کرتے ہیں؟؟ آج کے بعد پھر کبھی میرے پاس کسی کا سر کاٹ کر نہ بھیجا جائے۔ کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت ہی بہتر نمونہ عمل ہیں۔ (خط اور خبر رسانی کافی ہیں)''۔(تاریخ الخلفاء للسیوطی: ص٧٨، جامع الأحادیث: رقم الحدیث ٢٧٤٥٤، سنن الکبریٰ للبیھقی: رقم الحدیث

۱۸۱۳۱، سنن النسائی: رقم الحدیث ۸٦۷۳، کنز العمال: رقم الحدیث ۱۱۷۲۸)

اور آخر میں دنیا کی قدیم ترین عیسائی درسگاہ اور موجودہ دنیا کی معتبر ترین یونیورسٹی آکسفورڈ کا بھی نظریہ بھی سن لیں کہ وہ اسلام کے حکم جہاد سے کیا سمجھتے ہیں دہشت گردی یا امن پسندی؟ Oxford Learner's Dictionary میں جہاد کے دو معانی بتائے گئے ہیں: (۱) نفس کو مذہبی اور اخلاقی اقدار کی پابندی پر مجبور کرنا۔ اور دوسرا معنی یہ بتایا گیا ہے:

"A holy war fought by Muslims to defend Islam"

ایک مقدس جنگ جو مسلمان اسلام کے دفاع میں لڑتے ہیں"۔

(اسلام اور عیسائیت: ایک تقابلی مطالعہ، ص ۹٦-۱۰۴)

اب ہمیں مسیحی حضرات ہی بتائیں کہ دفاع میں لڑی جانے والی جنگ کو اگر "دہشت گردی" اور "terrorism" کہتے ہیں تو پھر بے وجہ کسی پر ظالمانہ حملہ کرنے کو کیا نام دیا جائے گا......؟؟؟

اس بشارت میں موجود جملہ "اور وہ اپنی تلواروں کو توڑ کر پھالیں اور اپنے بھالوں کو ہنسوے بنا ڈالینگے اور قوم قوم پر تلوار نہ چلائے گی" کو اگر مسیحی حضرات یا ان کے ہمنوا اشخاص معنیٰ حقیقی (یعنی واقعۃً تلوار کو توڑ کر پھالیں اور ہنسوے بنانے) پر ہی محمول کرنے پر بہ ضد ہوں تو پھر ان کی جانب سے دنیا بھر کے ممالک پہ یومیہ برسائے جانے والے بموں کو ہم کیا کہیں گے......؟؟؟ اور پھر ہمیں اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہے گا کہ ہم عیسائیوں کی مقدس کتاب بائبل کو کذب وافترا سے پُر اور نا قابل اعتبار کتاب قرار دیں کیونکہ دنیا میں کہیں بھی ایسی تعلیم یافتہ قوم نہیں ہے جس کے ہاں تعزیراتی نظام اور دشمنوں سے نپٹنے کے اصول نہ ہوں۔ اور بائبل بھی اس سے مستثنٰی نہیں ہے۔ بائبل میں شامل اہم کتابیں (۱)

خروج اور (۲) احبار میں تو ''بہترین نظام حکومت نظام مصطفیٰ ﷺ ہے'' کی تصدیقات جا بجا بکھری پڑی ہیں۔ بلکہ اس سے بھی دو قدم آگے مجرم انسانوں کے لیے آگ تک کی سزا کا قانون موجود ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ''اسلام اور عیسائیت: ایک تقابلی مطالعہ'' کے باب دوم کا مطالعہ فرمائیں۔

﴿ بحمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ العظمۃ ﴾

چونتیسویں بشارت

آسمان کی بادشاھی قریب ھے

اناجیل میں متعدد مقامات پہ مرقوم ہے کہ یحییٰ علیہ السلام اور مسیح علیہ السلام لوگوں کو آسمان کی بادشاہی کی جلد آمد کی بشارت سناتے ہیں۔ انہیں اس کے لیے پہلے سے تیار رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ہم یہاں پر پہلے یحییٰ علیہ السلام (یوحنا) کی بشارت نقل کرتے ہیں:

The preaching of John the Baptist

"In those days came John the Baptist, preaching in the wilderness of Judaea, And saying, Repent ye: for the kingdom of heaven is at hand. For this is he that was spoken of by the prophet Esaias, saying, The voice of one crying in the wilderness, Prepare ye the way of the Lord, make his paths straight."

(Matthew: 3/1-3, King James Version)

''اُن دِنوں میں یوحنّا بپتسمہ دینے والا آیا اور یہودیہ کے بیابان میں یہ منادی کرنے لگا کہ: توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے: یہ وہی ہے جِسکا ذکر یسعیاہ نبی کی معرفت یوں ہوا کہ بیابان میں پُکارنے والے کی آواز آتی ہے کہ خداوند کی راہ تیار کرو۔ اُسکے راستے سیدھے بناؤ:''

(متی: ۳/۱۔۳، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

یوحنا یعنی یحییٰ علیہ السلام اور یسوع مسیح کے ذریعے آسمان کی جس بادشاہی کی قربت کی ندادی جارہی وہ شریعت محمد ﷺ ہے۔ اس جیسی بشارتوں میں لوگوں کو یہ اشارہ دیا جارہا ہے کہ وہ آخری نبی ﷺ جن کی بعثت کے تم منتظر ہو ان کا زمانہ اب اور قریب ہوتا جارہا ہے۔ اور اِسے ہی مسیح و یوحنا آسمان کی بادشاہی سے تعبیر کررہے ہیں۔

آسمان کی جس بادشاہی کی قربت کی بشارت سنائی جارہی ہے یقیناً وہ شریعت

عیسوی نہیں ہے کیونکہ عیسیٰ مسیح سے پہلے یوحنا نے بھی یہی کہتے رہے کہ آسمان کی بادشاہی قریب آنے والی ہے اور جب مسیح آئے تو وہ بھی یہی صدا لگا رہے ہیں کہ آسمان کی بادشاہی قریب آ چکی ہے، اس کا مطلب ہے کہ ابھی آئی نہیں ہے۔ اسی طرح مسیح کے بعد ان کے شاگرد بھی یہی ندا لگاتے رہے کہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آ چکی ہے۔ (متی: ۱۰/۶-۷، لوقا: ۱۰/۱-۱۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء) اگر اس میں مسیح کی ذات اور ان کی شریعت مراد ہوتی تو پھر مسیح کے آنے اور چلے جانے کے بعد بھی یہ کہنا کیسے درست ہوتا کہ آسمان کی بادشاہی قریب آ چکی ہے۔ بلا ریب اس سے شریعت محمدیہ ﷺ اور دین اسلام کی بشارت مراد ہے کہ وہ شریعت مسیح کے زمانے تک نہیں آئی تھی بلکہ ان کے بعد آئی ہے۔

﴿ بحمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ العظمہ ﴾

پینتیسویں بشارت

اللہ کی بادشاھی تم سے لیکر دوسری قوم کو دی جائے گی

مسیح علیہ السلام نے ایک تمثیل (Parable) کے ذریعے اپنی قوم بنی اسرائیل کی زجر و توبیخ کی۔ انبیا کی تکذیب اور ان کو قتل کرنے پر انہیں نصیحت کرتے ہوئے نیز بشارت محمدی ﷺ سناتے ہوئے فرماتے ہیں:

"Hear another parable: There was a certain householder, which planted a vineyard, and hedged it round about, and digged a winepress in it, and built a tower, and let it out to husbandmen, and went into a far country: And when the time of the fruit drew near, he sent his servants to the husbandmen, that they might receive the fruits of it. And the husbandmen took his servants, and beat one, and killed another, and stoned another. Again, he sent other servants more than the first: and they did unto them likewise. But last of all he sent unto them his son, saying, They will reverence my son. But when the husbandmen saw the son, they said among themselves, This is the heir; come, let us kill him, and let us seize on his inheritance. And they caught him, and cast him out of the vineyard, and slew him. When the lord therefore of the vineyard cometh, what will he do unto those husbandmen? They say unto him, He will miserably destroy those wicked men, and will let out his vineyard unto other husbandmen, which shall render him the fruits in their seasons. Jesus saith unto them, Did ye never read in the scriptures, The stone which the builders rejected, the same is become the head of the corner: this is the Lord's doing, and it is marvellous in our eyes?"

(Matthew: 21/33-42, King James Version)

"ایک اور تمثیل سنو۔ ایک گھر کا مالک تھا جس نے تاکستان لگایا اور اُسکے چاروں

طرف احاطہ گھیرا اور اُس میں حوض کھودا اور بُرج بنوایا اور اُسے باغبانوں کو ٹھیکے پر دیکر واپس چلا گیا: اور جب پھل کا موسم قریب آیا تو اُس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں کے پاس اپنا پھل لینے کو بھیجا: اور باغبانوں نے اُس کے نوکروں کو پکڑ کر کسی کو پیٹا اور کسی کو قتل کیا اور کسی کو سنگسار کیا: پھر اُس نے اور نوکروں کو بھیجا جو پہلوں سے زیادہ تھے اور انہوں نے انکے ساتھ بھی وہی سلوک کیا: آخر اُس نے اپنے بیٹے کو یہ کہہ کر اُن کے پاس بھیجا کہ وہ میرے بیٹے کا تو لحاظ کرینگے: جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا تو آپس میں کہا کہ یہی وارث ہے۔ آؤ اِسے قتل کر کے اِسکی میراث پر قبضہ کرلیں: اور اُسے پکڑ کر تاکستان سے باہر نکالا اور قتل کر دیا: پس جب تاکستان کا مالک آئیگا تو اُن باغبانوں کے ساتھ کیا سلوک کریگا؟: اُنہوں نے اُس سے کہا کہ اُن بدکاروں کو بری طرح ہلاک کریگا اور باغ کا ٹھیکہ دوسرے باغبانوں کو دیگا جو موسم پر اُسکو پھل دیں: یسوعؑ نے اُن سے کہا کیا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا۔ وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے؟:"

(انجیل متی: ۲۱/ ۳۳-۴۲، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اور پھر آگے کہا:

"Therefore say I unto you, The kingdom of God shall be taken from you, and given to a nation bringing forth the fruits thereof. And whosoever shall fall on this stone shall be broken: but on whomsoever it shall fall, it will grind him to powder."

(Matthew: 21/43-44, King James Version)

"اِسلئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائیگی اور اُس قوم کو جو اُسکے پھل لائے دیدی جائے گی: اور جو اِس پتھر پر گریگا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا

لیکن وہ جس پر گریگا اُسے پیس ڈالیگا۔''

(متی: ۲۱/ ۴۳۔۴۴، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

رسالت محمدی ﷺ کا کتنا حسین اور خوبصورت بیان ہے۔ اس بشارت میں بنی اسماعیل کے تعلق سے بنی اسرائیل (یہود ونصاریٰ) کے تیور اور ان کے بغض وحسد کا بھی اشارۃً بیان ہے۔ اس بشارت میں گھر سے مراد دین حنیف ہے۔ چاروں طرف احاطہ گھیرنے سے مراد یہ ہے کہ اُسے قوانین وضوابط اور اوامر ونواہی سے گھیر کر باغبانوں (بنی اسرائیل) کو دیا گیا۔ پھر اللہ رب العزت نے ان کے پاس انبیا ورُسل بھیجے تاکہ وہ اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے اُس کے اُن مقدس بندوں کی اتباع کرتے ہوئے اس کی اطاعت بجا لائیں۔ لیکن انہوں (اسرائیلیوں) نے سرکشی دِکھائی اور اللہ کے محبوبوں کو قتل کیا۔ اسی طرح گروہِ انبیا آتے رہے مگر وہ سرکشی اور ان کی تکذیب کے درپے رہے۔ انہیں جب اور جہاں موقع ملا انہوں نے انبیاے کرام علیہم السلام کو قتل کیا۔ اخیر میں اللہ رب العزت نے اپنے سب سے محبوب بندے محمد عربی مکی ومدنی ﷺ کو مبعوث کیا۔ ان کی بعثت سے قبل اُن کے تذکرے ان کے کانوں میں گونج رہے تھے اور میدان جنگ اور مصیبتوں کے اوقات میں آپ ﷺ کے نام مبارک اور ان کے وسیلے کی برکتوں کا انہیں احساس بھی دلایا جاچکا تھا (اسی کو بشارت میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ میرے لڑکے کا کچھ تو لحاظ کریں گے یعنی انہیں اُس مقدس ہستی ﷺ سے میری از حد محبت کا ضرور لحاظ کرنا چاہئے) مگر جب ان کی بعثت ہوئی تو بنی اسرائیل نے یہ دیکھ کر کہ وہ مقدس ہستی بنی اسماعیل سے ہے ان کا انکار کردیا۔ اسی کو مسیح علیہ السلام نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ: جس پتھر کو معماروں نے رد کیا۔ وہی کونے کے سرے کا پتھر ہوگیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے؟'' یعنی جس نبی ﷺ کو مذہب کے ٹھیکیدار پادری اور ربّیوں نے ماننے سے انکار کردیا وہی خاتم النبیین اور آخری رسول ﷺ ہیں۔ پھر انہیں خدائی فیصلہ سناتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ خداوند کی

طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں یہ عجیب اور عیب کیسے ہوسکتا ہے؟

بائبل کا یہ اقتباس اسلامی ذخیرے میں موجود درج ذیل حدیث کے مفہوم سے ہم آہنگ ہے:

إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ، وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَةُ، وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ۔

''میری اور مجھ سے قبل کے انبیا کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کسی شخص نے ایک گھر بنایا اور اس کی آرائش و زیبائش بھی بھرپور طریقے سے کی مگر ایک گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اُس گھر کو دیکھتے اور تعجب کرتے ہیں کہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں خالی چھوڑ دی گئی؟ میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی سب میں آخری نبی ہوں۔'' (صحيح البخاري: رقم الحديث ٣٥٣٥، ٣٣٤٢، صحيح المسلم: رقم الحديث ٦١٠١، مسند أحمد: ٩٤٠٥، ٩١٥٦ عن أبي هريرة، صحيح ابن حبان: رقم الحديث ٦٤٠٥، دلائل النبوة للبيهقي: رقم الحديث ٣٣٠، الدر المنثور: سورة الأحزاب٣٧)

اور سچ کہا ہے مسیح نے کہ ''اور جو اِس پتھر پر گریگا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا لیکن وہ جس پر گریگا اُسے پیس ڈالیگا''۔ جو بھی طاقت پیغمبر اسلام ﷺ سے ٹکرائی نامراد ہوئی۔ عرب و عجم کے بڑے بڑے بہادر اور سورما آپ ﷺ کے مقابل ٹھہرنے کی جرأت نہیں دکھا سکے۔ ابوجہل، ابولہب، عتبہ، شیبہ، ابی بن خلف، ابو عامر فاسق، یہود مدینہ، کفار مکہ، قیصر و کسریٰ جس نے بھی آپ ﷺ پہ گرنے کی کوشش کی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا لیکن جس پر آپ ﷺ گرے وہ سب نشانِ عبرت بنا دیے گئے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے برخلاف (بائبل کی روایت کے مطابق) مسیح سے جنہوں نے ٹکر لی وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔

انہوں نے مسیح کو گرفتار کیا اور سولی دیدی۔

آنے والے نبی کے متعلق لفظ بیٹا دیکھ کر یہ مغالطہ نہ ہو کہ خدا نے اُسے بیٹا کیسے کہہ دیا۔ بائبل میں کسی انسان کو خدا کا بیٹا قرار دینے یا خدا کو کسی انسان کا باپ لکھنے کا یہ کوئی نادر واقعہ یا پہلا عجوبہ نہیں ہے۔ نمونے کے لیے صرف ایک حوالہ ملاحظہ ہو:

"For if ye forgive men their trespasses, your heavenly Father will also forgive you:"

(Matthew: 6/14, King James Version)

''اِسلئے کہ اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کروگے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تمکو معاف کریگا:'' (متی:۶/ ۱۴، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

خدا کو کسی انسان کا باپ یا کسی انسان کو خدا کا بیٹا قرار دینے کے متعلق بائبل میں سینکڑوں روایتیں موجود ہیں۔

ایسے بھی بائبل میں ''آسمانی شہادت'' کو ''خدا کے الفاظ'' میں ہی نقل کیا گیا ہے اس پر بڑا سے بڑا محقق بھی دلیل قاطع نہیں پیش کرسکتا ہے۔

اسی طرح دیگر انبیا کے لیے لفظ نوکر پر بھی کسی کو شبہ نہ ہو کیونکہ بائبل میں تمام عبارت بعینہ تو نقل نہیں ہے۔ جیسا کہ آپ مقدمہ میں پڑھ آئے ہیں کہ جس طرح کسی انسان کی لکھی ہوئی کتابوں کے ہر نئے ایڈیشن میں کچھ نہ کچھ حذف واضافہ اور ترمیم سے کام لیا جاتا ہے اِسی طرح یہ ''انسانی خوبی'' بائبل کے ایڈیشنوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ مختلف بائبل سوسائٹیوں کی شائع شدہ بائبل اور متعدد زبانوں کی بائبلوں میں جو اختلاف ہے اُس سے قطع نظر کسی ایک ہی زبان کے چار مختلف ایڈیشن یا ایک ہی بائبل سوسائٹی کی جانب سے مختلف زبانوں میں شائع کی گئی یا ایک ہی زبان میں مختلف سالوں میں نشر کی گئی بائبلوں کو اٹھا کر دیکھ لیں یورپ وامریکہ کے ''اعلیٰ دماغ'' پہ ''رونا'' بھی آئے گا اور ''ہنسا'' بھی۔

﴿بحمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ العظیم﴾

چھتیسیوں بشارت

آسمان کی بادشاهی نزدیک آچکی هے

"From that time Jesus began to preach, and to say, Repent: for the kingdom of heaven is at hand."

(Matthew: 4/17, King James Version)

"اُس وقت سے یسوعؔ نے منادی کرنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آچکی ہے۔"

(متی: ۴/۱۷، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

یحییٰ علیہ السلام کی طرح مسیح علیہ السلام بھی لوگوں کو یہی پیغام سناتے تھے کہ اب آسمان کی بادشاہی قریب آ چکی ہے۔ جیسا کہ ہم نے چند صفحات پیشتر تحریر کیا ہے کہ آسمان کی بادشاہی سے دین عیسوی مراد نہیں ہے جیسا مسیحی حضرات دعویٰ کرتے ہیں کیونکہ بائبل کے صفحات پہ مسیح علیہ السلام سے پہلے یوحنا یعنی علیہ السلام یہ ندا لگاتے نظر آتے ہیں کہ آسمان کی بادشاہی قریب ہے۔ اسی طرح مسیح نے بھی لوگوں کو یہی بشارت دی کہ آسمان کی بادشاہی نزدیک ہے اور ان کے بعد ان کے حواری بھی یہی صدا لگاتے رہے کہ آسمان کی بادشاہی قریب ہے (متی: ۱۰/۶۔۷، لوقا: ۱۰/۱۔۱۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء) اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمان کی بادشاہی مسیح علیہ السلام کے بعد آئی ہے اور یقیناً وہ شریعت محمدیہ کے سوا نہیں ہے کیونکہ مسیح کے بعد صرف ایک کتاب قرآن کا آسمان سے نزول ہوا ہے اور بس!۔ اور اس بشارت میں یہی شریعت محمدیہ مراد ہے کہ مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں: اے لوگو! خود کو آسمان کی بادشاہی کے لیے تیار کرلو۔ ابھی سے اپنے ذہن و ماغ کو محمد عربی ﷺ پر ایمان لانے کے لیے تیار کرلو۔ اب اس نور نبوت کے ظاہر ہونے کا وقت کافی قریب ہو چکا ہے جس کی آمد کی بشارت ہزاروں سال سے سنائی جا رہی ہے اور جن کی بشارت اب تک آنے والے تمام نبیوں نے دی ہے۔ ہمیشہ چوکنے اور ہوشیار رہو۔ عمل

صالح کے ذریعے خود کی مدد کرو تا کہ جب وہ مہ کامل آئے تو تمہیں کسی طرح کی پریشانی نہ ہو۔ تمہاری آنکھیں انہیں دیکھتے ہی پہچان لے اور دل مان لے کہ یقیناً محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہی وہ رسول ہیں جن کے لیے ہم چشم بہ راہ ہیں اور جن کے لیے ہم مدتوں سے نسیم سحر اور باد صبا سے یوں عرض گذار ہیں

اے باد صبا کچھ تو نے سنا محبوب جو آنے والے ہیں
کلیاں نہ بچھانا راہوں میں ہم پلکیں بچھانے والے ہیں

﴿ بحمداللہ سبحانہ وتعالی العظمیٰ ﴾

سینتیسویں بشارت

اے بانجھ! نغمہ سرائی کر

"Sing, O barren, thou that didst not bear; break forth into singing, and cry aloud, thou that didst not travail with child: for more are the children of the desolate than the children of the married wife, saith the LORD. Enlarge the place of thy tent, and let them stretch forth the curtains of thine habitations: spare not, lengthen thy cords, and strengthen thy stakes; For thou shalt break forth on the right hand and on the left; and thy seed shall inherit the Gentiles, and make the desolate cities to be inhabited. Fear not; for thou shalt not be ashamed: neither be thou confounded; for thou shalt not be put to shame: for thou shalt forget the shame of thy youth, and shalt not remember the reproach of thy widowhood any more. For thy Maker is thine husband; the LORD of hosts is his name; and thy Redeemer the Holy One of Israel; The God of the whole earth shall he be called. For the LORD hath called thee as a woman forsaken and grieved in spirit, and a wife of youth, when thou wast refused, saith thy God. For a small moment have I forsaken thee; but with great mercies will I gather thee. In a little wrath I hid my face from thee for a moment; but with everlasting kindness will I have mercy on thee, saith the LORD thy Redeemer. For this is as the waters of Noah unto me: for as I have sworn that the waters of Noah should no more go over the earth; so have I sworn that I would not be wroth with thee, nor rebuke thee. For the mountains shall depart, and the hills be removed; but my kindness shall not depart from thee, neither shall the covenant of my peace be removed, saith the LORD that hath mercy on thee." (Isaiah: 54/1-10, King James Version)

"اے بانجھ تو جو بے اولاد تھی نغمہ سرائی کر! تُو جس نے ولادت کا درد برداشت نہیں

کیا، خوشی سے گا اور زور سے چلاّ کیونکہ خداوند فرماتا ہے کہ بیکس چھوڑی ہوئی کی اولاد شوہر والی کی اولاد سے زیادہ ہے۔ اپنی خیمہ گاہ کو وسیع کردے ہاں اپنے مَسکنوں کے پردے پھیلا۔ دریغ نہ کر۔ اپنی ڈوریاں لمبی اور اپنی میخیں مضبوط کر۔ اِسلئے کہ تو دہنی اور بائیں طرف بڑھیگی اور تیری نسل قوموں کی وارث ہوگی اور ویران شہروں کو بسائیگی۔ خوف نہ کر کیونکہ تو پھر پشیمان نہ ہوگی۔ تو نہ گھبرا کیونکہ تو پھر رُسوانہ ہوگی اور اپنی جوانی کا ننگ بھول جائیگی اور اپنی بیوگی کی عار کو پھر یاد نہ کریگی۔ کیونکہ تیرا خالق تیرا شوہر ہے۔ اُسکا نام رب الافواج ہے اور تیرا فدیہ دینے والا اسرائیل کا قدوس ہے۔ وہ تمام روئے زمین کا خدا کہلائیگا۔ کیونکہ تیرا خدا فرماتا ہے کہ خدا نے تجھکو متروکہ اور دِل آزردہ بیوی کی طرح ہاں جوانی کی مطلقہ بیوی کی مانند پھر بُلایا ہے۔ میں نے ایک دَم کے لئے تجھے چھوڑ دیا لیکن رحمت کی فراوانی سے تجھے لے لونگا۔ خداوند تیرا نجات دینے والا فرماتا ہے کہ قہر کی شدت میں میں نے ایک دَم کے لئے تُجھ سے منہ چھپایا پَر میں ابدی شفقت سے تجھ پر رحم کرونگا۔ کیونکہ میرے لئے یہ طوفان نوح کا سا معاملہ ہے کہ جس طرح میں نے قسم کھائی تھی کہ پھر زمین پر نوح کا سا طوفان کبھی نہیں آئیگا اُسی طرح اب میں نے قسم کھائی ہے کہ میں تجھ سے پھر کبھی آزردہ نہ ہونگا اور تجھکو نہ گھڑکونگا۔ خدا تجھ پر رحم کرنے والا یوں فرماتا ہے کہ پہاڑ تو جاتے رہیں اور ٹیلے ٹل جائیں لیکن میری شفقت کبھی تجھ سے جاتی نہ رہیگی اور میرا صلح کا عہد نہ ٹلے گا۔"

(یسعیاہ: ۵۴/۱۔۱۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

پھر چند آیات بعد فرمایا گیا:

"No weapon that is formed against thee shall prosper; and every tongue that shall rise against thee in judgment thou shalt condemn. This is the heritage of the servants of the LORD, and their righteousness is

of me, saith the LORD."

(Isaiah: 54/17, King James Version)

''کوئی ہتھیار جو تیرے خلاف بنایا جائے گا کام نہ آئیگا اور جو زبان عدالت میں تجھ پر چلیگی تو اُسے مجرم ٹھہرائیگی۔ خداوند فرماتا ہے یہ میرے بندوں کی میراث ہے اور اُنکی راستبازی مجھ سے ہے۔''

(یسعیاہ: ۵۴/۱۷، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

یہ بانجھ سرزمین مکہ مکرمہ ہے کیونکہ وہ سرزمین نبی سے محروم تھی۔ وہاں کسی نبی کی پیدائش نہیں ہوئی تھی۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد اس مقدس دھرتی نے کسی رسول کو نہیں دیکھا تھا۔ اسے ہی بانجھ سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ اسرائیل و فلسطین کے وہ حصے جہاں (بائبل سوسائٹی ہند کی اردو بائبل ''کتاب مقدس'' کے نقشے کے مطابق) صِیُّون واقع ہے وہاں تو ہزاروں انبیاے کرام تشریف لا چکے تھے۔

اے بانجھ تو جو بے اولاد تھی نغمہ سرائی کر!:۔

یقیناً نغمہ سرائی کا حکم اسی خطے کو دیا جا رہا ہے جو نبی و رسول سے محروم تھا اور وہ مکہ مکرمہ ہے۔ ایک بات خاص غور کرنے کے قابل ہے کہ اس بشارت میں اس سرزمین کو بیوہ (Widow) بھی کہا جا رہا ہے اور بانجھ (Barren) بھی۔ یعنی جسے نعمت نبوت ایک مرتبہ دی تو گئی ہے مگر وہاں کسی نبی کی ولادت نہیں ہوئی، اور مکہ کا معاملہ ایسا ہی ہے۔ مکہ مکرمہ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام تو عطا ہوئے مگر پیغمبر اسلام ﷺ سے قبل وہاں کسی نبی کی پیدائش نہیں ہوئی تھی۔

تُو جس نے ولادت کا درد برداشت نہیں کیا:۔

محمد عربی ﷺ سے قبل کسی بھی نبی کی ولادت اس شہر مکہ میں نہیں ہوئی تھی۔ اُسے ہی یہ خوشخبری دی جا رہی کہ اب تو اس بھینی سہانی صبح کو دیکھنے والی ہے جس میں عرش تا فرش نورانی ملائکہ تیرے سامنے قطار در قطار ہوں گے اور نورانی پیکر حوریں تجھے اپنی آغوش محبت

وشفقت میں بھرلیں گی۔

بیکس چھوڑی ہوئی کی اولاد شوہر والی کی اولاد سے زیادہ ہے:۔

چھوڑی ہوئی کی اولاد یعنی مکہ مکرمہ کے شیدائی اور اُس کی عظمتوں پہ ایمان لانے والے شوہر والی یعنی یروشلم کے پرستاروں سے زیادہ ہوں گے۔ اور معاملہ ایسا ہی ہے کہ حقیقی مسلمان متصلب یہود و نصاریٰ سے ہر دور میں زیادہ رہے ہیں اور ہیں اور جنت میں بھی امت محمد ﷺ کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔

یا یہ مراد ہوسکتی ہے کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنہیں مکہ میں ظاہراً بے یار و مددگار چھوڑ دیا گیا تھا ان کی برکت شوہر والی یعنی حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برکت سے زیادہ ہوگی اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت ہاجرہ کی صرف ایک برکت (محمد ﷺ) حضرت سارہ کی بلکہ دنیا کی تمام برکتوں پہ فائق ہے۔ سارے لوگ اور تمام انبیا علیہم السلام خدا کی تعریف وثنا میں رطب اللسان رہتے ہیں مگر خود خدائے وحدہ لاشریک محمد ﷺ کی نعت لوگوں کو سناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود رضائے حبیب ﷺ چاہتا ہے اور جو مرضی محمد ﷺ کی ہوتی ہے وہی قضائے الٰہی ہوتا ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم　　　خدا چاہتا ہے رضائے محمد

اپنی خیمہ گاہ کو وسیع کردے ہاں اپنے مسکنوں کے پردے پھیلا:۔

اپنی خیمہ گاہ کو وسیع کر اور اپنے مسکنوں کو پھیلا دے کیونکہ اب ساری دنیا کا ماویٰ و مرجع تجھے ہی بننا ہے۔ سارے جہاں کی رحمت (محمد ﷺ) کو تو اپنی گود میں رکھے گی اور اپنے آنچل میں چھپائے گی۔ رحمت ایزدی کے متوالے سارے عالم سے آکر تیرے قدموں گریں گے اور تیرے ذرے ذرے کو آنکھوں سے لگائیں گے۔ ساری کائنات کے لوگ تیری مہمان نوازی سے مشرف ہوں گے۔ عالم کے گوشے گوشے سے اولاد آدم لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ کی صدا لگاتے ہوئے تیرے صحن میں جمع ہوگی۔

تو دہنی اور بائیں طرف بڑھیگی اور تیری نسل قوموں کی وارث ہوگی اور ویران شہروں کو بسائیگی:۔

تیرے فرزندوں کی تبلیغ ودعوت سے ہندوچین، یورپ وافریقہ اور وہ کثیر ممالک جونغمۂ توحید سے ویران (ناآشنا) ہیں آباد ہوجائیں گے۔ کتنے ہی ویران دِلوں کوآشیانۂ ایمان نصیب ہوگا اور کتنے ہی بدنصیبوں کی سوئی ہوئی قسمت بیدار ہوجائے گی۔

تو پھر پشیمان نہ ہوگی تو نہ گھبرا کیونکہ تو پھر رُسوانہ ہوگی:۔

تجھے پھر کبھی ہجر وفراق کا غم لاحق نہیں ہوگا۔ اللہ رب العزت تمہیں جو سرفرازی عطا فرمائے گا وہ دائمی اور غیر منقطع ہوگا۔ اب تادم قیامت تو ہی قبلہ وکعبہ رہے گا۔ ساری کائنات کا مرجع ومناب تم ہی رہوگے۔ اب اللہ تمہیں محروم نہیں رکھے گا۔ بلکہ تمہیں ملنے والی برکت ہمیشہ ہمیش باقی رہے گی۔

وہ تمام روئے زمین کا خدا کہلائیگا:۔

یہ جملہ خاص طور پرغور کرنے کے قابل ہے۔ بائبل میں خدا کواسرائیل کے لفظ کے ساتھ خاص کرکے ''خداوند اسرائیل کا خدا''، یعنی صرف بنی اسرائیل کا خدا کہا جاتا ہے۔ آپ پوری بائبل کا مطالعہ کرلیں آپ کوعہد نامۂ قدیم میں کہیں بھی دیگر قوموں میں دعوت و تبلیغ کا حکم نظر نہیں آئے گا۔ بلکہ آپ کو بہت سے ایسے مقامات ملیں گے جو اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ یہ دین وشریعت صرف بنی اسرائیل کے لیے خاص ہے۔ اسی طرح عہد نامۂ جدید میں رسالت عیسوی کے متعلق خود مسیح علیہ السلام کی شہادت یہی ہے کہ وہ صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس بھیجے گئے ہیں۔ یعنی وہ صرف بنی اسرائیل کے گمراہ افراد کی اصلاح وشخصیت سازی کے لیے آئے ہیں۔ (انجیل متی: ۱۵/۲۴، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء) اور یہی تعلیم اپنے شاگردوں کو دیتے ہیں کہ وہ صرف بنی اسرائیل کے لوگوں میں تبلیغ کریں۔ دیگر قوموں میں دعوت وتبلیغ نہ کریں۔

بائبل کے الفاظ درج ذیل ہیں:

The mission of the twelve

"These twelve Jesus sent forth, and commanded them, saying, Go not into the way of the Gentiles, and into any city of the Samaritans enter ye not: But go rather to the lost sheep of the house of Israel. And as ye go, preach, saying, The kingdom of heaven is at hand." (Matthew: 10/6-7, 15/24, King James Version)

''ان بارہ کو یسوع نے بھیجا اور اُنکو حکم دیکر کہا۔ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔ اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے۔''

(انجیل متی: ۱۰/۵۔۷، ۱۵/۲۴، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

مگر اس مقام پہ یہ کہا جا رہا ہے کہ ''وہ تمام روئے زمین کا خدا کہلائیگا''۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مکہ کو جو شریعت عطا ہوگی وہ پچھلی شریعتوں کی طرح ایک خاص قوم اور علاقہ (صرف اہل مکہ و حجاز) کے لیے خاص نہ ہوگی۔ وہاں پیدا ہونے والا رسول ماقبل کے رسولوں کی طرح صرف اپنے قبیلہ وقوم کی رہبری کے لیے نہیں آئے گا بلکہ وہ ساری کائنات کے لیے ہدایت کا پیغام لے کر آئے گا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی نبوت تمام کائنات کے لیے عام ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيْرًا وَنَذِيْرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ○''۔

''ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبری اور ڈر سنا تا بھیجا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''۔ (سورۃ سبا: ۲۸)

اور آپ کو تمام کائنات کے لیے رحمت قرار دیتے ہوئے اللہ رب العزت نے

ارشاد فرمایا:

''وَمَا أَرْسَلْنَاکَ إِلا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَo'':

''ہم نے آپ کو تمام عالمین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا''۔

(سورة الأنبياء: ۱۰۷)

اب میں نے قسم کھائی ہے کہ میں تجھ سے پھر کبھی آرزدہ نہ ہونگا:۔

اللہ رب العزت نے مکہ وحجاز کو جو فضیلت و بزرگی دی ہے اس کے متعلق وہ فرما رہا ہے کہ اب میں کبھی تجھ سے تیری بزرگی واپس نہ لوں گا۔ تجھ پر ہمیشہ میرے کرم کا سایہ ہوگا۔ اور کیوں نہ ہو کہ مکہ میں حبیب محمد ﷺ کی جلوہ گری ہے۔ قدم قدم پہ حبیب کے بچپن، لڑکپن، جوانی، دعوت وتبلیغ کے آثار اوران کے ذریعے راہ خدا میں جھیلے گئے مصائب وآلام کے نقوش بکھرے پڑے ہیں اور مدینہ منورہ میں خود حبیب جلوہ بار ہے جس کی وہ مٹی جو محبوب ﷺ کے جسد اقدس سے ملی ہوئی ہے عرش اعلیٰ سے افضل ہے۔

(تفسير الآلوسی: سورة الدخان ۳، سورة الكهف ۲۱، روح المعانی: سورة الكهف ۲۱، مرقاة المفاتيح: ۳/ ۱۷۰، باب المساجد و مواضع الصلاة، سبل الهدىٰ و الرشاد: ۳/ ۳۱۵، الخصائص الكبرىٰ: ۲/ ۳۰۲، باب اختصاصه ﷺ)

میری شفقت کبھی تجھ سے جاتی نہ رہیگی اور میرا صلح کا عہد نہ ٹلے گا:۔

صحیح ہے کہ جو وعدہ اللہ رب العزت نے مکہ مکرمہ سے کیا ہے کہ وہ حرم اطہر ہے یعنی وہ ایسی جگہ ہے جہاں کی ہر چیز قابل احترام ہے۔ مکہ معظمہ میں کسی انسان کے ساتھ دھوکہ وفریب اور قتل وقتال تو بہت دور کی چیز ہے۔ اس شہر میں شکار کرنا حرام ہے اور وہاں کی گھاس تک کو اکھاڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کو اللہ رب العزت نے ہمیشہ ہمیش کے لیے حرم قرار دیا ہے۔

کوئی ہتھیار جو تیرے خلاف بنایا جائے گا کام نہ آئیگا:۔

بالکل صحیح! جنہوں نے بھی پیغمبر اسلام محمد ﷺ کے خلاف جارحانہ تیور دِکھائے خاک وخون میں غلطاں ہو گئے۔ اللہ رب العزت نے کسی بھی دشمن رسول کو اپنے حبیب ﷺ پہ قدرت نہیں دی۔ جو بھی آپ ﷺ سے ٹکرایا پاش پاش ہوگیا۔ آپ ﷺ کے برعکس (بائبل کے مطابق) مسیح کے خلاف جتنی بھی سازشیں یہودیوں نے کیں وہ کامیاب ہوئیں۔ اس طرح یہ بشارت پیغمبر اسلام محمد ﷺ کے حق میں تو فِٹ بیٹھتی ہے اور انہیں رسول صادق قرار دیتی ہے مگر مسیح پہ منطبق نہیں ہوتی ہے۔

﴿ بحمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ العظیم ﴾

اڑتیسویں بشارت

امن کا شہزادہ

"Give the king thy judgments, O God, and thy righteousness unto the king's son. He shall judge thy people with righteousness, and thy poor with judgment. The mountains shall bring peace to the people, and the little hills, by righteousness. He shall judge the poor of the people, he shall save the children of the needy, and shall break in pieces the oppressor. They shall fear thee as long as the sun and moon endure, throughout all generations. He shall come down like rain upon the mown grass: as showers that water the earth. In his days shall the righteous flourish; and abundance of peace so long as the moon endureth. He shall have dominion also from sea to sea, and from the river unto the ends of the earth. They that dwell in the wilderness shall bow before him; and his enemies shall lick the dust. The kings of Tarshish and of the isles shall bring presents: the kings of Sheba and Seba shall offer gifts. Yea, all kings shall fall down before him: all nations shall serve him. For he shall deliver the needy when he crieth; the poor also, and him that hath no helper. He shall spare the poor and needy, and shall save the souls of the needy. He shall redeem their soul from deceit and violence: and precious shall their blood be in his sight. And he shall live, and to him shall be given of the gold of Sheba: prayer also shall be made for him continually; and daily shall he be praised. There shall be an handful of corn in the earth upon the top of the mountains; the fruit thereof shall shake like Lebanon: and they of the city shall flourish like grass of the earth. His name shall endure for ever: his name shall be continued as long as the sun: and men shall be blessed in him: all nations shall call him blessed. Blessed be the LORD God, the

God of Israel, who only doeth wondrous things. And blessed be his glorious name for ever: and let the whole earth be filled with his glory; Amen, and Amen." (Psalms: 72/1-19, King James Version)

"اے خدا! بادشاہ کو اپنے احکام اور شہزادہ کو اپنی صداقت عطا فرما۔ وہ صداقت سے تیرے لوگوں کی اور انصاف سے تیرے غریبوں کی عدالت کریگا۔ ان لوگوں کے لئے پہاڑوں سے سلامتی کے اور پہاڑیوں سے صداقت کے پھل پیدا ہونگے۔ وہ اِن لوگوں کے غریبوں کی عدالت کریگا۔ وہ محتاجوں کی اولاد کو بچائیگا اور ظالم کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالیگا۔ جب تک سورج اور چاند قائم ہیں۔ لوگ نسل در نسل تجھ سے ڈرتے رہینگے۔ وہ کٹی ہوئی گھاس پر مینہ کی مانند اور زمین کو سیراب کرنے والی بارش کی طرح نازل ہوگا۔ اُسکے ایام میں صادق برومند ہونگے اور جب تک چاند قائم ہے خوب امن رہیگا۔ اُسکی سلطنت سمندر سے سمندر تک اور دریائے فرات سے زمین کی انتہا تک ہوگی۔ بیابان کے رہنے والے اس کے آگے جھکینگے اور اُسکے دشمن خاک چاٹینگے۔ ترسیس کے اور جزیروں کے بادشاہ نذریں گذارینگے۔ سبا اور سیبا کے بادشاہ ہدئے لائینگے۔ بلکہ سب بادشاہ اُسکے آگے سرنگوں ہونگے۔ کل قومیں اُسکی مطیع ہونگی۔ کیونکہ وہ محتاجوں کو جب وہ فریاد کرے۔ اور غریب کو جسکا کوئی مددگار نہیں چھڑائیگا۔ وہ غریب اور محتاج پر ترس کھائیگا۔ اور محتاجوں کی جان کو بچائیگا۔ وہ فدیہ دیکر ان کی جان کو ظلم اور جبروت سے چھڑائیگا اور اُن کا خون اُسکی نظر میں بیش قیمت ہوگا۔ وہ جیتے رہینگے اور سبا کا سونا اس کو دیا جائیگا۔ لوگ برابر اُسکے حق میں دعا کرینگے۔ وہ دن بھر اُسے دعا دینگے۔ زمین میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر اناج کی افراط ہوگی۔ اُنکا پھل لُبنان کے درختوں کی طرح جھومیگا اور شہر والے زمین کی گھاس کی مانند ہرے بھرے ہونگے۔ اُسکا نام ہمیشہ قائم رہیگا۔ جب تک سورج ہے اُسکا نام رہیگا۔ اور لوگ اُسکے وسیلہ سے برکت

پائینگے۔ سب قومیں اُسے خوش نصیب کہینگی۔ خداوند خدا اسرائیل کا خدا مبارک ہو۔ وہی عجیب وغریب کام کرتا ہے۔ اُسکا جلیل نام ہمیشہ کے لئے مبارک ہو۔ اور ساری زمین اُسکے جلال سے معمور ہو۔ آمین ثم آمین!''۔

(زبور: ۲/۷۲-۱۹، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس بشارت میں پیغمبر اسلام ﷺ کی صفات کو بڑے احسن انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

وہ کٹی ہوئی گھاس پر مینہ کی مانند اور زمین کو سیراب کرنے والی بارش کی طرح نازل ہوگا:۔

یعنی اس کی ولادت سے سرزمین سرسبز وشاداب ہو جائے گی جیسا کہ احادیث میں آیا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی ولادت کے بعد خشک وادیاں لہلہا اٹھیں۔ پژمردہ کلیوں کو بادِ نَو بہار ملی۔ بنجر اور سوکھے ہوئے کھیتوں کو سرسبز وشادابی کا انعام ملا اور عسرت وتنگ دستی میں گذر بسر کرنے والوں کی بخت خفتہ بیدار ہوگئی۔ اہل عرب اور اہل جہاں کے وہ قلوب و اذہان جو رُشد وہدایت کی نمی نہ ملنے کے سبب سوکھ گئے تھے اور دل میں موجود توحید الٰہی کی کلیاں پژمردہ ہو چکی تھیں اُنہیں آپ ﷺ کی ولادت و بعثت سے ہونے والی ہدایت و رحمت کی باراں نے پھر سے سرسبز وشاداب ہونے کا موقع فراہم کیا۔ اور وہ ذہن ودماغ جو بت پرستی کی وجہ سے زنگ آلود ہو چکے تھے آپ ﷺ نے ان میں سے بہتوں پہ توحید و رسالت کا سنہری پانی چڑھا کر انہیں چمکا دیا۔

وہ صداقت سے تیرے لوگوں کی اور انصاف سے تیرے غریبوں کی عدالت کریگا:۔

پیغمبر اسلام ﷺ جو دین لے کر آئے ہیں اس کی تعلیم یہی ہے کہ انصاف کا پرچم ہر صورت میں بلند رکھا جائے، چاہے انصاف کے طلب گار دشمن ہوں یا دوست۔ پیغمبر امن پہ نازل ہونے والے صحیفۂ سلامتی قرآن مجید میں ہے:

"إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا، وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ

النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ، إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا٥":

"بے شک اللہ تمہیں امانتوں کو ان کے حقدار تک پہنچانے اور لوگوں میں فیصلے کے وقت عدل وانصاف اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اللہ تمہیں کیا ہی بہتر حکم دیتا ہے۔ بے شک اللہ سننے اور دیکھنے والا ہے"۔ (سورة النساء: ٥٨)

اسلام کا معیار انصاف نہایت بلند وارفع ہے۔ ہم گذشتہ صفحات میں بھی اس کی متعدد مثالیں قلم بند کر چکے ہیں۔

وہ محتاجوں کی اولاد کو بچائیگا اور ظالم کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیگا:۔

پیغمبر اسلام ﷺ عدل وانصاف کے پیکر اور مساوات کے عظیم داعی تھے۔ آپ نے کبھی کسی غیر فرد کے ساتھ بھی حق تلفی یا ناانصافی نہیں کی۔ آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب عدل وانصاف کے حامی اور ظلم و ناانصافی کے سخت مخالف رہے۔ عدل و مساوات کے معاملے میں اپنے اور بیگانے کی تمیز روا نہیں رکھتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ ایک یہودی اور ایک (ظاہری) مسلمان کا کسی معاملے میں اختلاف ہو گیا۔ دونوں دربار رسالت میں پہنچے۔ سرکار ﷺ نے تمام معاملات سن کر اپنے دشمن اور مسلمانوں کے بدخواہ یہودی کے حق میں فیصلہ سنایا۔ وہ شخص جو خود کو مسلمان کہتا تھا اس نے پیغمبر اسلام ﷺ کے فیصلے سے عدم اتفاق ظاہر کرتے ہوئے یہودی کو عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلنے کو کہا۔ جب دونوں عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں پہنچے تو یہودی نے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ محمد ﷺ کے پاس بھی ہم لوگ گئے تھے انہوں نے فیصلہ میرے حق میں دیا ہے۔ یہ سن کر عمر فاروق نے دوسرے شخص کو (جو ظاہری طور پر مسلمان تھا) قتل کر دیا اور ارشاد فرمایا:

"هٰكَذَا أَقْضِىْ فِيْمَنْ لَمْ يَرْضَ بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَقَضَاءِ رَسُوْلِهٖ"۔

''جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے سے خوش نہ ہو میں اس کا فیصلہ ایسے ہی کرتا ہوں''۔(تفسیر البحر المحیط: سورة النساء٥٩، تفسیر الجلالین: سورة النساء ٥٩)

اور قرآن حکیم میں ایک دوسرے مقام پہ ملکی، مذہبی، قومی اور قبائلی عصبیت کو دور کر کے انصاف کرنے کا حکم دیا گیا اور کسی پر آتش انتقام میں زیادتی کرنے کو حرام قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا:

''وَلاَ یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَن صَدُّوکُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا، وَتَعَاوَنُوا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوَی وَلاَ تَعَاوَنُوا عَلَی الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰہَ إِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِo''۔

''کچھ لوگوں کا یہ ظلم کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تمہیں زیادتی پر نہ ابھارے۔ نیکی اور تقویٰ پہ ایک دوسرے کی مدد کرو۔ گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کا تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سخت پکڑ والا ہے۔''

(سورة المائدة: ٢)

اُسکے ایام میں صادق برومند ہونگے:۔

پیغمبر اسلام ﷺ کے ایام میں اور ان کے عہد حکومت میں صدق اور سچوں کا بول بالا تھا۔ آپ ﷺ نے عظیم اور بڑے گناہوں میں سے جھوٹ کو شمار کیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ جھوٹ کو سبب لعنت و ہلاکت اور باعث دخول جہنم جب کہ سچ گوئی کو باعث رحمت و نجات اور وجہِ دخول جنت قرار دیا ہے۔ قرآن و حدیث میں صدق کی فضیلت اور دروغ گوئی کی مذمت میں کثیر مواد ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ صدق و سچائی اور دِگر صفات حسنہ سے مزین مسلمانوں سے جنت کا وعدہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

"إِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِيْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِيْنَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِيْنَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِيْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِيْنَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِيْنَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْراً وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْراً عَظِيْماًo":

"بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں، سچے مرد اور سچی عورتیں، صبر والے اور صبر والیاں، عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں، خیرات کرنے والے مرد و عورت، روزے والے اور روزے والیاں، پارسا مرد و عورت اور اللہ کو بکثرت یاد کرنے والے مرد اور بکثرت یاد کرنے والی عورتیں، ان سبھوں کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔" (سورة الأحزاب: ٣٥)

اور صحیفۂ حقہ قرآن مجید میں کذب و دروغ گوئی کو قابل سزا گناہ قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا:

"فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضاً وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَo":

"ان (منافقوں) کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری کو بڑھا دیا ہے اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔"

(سورة البقرة: ١٠)

اور پیغمبر اسلام ﷺ سچائی کو پسندیدہ اور باعث نجات جبکہ جھوٹ کو ناپسندیدہ اور باعث عذاب قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ

الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يَكُونَ صِدِّيقًا، وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ، حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا۔"

''بلاریب سچائی بھلائی کی راہ دکھاتی اور بھلائی جنت کے راستے پر چلاتی ہے۔ بے شک انسان سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ 'صدیق' بن جاتا ہے۔ یقیناً جھوٹ گناہوں کی رغبت دلاتا ہے اور گناہوں کی رغبت جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔ اور بے شک انسان جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔'' (صحيح البخاري: رقم الحديث ٦٠٩٤، الأدب المفرد للبخاري: رقم الحديث ١٦٢، صحيح المسلم: رقم الحديث ٦٨٠٣، ٦٨٠٤، ٦٨٠٥، مسند أحمد: رقم الحديث ٣٧١٠، ٤١٠٩، جامع الترمذي: رقم الحديث ١٩٧١، ٢٠٩٩، سنن ابن ماجة: رقم الحديث ٤٨، تفسير ابن كثير: سورة الأحزاب ٣٥)

اُسکی سلطنت سمندر سے سمندر تک اور دریائے فرات سے زمین کی انتہا تک ہوگی:۔

یہاں غیر مرئی اور غیر محسوس حکومت و سلطنت مراد ہے جیسا کہ ہم نے ما قبل کی بشارتوں میں تحریر کیا ہے۔ اگر غیر ظاہری حکومت مراد نہیں ہے تو مسیحی ہمیں بتائیں کہ یہ بشارت اور یہ جملہ کس پر فِٹ بیٹھتا ہے؟ اِس بشارت کا کوئی نہ کوئی جملہ ضرور کسی نہ کسی اسرائیلی نبی کے خلاف ہے جس کی تفصیل آپ مقدمہ (انبیائے کرام کے متعلق بائبل کے غلط عقائد کے ضمن) میں پڑھ چکے ہیں۔ اور مسیح تو ایک گاؤں کے بھی حکمراں نہ بن سکے۔ لہذا ماننا پڑیگا کہ یہاں باطنی اور غیر ظاہری حکومت مراد ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ کی حکومت دنیا کے ذرے ذرے پر ہے۔ فرشتے آپ ﷺ

کے احکام کے تابع ہیں۔کوئی یہ خیال نہ کرے کہ بعد وفات تو معاذ اللہ آپ دنیا سے بے خبر ہوں گے کیونکہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولٰىo"۔

"آپ کی ہر آنے والی گھڑی گذرے ہوئے لمحہ سے بہتر ہے۔"

(سورة الضحىٰ: ٤)

حضرت اوس بن اوس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ النَّفْخَةُ وَفِيهِ الصَّعْقَةُ فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ-يَعْنِي بَلِيتَ- قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ۔"

"سب سے افضل دن جمعہ ہے، اسی دن آدم کی تخلیق ہوئی، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن قیامت ہوگی تو تم اس دن مجھ پر درود کی کثرت کرو کیونکہ تمہارے درود مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں۔ایک صاحب نے عرض کیا: یارسول اللہ! بعد میں جبکہ آپ وصال فرما چکے ہوں گے آپ پر ہمارے درود کیسے پیش کیے جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ نے زمین کے لیے انبیا کے جسموں کا کھانا حرام (ناممکن) کردیا ہے۔" (سنن ابن ماجة: رقم الحديث ١٧٠٥، ١٧٠٦، ١٦٣٦، ١٦٣٧، المعجم الأوسط للطبراني: رقم الحديث ٤٩٣٦، ٤٧٨٠، سنن الدارمي: رقم الحديث ١٥٧٢، مصنف ابن أبي شيبة: رقم الحديث ٨٦٩٧، جامع الأحاديث: رقم الحديث ٤٣٢٠، ٨٤٤١، ٣٦٢٧٢، كنز

العمال: رقم الحديث ٢١٠٣٧، ٢٣٣٠١، مسند البزاز: رقم الحديث ٣٤٨٥، دلائل النبوة لأبي نعيم: رقم الحديث ٤٩٠، فتح الباري: ١٠/٢٤٣ قول الله واذكر في الكتاب مريم، مرقاة المفاتيح: ١٥/٢٨٦ باب البكاء و الخوف، تفسير الحقي: سورة الأحزاب٥٦، تفسير ابن كثير: سورة الأحزاب٥٦)

نیز ایک دوسری حدیث مبارک میں ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"حياتي خير لكم تحدثون ويحدث لكم فإذا أنا مت كانت وفاتي خيرًا لكم تعرض على أعمالكم فإذا رأيت خيرًا حمدت الله وإن رأيت شرًّا استغفرت لكم".

''میری (ظاہری) حیات بھی تمہارے لیے بہتر ہے کہ مجھ سے گفتگو کر لیتے ہو اور دنیا سے میرا پردہ کرنا بھی تمہارے لیے بہتر ہوگا۔ مجھ پر تمہارے اعمال پیش کیے جائیں گے۔ جب تمہاری نیکیوں کو دیکھوں گا خدا کا شکر ادا کروں گا اور جب تمہاری خطاؤں کو دیکھوں گا تو خدا سے تمہارے لیے مغفرت طلب کروں گا۔''

(جمع الجوامع: رقم الحديث ١١٦٦٦، مسند البزاز: رقم الحديث ١٩٢٥، كنز العمال: ٣١٩٠٣، ٣١٩٠٤، ٣٥٤٧٠، مجمع الزوائد: رقم الحديث ١٤٢٥٠، الشفاء بتعريف حقوق المصطفى: الفصل الأول، تفسير الحقي: سورة الطارق٤، سورة الزخرف٤٢، تفسير الآلوسي: سورة النحل٨٤)

بلکہ سب بادشاہ اُسکے آگے سرنگوں ہونگے۔کل قومیں اُسکی مطیع ہونگی:۔

وقت کے عظیم ترین بادشاہوں نے پیغمبر اسلام ﷺ اور ان کے فیض یافتہ خلفائے راشدین کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے۔ نجاشی، ہرقل اور ان کے علاوہ دیگر کئی

حکمرانوں نے پیغمبر اسلامﷺ کی طرف ہدایا اور تحائف بھیجے۔ کئی حکمراں جنہیں اللہ نے توفیق دی انہوں نے آپ کا مذہب اسلام بھی قبول کیا۔

وہ محتاجوں کو جب وہ فریاد کرے اور غریب کو جسکا کوئی مددگار نہیں چھڑائیگا:۔

پیغمبر اسلامﷺ بے کسوں کے سہارا اور غمزدوں کے ماویٰ ہیں۔ پیغمبر اسلامﷺ کے اعلان نبوت سے قبل ایک بدوی عرب کے جنوبی علاقہ سے حج ادا کرنے کے لیے مکہ مکرمہ آیا۔ اس کے ساتھ اس کی ایک بیٹی بھی تھی جو بہت خوبرو تھی۔ مکہ کے ایک دولت مند تاجر (جس کا نام مورخین نے نبیہ بن حجاج لکھا ہے) نے اس بچی کا اغوا کرلیا۔ اس مجبور باپ کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا کہ وہ اپنے قبیلہ کے پاس جا کر انہیں داستانِ غم سنائے اور ان کی مدد لے لیکن اس کے قبیلہ میں مردوں کی تعداد نہایت قلیل تھی جو اُس تاجر کے حلیف مکہ کے دس قریشی قبیلوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ وہ اسی پریشانی میں سرگرداں تھا کہ پیغمبر امن محمدﷺ کو اس واقعہ کا علم ہوا اور حضورﷺ نے قریش کے نوجوانوں کو بلایا اور انہیں کہا کہ اس قرشی نے بدوی تاجر کے ساتھ جو نازیبا حرکت کی ہے اس پر ہمیں خاموش نہیں رہنا چاہئے۔ چنانچہ پیغمبر اسلامﷺ اور قریش کے چند نوجوان کعبہ شریف کے پاس جمع ہوئے اور سب نے بایں الفاظ حلف اٹھایا:

نقسم ان نحمی المظلوم حتیٰ یستعید حقه من الظالم و نقسم ان لا یکون لنا هدف معین من وراء العمل و لا یهمنا ان یکون المظلوم فقیرا أو غنیا"۔

''ہم حلف لیتے ہیں کہ ہم مظلوم کی چاہے وہ غریب ہو یا امیر اس حد تک مدد کریں گے کہ وہ ظالم سے اپنا حق لے لے اور ہم قسم اٹھاتے ہیں کہ اس حلف سے صرف مظلوموں کی فریاد رسانی ہی ہمارا مقصود ہوگا۔

پھر انہوں نے حجر اسود کو زمزم کے پانی سے دھویا اور اس دھون کو پی لیا۔ حلف

برداری کے بعد محمد عربی ﷺ قریشی نوجوانوں کو ساتھ لے کر اس ظالم تاجر کے گھر گئے اور اسے لڑکی کو باعزت اس کے باپ کے حوالے کرنے پر مجبور کر دیا"۔

(ضیاء النبی جلد دوم: ص ۱۲۳۔۱۲۴، ملخصاً، فاروقیہ بکڈپو، دہلی)

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے　　　بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی

وہ فدیہ دیکر ان کی جان کو ظلم اور جبروت سے چھڑائیگا اور اُن کا خون اُسکی نظر میں بیش قیمت ہوگا:۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب آپ ﷺ کی بارگاہ میں زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطور تحفہ پیش کیا تو آپ ﷺ نے انہیں فدیہ لیے بغیر آزاد کر دیا۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے بے سہارا غلاموں کو فدیہ دلوا کر آزاد کروایا۔ اپنے مختلف اہل ثروت اصحاب کو غلام خرید کر آزاد کرنے پر ابھارا۔ اور تو اور غلام آزاد کرنے کو ایک ایسا عمل خیر قرار دیا جس سے کبیرہ گناہ بھی مٹ سکتا ہے۔ قرآن مقدس میں مختلف خطاؤں کا کفارہ غلام آزاد کرنے کو قرار دیا گیا ہے۔ کفارہ ظہار کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

"وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِن نِّسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَّتَمَاسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ٥":

"جو اپنی عورتوں سے ظہار کریں اور پھر اپنی بات سے پلٹنا چاہیں تو ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے ایک غلام آزاد کریں، یہ تمہارے لیے عبرت ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔"　(سورة المجادلة: ٣)

اور زکوۃ کے مصارف میں سے غلام آزاد کرنے کو بھی ایک مصرف قرار دیا کہ مال زکوۃ کسی غلام کی آزادی میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔ پوری آیت کریمہ ملاحظہ ہو:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً

مِّنَ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌo"۔

"بے شک زکوۃ فقرا، مساکین، زکوۃ وصول کرنے والے، مولفۃ القلوب، غلام آزاد کرنے، قرض میں ڈوبے ہوئے، اللہ کی راہ میں اور مسافر کے لیے ہے۔ یہ اللہ کی جانب سے عائد کردہ فریضہ ہے۔ اللہ علم وحکمت والا ہے"۔

(سورة التوبة: ٦٠)

اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں انسانوں کا خون نہایت بیش قیمت اور عظیم ہے۔ کبھی بھی کسی بے قصور کو سزا انہیں سنائی۔ یہاں تک فرمایا کہ کسی بے گناہ کو سزا دینے سے مجرم کا سزا سے بچ جانا بہتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے کسوں اور محتاجوں کی جان و مال کی حفاظت کے لیے مناسب قوانین وضع کیے۔ قرآن حکیم میں ایک انسان کے قتل کو تمام نوع انسانی کا قتل قرار دیا گیا ہے:

"مَنْ قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِيْ الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعاً وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعاًo"۔

"جس نے کسی کو کسی جان (کو قتل کرنے) کے عوض یا زمین میں فساد پھیلانے کے علاوہ (کسی صحیح باعث) کے بغیر قتل کر دیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا۔"

(سورة المائدة: ٣٢)

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو غلاموں سے بہت زیادہ ہمدردی و محبت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انہی صفات حسنہ اور خصائل حمیدہ کو دیکھ کر آزادی ملنے کے باوجود حضرت زید نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ماں باپ پر ترجیح دی۔

حضرت زید بن حارثہ کو بُردہ فروشوں نے عکاظ کے میلے میں حکیم بن حزام کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ حکیم نے زید بن حارثہ کو اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں پیش کیا اور انہوں نے اپنے شوہر نامدار دونوں عالم کے مالک و مختار محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کی بارگاہ میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا اور اپنے سایۂ رحمت میں لے لیا۔ پیغمبر اسلام ﷺ زید بن حارثہ سے کس قدر محبت کرتے تھے یہ وہی بتا سکتے ہیں۔ اُدھر ان کے جدائی میں ان کے والد کا بُرا حال تھا، کسی طرح جب انہیں یہ اطلاع ملی کہ ان کا فرزند دلبند مکہ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب کے پاس ہے تو وہ اپنے بھائی کو لیکر پیغمبر اسلام ﷺ کی بارگا میں پہنچے اور عرض کیا کہ وہ فدیہ لے کر ان کے بچے کو آزاد کر دیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ تمہارے ساتھ جانے کو تیار ہو تو بلا کسی عوض کے لیجاؤ، پھر زید بن حارثہ کو بلایا اور انہیں ان کے باپ اور چچا سے ملوایا اور ان کا مدعا ذکر فرمایا۔ زید بن حارثہ نے پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف رُخ کرتے ہوئے عرض کیا:

"مَا أنَا بِالَّذِیْ أخْتَارُ عَلَیْكَ أحَداً أنْتَ مِنِّیْ مَكَانَ الْأبِ وَالْعَمِّ، فَقَالَا: وَیْحَكَ یَا زَیْدُ! أتَخْتَارُ الْعُبُوْدِیَّةَ عَلَیٰ الْحُرِّیَةِ وَعَلَیٰ أبِیْكَ وَعَمِّكَ وَعَلَیٰ أهْلِ بَیْتِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَدْ رَأیْتُ مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ شَیْئاً، مَا أنَا بِالَّذِیْ أخْتَارُ عَلَیْهِ أحَداً أبَداً."

''میں آپ کے بدلے کسی دیگر چیز کو اختیار نہیں کر سکتا، آپ ہی میرے لیے باپ اور چچا ہیں۔ (زید بن حارثہ کے والد و چچا نے) کہا: تری بربادی ہو اَے زید! کیا تم آزادی، باپ، گھربار اور چچا پر غلامی کو ترجیح دیتے ہو؟ اُنہوں نے کہا: ہاں! میں نے اِن (محمد ﷺ) میں ایسی چیزیں دیکھی ہیں کہ میں اِن پر کسی کو بھی ترجیح نہیں دے سکتا ہوں''۔ (الاصابة فی معرفة الصحابة: ۱ /۳۹۲، ذکر من اسمه زید، الاستیعاب فی معرفة الاصحاب: ۱۶۲/۱، ذکر ابو اُسامة مولیٰ رسول الله ﷺ، تاریخ دمشق: ۳٤۹/۱۹، ذکر زید بن حارثه بن شرحبیل، الطبقات الکبریٰ: ۳ /٤۲، ذکر عبد الرحمن بن ملجم المرادی)

لوگ برابر اُسکے حق میں دعا کرینگے۔ وہ دن بھر اُسے دعا دینگے:۔

رات دن اور صبح و شام پیغمبر اسلام ﷺ پر درود و سلام بھیجے جانے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ چوبیس گھنٹوں میں سے شاید ہی کوئی لمحہ ایسا گذرتا ہوگا جب آپ ﷺ پر درود و سلام نہیں پڑھا جاتا ہو۔ دنیا بھر کے خطے میں نماز کے دوران اور نماز سے باہر ہر لحظہ آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجے جانے کا عمل جاری رہتا ہے۔ اور ہمیں یہ کہنے کے لیے مزید دلیل کی ضرورت نہیں کہ دنیا بھر میں جس شخص کے لیے سب سے زیادہ دعائیں آدم کی اولاد کی زبان سی نکلتی ہیں وہ محمد عربی ﷺ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ روزانہ کم از کم اربوں مرتبہ محمد عربی ﷺ پر درود و سلام پڑھا جاتا ہے۔

اُسکا نام ہمیشہ قائم رہیگا جب تک سورج ہے اُسکا نام رہیگا:۔

پیغمبر اسلام ﷺ کا اسم مبارک دنیا میں اچھائی کے ساتھ ہمیشہ لیا جائے گا۔ یہی نہیں کہ صرف سورج کی بقا تک محمد عربی ﷺ کا نام رہے گا بلکہ سورج اور دنیا کے فنا کے بعد بھی آپ ﷺ کا نام نامی باقی رہے گا۔ اور قیامت اور اس کے بعد بھی آپ کی تعریف و توصیف کا سلسلہ جاری رہے گا۔

اور لوگ اُسکے وسیلہ سے برکت پائینگے۔ سب قومیں اُسے خوش نصیب کہینگی:۔

لوگ پیغمبر اسلام ﷺ کے وسیلے سے ان کی بعثت سے قبل بھی دعائیں اور برکتیں طلب کرتے تھے اور آج بھی دنیا ان سے فیض پا رہی ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی ولادت سے قبل اہل کتاب آپ ﷺ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے تھے۔ مصائب و مشکلات میں ان کے توسل سے حاجتوں کی برآری کا سوال کرتے تھے۔ انہیں اتنے خوش نصیب اور سعید ترین انسان مانتے تھے کہ اپنے زمانے کے کفار و مشرکین کو یہ کہا کرتے تھے کہ آخری نبی ﷺ کا زمانۂ بعثت بہت قریب آچکا ہے اور ہم ان کے ساتھ مل کر تمہارا وہ حشر کریں گے جو عاد اور اِرَم کا ہوا ہے"۔ (تفسیر الطبری: سورۃ البقرۃ ۸۹،

فسیر ابن کثیر: سورة البقرة٨٩، تفسیر القرطبی: سورة البقرة٨٩)

آج بھی دنیا انہیں سعید ترین اور فیروز بخت انسان مانتی ہے۔ دنیا کا کوئی شخص یسا نہیں ہے جس کو اپنے مخالفین کی جانب سے پیغمبر اسلام ﷺ جتنی تعریفیں ملی ہوں۔ اپنوں اور غیروں نے بھی محمد عربی ﷺ کی خوبیوں اور کمالات کو تسلیم کیا اور ان کی شان میں نعتیں لکھیں۔

زمین میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر اناج کی افراط ہوگی اور شہر والے زمین کی گھاس کی مانند ہرے بھرے ہونگے:۔

صحیح کہا ہے داؤد علیہ السلام نے کہ زمین میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر اناج کی فراوانی ہوگی۔ اللہ نے پیغمبر اسلام ﷺ کی برکت سے حجاز مقدس اور عرب کو اتنا نوازا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی وفات کے صرف چند سالوں بعد دور فاروقی میں حجاز میں مال و دولت کی اتنی فراوانی ہوگئی تھی کہ لوگ اپنی زکوۃ لیے مستحقین زکوۃ کو ڈھونڈتے پھرتے تھے پھر بھی بڑی مشکل سے کوئی مستحق زکوۃ نظر آتا اور آج بھی دنیا کا سب سے زرخیز اور مالدار خطہ حجاز مقدس اور عرب ہے جہاں سے کالا سونا (پٹرولیم) ساری دنیا کو فراہم کیا جاتا ہے اور تمام ممالک کی ترقی کا دارومدار اسی کالے سونے پر موقوف ہے۔ کسی غیر مسلم دانشور نے سچ ہی کہا ہے:

"Today every way leads to ARAB."

آج کی تاریخ میں (پٹرولیم کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی غرض سے) ہر راستہ (انسان کو) عرب لے جاتا ہے۔

﴿بحمد اللہ سبحانہ وتعالی العظیم﴾

انتالیسویں بشارت

آسمان کی بادشاہی

"Then shall the kingdom of heaven be likened unto ten virgins, which took their lamps, and went forth to meet the bridegroom. And five of them were wise, and five were foolish. They that were foolish took their lamps, and took no oil with them: But the wise took oil in their vessels with their lamps. While the bridegroom tarried, they all slumbered and slept. And at midnight there was a cry made, Behold, the bridegroom cometh; go ye out to meet him. Then all those virgins arose, and trimmed their lamps. And the foolish said unto the wise, Give us of your oil; for our lamps are gone out. But the wise answered, saying, Not so; lest there be not enough for us and you: but go ye rather to them that sell, and buy for yourselves. And while they went to buy, the bridegroom came; and they that were ready went in with him to the marriage: and the door was shut. Afterward came also the other virgins, saying, Lord, Lord, open to us. But he answered and said, Verily I say unto you, I know you not. Watch therefore, for ye know neither the day nor the hour wherein the Son of man cometh." (Matthew: 25/1-13, King James Version)

''اس وقت آسمان کی بادشاہی ان دس کنواریوں کی مانند ہوگی جو اپنی مشعلیں لیکر دولہا کے استقبال کو نکلیں۔ ان میں پانچ بے وقوف اور پانچ عقلمند تھیں۔ جو بے وقوف تھیں انہوں نے اپنی مشعلیں تو لیں مگر تیل اپنے ساتھ نہ لیا۔ مگر عقلمندوں نے اپنی مشعلوں کے ساتھ اپنی کُپّیوں میں تیل بھی لے لیا۔ اور جب دولہا نے دیر لگائی تو سب اونگھنے لگے اور سو گئے۔ آدھی رات کو دھوم مچی کہ دیکھو دولہا آگیا اس کے استقبال کو نکلو۔ اس وقت وہ سب کنواریاں اٹھ کر اپنی اپنی مشعل درست کرنے

لگیں اور بے وقوفوں نے عقلمندوں سے کہا کہ اپنے تیل میں سے کچھ ہم کو بھی دیدو
کیونکہ ہماری مشعلیں بجھی جاتی ہیں: عقلمندوں نے جواب دیا کہ شاید ہمارے
تمہارے دونوں کے لئے کافی نہ ہوں۔ بہتر یہ ہے کہ بیچنے والوں کے پاس جاکر
اپنے واسطے مول لے لو: جب مول لینے جارہی تھیں تو دولہا آپہنچا اور جو تیار تھیں
وہ اس کے ساتھ شادی کے جشن میں اندر چلی گئیں اور دروازہ بند ہوگیا: پھر وہ باقی
کنواریاں بھی آئیں اور کہنے لگیں اے خداوند! ہمارے لئے دروازہ کھول دے:
اس نے جواب میں لہا میں تم سے سچ کہتا ہوں میں تمکو نہیں جانتا: پس جاگتے رہو
کیونکہ تم نہ اس دن کو جانتے ہو نہ اس گھڑی کو:"

(متی: ۱/۲۵۔۱۳، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس اقتباس میں آسمان کی بادشاہی کی تصریح اور محمد عربی ﷺ کی آمد کی طرف رمز
ہے۔ جیسا کہ ہم نے ماقبل میں لکھا ہے کہ محمد عربی ﷺ کی شریعت کو بائبل میں بہت سے
مقامات پہ مسیح و یوحنا کی زبانی "آسمان کی بادشاہی" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور اس بشارت
میں آپ ﷺ کی آمد کے انتظار کو اس صبر آزما انتظار سے تشبیہ دی گئی ہے جو دولہے کے آنے
کے وقت دلہن والوں اور دلہن کی سہیلیوں کو ہوتا ہے۔ اور یقیناً ہمارے رسول ﷺ دونوں
عالم کے دولہا ہیں جن کا شدید انتظار سبھوں کو تھا۔ ؎

اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی   دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی (ﷺ)

بلکہ پیغمبر اسلام ﷺ کا انتظار یہود و نصاریٰ بالخصوص ان کے اہل علم احبار و
راہبوں کے لیے اس انتظار سے کہیں زیادہ صبر آزما اور جان لیوا تھا جو دلہن کے گھر والوں اور
دلہن کی ہمجولیوں کو دولہے اور بارات کی آمد کے وقت ہوتا ہے۔ ہمارے اس دعویٰ کی
تصدیق درج ذیل روایت سے ہوتی ہے:

"پیغمبر اسلام ﷺ کی ولادت سے سینکڑوں برس پہلے یمن کے قبیلہ حمیر کے بادشاہ

تبع کا چارسو اہل علم ودانش اور ایک عظیم لشکر کے ساتھ مدینہ منورہ سے گذر ہوا۔اس نے کچھ دنوں کے لیے وہاں قیام کیا۔ پھر جب وہاں سے نکلنے کا وقت ہوا تو اس کے لشکر میں شامل تمام چارسو اہل علم نے وہاں سے جانے سے انکار کر دیا۔ جب بادشاہ نے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا:

"إنَّا نَجِدُ فِي كُتُبِنَا أنَّ نَبِيًّا نِ اسْمُهُ مُحَمَّدٌ، هٰذِهِ دَارُ هِجْرَتِهِ، فَنَحْنُ نُقِيْمُ لَعَلَّنَا نَلْقَاهُ۔"

''ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ ''محمد'' نامی ایک نبی پیدا ہوں گے جن کی ہجرت کی جگہ یہی (مدینہ منورہ) ہے۔اس لیے ہم یہیں ٹھہریں گے۔شاید ان کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل ہو جائے۔''

یہ سننے کے بعد بادشاہ پیغمبر اسلام ﷺ پہ ایمان لایا اور اس نے ان اہل علم کے لیے رہائشی مکانات تعمیر کروائے اور انہیں مال کثیر دیا۔ انہیں ایک خط سپرد کیا جس میں آپ ﷺ کی توصیف وثنا میں چند جملے اور اشعار لکھے اور آپ ﷺ کی زیارت وحمایت کرنے کا شرف پانے کی خواہش کا اظہار کیا اور ان اہل علم سے کہا:
.یہ خط تم میری جانب سے اس آنے والے رسول ﷺ کو دے دینا اور اگر تم ان کا زمانہ نہ پاسکو تو اپنی اولاد کو وصیت کر جانا۔'' (سبل الهدیٰ و الرشاد: ٣/٢٧٤، الباب السادس فی قدومه ﷺ المدينة، عمدة القاری: ٤/١٧٦، باب التيمن فی دخول المسجد وغيره، السيرة النبوية لابن كثير: ١/٢٣، تفسير ابن كثير: سورة الدخان٣٧، تفسير الآلوسی: سورة الدخان٣٧، تفسير الحقی: سورة الدخان٣٧، تفسير القرطبی: سورة الدخان٣٧)

علماو محدثین فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ انصار جنہوں نے آپ ﷺ پہ ایمان لانے

میں سبقت کی تھی وہ انہی اہل علم کی نسل سے ہیں۔

اس بشارت میں مسیح علیہ السلام نے لوگوں کو اس بات کی بھی تنبیہ کی ہے کہ وہ غفلت میں نہ پڑ جائیں بلکہ ہوشیار رہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ وہ ساعت مبارک آ کر گذر جائے اور وہ خواب غفلت کے مزے لیتے رہیں۔ بلکہ دولہے کے انتظار میں وہ خود کو ہر لمحہ تیار رکھیں اور جیسے ہی محمد عربی ﷺ اپنی نبوت ورسالت کا اعلان فرمائیں فوراً لبیک کہتے ہوئے ان کے دامن کو تھام لیں۔ اس نبی کو اچھی طرح پہچانیں، ان کی صفات کو ذہن میں بٹھائیں۔ دل و دماغ کو ابھی سے ان کی تصدیق کے لیے تیار کرلیں کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی خاص سبب کی بنیاد پر پیغمبر آخر الزماں ﷺ کو وہ دیکھ کر اور پہچان کر بھی ان کی تصدیق سے انکار کردیں۔ اسی لیے ذہن و دماغ کی کپیوں میں اتنا تیل ضرور رکھیں جو وقت ضرورت تک کام آئے۔ کیونکہ کسی کو تعیین کے ساتھ اس وقت خاص کا علم نہیں ہے جب محمد ﷺ تشریف لائیں گے۔ منافقت سے کام نہ لیں ورنہ آخرت میں پچھتانا پڑے گا۔ مسیح علیہ السلام کی اس بشارت کے مفہوم کی طرف قرآن کی درج ذیل آیتوں میں اشارہ ہے:

”يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ○ يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ قَالُوا بَلَى وَلَكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ أَنفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ حَتَّى جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ وَغَرَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ ○ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مَأْوَاكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلَاكُمْ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ○“:

”جس دن (حشر میں) اہل نفاق مرد و عورت مومن مرد و عورت سے کہیں گے ذرا ہمیں بھی اپنی روشنی میں سے کچھ دیدو، ان سے کہا جائے گا کہ پیچھے پلٹ کر جاؤ اور

روشنی تلاش کرو، پھر منافقوں اور مسلمانوں کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی جس کے اُس طرف رحمت ہو گی اور منافقوں کی طرف عذاب، وہ مسلمانوں کو آواز دیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ وہ کہیں گے: کیوں نہیں؟ تم تو ہمارے ساتھ تھے مگر تم نے اپنی جانوں کو فتنے میں ڈال دیا اور تم (ہماری بربادی کا) انتظار کرتے تھے، تم شک میں تھے اور تمہیں تمہاری خواہشوں نے دھوکہ دیا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قضا) آیا، تو آج تم سے اور (تمہارے دوستوں) کافروں سے فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔" (سورۃ الحدید: ۱۳۔۱۷)

ہم نے بائبل سوسائٹی ہند کا جو اردو ترجمہ نقل کیا ہے اس میں کنگ جیمس ورژن کے اس فقرے wherein the Son of man cometh (جس وقت ابن آدم آئے گا) کا ترجمہ نہیں ہے۔ ایسی صورت میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ بائبل سوسائٹی ہند والوں نے حذف سے کام لیا ہے یا پھر کنگ جیمس ورژن کے ناقلین نے اضافہ وزیادتی کا سہارا لیا تا کہ اس بشارت کا مصداق مسیح کی ذات کو قرار دیا جا سکے۔ دونوں میں سے جس صورت کو بھی تسلیم کیا جائے یہ دعویٰ بہر حال ثابت ہوتا ہے کہ بائبل حذف و اضافہ قبول کرنے والی کتاب ہے اور آج تک اس میں ہزاروں ترمیمات ہو چکی ہیں۔

﴿ بحمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ ﴾

چالیسویں بشارت

کوئی نا مختون تجھ میں کبھی داخل نہیں ہوگا

"Awake, awake; put on thy strength, O Zion; put on thy beautiful garments, O Jerusalem, the holy city: for henceforth there shall no more come into thee the uncircumcised and the unclean. Shake thyself from the dust; arise, and sit down, O Jerusalem: loose thyself from the bands of thy neck, O captive daughter of Zion."
(Isaiah:52/1-2, King James Version)

''جاگ جاگ اے صیّون اپنی شوکت سے ملبس ہو! اے یروشلم مقدس شہر اپنا خوشنما لباس پہن لے! کیونکہ آگے کو کوئی نامختون یا ناپاک تجھ میں کبھی داخل نہ ہوگا: اپنے اوپر سے گرد جھاڑ دے۔ اُٹھکر بیٹھ۔ اے یروشلم! اے اسیر دختر صیّون! اپنی گردن کے بندھنوں کو کھول ڈال:''

(یسعیاہ:۵۲/۱۔۲، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

ہم یہ کہنے میں حق بہ جانب ہوں گے کہ صیّون کی جگہ مکہ رہا ہوگا۔ کیونکہ اُس کے بعد کا جملہ'' آگے کو کوئی نامختون یا ناپاک تجھ میں کبھی داخل نہ ہوگا'' بہر حال یروشلم کے لیے درست نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ آج بھی یروشلم میں یومیہ سینکڑوں نامختون (عیسائی) داخل ہوتے ہیں اور اس سے قبل بھی پانچویں چھٹی صدی ہجری میں تقریباً نوے سالوں تک یروشلم پہ عیسائیوں کی حکمرانی رہی ہے۔ اس کے برخلاف پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت اور فتح مکہ کے بعد سے کبھی بھی مکہ معظمہ پہ نامختونوں کی حکمرانی نہیں رہی ہے۔ عیسائی محققین نے پیغمبر اسلام ﷺ اور آل اسماعیل سے اپنے'' آبائی حسد'' کی بھڑاس نکالنے کے لیے تحریف کر دی ہے۔ مکہ کو ہی یہ خوشخبری دی جارہی ہے کہ وہ اپنا خوشنما لباس پہن لے، اپنی شوکت سے ملبس ہو اور اپنی گردن کے بندھنوں کو کھول ڈالے۔

اور رہی بات تحریف کی تو یہ عیسائی اہل علم کے ہاں کوئی قبیح چیز نہیں ہے بلکہ ایک

'امر مستحسن' اور 'قابل فخر کارنامہ' ہے۔ اس پہ ایک درجن سے زائد دلائل اور متعدد مثالیں آپ مقدمہ میں پڑھ چکے ہیں۔

﴿ بحمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ العظیم ﴾

اکتالیسویں بشارت

قدموں کا نشان

"How beautiful upon the mountains are the feet of him that bringeth good tidings, that publisheth peace; that bringeth good tidings of good, that publisheth salvation; that saith unto Zion, Thy God reigneth!"
(Isaiah: 52/7, King James Version)

''اُسکے پاؤں پہاڑوں پر کیا ہی خوشنما ہیں جو خوشخبری لاتا ہے اور سلامتی کی منادی کرتا ہے اور خیریت کی خبر اور نجات کا اشتہار دیتا ہے۔ جو صیّون سے کہتا ہے تیرا خدا سلطنت کرتا ہے۔'' (یسعیاہ: ۵۲/۷، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

جو سلامتی کی منادی کرتا ہے:۔ کیا عربی زبان میں اس کی تعبیر "یدعو الیٰ الاسلام" یا "ینادی بالاسلام" نہیں ہے......؟؟؟

اور کیا اسلام کا معنی سلامتی اور Peace نہیں ہے......؟؟؟

عربی بائبل میں اس کا ترجمہ یہ لکھا ہے:

"ما أجمل على الجبال قدمي المبشر، المخبر بالسلام، المبشر بالخير، المخبر الخلاص۔"

''پہاڑ پہ اس کے پاؤں کیا ہی خوش نما ہیں جو خوشخبری لاتا، سلام کی ندا دیتا اور خیریت اور نجات کی خبر دیتا ہے۔'' (سفر الاسعیاہ: ۵۲/۷، الخدمۃ العربیۃ لکرازۃ الانجیل، ڈراکٹ، امریکہ، سن ۲۰۰۵ء)

صرف ایک ''الف'' نہیں ہے ورنہ سراپا ''اسلام'' موجود ہوتا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کسی زمانے میں لفظ ''اسلام'' ہی رہا ہو، مگر مذہب اسلام کے پیغمبر محمد ﷺ کا نسبی تعلق آل اسماعیل سے دیکھ لینے کے بعد اور اس کی تعلیمات کے پولسی مذہب کے مخالف ہونے کے سبب انہوں نے اس لفظ کا ترجمہ لکھ دیا ہو، اور یہ مسیحی اسکالرز سے بعید بھی نہیں ہے کیونکہ

بائبل میں متعدد ایسے مقامات ہیں جہاں انہوں نے نام کا بھی ترجمہ کر دیا ہے۔ ہم اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں مقدمہ میں دلائل دے چکے ہیں۔

اُسکے پاؤں پہاڑوں پر کیا ہی خوشنما ہیں:۔

اس جملے میں اس پتھر کی طرف اشارہ ہے جس پر پیغمبر اسلام ﷺ کے پائے اقدس کے نشانات آئے۔

جو خوشخبری لاتا ہے اور سلامتی کی منادی کرتا ہے:۔

نبی کریم ﷺ نے سلامتی کی دعوت کس طرح دی ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے نوع انسانی کو ان کے خدا کا پیغام پہنچاتے ہوئے واضح الفاظ میں اپنے ماننے والوں سے فرمادیا:

"بَشِّرُوا وَلَاتُنَفِّرُوا، وَيَسِّرُوا وَلَاتُعَسِّرُوا"۔

''جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو آسانیاں پہنچاؤ، نفرت نہ دلاؤ، ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ، سختی نہ کرو''۔ (صحيح المسلم: رقم الحديث ٢٢ ٤٦، مسند أحمد: رقم الحديث ٢٠٠٩٩، ١٩٥٨٨، ١٩٧١٤، عن أبي بردة)

ساری دنیا کو ایک قوم اور ایک قبیلہ قرار دیتے ہوئے اور انہیں آپس میں بھائی بھائی ہونے کا مشورہ دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَلَا إِنَّ رَبَّكُمُ وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبَاكُمُ وَاحِدٌ أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى أَعُجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لأَحُمَرَ عَلَى أَسُوَدَ وَلَا أَسُوَدَ عَلَى أَحُمَرَ إِلَّا بِالتَّقُوٰى"۔

''اے لوگو! بے شک تمہارا معبود بھی ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک (آدم) ہے، خبردار! کسی عربی کو کسی عجمی پر، یا کسی عجمی کو کسی عربی پر، یا کسی لال رنگ والے کو کسی

کالے پر، یا کسی کالے کو کسی لال رنگ والے پر کوئی فضل و بڑائی حاصل نہیں ہے، فضیلت کی بنیاد صرف اور صرف تقویٰ (دینداری) ہے"۔ (مسند أحمد بن حنبل: رقم الحديث ٢٤٢٠٤، ٢٣٥٣٦، مسند عبد الله بن مبارك: رقم الحديث ٢٤٠)

امن پسندوں کو قتل نہ کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"لاتقتلو من لا يقاتلوكم۔"

"جو تم سے نہیں لڑتے ان کے ساتھ قتال نہ کرو۔"

اور کسی بھی بے قصور کو صحیح سبب کے بغیر قتل کرنے کو ساری کائنات کے انسانوں کو قتل کرنے کے مترادف قرار دیا گیا:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا."

"جس نے کسی جان کو قصاص یا زمین میں فساد پھیلانے کے علاوہ کسی اور وجہ سے قتل کیا تو گویا اس نے پورے نوع انسانی کو قتل کر دیا۔" (سورة المائدة: ٣٢)

اور تو اور جانوروں کو بھی کسی صحیح سبب کے بغیر قتل کرنے کو حرام قرار دیا گیا:

وَلاَ تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلاَّ بِالْحَقِّ."

"جن جانداروں کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے انہیں بھی کسی درست باعث کے بغیر قتل مت کرو۔" (سورة الأنعام: ١٥١)

خیریت کی خبر اور نجات کا اشتہار دیتا ہے:۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے صحیفۂ لاثانی قرآن مقدس کا مرکزی عنوان ہی جہنم سے نجات اور جنت میں دخول کی راہ انسانوں کو دکھانا ہے۔ بشارت و انذار پہ قرآن میں آیات جا بجا بکھری پڑی ہیں۔ ہم یہاں صرف ایک آیت نجات نقل کرتے ہیں:

لٰکِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّھُمْ لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ۔"

"لیکن جو اللہ سے ڈرتے ہیں ان کے لیے جنت میں باغات ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں، انہی باغوں میں ان کے لیے اللہ کی جانب سے ہمیشہ کا ٹھہراؤ ہے۔ جو چیز اللہ کے پاس ہے وہ نیکو کاروں کے لیے بہتر ہے۔"

(سورة آل عمران: ١٩٨)

محمد ﷺ

بیالیسویں بشارت

بلند اقبال اور افضل و اعلیٰ خادم

"Behold, my servant shall deal prudently, he shall be exalted and extolled, and be very high. As many were astonied at thee; his visage was so marred more than any man, and his form more than the sons of men: So shall he sprinkle many nations; the kings shall shut their mouths at him: for that which had not been told them shall they see; and that which they had not heard shall they consider."

(Isaiah: 52/13-15, King James Version)

"دیکھو میرا خادم اقبالمند ہوگا۔ وہ اعلیٰ و برتر اور نہایت بلند ہوگا: جس طرح بہیترے تجھے دیکھ کر دنگ ہو گئے (اُسکا چہرہ ہر ایک بشر سے زائد اور اس کا جسم بنی آدم سے زیادہ بگڑ گیا تھا): اُسی طرح وہ بہت سی قوموں کو پاک کریگا۔ اور بادشاہ اُسکے سامنے خاموش ہونگے کیونکہ جو کچھ اُن سے کہا نہ گیا تھا وہ دیکھینگے اور جو کچھ انہوں نے سنا نہ تھا وہ سمجھیں گے:"

(یسعیاہ:۵۲/ ۱۳۔۱۵، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس بشارت میں محمد ﷺ کو بہت خوبصورت جملوں میں یاد کیا گیا ہے۔

دیکھو میرا خادم اقبالمند ہوگا:۔

پیغمبر اسلام ﷺ سے زیادہ فیروز بخت اور سعید ترین کون ہے؟ آپ ﷺ کو انبیا کی سیادت و امامت کا منصب جلیل عطا ہوا۔ سب سے پہلے نبی بنائے گئے مگر سب سے آخر میں مبعوث کیے گئے۔ اس مدت میں انبیا علیہم السلام آپ ﷺ کی صفات و خصائل سے اپنی اپنی امتوں کو باخبر کرتے رہے۔ نورانی فرشتے آپ پر ہمہ دم درود و سلام بھیجتے ہیں اور سید الملائکہ جبرئیل امین علیہ السلام آپ ﷺ کے قدموں کو بوسہ دیتے ہیں۔ رب خود دیدار کراتا ہے۔ درود و سلام کا گلدستہ لیے ستر ہزار فرشتے صبح میں در اقدس پہ حاضری دیتے اور

شام میں واپس ہوتے ہیں تو ستر ہزار ملائکہ کا دوسرا گروہ آتا ہے جو صبح تک درود و سلام کا ہدیہ نچھاور کرتا رہتا ہے۔ جو فرشتہ ایک بار بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضری کی سعادت حاصل کر لیتا ہے اسے تا قیام قیامت دوسرا موقع نہیں ملے گا۔

وہ اعلیٰ و برتر اور نہایت بلند ہوگا:۔

ہر وہ چیز جس کا تعلق پیغمبر اسلام ﷺ سے ہو جائے وہ برتر و اعلیٰ ہو جاتی ہے۔ آپ کے صحابہ تمام انبیا کے اصحاب سے افضل ہے۔ آپ کے نواسے دنیا کے تمام نواسوں سے افضل اور جنتی جوانوں کے سردار۔ آپ کی امت خیر امت قرار پائی۔

(سورة البقرة: ۱۴۳)

وہ مٹی جو جسد اطہر سے ملی ہوئی ہے وہ ساری کائنات حتیٰ کہ عرش اعلیٰ سے بھی افضل و اعلیٰ ہے۔ (تفسير الآلوسی: سورة الدخان ۳، سورة الكهف ۲۱، روح المعانی: سورة الكهف ۲۱)

اور آپ ﷺ اعلیٰ و برتر کیوں نہ ہوں گے جبکہ خود خالق کائنات جل جلالہ آپ کے ذکر جمیل کو بلند کرتا ہے:

"وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ o":

اور ہم نے آپ کے لیے آپ کے ذکر کو بلند کیا۔" (سورة الم نشرح: ۴)

وہ بہت سی قوموں کو پاک کریگا:۔

پیغمبر اسلام ﷺ کی آمد سے ہزاروں اقوام عالم کو کفر و شرک، ضلالت و گمراہی، اخلاق باختگی، ظلم و ناانصافی کی گندگیوں سے پاکی نصیب ہوئی اور ان کے اصحاب آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ خود بھی ہدایت یاب ہوئے اور دوسروں کو بھی سیدھی راہ دکھائی۔ اللہ رب العزت بیان فرماتا ہے کہ رسول خدا ﷺ کی آمد کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد یہ ہے کہ وہ لوگوں کو پاک کریں اور انہیں ستھرا بنائیں:

"هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۝":

''وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن پر اس کی آیتیں تلاوت کرتے، انہیں ستھرا بناتے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتے ہیں۔ یقیناً اس سے قبل وہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔'' (سورة الجمعة: ٢)

بادشاہ اُسکے سامنے خاموش ہوں گے:۔

بڑے بڑے بادشاہ اور شہنشاہوں کو پیغمبر اسلام ﷺ نے دعوت اسلام دی۔ جن کی قسمت میں سعادت تحریر تھی انہوں نے آپ ﷺ کے پیغام کو قبول کرلیا اور جن کی قسمت میں تاریکی تھی وہ دور رہے۔ ان میں سے کسی نے آپ ﷺ کے ساتھ گستاخانہ جرأت و حرکت کرنے کی سعی بھی کی مگر اللہ نے اس کے تخت و تاج کو آپ ﷺ کے غلاموں رضی اللہ تعالی عنہم کے قدموں میں ڈال دیا۔ یہ کم تعجب خیز نہیں ہے کہ صرف ایک شہر مدینہ منورہ کے حکمراں پیغمبر اسلام ﷺ نے اس وقت کی دونوں عظیم مملکتیں روم اور ایران کے سربراہوں کو نصیحت آمیز خطوط روانہ فرمائے اور وہ لاکھ غضب کے باوجود آپ ﷺ کے خلاف کسی طرح کا ایکشن لینے سے عاجز و قاصر رہے۔ وہ خاموش بیٹھنے کے سوا کسی اور چیز پر قادر بھی نہیں ہو سکے۔

کیونکہ جو کچھ اُن سے کہا نہ گیا تھا وہ دیکھیں گے اور جو کچھ انہوں نے سنا نہ تھا وہ سمجھیں گے:۔

اس میں پیغمبر اسلام ﷺ کے معجزات، آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب کے محیر العقول کارنامے کی طرف اشارہ ہے۔ کسی بادشاہ نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا کہ اس کے عوام اس کے استعمال شدہ پانی کو اپنے چہروں پہ ملتے ہوں۔ کسی نے یہ منظر نہیں دیکھا تھا کہ کسی بادشاہ یا حکمراں کے پاؤں کے دھون کو آب حیات اور شفا جل سمجھ کر

استعمال کیا جاتا ہو یا کسی بھی حکمراں اور رہنما کے پسینے کو اس کے ماننے والوں نے بطور عطر استعمال کیا ہو۔ یہ وہ مناظر ہیں جنہیں چشمِ فلک نے شاید ایک محدود زمانے (تیئس سالہ دور دعوت نبوی ﷺ) کے علاوہ کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ ﷺ کے وضو کے پانی اور لعاب دہن کو حاصل کرنے کے لیے ٹوٹ پڑتے تھے۔ احادیث میں وارد ہے:

"ثُمَّ إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ صَحَابَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيْهِ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً إِلا وَقَعَتْ فِي يَدِ رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمُوا خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ النَّظَرَ إِلَيْهِ تَعْظِيمًا لَهُ، فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ، وَاللّٰهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ، وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ، وَكِسْرَى، وَالنَّجَاشِيِّ، وَاللّٰهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا، وَاللّٰهِ إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً إِلا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمُوا خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ النَّظَرَ إِلَيْهِ تَعْظِيمًا لَهُ"۔

"عروہ بن مسعود اصحاب رسول ﷺ کو غور سے دیکھنے لگا۔ راوی کہتے ہیں وہ دیکھتا رہا کہ جب آپ تھوکتے تو وہ لعاب دہن کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ میں آتا جس کو وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتے تھے۔ جب آپ ﷺ کسی بات کا حکم دیتے تو اس کی فوراً تعمیل کی جاتی۔ جب آپ ﷺ وضو فرماتے تو لوگ آپ ﷺ کے مستعمل

پانی کو حاصل کرنے کے لیے ٹوٹ پڑتے تھے اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ ہر ایک کی کوشش یہی ہوتی تھی کہ پانی وہ حاصل کرے۔ جب صحابہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں گفتگو کرتے تو اپنی آوازوں کو پست رکھتے تھے اور غایت تعظیم کے باعث آپ کی طرف نظر جما کر نہیں دیکھتے تھے۔ اس کے بعد عروہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اور ان سے کہنے لگا: اے میری قوم! خدا کی قسم میں بادشاہوں کے دربار میں وفد لے کر گیا ہوں۔ میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں گیا ہوں لیکن خدا کی قسم میں نے کوئی ایسا شہنشاہ نہیں دیکھا جس کے ساتھ والے اس کی اس طرح تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد ﷺ کے اصحاب ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا لعاب دہن ان کے کسی نہ کسی آدمی کی ہتھیلی پر ہی گرتا ہے جسے وہ اپنے بدن اور چہرے پر مل لیتا ہے۔ جب وہ حکم دیتے ہیں تو فوراً تعمیل کی جاتی ہے۔ جب محمد (ﷺ) وضو فرماتے ہیں تو یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ آپ (ﷺ) کے اصحاب آپ (ﷺ) کے وضو کا مستعمل پانی حاصل کرنے پر ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ وہ ان کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں۔ اور غایت تعظیم کے باعث ان کی طرف آنکھ بھر کر دیکھ نہیں سکتے ہیں۔ (صحيح البخاری: ۳۷۹/۱، رقم الحديث ۲۵۸۱، ۲۷۳۱، ۲۷۳۲، كتاب الشروط، مسند أحمد: رقم الحديث ۱۹٤٤۲، صحيح ابن حبان: رقم الحديث ٤۸۷۲، مصنف عبد الرزاق: رقم الحديث ۹۷۲۰، تفسير الطبری: سورة الفتح ۲۵، تفسير ابن كثير: سورة الفتح ۲۵، تفسير البغوی: سورة الفتح ۲۵، دلائل النبوة للبيهقی: رقم الحديث ۱٤٤۲)

یہ منظر چشم فلک نے شاید کبھی نہیں دیکھا ہوگا کہ کسی کو اس قدر تعظیم مل رہی ہو یہی وجہ ہے کہ عروہ حیران و ششدر تھا اور اسی کو اس بشارت میں ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے:

''جو کچھ اُن سے کہا نہ گیا تھا وہ دیکھیں گے اور جو کچھ انہوں نے سنا نہ تھا وہ سمجھیں گے''۔

اسی طرح پیغمبر اسلام ﷺ کے مبارک پسینے کو صحابہ بطور عطر استعمال کیا کرتے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

''پیغمبر اسلام ﷺ دوپہر کو میرے گھر آرام فرماتے اور آپ ﷺ کے جسد اطہر سے پسینہ جاری تھا جسے میری ماں ام سلیم اپنی شیشی میں بھرتی جاتی تھیں۔ آپ ﷺ بیدار ہوئے تو پوچھا: ام سلیم! یہ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا:

"هذَا عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِي طِيبِنَا وَهُوَ أَطْيَبُ الطِّيبِ۔"

''آپ کے اس پسینے کو ہم اپنی خوشبو میں ملاتے ہیں تو وہ سب سے اچھی خوشبو بن جاتی ہے۔'' (صحيح المسلم: رقم الحديث ٦٢٠١، مسند أحمد: رقم الحديث ١٢٧٣١، شعب الايمان للبيهقى: رقم الحديث ١٤١١، المعجم الكبير: رقم الحديث ٢٠٧٩٨، ٢٠٨٠٦)

یہ منظر بھی زمین و آسمان نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا کہ کسی انسان کے پسینے سے اس قدر خوشبو پھوٹتی ہو کہ اسے عطر میں ملا کر عطر کی خوشبو میں اضافہ کیا جاتا ہو۔ اور زمانہ کے لیے یہ منظر بھی کافی اچنبھا اور غیر مانوس تھا کہ کسی انسان سے اتنی محبت ہو سکتی ہے کہ اس کے ماننے والے اس کے پسینے کو بطور عطر استعمال کر سکتے ہیں۔ اسی لیے بائبل میں کہا گیا:

''جو کچھ اُن سے کہا نہ گیا تھا وہ دیکھیں گے اور جو کچھ انہوں نے سنا نہ تھا وہ سمجھیں گے''۔

ہم سمجھ نہیں پائے کہ اس بشارت کے اردو ترجمے میں قوسین یعنی ''()'' کے

درمیان کی عبارت اصل بائبل کا حصہ ہے جو آسمان سے نازل ہوا ہے یا وہ حصہ غیر آسمانی ہے جو انسانوں کا کارنامہ ہے۔ اردو ترجمے میں دیکھئے تو "()" ہے مگر کنگ جیمس ورژن کے ناقلین نے شاید اس کی ضرورت نہیں سمجھی۔ ان دونوں پیراگراف کو دیکھنے کے بعد یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ اگر واقعی وہ "()" بائبل کا حصہ ہیں تو پھر KJV والوں نے اسے کیوں ترک کردیا......؟؟؟ اور اگر نہیں تو پھر بائبل سوسائٹی ہند والوں نے "()" کا اضافہ کیوں کردیا......؟؟؟

دونوں میں سے جس شق کو بھی اختیار کیا جائے بہر صورت اہل انصاف و دیانت کا یہ دعویٰ ثابت و مدلل اور محقق ہوتا ہے کہ عیسائیوں کی مذہبی کتاب مقدس "بائبل" حذف و اضافہ اور ترمیم و تبدیل کو قبول کرتی ہے اور اس کتاب میں شر پسندوں اور فتنہ پردازوں کے لیے دخل اندازی کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اور جب معاملہ ایسا ہے تو پھر بائبل کو سو فیصد قابل اعتبار نہیں گردانا جا سکتا ہے اور اس کے متعلق صرف یہی کہا جا سکتا ہے جو ابتدا سے اب تک ہم کہتے آرہے ہیں کہ یہ کتاب سچ اور جھوٹ دونوں کا آمیزہ ہے۔ اور ایسی کتابوں کا حکم اہل انصاف اور دانشمندوں کے نزدیک یہی ہے:

"خُذْ مَا صَفَا وَ دَعْ مَا كَدَرَ"۔

"صاف و عمدہ کو لے لو اور گدلا اور مٹیالا کو ٹھکرا دو"۔

بحمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ

تینتالیسویں بشارت

خدا اُنکو ملا جو طالب نہ تھے

The rebellious will be punished

"I am sought of them that asked not for me; I am found of them that sought me not: I said, Behold me, behold me, unto a nation that was not called by my name. I have spread out my hands all the day unto a rebellious people, which walketh in a way that was not good, after their own thoughts; A people that provoketh me to anger continually to my face; that sacrificeth in gardens, and burneth incense upon altars of brick; Which remain among the graves, and lodge in the monuments, which eat swine's flesh, and broth of abominable things is in their vessels; Which say, Stand by thyself, come not near to me; for I am holier than thou. These are a smoke in my nose, a fire that burneth all the day. Behold, it is written before me: I will not keep silence, but will recompense, even recompense into their bosom, Your iniquities, and the iniquities of your fathers together, saith the LORD, which have burned incense upon the mountains, and blasphemed me upon the hills: therefore will I measure their former work into their bosom."

(Isaiah: 65/1-7, King James Version)

''جومیرے طالب نہ تھے میں اُنکی طرف متوجہ ہُوا۔ جنہوں نے مجھے ڈھونڈا نہ تھا مجھے پالیا۔ میں نے ایک قوم سے جو میرے نام سے نہیں کہلاتی تھی فرمایا دیکھ میں حاضر ہوں۔ میں نے سرکش لوگوں کی طرف جو اپنی فکروں کی پیروی میں بُری راہ پر چلتے ہیں ہمیشہ ہاتھ پھیلائے۔ ایسے لوگ جو ہمیشہ میرے روبَرو باغوں میں قربانیاں کرنے اور اینٹوں پر خوشبو جلانے سے مجھے برافروختہ کرتے ہیں۔ جو قبروں میں بیٹھتے اور پوشیدہ جگہوں میں رات کاٹتے اور سوأر کا گوشت کھاتے ہیں

اور جن کے برتنوں میں نفرتی چیزوں کا شوربا موجود ہے: جو کہتے ہیں تو الگ ہی کھڑا رہ۔ میرے نزدیک نہ آ کیونکہ میں تجھ سے زیادہ پاک ہوں۔ یہ میری ناک میں دھوئیں کی مانند اور دن بھر جلنے والی آگ کی طرح ہیں: دیکھو میرے آگے یہ قلمبند ہوا ہے۔ پس میں خاموش نہ رہوں گا بلکہ بدلہ دونگا۔ خداوند فرماتا ہے ہاں اُنکی گود میں ڈالدونگا: تمہاری اور تمہارے باپ دادا کی بدکرداری کا بدلہ اکٹھا دونگا جو پہاڑوں پر خوشبو جلاتے اور ٹیلوں پر میری تکفیر کرتے تھے۔ پس میں پہلے اُنکے کاموں کو اُنکی گود میں ناپ کر دونگا:"

(یسعیاہ: ۶۵/۱۔۷، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس اقتباس میں پیغمبر اسلامﷺ اور ان کے وطن عزیز مکہ وعرب کی حالتوں کا بیان ہے۔

جو میرے طالب نہ تھے میں اُنکی طرف متوجہ ہُوا۔ جنہوں نے مجھے ڈھونڈا نہ تھا مجھے پالیا:۔

اس میں اہل عرب کی طرف اشارہ ہے کیونکہ وہی حقیقی معبود کے طالب نہیں تھے، سینکڑوں معبودان باطل کے پجاری تھے اور یہی نہیں بلکہ جب اللہ رب العزت نے انہیں علم وحکمت کی نوارنی کرنوں سے منور کرنا چاہا اور نبی ورسولﷺ کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ ان کے درمیان پیغمبر آخرالزماں محمدﷺ کو مبعوث فرمایا تو انہوں نے آپﷺ کی سخت مخالفت کی۔ آپ پہ ظلم وستم کے تیروں کی بوچھار کردی اور آپﷺ نے اپنے مادر وطن سے ہجرت کرلیا۔ مگر اللہ جل جلالہ نے مکہ وعرب کے انہی باشندوں کو دولت وایمان سے سرفراز فرمایا اور بالآخر انہوں نے توحید کے نور سے اپنے قلوب واذہان کو منور کرلیا۔

میں نے ایک قوم سے جو میرے نام سے نہیں کہلاتی تھی فرمایا دیکھ میں حاضر ہوں:۔

آپ بائبل کا مطالعہ کریں تو ہر جگہ یہ پائیں گے کہ خدا نے بنی اسرائیل کو اپنی پسندیدہ قوم گردانا ہے اور خود کو صرف انہی کا خدا قرار دیا ہے۔ اور جیسا کہ اگلے جملے میں بھی

ہے کہ ''میں نے سرکش لوگوں کی طرف جو اپنی فکروں کی پیروی میں بُری راہ پر چلتے ہیں ہمیشہ ہاتھ پھیلائے''۔ اس جملے میں انہیں یہ پیغام دیا جارہا ہے کہ اب ان کی محبوبیت اور افضلیت کے دن لد گئے اور یہ فضیلت و بزرگی کسی اور قوم (امت محمدیہ) کو ارزاں کی جائے گی۔ اور معاملہ ایسا ہی ہے کہ پہلے پہل ساری فضیلت و بزرگی بنی اسرائیل کو حاصل تھی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝''

''اے بنی اسرائیل! یاد کرو ان نعمتوں کو جو میں نے تم پر اتاریں اور تمہیں (تمہارے آباؤاجداد کو ان کے زمانے میں) سارے جہاں پہ فضیلت بخشی۔''

(سورۃالبقرۃ: ۴۷، ۱۲۲)

مگر امت محمدیہ کے وجود میں آنے کے بعد فرمایا گیا:

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۝''

''اور اسی طرح ہم نے تمہیں خیر امت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول (ﷺ) تم پر گواہ ہوں گے۔'' (سورۃالبقرۃ: ۱۴۳)

میں نے سرکش لوگوں کی طرف جو اپنی فکروں کی پیروی میں بُری راہ پر چلتے ہیں ہمیشہ ہاتھ پھیلائے:۔

اس جملے میں بنی اسرائیل کی حقیقت اور ان کے احوال کا کتنا کھلا بیان ہے کہ اللہ رب العزت نے انہیں جس فضیلت و بزرگی سے مشرف فرمایا انہوں نے اس کی قدر نہ کی اور اچھی چیز کی ناقدری کے سبب اسے کھودیا۔ اس ایک جملے نے تو بنی اسرائیل یہود و نصاریٰ کے ''دعویٰ محبوبیت'' کی ساری حقیقت بیان کر کے رکھ دی ہے۔

جو قبروں میں بیٹھتے اور پوشیدہ جگہوں میں رات کاٹتے اور سوأر کا گوشت کھاتے ہیں اور جن کے برتنوں میں نفرتی چیزوں کا شوربا موجود ہے:۔

خنزیر کا گوشت کھانے والوں سے اہل کتاب بالخصوص نصاریٰ کی طرف واضح اشارہ ہے اور جس طرح اس اقتباس میں خنزیر کے گوشت کو ناپسندیدہ غذا کے طور پر ذکر کیا گیا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خود ''خدائے عیسائیت'' کو بھی یہ بات سخت ناپسند اور مبغوض ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کو خنزیر کا گوشت کھلائے۔ اس جملے میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ لوگ خنزیر کھائیں گے اور خدا سے سرکشی کریں گے۔ اللہ کے نازل کیے گئے احکام کی کھلی خلاف ورزی کریں گے۔ اس وقت اللہ جل شانہ اہل عرب بالخصوص اہل حجاز کو ہدایت و رہبری کا منصب جلیل تھما دے گا۔

بات آ گئی ہے تو بتاتے چلیں کہ ہماری تحقیق کے مطابق کسی بھی آسمانی شریعت میں خنزیر کا گوشت حلال نہیں رہا ہے۔ بہ اتفاق ادیان ثلثہ یعنی شریعت موسوی (توریت) شریعت عیسوی (اناجیل) اور شریعت محمدیہ (قرآن) کے مطابق خنزیر کا گوشت حرام ہے۔ قرآن میں اس کو واضح طور پر حرام قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ'':

''اللہ نے تم پر حرام کر دیا ہے مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کو۔''

(سورة البقرة: ۱۷۳)

اسی طرح بائبل میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پہ نازل کی جانے والی کتاب استثنا اور کتاب احبار میں مرقوم ہے کہ اللہ جل شانہ نے بنی اسرائیل پہ سور کے گوشت کو حرام قرار دیا ہے:

"And the swine, because it divideth the hoof, yet cheweth not the cud, it is unclean unto you: ye shall not eat of their flesh, nor touch their dead carcase." (Deuteronomy: 14/8, Leviticus: 11/7-8, King James

Version)

''اور سوأر تمہارے لئے اس سبب سے ناپاک ہے کہ اس کے پاؤں تو چرے ہوئے ہیں پر وہ جگالی نہیں کرتا۔ تم نہ تو اُنکا گوشت کھانا اور نہ اُنکی لاش کو ہاتھ لگانا؛'' (استثنا:۸/۱۴، احبار:۱۱/۷۔۸، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

بائبل میں شامل چاروں انجیلوں میں سے کسی میں بھی خنزیر کو حلال نہیں کہا گیا ہے اور یہ تو آپ ماقبل میں پڑھ ہی چکے ہیں کہ مسیح شریعت موسوی کے تابع بنا کر مبعوث کیے گئے ہیں۔ مکمل اقتباس ایک بار پھر ملاحظہ فرمائیں:

"Think not that I am come to destroy the law or the Prophets, I am not come to destory but to fulfill, for verily I say unto you till heaven and earth pass one jotor one tittle shall in no wise pass from, till all be fulfilled. Whosever therefore shall break one of these least commandments and shall teach men so he shall be called the least in the kingdom of heaven, but whosever shall do and teach them the same shall be called great in the kingdom of heavens."

(Matthew: 5/17-19, King James Version)

''یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں؛ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک کہ سب کچھ پورا نہ ہو جائے؛ پس جو کوئی ان کے چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے کسی کو بھی توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا لیکن جو ان پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا؛''

(انجیل متی:۵/۱۷۔۱۹، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس طرح یہی کہا جائے گا کہ مسیح کی شریعت میں بھی خنزیر کے گوشت کو حرام ہی

قرار دیا گیا ہے۔

اور رہا پولس (Saint Paul) اور دیگر مسیحی علما کا اس کو حلال قرار دینا تو یہ اہل تحقیق اور قانون دانوں کی عقل سلیم کے نزدیک قابل قبول نہیں کیونکہ جب مسیح نے یہ کہہ دیا کہ توریت کا ہر ہر حکم لازمی اور ناقابل تبدیل (Unchangeable) ہے تو پھر کسی بھی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اتنے مؤکد ناقابل ترمیم حکم عیسوی میں کسی طرح کی ترمیم کرے۔ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے فیصلے کو ذیلی عدالتیں نہیں بدل سکتی ہیں۔

تمہاری اور تمہارے باپ دادا کی بدکرداری کا بدلہ اکٹھا دونگا:۔

بنی اسرائیل خدائی احکام کے کتنے تابع فرمان اور کتنے باغی وسرکش تھے اس کا کھلا ہوا بیان قرآن اور اسلامی کتابوں میں بھی موجود ہے مگر ہم یہاں پر بائبل کا صرف ایک اقتباس ان کے خدا کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

"And the LORD spake unto Moses and unto Aaron, saying, How long shall I bear with this evil congregation, which murmur against me? I have heard the murmurings of the children of Israel, which they murmur against me."

(Numbers: 14/26-27, King James Version)

''اور خداوند نے موسیٰ اور ہارون سے کہا: میں کب تک اس خبیث گروہ کی جو میری شکایت کرتی رہتی ہے برداشت کروں؟ بنی اسرائیل جو میرے برخلاف شکایتیں کرتے رہتے ہیں میں نے وہ سب شکایتیں سنی ہیں۔''

(گنتی ۲۶/۱۴۔۲۷، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

بنی اسرائیل کی سرکشی کی مزید تفصیل خود ان کے خدا کے الفاظ میں دیکھنی ہو تو حزقیال باب نمبر ۲۔۹ کا مطالعہ کریں۔

﴿جلّ جلالہ و تعالیٰ شانہ ﷺ﴾

چوالیسویں بشارت

خدا سچوں کی راہ جانتا ہے

"Blessed is the man that walketh not in the counsel of the ungodly, nor standeth in the way of sinners, nor sitteth in the seat of the scornful. But his delight is in the law of the LORD; and in his law doth he meditate day and night. And he shall be like a tree planted by the rivers of water, that bringeth forth his fruit in his season; his leaf also shall not wither; and whatsoever he doeth shall prosper. The ungodly are not so: but are like the chaff which the wind driveth away. Therefore the ungodly shall not stand in the judgment, nor sinners in the congregation of the righteous. For the LORD knoweth the way of the righteous: but the way of the ungodly shall perish."

(Psalms: 1/1-6, King James Version)

''مبارک ہے وہ آدمی جو شریروں کی صلاح پر نہیں چلتا اور خطا کاروں کی راہ میں کھڑا نہیں ہوتا اور ٹھٹھابازوں کی مجلس میں نہیں بیٹھتا بلکہ خداوند کی شریعت اُسکی خوشنودی ہے اور اُسی کی شریعت پر دن رات اس کا دھیان رہتا ہے۔ وہ اُس درخت کی مانند ہوگا جو پانی کی ندیوں کے پاس لگایا گیا ہے۔ جو اپنے وقت پر پھلتا ہے اور جس کا پتہ بھی نہیں مُرجھاتا ہے۔ سو جو کچھ وہ کریگا بارآور ہوگا۔ شریر ایسے نہیں بلکہ بھُوسے کی مانند ہیں جسے ہوا اڑا لیجاتی ہے۔ اِسلئے شریر عدالت میں قائم نہ رہینگے ۔ نہ خطاکار صادقوں کی جماعت میں۔ کیونکہ خداوند صادقوں کی راہ جانتا ہے پر شریروں کی راہ نابود ہو جائیگی۔''

(زبور:۱/۱۔۶،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اور آگے اسی زبور میں ہے:

"For thou art not a God that hath pleasure in wickedness: neither shall evil dwell with thee. The

foolish shall not stand in thy sight: thou hatest all workers of iniquity. Thou shalt destroy them that speak leasing: the LORD will abhor the bloody and deceitful man." (Psalms: 5/4-6, King James Version)

"کیونکہ تو ایسا خدا نہیں جو شرارت سے خوش ہو۔ بدی تیری ساتھ نہیں رہ سکتی۔ گھمنڈی تیرے حضور کھڑے نہ ہونگے۔ تجھے سب بدکرداروں سے نفرت ہے۔ تو اُنکو جو جھوٹ بولتے ہیں ہلاک کرے گا۔ خداوند کو خونخوار اور دغاباز آدمی سے کراہیت ہے"۔ (زبور: ۵/۴۔۶، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس بشارت میں کتنے حسین پیراگراف میں پیغمبر اسلام ﷺ کی تعریف کی گئی ہے۔ اسے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

مبارک ہے وہ آدمی جو شریروں کی صلاح پر نہیں چلتا اور خطا کاروں کی راہ میں کھڑا نہیں ہوتا:۔

پیغمبر اسلام ﷺ کی پوری تریسٹھ سالہ حیات مبارکہ کا بنظر غائر مطالعہ کرلیں آپ کو کبھی بھی محمد ﷺ جادۂ حق سے منحرف نظر نہیں آئیں گے۔ وہ ذاتِ ستودہ عرب کے غیر انسانی ماحول میں بچپن گزارتی ہے۔ ہم عمر بچے کھیلنے کی دعوت دیتے ہیں تو یہ کلمہ زبان پر ہوتا ہے: "میں کھیلنے کے لیے پیدا نہیں ہوا"۔ ان شراب نوشوں کے درمیان نوجوانی و جوانی گزاردی مگر کبھی شراب کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔ سودخوروں کے درمیان رہے مگر کبھی سودی لین دین نہ کیا۔ عرب کے جھوٹ، مکر، خیانت اور دیگر برائیوں سے بھرے ماحول میں رہے مگر کبھی ان چیزوں کی طرف میلان بھی نہ ہوا اور امین وصادق کا لقب پائے۔

ٹھٹھابازوں کی مجلس میں نہیں بیٹھتا:۔

ٹھٹھابازوں کی مجلس میں بیٹھنا تو دور آپ ان مجالس اور ان کے مشمولات کو سخت ناپسند فرماتے۔ مذاق میں جھوٹ بولنے کو بھی گناہ کبیرہ میں سے شمار کیا۔ ایسی مجلسیں منعق کرنے اور ان میں حصہ لینے کو حرام قرار دیا جہاں دوسروں کا مذاق اڑایا جائے۔ قرآن مجی

دوسروں کا مذاق اڑانے کو حرام قرار دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ٥":

"اے ایمان والو! تم میں سے بعض، بعض کا مذاق نہ اڑائے، ممکن ہے کہ وہ لوگ (جن کا مذاق اڑایا جائے) ان سے بہتر ہو جائیں اور نہ کوئی عورت کسی عورت کا مذاق اڑائے، ممکن ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑایا جائے) اُن سے بہتر ہو جائیں۔ آپس میں طعنہ زنی نہ کرو اور نہ ہی ایک دوسرے کو برے نام دو، فسق کیا ہی برا نام ہے ایمان لانے کے بعد، تو جو اس سے باز نہ آئیں وہ حد سے گذرنے والے ہیں۔" (سورۃ الحجرات: ١١)

اور غیبت کی مذمت کرتے ہوئے قرآن حمید میں ارشاد فرمایا گیا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا ٥":

"اے ایمان والو! زیادہ گمان سے بچو، بعض گمان گناہ ہیں۔ ٹوہ میں نہ پڑو اور نہ تم ایک دوسرے کی غیبت کرو، کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ۔" (سورۃ الحجرات: ١٢)

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے چغل خوری کو دخول جنت کی رکاوٹوں میں سے ایک اہم سبب قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ".

''چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔'' (صحیح المسلم: رقم الحدیث ۳۰۳، ۱۶۸، ۱۶۹، مسند أحمد بن حنبل: رقم الحدیث ۲۴۰۹۸، ۲۴۱۶۴، مسند البزاز: رقم الحدیث ۲۸۹۸، شعب الایمان: رقم الحدیث ۱۱۱۰۱)

خداوند کی شریعت اُسکی خوشنودی ہے اور اُسی کی شریعت پر دن رات اس کا دھیان رہتا ہے:۔

پیغمبر اسلام ﷺ کی ساری توجہ اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچانے کی طرف مبذول رہتی۔ آپ ﷺ دعوت الیٰ اللہ میں اتنے منہمک اور مستغرق رہتے کہ خود اللہ جل جلالہ نے یہ کہہ کر آپ ﷺ کی فکر کو کم کیا:

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ أَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ٥'':

ان کے ایمان نہ لانے کی (فکر) میں گویا آپ خود کو کھودیں گے۔''

(سورۃ الشعراء: ۳)

اسی طرح آپ ﷺ خدا کی عبادت ورضا جوئی میں اس قدر محو ومستغرق رہتے تھے کہ خود اللہ عز وجل نے کثرت عبادت کے سبب آپ ﷺ کے پائے اقدس کے ورم (سوجن) کو دیکھ کر ارشاد فرمایا:

یَا أَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ٥ قُمِ اللَّیْلَ إِلَّا قَلِیْلًا٥ نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ٥ أَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیْلًا ٥''.

اے جھرمٹ مارنے والے! رات میں قیام کیجئے، نصف رات یا اُس سے بھی کم، یا اس سے تھوڑا زیادہ اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھئے۔''

(سورۃ المزمل: ۱۔۴)

وہ اُس درخت کی مانند ہوگا جو پانی کی ندیوں کے پاس لگایا گیا ہے جو اپنے وقت پر پھلتا ہے اور جس کا پتہ بھی نہیں مُرجھاتا ہے:۔

کتنی خوبصورت تشبیہ دی گئی ہے ذات محمد ﷺ کو کہ جس طرح دریا کے کنارے لگایا گیا درخت ہمیشہ سرسبز و شاداب رہتا اور وقت پر پھل دیتا ہے۔ اسی طرح محمد عربی ﷺ اور آپ کی دعوت چمکتی دمکتی رہے گی۔ آپ ﷺ کا پیغام لوگوں میں مقبول ہوگا اور کبھی نہیں مرجھائے گا۔

پیغمبر اسلام ﷺ کا دین متین اور ان کی تعلیمات بھی اسی طرح چمکتی دمکتی ہیں۔ کل بھی قرآن حکیم لوگوں کی ہدایت کا باعث تھا اور آج بھی وہ اسی طرح نوع انساں کے لیے باعث رُشد و رحمت بنا ہوا ہے۔

جو کچھ وہ کریگا بار آور ہوگا:۔

پیغمبر اسلام ﷺ کی ہر کوشش بار آور رہی۔ دعوت و تبلیغ کی صرف تیئس سال کی مختصر مدت میں جب صرف تیس چالیس کلومیٹر طے کرنے ایک مکمل دن لگ جاتا تھا دنیا کا نقشہ بدل دیا۔ عرب کے صحرا کو لالہ زار بنا دیا۔ بت پرستوں کو توحید کا داعی و پیامبر، مئے نوشوں اور ان کی نسلوں کو علم و حکمت کا سمندر اور جنگجوؤں اور ان کی اولاد کو امن و سلامتی کا سفیر بنا دیا۔ جزیرۂ عرب جہاں دس پندرہ آدمی کا قافلہ بھی محفوظ سفر نہیں کر سکتا تھا اسے امن کا ایسا گہوارہ بنا دیا کہ ایک بوڑھا اور کمزور و ناتواں انسان بھی اشرفیوں کی تھیلی لے کر بے خوف و خطر سفر کر سکتا تھا۔ اس طرح آپ ﷺ کی تمام مساعی کامیاب اور تمنائیں پوری ہوگئیں اور آپ ﷺ نے دنیا سے پردہ فرما لیا۔

شریر ایسے نہیں بلکہ بھوسے کی مانند ہیں جسے ہوا اڑا لیجاتی ہے:۔

بالکل درست جو شریر ہیں وہ بھوسے کی مانند ہیں جو زیادہ دیر ٹِک نہیں پاتے ہیں۔ اور ''اِسلئے شریر عدالت میں قائم نہ رہیں گے نہ خطا کار صادقوں کی جماعت میں'' اور

کہا گیا'' خداوند صادقوں کی راہ جانتا ہے پر شریروں کی راہ نابود ہو جائیگی'' اور کہا'' تو اُنکو جو جھوٹ بولتے ہیں ہلاک کرے گا''۔

اگر خدا کے مقدس رسول محمد ﷺ کا معاملہ جھوٹا ہوتا تو یقیناً وہ نامراد ہوتے جیسا کہ اس بشارت میں کہا گیا ہے مگر آپ ﷺ کامیاب و کامران رہے جو اس بات کی واضح و بین دلیل ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ صادق ہیں اور ان کا لایا ہوا پیغام برحق اور درست ہے۔

اسی طرح بائبل (کتاب اعمال) میں ہے کہ جب یہودیوں نے مسیح کے شاگردوں کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو گملی ایل نامی ایک ربی نے یہودیوں کو کہا:

"Ye men of Israel, take heed to yourselves what ye intend to do as touching these men. For before these days rose up Theudas, boasting himself to be somebody; to whom a number of men, about four hundred, joined themselves: who was slain; and all, as many as obeyed him, were scattered, and brought to nought. After this man rose up Judas of Galilee in the days of the taxing, and drew away much people after him: he also perished; and all, even as many as obeyed him, were dispersed. And now I say unto you, Refrain from these men, and let them alone: for if this counsel or this work be of men, it will come to nought: But if it be of God, ye cannot overthrow it; lest haply ye be found even to fight against God. And to him they agreed: and when they had called the apostles, and beaten them, they commanded that they should not speak in the name of Jesus, and let them go."

(Acts: 5/35-40, King James Version)

'' اے اسرائیلیو! اِن آدمیوں کے ساتھ جو کچھ کیا چاہتے ہو ہوشیاری سے کرنا۔ کیونکہ اِن دِنوں سے پہلے تھیوداس نے اٹھ کر دعویٰ کیا تھا کہ میں بھی کچھ ہوں اور تخمیناً چار سو آدمی اُسکے ساتھ ہو گئے تھے مگر وہ مارا گیا اور جتنے اُسکے ماننے والے تھے سب پراگندہ ہوئے اور مٹ گئے۔ اُس شخص کے بعد یہودا گلیلی اِسم نویسی کے

دِنوں میں اُٹھا اور اُس نے کچھ لوگ اپنی طرف کر لئے۔ وہ بھی ہلاک ہوا اور جتنے اس کے ماننے والے تھے پراگندہ ہو گئے۔ پس اب میں تم سے کہتا ہوں کہ اِن آدمیوں سے کِنارہ کرو اور اِن سے کُچھ کام نہ رکھو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا سے لڑنے والے ٹھہرو کیونکہ یہ تدبیر اگر آدمیوں کی طرف سے ہے تو آپ برباد ہو جائے گا: لیکن اگر خُدا کی طرف سے ہے تو تم اِن لوگوں کو مغلوب نہ کر سکو گے: اُنہوں نے اُسکی بات مانی اور رسولوں کو پاس بُلا کر اُنکو پِٹوایا اور یہ حکم دیکر چھوڑ دیا کہ یسوعؑ کا نام لیکر بات نہ کرنا:''

(اعمال: ۳۵/۵۔۴۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اگر یہ واقعہ جھوٹ ہے تو بائبل کذب وافترا کا مجموعہ قرار پائے گا اور اگر یہ حکایت فسانہ نہیں بلکہ سچی ہے تو پھر اس کی روشنی میں پیغمبر اسلام ﷺ کی نبوت وصداقت کو پرکھئے اور پھر بتائیے کہ پیغمبر اسلام ﷺ سے زیادہ سچا اور صادق کون ہے......؟؟؟

اور مسیح کو سولی دیے جانے کے عقیدے کی تقدیر پر جو بات تھیوداسؔ کے متعلق کی گئی ہے وہی ان کے بارے میں بھی کہی جا سکتی ہے۔

﴿بحمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ العظیم﴾

پینتالیسویں بشارت

امت مسلمہ اور یہود و نصاریٰ کی مثال

ذرا دیکھئے مسیح علیہ السلام نے کتنی خوبصورت تشبیہ کے ذریعے یہود و نصاریٰ کو امت محمدیہ کی افضلیت کی طرف اشارہ دیا:

Workers in the vineyard

"For the kingdom of heaven is like unto a man that is an householder, which went out early in the morning to hire labourers into his vineyard. And when he had agreed with the labourers for a penny a day, he sent them into his vineyard. And he went out about the third hour, and saw others standing idle in the marketplace, And said unto them; Go ye also into the vineyard, and whatsoever is right I will give you. And they went their way. Again he went out about the sixth and ninth hour, and did likewise. And about the eleventh hour he went out, and found others standing idle, and saith unto them, Why stand ye here all the day idle? They say unto him, Because no man hath hired us. He saith unto them, Go ye also into the vineyard; and whatsoever is right, that shall ye receive. So when even was come, the lord of the vineyard saith unto his steward, Call the labourers, and give them their hire, beginning from the last unto the first. And when they came that were hired about the eleventh hour, they received every man a penny. But when the first came, they supposed that they should have received more; and they likewise received every man a penny. And when they had received it, they murmured against the goodman of the house, Saying, These last have wrought but one hour, and thou hast made them equal unto us, which have borne the burden and heat of the day. But he answered one of them, and said, Friend, I do thee no wrong: didst not thou agree with me for a penny?

Take that thine is, and go thy way: I will give unto this last, even as unto thee. Is it not lawful for me to do what I will with mine own? Is thine eye evil, because I am good? So the last shall be first, and the first last: for many be called, but few chosen."

(Matthew: 20/1-16, King James Version)

''کیونکہ آسمان کی بادشاہی اُس گھر کے مالک کی مانند ہے جو سویرے نکلا تا کہ اپنے تاکستان میں مزدور لگائے: اور اُس نے مزدوروں سے ایک دینار روز ٹھہرا کر اُنہیں اپنے تاکستان میں بھیج دیا: پھر پہر دن چڑھے کے قریب اُس نے اَوروں کو بازار میں بیکار کھڑے دیکھا: اور اُن سے کہا تم بھی تاکستان میں چلے جاؤ۔ جو واجب ہے تمکو دونگا۔ پس وہ چلے گئے: پھر اُس نے دو پہر اور تیسرے پہر کے قریب نکل کر ویسا ہی کیا: اور کوئی ایک گھنٹہ دن رہے پھر نکل کر اَوروں کو کھڑے پایا اور اُن سے کہا تم کیوں یہاں تمام دن بیکار کھڑے رہے؟: اُنہوں نے اُس سے کہا اِسلیئے کہ کسی نے ہمکو مزدوری پر نہیں لگایا۔ اُس نے اُن سے کہا تم بھی تاکستان میں چلے جاؤ: جب شام ہوئی تو تاکستان کے مالک نے اپنے کارندہ سے کہا کہ مزدوروں کو بُلا اور پچھلوں سے لے کر پہلوں تک اُنکی مزدوری دیدے: جب وہ آئے جو گھنٹہ بھر دن رہے لگائے گئے تھے تو اُنکو ایک ایک دینار مِلا: جب پہلے مزدور آئے تو اُنہوں نے یہ سمجھا کہ ہمکو زیادہ ملیگا اور اُنکو بھی ایک ہی دینار ملا: جب مِلا تو گھر کے مالک سے یہ کہہ کر شکایت کرنے لگے کہ: اِن پچھلوں نے ایک ہی گھنٹہ کام کیا ہے اور تو نے اِنکو ہمارے برابر کر دیا جنہوں نے دن بھر کا بوجھ اٹھایا اور سخت دھوپ سہی: اُس نے جواب دیکر اُن میں سے ایک سے کہا میاں میں تیرے ساتھ بے انصافی نہیں کرتا۔ کیا تیرا مجھ سے ایک دینار نہیں ٹھہرا تھا؟: جو تیرا ہے اٹھا لے اور چلا جا۔ میری مرضی یہ ہے کہ جتنا تجھے دیتا ہوں

اِس پچھلے کو بھی اتنا ہی دوں؛ کیا مجھے روا نہیں کہ اپنے مال سے جو چاہوں سو کروں؟ یا تو اِسلئے کہ میں نیک ہوں بُری نظر سے دیکھتا ہے؟؛ اِسی طرح آخر اول ہو جائیں گے اور اول آخر؛" (متی: ۲۰/۱۔۱۶، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس بشارت میں امت محمد ﷺ کو بہت خوبصورت تشبیہ سے یاد کیا گیا ہے۔ ان آیات میں مالک سے مراد اللہ عز وجل ہے جب کہ پہلے مزدور یہود، دوسرے نصاریٰ اور آخری مزدور مسلمان ہیں۔ بائبل کے اس اقتباس کی مثل معمولی فرق کے ساتھ ایک حدیث اسلامی ذخیرے میں بھی ملتی ہے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول خدا محمد عربی ﷺ نے فرمایا:

"مَثَلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَوْ قَالَ أُمَّتِیْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی كَمَثَلِ رَجُلٍ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِیْ مِنْ غُدْوَةٍ إِلٰی نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰی قِيرَاطٍ؟ قَالَتِ الْيَهُوْدُ نَحْنُ، فَفَعَلُوْا، فَقَالَ فَمَنْ يَعْمَلُ لِیْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلٰی صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلٰی قِيرَاطٍ؟ قَالَتِ النَّصَارٰی نَحْنُ، فَعَمِلُوْا، وَأَنْتُمُ الْمُسْلِمُوْنَ تَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَی اللَّيْلِ عَلٰی قِيرَاطَيْنِ فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی فَقَالُوْا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقَلُّ أَجْرًا، فَقَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ أَجْرِكُمْ شَيْئًا؟ قَالُوْا لَا، قَالَ فَذَاكَ فَضْلِیْ أُوْتِيْهِ مَنْ أَشَاءُ"۔

"اس امت اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک آدمی نے کہا: کون میرے لیے صبح سے دوپہر تک ایک قیراط کے عوض مزدوری کرے گا؟ یہود نے کہا: ہم۔ تو انہوں نے حسب معاہدہ کام کیا۔ پھر اس نے کہا: کون میرے لیے دوپہر سے عصر تک ایک قیراط پر کام کرے گا؟ نصاریٰ نے کہا: ہم۔ انہوں نے بھی حسب معاہدہ کام کیا۔ اور تم مسلمان دو قیراط پہ عصر سے لے کر شام تک کام کرتے ہو تو

یہود و نصاریٰ غضبناک ہوئے اور کہا: ہم نے کام زیادہ کیا اور مزدوری کم؟ مالک نے کہا: کیا میں نے تمہاری اجرت میں کمی کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ مالک نے کہا: یہ (اجرت سے زیادہ دینا) میرا فضل ہے میں جسے چاہوں دوں۔''
(مسند أحمد: رقم الحديث٦٠٤٣، ٥٩٠٢، ١٨٥١١، عن ابن عمر، صحيح البخاري: رقم الحديث ٢٢٦٨، ٢١٤٨)

کیا مجھے روا نہیں کہ اپنے مال سے جو چاہوں سو کروں:۔

اس میں یہود و نصاریٰ کی اس فکر کی طرف اشارہ ہے جس میں وہ کھوئے رہتے ہیں کہ وہی اللہ کی محبوب قوم ہیں۔ سارے انعام و اکرام انہی کے لیے ہیں۔ اسی لیے انہیں یہ جواب دیا گیا کہ کیا مجھے اپنے مال میں اپنی مرضی سے تصرف کرنے کا اختیار نہیں ہے؟؟ یقیناً اللہ جل جلالہ کو ہر چیز میں اور ہر طرح کا تصرف کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اللہ ہی ہر چیز کا مالک و مختار ہے اور اس کی مرضی کہ جس طرح چاہے تصرف کرے۔ جس طرح چاہے تقسیم کرے اور جس کو جو چاہے عطا فرمائے۔ ذٰلك فضل الله يوتيه من يشاء۔

یا تو اِسلئے کہ میں نیک ہوں بُری نظر سے دیکھتا ہے:۔

اللہ عدل فرمانے والا ہے جو اس کے عدل و انصاف پہ زبان درازی کرے وہ جہنم کا مستحق ہے۔ ہاں! وہ جس کو اس کے اعمال سے زیادہ دینا چاہے تو یہ اس کا فضل ہے اور اسے فضل کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا ہے۔

اِسی طرح آخر اول ہو جائیں گے اور اول آخر:۔

یعنی کل بروز قیامت جب انسانوں کو ان کے اچھے برے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا تو جو امت سب سے آخری ہے ان کا حساب و کتاب پہلے ہوگا۔ پہلے وہ جنت میں جائے گی اور اس کے بعد دیگر امتیں جائیں گی۔ جنت میں سب سے پہلے امت محمدیہ ﷺ داخل ہو گی اس کے بعد ہی دیگر امتوں کو اجازت ہوگی۔ حدیث مبارک میں ہے:

"إن الجنة حرمت على الأنبياء كلهم حتى أدخلها وحرمت على الأمم حتى تدخلها أمتي".

''جنت انبیا پر اس وقت تک حرام ہے جب تک میں داخل نہ ہو جاؤں اور اسی طرح جنت دیگر امتوں پہ حرام ہے جب تک میری امت داخل نہ ہو جائے۔'' (جامع الأحاديث: رقم الحديث ٦٢٠٠، المعجم الأوسط: رقم الحديث ٩٥٥، التفسير لابن كثير: سورة البقرة ١١٠، تفسير البغوى: سورة البقرة ١١٠، تفسير الخازن: سورة البقرة ١١٠)

البتہ بائبل کے مندرجہ بالا اقتباس میں ہم ''one hour'' (گھنٹہ بھر) کا معنی سمجھنے سے قاصر رہے؟؟ چوبیس گھنٹوں کی یہ تعیین جو آج کل رائج ہے یہ دور جدید اور سائنس وٹکنالوجی کی مرہون منت ہے۔ اس سے قبل دن اور رات کے حصوں کو بتانے کے لیے دوسرے طریقے مثلاً دوپہر، سہ پہر، وغیرہ استعمال کیے جاتے تھے۔

اور رہا انگریزی اقتباس کے ''a penny'' اور اُردو ترجمہ کے ''ایک دینار'' کا قضیہ تو ہم نے اس پر مقدمہ (نویں دلیل کے ضمن) میں بالتفصیل لکھ دیا ہے۔

﴿ والحمد لله سبحانه وتعالى أعلم ﴾

چھیالیسویں بشارت

میں اسے قوموں پر اختیار دوں گا

"And he that overcometh, and keepeth my works unto the end, to him will I give power over the nations: And he shall rule them with a rod of iron; as the vessels of a potter shall they be broken to shivers: even as I received of my Father. And I will give him the morning star. He that hath an ear, let him hear what the Spirit saith unto the churches."

(Revelation: 2/26-29, King James Version)

''جو غالب آئے اور جو میرے کاموں کے موافق آخر تک عمل کرے میں اُسے قوموں پر اختیار دونگا: اور وہ لوہے کے عصا سے اُن پر حکومت کریگا جس طرح کہ کمہار کے برتن چکنا چور ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ میں نے بھی ایسا اختیار اپنے باپ سے پایا ہے: اور میں اُسے صبح کا ستارہ دونگا: جسکے کان ہوں وہ سُنے کہ روح کلیسیاؤں سے کیا فرماتا ہے:''

(مکاشفہ :۲/۲۶۔۲۹، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس میں 'جو غالب آئے اور جو میرے کاموں کے موافق آخر تک عمل کرے میں اُسے قوموں پر اختیار دونگا' سے مراد پیغمبر اسلام محمد ﷺ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے غلبہ عطا فرمایا اور انہیں قوموں پر اختیار دیا۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے کسی بھی لمحے اللہ کی رضا جوئی سے رو گردانی نہیں کی۔ ہمہ دم مرضیِ مولیٰ کی تکمیل میں لگے رہے۔ ایک حاکم کے اندر نرمی و حکمت کی جو صفت ہونی چاہئے وہ آپ ﷺ کے اندر بخوبی موجود تھی۔ عام طور پر نہایت نرم مزاج رہتے۔ ہر ایک سے محبت و ٹھنڈے مزاج سے بات کرتے۔ حکمت اور نہایت شفقت بھرے انداز میں نصیحت فرماتے کہ سخت دل بھی موم ہو جاتا اور اثر قبول کرتا۔ اور جب سرکشوں کو راہ راست پہ لانے کے لیے ان کی تادیب ناگریز ہو جاتی تو پھر حاکمانہ

جلال قابل دید ہوتا۔ مظلوموں کو انصاف اور حق داروں کو ان کا حق دلانے کے لیے سخت اور عبرتناک کاروائی سے گریز نہیں فرماتے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے برخلاف یہ قدرت مسیح کو حاصل نہیں تھی۔ بائبل کے مطابق انہیں صرف معاف کرنے قدرت وطاقت حاصل تھی اور ایسے بھی ایک مجبور و مقہور انسان اس سے زیادہ اور کیا کر سکتا ہے؟؟ (معاذ اللہ)

﴿ بحمد اللہ و تعالیٰ ﴾

سینتالیسیوں بشارت

اپنے لاکھوں مقدسوں کے ساتھ آیا

"And Enoch also, the seventh from Adam, prophesied of these, saying, Behold, the Lord cometh with <u>ten thousands</u> of his saints, To execute judgment upon all, and to convince all that are ungodly among them of all their ungodly deeds which they have ungodly committed, and of all their hard speeches which ungodly sinners have spoken against him."

(Jude: 1/14-15, King James Version)

''ان کے بارے میں حنوک نے بھی جو آدم سے ساتویں پُشت میں تھا یہ پیشن گوئی کی تھی کہ دیکھو۔ خداوند اپنے <u>لاکھوں مقدسوں</u> کے ساتھ آیا۔ تاکہ سب آدمی کا انصاف کرے اور سب بیدینوں کو ان کی بیدینی کے اُن سب کاموں کے سبب سے جو بیدین گنہگاروں نے اُسکی مخالفت میں کہی ہیں قصوروار ٹھہرائے۔''

(یہوداہ:۱/۱۴۔۱۵،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند،سن ۲۰۰۹ء)

ہم ایک بار پھر آپ کو ذہن نشیں کرادیں کہ بائبل میں 'خداوند' کا لفظ صرف خدا کے لیے ہی مخصوص نہیں رکھا گیا ہے بلکہ اس لفظ کا استعمال غیر خدا کے لیے بھی ہوا ہے۔

اس بشارت کو یہوداہ نے اگرچہ مسیح پہ فٹ کرنے کی کوشش کی ہے مگر اس کے بین السطور بتاتے ہیں کہ مسیح اس کے مصداق نہیں ہو سکتے ہیں بلکہ اس کے صحیح مصداق پیغمبر امن محمد عربی ﷺ کو ہی گردانا جا سکتا ہے کیونکہ اس میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ:۔

(ا) خداوند اپنے لاکھوں مقدسوں کے ساتھ آیا:۔

جیسا کہ آپ نے پچھلے اوراق میں مشاہدہ کیا ہے کہ مسیح پہ ایمان لانے والوں کی تعداد نہایت قلیل تھی۔ان کے برخلاف پیغمبر اسلام ﷺ کے اصحاب اور متبعین کی تعداد لاکھ سے متجاوز تھی۔جو ان کے لیے تن من دھن ہر طرح کی قربانی دیتے تھے۔بائبل میں خود اپنے

شاگرد وحواری یہوداہ اسکریوتی کے ذریعے تیس چاندی کے سکوں کے عوض دشمنوں کے ہاتھوں مسیح کے فروخت کیے جانے کے واقعہ کو پڑھنے کے بعد بے ساختہ زبان پر آتا ہے کہ محبت اب تجارت بن گئی ہے اور عاشقوں نے عشق ویقین کی سوداگری شروع کردی ہے۔

اور بقول شاعر ؎

زمانہ چھان کر ہم نے کیا تھا منتخب تم کو ہماری بدنصیبی تھی کہ تم ہی بے وفا نکلے

عیسائیوں کے خدا مسیح نے زمانہ چھان کر یہوداہ اسکریوتی کو اپنے خزانے کا نگہبان بنایا تھا۔ (یوحنا: ۱/۱۲۔۶، ۲۹/۱۳، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء) اور انسانوں کے اس ہجوم سے صرف بارہ آدمیوں کو منصب رسالت تفویض کیا تھا جن میں سے ایک یہوداہ اسکریوتی بھی تھا۔ (متی: ۱/۱۰۔۵، مرقس: ۱۲/۳۔۱۶، لوقا: ۱۲/۶۔۱۶، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء) مگر اتنی محبت وعنایات کے باوجود اس نے مسیح کی جان یہودیوں کے ہاتھوں تیس دینار کے عوض بیچ دی۔ (متی: ۱۴/۲۶۔۱۶، مرقس: ۱۰/۱۴۔۱۱، لوقا: ۳/۲۲۔۶، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

(۲) تاکہ سب آدمی کا انصاف کرے:۔

پیغمبر اسلام ﷺ حکمراں اور قاضی تھے۔ مگر جو خود اپنے ساتھ روا رکھے گئے ظلم و ستم اور جور و جفا کا انصاف کرنے پر قادر نہ ہو سکے وہ کسی اور کو کیا انصاف دلا سکیں گے۔ بائبل کے صفحات میں ایک ''مجبور خدا'' (عیسائیوں کے خدا مسیح) ایک ''مختار خدا'' (حقیقی خدا) سے یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ اے خدا! اگر ہو سکے تو مجھ سے (موت کا) یہ پیالہ ٹل جائے۔ پورا افسانہ بائبل کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

"And he went a little further, and fell on his face, and prayed, saying, O my Father, if it be possible, let this cup pass from me: nevertheless not as I will, but as thou wilt. And he cometh unto the disciples, and findeth them asleep, and saith unto Peter, What,

could ye not watch with me one hour? Watch and pray, that ye enter not into temptation: the spirit indeed is willing, but the flesh is weak. He went away again the second time, and prayed, saying, O my Father, if this cup may not pass away from me, except I drink it, thy will be done."

(Matthew: 26/39-42, King James Version)

''پھر فوراً آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یوں دعا کی کہ اے میرے باپ اگر ہوسکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ تو بھی نہ جیسا میں چاہتا ہوں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو۔ پھر شاگردوں کے پاس آکر اُن کو سوتے ہوئے پایا اور پطرس سے کہا کہ کیا تم میرے ساتھ ایک گھڑی بھی نہ جاگ سکے؟۔ جاگو اور دعا کرو تا کہ آزمائش میں نہ پڑو۔ روح تو مستعد ہے مگر جسم کمزور ہے۔ پھر دوبارہ اُس نے جاکر یوں دعا کی کہ اے میرے باپ! اگر یہ میرے پیئے بغیر نہیں ٹل سکتا تو تیری مرضی پوری ہو۔''

(انجیل متی: ۲۶/۳۹-۴۲، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

درج بالا پیراگراف کے ایک ایک لفظ اور اس کی معنویت میں غور کریں تو صاف نظر آئے گا کہ مسیح کی خواہش ہرگز نہیں تھی کہ وہ موت کا پیالہ پئیں۔ بار بار یہی کہنا کہ اگر تیری مرضی یہی ہے کہ میں یہ کڑوا جام پیوں تو پھر کچھ نہیں۔ کئی مرتبہ اس کے ٹلنے کی دعا و درخواست کرنا اور اس پر زور دینا جس چیز کو ظاہر کرتا ہے وہ خدا کے شایانِ شان نہیں ہے۔

مسیحیوں کے خدا اور ابن خدا 'Jesus Christ' کے ایمان وایقان اور صبر وضبط کا جذبہ کس قدر مضبوط ہے یہ آپ نے ملاحظہ فرمالیا اب ذرا پیغمبر اسلام ﷺ کے جدامجد حضرت اسماعیل علیہ السلام کا وہ جواب بھی سن لیں جو انہوں نے عہد طفولیت میں اپنی قربانی دیے جانے کے سوال کے جواب میں اپنے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیا تھا:

''اِفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ.''

"آپ کو (میری قربانی کا) جو حکم ملا ہے اُسے پورا کیجئے، انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔" (سورة الصٰفٰت: ۱۰۲)

(۳) ہم نے بشارت میں جو اقتباس نقل کیا ہے وہاں "اور سب بیدینوں کو ان کی بیدینی کے اُن سب کاموں کے سبب سے جو بیدین گنہگاروں نے اُسکی مخالفت میں کہی ہیں قصور وار ٹھہرائے" سے مراد یہ ہے کہ انہیں مجرم گردان کر ان کے لیے سزا سنائیں گے جیسا کہ اوپر نقل کیے گئے انگریزی پیراگراف کے الفاظ اور ذیل میں نقل کیے جارہے انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی امریکہ کی جانب سے نیو اردو بائبل ورژن (NUBV) میں تحریر ہے:

"اور خداوند بے دین گنہگاروں کو بھی سزا کا حکم دے گا کیونکہ انہوں نے اُس کے خلاف بڑی سخت باتیں کہی ہیں۔" (یہوداہ: ۱/۱۶، IBS امریکہ، سن ۲۰۰۵ء)

تھوڑی دیر کے لیے اس زاویے سے دیکھیں تو بھی یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ یہ بشارت مسیح کے متعلق نہیں ہے کیوں کہ وہ کسی بھی مجرم کو سزا سنانے اور اُس سزا کو نافذ کرنے پر قادر نہیں ہو سکے۔ اُن کے برخلاف پیغمبر اسلام ﷺ نے بہت سے دشمنانِ خدا و رسول کو سزائیں دیں۔ انہیں قتل کیا، جلاوطن کیا اور اسیر بنایا، بعض کو فدیہ کے عوض اور بعض کو فدیہ لیے بغیر آزاد کیا۔

البتہ! اس بشارت سے یہ بات مسیحیوں کے نزدیک بھی ثابت ہوگئی کہ پیغمبر اسلام ﷺ کا ذکر جمیل اس خاکدان گیتی پہ آفرینش عالم سے ہی ہے۔

اس بشارت میں "the Lord cometh with ten thousands of his saints" اور "خداوند اپنے لاکھوں مقدسوں کے ساتھ آیا" میں جو 'ظرافت' ہے وہ اہل علم پر مخفی نہیں ہے۔ 'Ten Thousands' کا ترجمہ 'لاکھوں' سے کیا گیا ہے اور دونوں کے درمیان جو فرق ہے وہ محتاج بیاں نہیں۔

﴿ سبحانہ وتعالیٰ ﴾

اڑتالیسویں بشارت

مددگار

"Nevertheless I tell you the truth; It is expedient for you that I go away: for if I go not away, the Comforter will not come unto you; but if I depart, I will send him unto you. And when he is come, he will reprove the world of sin, and of righteousness, and of judgment:"

(John: 16/7-8, King James Version)

''لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئیگا لیکن اگر جاؤنگا تو اُسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ اور وہ آ کر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصور وار ٹھہرائے گا۔'' (یوحنا:۱۶/۷۔۸، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

مذکورہ اقتباس میں مسیح اسی ہستی کی بشارت سنا رہے ہیں جنہیں کبھی وہ دوسرا مددگار کہتے ہیں (یوحنا:۱۴/۱۵۔۱۷، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء) اور کبھی دنیا کا سردار اور خود سے برتر و اعلیٰ اور اپنا آقا و ملجا کہتے نظر آتے ہیں (یوحنا:۱۴/۳۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء) حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد پیغمبر اسلام محمد ﷺ کے علاوہ کوئی بھی سچا نبی نہیں آیا اور نہ ہی آئے گا۔ اور یہ بات بھی عیاں و ثابت ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ مسیح سمیت تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔

اس بشارت میں اپنے بعد آنے والے نبی کو مسیح علیہ السلام ''Comforter'' یعنی راحت رساں اور باعث رحمت و نجات قرار دیتے ہیں۔ اور حواریوں سے کہتے ہیں کہ تم میرے جانے کا غم مت کرو۔ میرا جانا تمہارے لیے غم کی بات نہیں بلکہ خوشی کا موقع ہے کیونکہ اگر میں دنیا سے نہیں جاؤں گا تو وہ مددگار اور سراپا رحمت نہیں آئے گا جس کی آمد سارے جہاں کے لیے سودمند ہے۔ جب وہ سردار کائنات آئے گا تو سارے جہاں کے

لیے نجات ومغفرت کا پیام لائے گا۔ میرے بارے میں دنیا کو حق باتیں بتائے گا اور جنہوں نے میرے معاملے میں سرکشی اور زیادتی کی ہے انہیں مجرم گردانے گا۔ دنیا میں انصاف قائم کرے گا اور عدالت وصداقت کو فروغ دے گا۔ دنیا کو راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔ جو خطا کار اور جادۂ حق سے منحرف ہیں انہیں مجرم اور گنہگار ٹھہرائے گا۔

﴿ بحمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ العظمۃ ﴾

انچاسویں بشارت

خدا کی بادشاهی

مسیح نے آسمان پر اٹھائے جانے سے قبل جو دن گذارے اور جو آخری گفتگو اپنے حواریوں سے کی تھی بائبل میں اُن ایام اور اس گفتگو کو درج ذیل الفاظ میں نقل کیا گیا ہے:

"To whom also he shewed himself alive after his passion by many infallible proofs, being seen of them forty days, and speaking of the things pertaining to the kingdom of God: And, being assembled together with them, commanded them that they should not depart from Jerusalem, but wait for the promise of the Father, which, saith he, ye have heard of me. For John truly baptized with water; but ye shall be baptized with the Holy Ghost not many days hence. When they therefore were come together, they asked of him, saying, Lord, wilt thou at this time restore again the kingdom to Israel? And he said unto them, It is not for you to know the times or the seasons, which the Father hath put in his own power. But ye shall receive power, after that the Holy Ghost is come upon you: and ye shall be witnesses unto me both in Jerusalem, and in all Judaea, and in Samaria, and unto the uttermost part of the earth."

(Acts: 1/3-8, King James Version)

''اُس نے دُکھ سہنے کے بعد بہت سے ثبوتوں سے اپنے آپ کو اُن پر زندہ ظاہر بھی کیا چنانچہ وہ چالیس دِن تک اُنہیں نظر آتا اور خدا کی بادشاہی کی باتیں کرتا رہا۔ اور اُن سے مل کر اُنکو حکم دیا کہ یروشلم سے باہر نہ جاؤ بلکہ باپ کے اُس وعدہ کے پورا ہونے کے منتظر رہو جسکا ذکر تم مجھ سے سن چکے ہو۔ کیونکہ یوحنا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا مگر تم تھوڑے دِنوں کے بعد روح القدس سے بپتسمہ پاؤ گے۔ پس اُنہوں نے جمع ہو کر اُس سے کہا اے خداوند! کیا تو اِسی وقت اسرائیل کو

بادشاہی پھر عطا کریگا؟: اُس نے اُن سے کہا اُن وقتوں اور میعادوں کا جاننا جنہیں باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے تُمہارا کام نہیں: لیکن جب روح القدس تم پر نازل ہوگا تو تم قوت پاؤ گے اور یروشلم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہو گے:"

(اعمال:۱/۳۔۸،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

مسیح نے اپنا سب سے آخری پیغام جو لوگوں کو سنایا وہ یہی ہے کہ آسمان کی بادشاہی آئے گی اور ایک روح القدس یعنی مقدس ہستی ان کے درمیان جلوہ بار ہوگی۔ جس کا وعدہ رب نے بھی ان سے کیا ہے۔ گذشتہ صفحات اور اس سے قبل کی بشارتوں میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ شریعت محمد یہ ﷺ کی یحییٰ علیہ السلام، یسوع مسیح اور ان کے حواریوں نے یہ کہہ کر بشارت سنائی کہ "آسمان کی بادشاہی نزدیک ہے"۔ اور کہا: "پس جاگتے رہو کیوں کہ تم اس وقت اور گھڑی کو نہیں جانتے ہو جس میں آسمان کی بادشاہی آئے گی"۔ اب اسی آسمان کی بادشاہی کو اس آخری پیغام میں خدا کی بادشاہی سے تعبیر کیا جارہا اور کہا جارہا ہے کہ بس خدا کی بادشاہی آنے والی ہے اور اس بشارت میں بھی اپنے شاگردوں کو یہی کہا کہ اللہ رب العزت نے اس شریعت اور اس مقدس ہستی کی آمد کے وقت کو مخفی رکھا ہے جو کسی کو نہیں بتایا گیا ہے۔ بس یہ یاد رکھو کہ "تم تھوڑے دِنوں کے بعد روح القدس سے بپتسمہ پاؤ گے"۔ یعنی اب اس پاک ذات کی آمد کا وقت کافی قریب ہے۔ مسیح علیہ السلام کی اس بشارت سے ملتی جلتی بلکہ اس سے زیادہ صریح بشارت عیسوی قرآن حمید میں ان الفاظ میں درج ہے:

"يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ۝":

"اے اسرائیل کی اولاد! میں تمہاری طرف اپنے سے پہلے کی کتاب توریت کی

تصدیق کرتا اور اپنے بعد آنے والے نبی احمد کی بشارت سناتا بھیجا گیا ہوں۔"

(سورة الصف: ٦)

اور اسی طرح کی بشارتوں کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے پیغمبر اسلام ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"(أَنَا) دَعْوَةُ أَبِىْ إِبْرَاهِيْمَ، وَبُشْرٰى عِيْسٰى بْنِ مَرْيَمَ۔"

"(میں) اپنے باپ ابراہیم کی دعا اور مریم کے بیٹے عیسیٰ کی خوشخبری ہوں۔"

(المعجم الأوسط للطبرانی: رقم الحديث ٧٦٣١، كنز العمال: رقم الحديث ٣٥٤١٩، جامع الأحاديث: رقم الحديث ٤٢٨٥٢، مسند الطيالسی: رقم الحديث ١١٤٠، تفسير ابن كثير: سورة البقرة ١٢٩)

جل جلاله
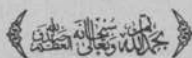
پچاسویں بشارت

ملکِ صدق

بائبل میں داؤد علیہ السلام کی طرف منسوب زبور میں ہے:

"The LORD said unto my Lord, Sit thou at my right hand, until I make thine enemies thy footstool. The LORD shall send the rod of thy strength out of Zion: rule thou in the midst of thine enemies. Thy people shall be willing in the day of thy power, in the beauties of holiness from the womb of the morning: thou hast the dew of thy youth. The LORD hath sworn, and will not repent, Thou art a priest for ever after the order of Melchizedek. The Lord at thy right hand shall strike through kings in the day of his wrath. He shall judge among the heathen, he shall fill the places with the dead bodies; he shall wound the heads over many countries. He shall drink of the brook in the way: therefore shall he lift up the head."

(Psalms: 110/1-7, King James Version)

"یہوداہ نے میرے خداوند سے کہا تو میری دہنے ہاتھ بیٹھ جب تک کہ میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں کی چوکی نہ کردوں۔ خداوند تیرے زور کا عصا صیون سے بھیجے گا۔ تو اپنے دشمنوں میں حکمرانی کر۔ لشکر کشی کے دن تیرے لوگ خوشی سے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ تیرے جوان پاک آرائش میں ہیں اور صبح کے بدن سے شبنم کی مانند۔ خداوند نے قسم کھائی ہے اور پھریگا نہیں کہ تو ملکِ صِدق کے طور پر ابد تک کاہن ہے۔ خداوند تیرے دہنے ہاتھ پر اپنے قہر کے دن بادشاہوں کو چھید ڈالیگا۔ وہ قوموں میں عدالت جاری کریگا۔ وہ لاشوں کے ڈھیر لگادیگا اور بہت سے ملکوں میں سروں کو کچلیگا۔ وہ راہ میں ندی کا پانی پئے گا اِسلئے وہ سر کو بلند کریگا۔"

(زبور: ۱۱۰/۱۔۷، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اس بشارت میں پیغمبر اسلام ﷺ کی صفات حسنہ کو نہایت حسین انداز میں بیان

کیا گیا ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ اس میں آنے والے کو داؤد علیہ السلام جو خود ایک نبی ہیں وہ 'خداوند' یعنی آقا و ملجا کہہ رہے ہیں اور یقیناً ایک نبی کا ماویٰ اس سے افضل ہی کوئی ہوگا۔ مسیحیوں کا دعویٰ ہے کہ یہ بشارت مسیح کے متعلق ہے مگر اس میں وارد چند جملے ان کے دعویٰ کی تکذیب کرتے ہیں۔ اس میں کہا گیا ہے کہ "لشکر کشی کے دن تیرے لوگ خوشی سے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں" یہ بات پیغمبر اسلام ﷺ پہ صادق آتی ہے جن کے اصحاب درج ذیل اشعار کے مانند تھے

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں

سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

آپ ﷺ کے برخلاف مسیح کے اصحاب (بائبل کی روایت کے مطابق) بزدل اور بے وفا تھے جیسا کہ آپ پچھلے صفحات میں متعدد مواقع پہ پڑھ چکے ہیں۔

دوسری اور تیسری بات یہ ذکر کی گئی ہے کہ وہ مقدس رسول جنگ کرے گا اور قہر کے دن دشمنوں کو تہ تیغ کرے گا اور وہ اپنے دشمنوں پر بھی حکمرانی کرے گا۔ مسیح کے اندر یہ صفت بھی معدوم تھی کیونکہ وہ تو بہت بے چارگی کی حالت میں زندگی گذارتے تھے اور (مسیحی عقیدے کے مطابق) بے سہارے کی موت مرے۔

چوتھی چیز یہ بتائی گئی ہے کہ "وہ عدالت جاری کرے گا"۔ یہ وصف بھی ان کے اندر نہیں تھا ورنہ (معاذ اللہ) خود ناانصافی کا شکار نہ ہوتے۔

ان کے برخلاف پیغمبر اسلام ﷺ کے اندر یہ تمام صفات موجود تھیں۔ آپ ﷺ نے عدالت جاری کی۔ حدود اور سزاؤں کو نافذ کیا۔ آپ ﷺ کے اصحاب نے آپ کی خاطر خوشی خوشی اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ اور اسی طرح آپ ﷺ نے امن دشمنوں سے جنگ کی، بہت سے بدنصیبوں کو واصل جہنم بھی کیا اور اپنے دشمنوں پر بھی حکمرانی کی۔ البتہ اس میں ان کی جنگ کو اتنے سخت الفاظ میں پیش کیا گیا ہے کہ گویا جنگ کا مقصد امن کی قیام

و بنا اور معاشرے کی پُر امن بقا و استقلال اور آشتی کی پائیداری نہیں، بلکہ مار دھار کرنا اور نوع انسانی کا قتل عام مقصود ہے۔ یہ ارباب کلیسا کے ہاتھوں کی صفائی ہے۔ وہ پیغمبر اسلام ﷺ کی صفات کو بعینہ کیسے محفوظ رکھ سکتے ہیں جب کہ ان جیسوں کے متعلق قرآن پہلے ہی کہہ چکا ہے:

"يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِؤُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ o."

"وہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دینا چاہتے ہیں اور اللہ اپنے نور کر پورا کرے گا اگر چہ کافر برا مانیں۔" (سورة الصف: ۸۔۹)

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

﴿سبحانہ وتعالیٰ جل شانہ العظمۃ﴾

تمت بالخیر

اليوم تم هذا الكتاب المسمىٰ ب "بائبل میں نقوش محمدی ﷺ" فالحمد لله حمدا طيبا مباركا ملأ الأرض و السموات، علىٰ ما وفقني و يسرلي هذا الأمر اللهم والصلوة و السلام على رسوله صلى الله عليه وسلم صلاة دائما، اللهم اجعل هذا سببا لمغفرتنا و لوالدينا و للقربىٰ و لكل من يحب حبيبك محمد صلى الله عليه وسلم، آمين بجاه النبي أحمد صلى الله عليه وسلم و بوسيلة أبويه عبد الله و آمنة رضي الله تعالىٰ عنهما، و بوجهة أجداده ابراهيم و اسماعيل، و سائر الأنبياء عليهم السلام!

✿✿✿

جاوید احمد عنبر مصباحی

خادم التدریس والافتا: دار العلوم شاہ ہمدان، پانپور، کشمیر۔

۴؍ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۵؍ جون ۲۰۱۲ء

خاتمۂ کتاب

رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقلی ثبوت

از

رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ

''بائبل میں نقوش محمدیﷺ'' کی تصنیف کے نقطۂ آغاز سے یہ خیال دل میں جا گزیں تھا کہ ہم ''خاتمہ'' میں رسالت محمدی علیہ ﷺ کے عقلی دلائل بھی قلم بند کریں گے۔ پھر ذہن کے اسکرین پہ اچانک جون ۲۰۰۷ء کا وہ مبارک جمعہ ابھرا جب ہمیں جامعہ اشرفیہ سے اپنے احباب کی دعوت پہ دارالعلوم ضیاء العلوم ادری ضلع مئو یوپی جانا پڑا تھا۔ کتاب بینی اور ورق گردانی کی پرانی عادت کے باعث وہاں ایک دوسرے طالب علم کی رکھی ہوئی کتاب ''رسالت محمدی کا عقلی ثبوت'' اٹھائی اور دس بارہ منٹ میں پوری ختم کر ڈالی۔ یہ سفر یاد آتے ہی ہم نے ازخود اس موضوع پہ لکھنے کے بجائے قائد اہل سنت رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ و الرضوان کے مذکورہ کتابچہ کو بطور خاتمہ شامل کتاب کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کی متعدد وجوہات ہیں جن میں سے دو کافی اہم ہیں۔ (۱) جس موضوع پر پہلے ہی لکھا جا چکا ہے اسی کو کسی خاص سبب کے بغیر دوبارہ لکھنا ہم ضیاع وقت کے مترادف سمجھتے ہیں۔ (۲) رئیس القلم علیہ الرحمۃ کے قلم میں جو بے ساختگی اور روانی پائی جاتی ہے ہمیں اس کا عشر عشیر بھی نصیب نہیں ہوا ہے۔ ایک مشکل سی مشکل بات کو آپ اتنی آسانی اور خوبصورتی سے کہہ جاتے ہیں کہ صعوبت کا ذرا بھی احساس نہیں ہوتا ہے اور بات حلق کے نیچے بہ آسانی اتر جاتی ہے۔ اللہ قائد اہل سنت علیہ الرحمۃ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین!۔ امید ہے کہ قارئین کو یہ خاتمۂ کتاب بھی کافی پسند آئے گا کیونکہ بائبل سے رسالت محمدیﷺ کے دلائل کو جب عقلی ثبوت بھی مہیا ہو جائے گا تو لطف دوبالا ہو جائے گا۔

عنبر مصباحی

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آسان اور واضح سے واضح بات بھاری بھرکم الفاظ کے نیچے کچھ اس طرح دب جاتی ہے کہ مدتوں ہم اس کی ہیبت سے مرعوب رہتے ہیں اور خواہ مخواہ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ یہ کوئی بہت باریک اور پیچیدہ بات ہے۔ کچھ ایسا ہی حال ہمارے ذہن کا اس مسئلے میں بھی ہے۔

ورنہ واقعہ یہ ہے کہ عقل سلیم کے لیے رسالت محمدی کا ثبوت دنیا کی سب سے واضح اور مانوس حقیقت ہے۔ زحمت نہ ہو تو چودہ سو برس پیچھے پلٹ کر دنیا کے اس تاریک دور میں قدم رکھیئے جبکہ خدائے واحد کا ایک بھی پرستار روئے زمین پر نہیں تھا۔ پھر انسانوں پر ابدی سعادتوں کا دروازہ کھلا، رحمتوں کا سویرا ہوا، روح کی بہاروں کا موسم آیا، گل قدس کی خوشبو اڑی، اور بہزاراں جاہ وجلال فاران سے خورشید رسالت کی پہلی کرن چمکی۔ صدیوں کے بعد پھر حرم کی سرزمین سجدوں سے آباد ہوگئی۔ کہاں روئے زمین پر ایک بھی خدا کو سجدہ کرنے والا نہ تھا اور اب صرف عرفات کے میدان میں ایک لاکھ فرزندانِ توحید اپنی پیشانیوں میں سجدۂ بندگی کا اضطراب لئے کھڑے تھے اور خدا کا آخری رسول ان پر رحمتوں کے پھول برسا رہا تھا۔

رسالت محمدی کو عقل کی کسوٹی پر جانچنے والے صرف اتنی بات تاریخ سے دریافت کرنے کی زحمت فرمائیں کہ ماننے والوں نے پہلے خدا کو مانا یا اسکے رسول کو؟

تاریخ واضح طور پر شہادت دے گی کہ پہلے سید عربی ﷺ کے آگے لوگوں کے دل جھکے اس کے بعد ان کے سروں کو خدا کا سجدہ نصیب ہوا۔ ماننے والوں نے پہلے رسالت محمدی کا اقرار کیا اس کے بعد توحید الٰہی کی شہادت سے سرفراز ہوئے۔ اب یہ بات محتاج ثبوت نہیں کہ پہلے پہل جن لوگوں نے رسالت کا اقرار کیا۔ حق کی شناخت کے لئے ان کے پاس سوائے عقل سلیم کے اور کوئی مشعل نہیں تھی۔ اور یہ حقیقت بھی اپنی جگہ صحیح ہے کہ

عقل کی ساری رہنمائی رسول کو ماننے تک تھی۔ رسول کو مان لینے کے بعد عقل کو درمیان سے ہٹ جانا پڑا۔ اب ماننے والوں کے سامنے صرف رسول کی زبان تھی۔ وہ جب بھی حرکت میں آئی، یقین کا سر جھک گیا۔ اس لئے یہ کہنا غلط نہیں ہے کہ انسانوں کو رسالت محمدی کی شناخت سب سے پہلے عقل ہی کے ذریعے ہوئی۔ عقل ہی کے مشورے پر دل جھکے اس کے بعد اعتراف حق کے لئے زبان کھلی۔

اب رہ گیا یہ سوال کہ عقل کے پاس وہ کونسا معیار ہے جس پر وہ رسالت ونبوت کا دعویٰ پرکھتی ہے اور پورا اترنے کے بعد دل کی ساری کائنات کو قدموں پر ڈال دیتی ہے۔ تو اس کی تشریح مفصل طور پر ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

عقل سلیم کا کہنا ہے کہ رسول کی صحیح شناخت تین باتوں کے ذریعے ہوتی ہے۔ ان تین باتوں کے ثابت ہوجانے کے بعد کسی دور کی عقل بھی رسول کو ماننے سے انکار نہیں کرسکتی ہے۔

رسول کی شناخت کا پہلا عقلی ذریعہ:

رسول کی شناخت کا پہلا عقلی ذریعہ یہ ہے کہ عام انسانی زندگیوں کے درمیان رسول کی زندگی ماحول کی تاثیرات سے اس درجہ بالاتر اور معصوم وممتاز ہوتی ہے کہ اسے دیکھتے ہی دنیا کو اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ یہ کسی معمولی انسان کی زندگی نہیں ہے اس کے پیچھے ضرور کوئی آسمانی طاقت ہے جو پس پردہ کارساز ہے۔

اس رخ سے جب ہم محمد عربی ﷺ کی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ہوش اڑنے لگتا ہے اور عالم حیرت میں آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں۔

زندگی کا پہلا رخ

تاریخ کی گہرائی میں اترنے کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ ہونے والا رسول ایک ایسے خاندان میں جنم لیتا ہے۔ جہاں ہر طرف بتوں کی فرمانروائی ہے۔ پجاریوں کی

سیادت وافسری کا منصب ہی خاندان کا پیشہ ہے۔آنکھیں کھولتا ہے تو سارا ماحول اخلاقی رذائل، روحانی کثافت اور شر وفساد کی غلاظتوں میں ڈوبا ہوا ہے۔ کہیں بھی قدم رکھنے کی کوئی صاف جگہ نظر نہیں آتی۔ بچپن ہی سے سر سے والدین کا سایہ اُٹھ چکا ہے۔ گردوپیش شائستہ تربیت کا کوئی چشمۂ صافی نہیں ہے، جہاں وہ اپنا حلق بھی تر کر سکے۔ کسی درسگاہ سے بھی اُسکا کوئی تعلق نہیں ہے کہ اکتسابی علم کے ذریعے خیر وشر کے سمجھنے کی صلاحیت بیدار ہو۔

ایسے پُر آشوب، بلا خیز اور تاریک ماحول میں وہ ایام طفلی کا معصوم دور گزارتا ہے۔شعور کی منزل سے آشنا ہوتا ہے۔ شباب کی خارزار وادی میں قدم رکھتا ہے یہاں تک کہ چالیس سال کی طویل مدت وہ صحراؤں، غاروں اور دریاؤں کی بے خطر تنہائیوں میں نہیں، گمراہوں، غارت گروں، ستم شعاروں، مے نوشوں، بدکاروں، فتنہ پروروں اور جرائم پیشوں کی بھیڑ میں بسر کرتا ہے لیکن عقل اور تاریخ دونوں محوِ حیرت ہیں کہ پانی میں رہتے ہوئے بھی نہ اس کا جسم بھیگتا ہے، نہ جیب ودامن میں کہیں نمی آتی ہے۔

نشست و برخواست، رفتار وگفتار، سیرت و اطوار، اخلاق و عادات، افکار و خیالات اور عبادات ومعاملات میں چالیس سال کی طویل صحبتوں کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لاکھوں زندگیوں کے بیچ میں وہ تنہا ایک نرالی، منفرد، بے مثل و عام سطح سے بالاتر زندگی گزار کر لوگوں کو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ رفتہ رفتہ اس کی اخلاقی برتری، کردار کی راستی ومعنوی تقدس کے آگے ماحول کی گردنیں جھکنے لگتی ہیں ۔ اور بالآخر ایک دن وہ سارے قبائل کی نگاہوں کا مرکز عقیدت بن جاتا ہے۔ یہاں تک کہ چالیس سال گزر جانے کے بعد اچانک ایک پیغمبر کی حیثیت سے وہ اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔

وہ لوگوں سے یہ نہیں کہتا کہ مجھے سجدہ کرو، میری عظمتوں کے آگے جھک جاؤ وہ بار بار صرف یہ کہتا ہے کہ پتھر کے تراشے ہوئے بت تمہارے خدا نہیں ہیں۔ خدا وہ ہے جوان

پتھروں، درختوں اور دریاؤں کا خالق ہے۔ پرستش کا وہی مستحق ہے۔ پیشانی کے سجدے اسی کو زیب دیتے ہیں۔ اپنی انسانیت کا سب سے اونچا اعزاز رذائل کے قدموں میں رائیگاں مت کرو۔

بس اتنی سے بات پر ہر طرف آگ لگ جاتی ہے۔ سارا ماحول سلگنے لگتا ہے۔ جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ اب گھر سے نکلنا مشکل ہے رات کی تنہائی کے سوا کوئی انیس زندگی نظر نہیں آتا۔ رفتہ رفتہ حالات کی برہمی نقطۂ انتہا پر پہنچ جاتی ہے۔ تلواریں اٹھتی ہیں وار خالی جاتا ہے، قتل کی سازش ہوتی ہے۔ تار بکھر جاتے ہیں، قید کرتے ہیں، زنجیر ٹوٹ جاتی ہے۔ ہزار مخالفت، ہزار تصادم اور ہزار رکاوٹوں کے باوجود سیل نور کی طرح حقیقت کا دائرہ دن بدن وسیع ہوتا جاتا ہے۔ چڑھتے ہوئے سورج کا فروغ دیکھ کر جب مرعوب ہو جاتے ہیں تو کفر کے نمائندے خوشامد کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

محمد! تم اپنی ذات سے سارے قبیلوں میں ہر دل عزیز ہو۔ ہمارے معبودوں کے خلاف آواز اٹھا کر اپنی ہر دل عزیزی کو صدمہ مت پہنچاؤ۔ تم اگر حکومت کا اقتدار چاہتے ہو تو سارا عرب تمہیں اپنا بادشاہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے۔ تمہیں اگر دولت کی خواہش ہے تو سارے قبائل کا سونا ہم تمہارے قدموں میں ڈھیر کر دیں گے۔ اور اگر تم اجازت دو تو عرب کی سب سے حسین اور زہرہ جمال دوشیزہ تمہارے حرم سرا کی زینت بنا دی جائے۔

محمد! یہ سب کچھ ایک لمحے میں ہو سکتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تم اپنے دعویٰ پیغمبری سے دست بردار ہو جاؤ اور اپنے دین کی تبلیغ بند کر دو۔ پیغمبر علیہ السلام ناقابل شکست عزم و یقین کے تیور میں جواب دیتے ہیں۔ پیغمبر اپنے منصب کی دیانت کو کسی قیمت پر نہیں بیچتا۔ مجھے جادۂ حق سے ہٹانے کے لئے جو معاوضہ تم نے پیش کیا ہے، اس کی وقعت ہی کیا ہے۔ تم اگر داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند بھی لا کر رکھ دو جب بھی میں دین حق کی تبلیغ اور اپنے منصب کے فرائض سے قدم پیچھے نہیں ہٹا سکتا۔ خدا میرے ساتھ ہے۔ میں اکیلا

نہیں ہوں، میری آواز پر فتح پانا انسانوں کے بس کی بات نہیں ہے۔

چونکہ اس وقت میرا موضوع سخن تاریخ اسلام بیان کرنا نہیں ہے اس لئے آگے کے واقعات کسی دوسرے لمحہ فرصت پر چھوڑتا ہوں۔ اس وقت مجھے صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ اس پوری داستان میں دراصل یہ نکتہ سب سے زیادہ قابل غور ہے کہ پیغمبر کی دعوت کو شکست دینے کے لئے اہل مکہ نے ایک سے ایک حربہ استعمال کیا، بائیکاٹ کی مہم چلائی۔ وطن سے بے وطن کیا، ایذائیں دیں، پتھر برسائے، جنگ کیا، خون بہائے، خود بھی قتل ہوئے دوسروں کو بھی شہید کیا۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن کسی مائی کے لال کی جرات نہ ہو سکی کہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بھری مجلس میں کہہ دیتا۔

محمد! تمہاری پیغمبری کا یہ ڈھونگ ملک شام، فارس اور ان دور دراز علاقوں میں تو چل سکتا ہے جہاں کے لوگ تمہاری اخلاقی کمزوریوں، بشری فروگذاشتوں اور کردار کی خامیوں سے ناواقف ہیں۔ لیکن! یہ مکہ ہے! یہاں تمہاری زندگی کا ایک ایک خد و خال نظر میں ہے ہم تمہاری ان تمام کمزوریوں سے پوری طرح باخبر ہیں۔ جن کا پیوند ایک پیغمبر کی زندگی کے ساتھ کسی طرح جوڑا نہیں جا سکتا۔ ہم نہ بھی تمہیں جھٹلائیں جب بھی تمہاری زندگی کے سیاہ دھبے بجائے خود تمہاری تکذیب کے لئے کافی ہیں۔ اور سن لیا جائے کہ اعتراف صداقت کی یہ آخری منزل نہیں ہے۔ اس کے آگے ایک اور منزل بھی ہے جہاں جلالت حق کی ہیبت سے عقل کو پسینہ آنے لگتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ دشمنی میں انسان صحیح اور غلط الزام کا فرق اٹھا دیتا ہے۔ مانا کہ میرے سرکار کی زندگی ایک روشن آئینہ کی طرح بالکل بے داغ و بے غبار تھی اور یہ بھی تسلیم کہ بشری کمزوریوں کا کوئی واقعہ دشمنوں کے علم نہیں تھا لیکن اپنے حریف کو شکست دینے اور رسوا کرنے کے لئے کیا واقعہ تراشا نہیں جاتا۔ کیا من گھڑت الزامات نہیں بیان کیے جاتے۔ اور خاص کر کہ ایسی حالت میں جب کہ پیغمبر کو مجروح کرنے کے لئے الزام تراشنا تلوار اٹھانے سے زیادہ آسان تھا۔ عرب کے سخنوروں کا سارا گروہ

ہم زبان ہی تھا آن کی آن میں پیغمبر کے خلاف فرضی داستانوں کا دفتر تصنیف ہوسکتا تھا۔
لیکن عظمت خداداد کو عقیدوں کا خراج عقیدت پیش کرو۔ کہ سید عربی ﷺ کی طیب وطاہر
زندگی کا آفتاب اس نقطۂ عروج پر تھا کہ سیاہی کا پیوند جوڑنے کے لئے کہیں سے بھی کوئی
گہنائی ہوئی کرن انہیں نہیں مل سکی۔ ویسے اڑانے کے لئے خاک اڑا سکتے تھے۔ لیکن دشمن
اس کیلئے کبھی تیار نہ تھے۔ کہ اپنی ہی آنکھیں غبار سے بھر جائیں۔

زندگی کا دوسرا رخ

سرکار مصطفےٰ ﷺ کی زندگی کا ایک پہلو تو یہ ہے جو سپرد قلم ہوا دوسرا پہلو یہ ہے کہ
فطرت انسانی کے جس رخ سے دیکھو میرے سرکار کی زندگی اتنی جامع اور مکمل نظر آئے گی
کہ ہر دور کے انسانوں کے لئے وہ بہترین عمل بن سکتی ہے۔ نہیں میں نے غلط کہا۔ بلکہ
زندگی کی نجات کے لئے اس کے سوا کوئی اور نمونہ ہی نہیں ہے۔

چودہ سو برس کی طویل مدت کے گزر جانے کے بعد بھی انسانی زندگی کے لئے
اس سے بہتر سانچہ نہ آج تک تیار ہوسکا ہے۔ نہ آئندہ ہوسکتا ہے۔ اور حیرت انگیز تماشہ
ہے کہ زمانے کے انقلابات نے ہزاروں کروٹیں بدلیں، طبیعتوں اور مزاجوں کے پیا۔
بنتے اور بگڑتے رہے خطہ ارضی مختلف رنگ وروپ، مختلف تہذیب وتمدن، اور مختلف اند
معاشرت میں تقسیم ہوتا رہا۔

لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کی تنہا ایک زندگی سب کو راس آئی۔ سب کی ضرورتوں کی
کفیل ہوئی، سب کے لئے سازگار رہی اور اپنی رہنمائی میں سب کو زندگی کی منزل مقصو
تک پہونچا آئی۔

ایک گدا سے لیکر بادشاہ تک، سپاہی سے لیکر سالار تک، عورت سے لیکر مرد تک
بچے سے لیکر بوڑھے تک، غلام سے لیکر آقا تک، عربی سے لیکر عجمی تک، دہقانی سے لیکر
شہری تک، اور چھوٹے سے لیکر بڑے تک، سبھی اپنی اپنی جگہ یہ سمجھتے رہے کہ زندگی کا یہ پیر

میرے لئے تراشا گیا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا یہ نقشہ سامنے رکھ کر اب میں عقل سلیم سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ایسی محیر العقول اور جامع وکامل زندگی کیا خدا کے رسول کے سوا اور کسی عام بشر کی ہو سکتی ہے۔ کیا عالمی تاریخ میں محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا اور کسی کی ایسی زندگی پیش کی جا سکتی ہے؟ ع

میں جانتا ہوں کیا وہ کہے گی جواب میں

رسول کی شناخت کا دوسرا عقلی ذریعہ:

رسول کی شناخت کا دوسرا عقلی ذریعہ یہ ہے کہ خدا کے ساتھ اس کے تعلقات کی سطح عام انسانوں سے بہت اونچی ہوتی ہے وہ کائنات میں خدا کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے عام بندوں کی طرح بے اختیار نہیں ہوتا بلکہ اس کارخانۂ ہستی میں تصرفات کی قدرت بھی اپنے ہمراہ لے کر آتا ہے۔ تصرفات کی قدرت سے مسلح ہو کر آنا دو وجہوں سے ضروری ہے۔

پہلی وجہ: پہلی وجہ یہ ہے کہ اصول فطرت کے مطابق کوئی انسان اپنے برابر اور ہمسر کی اطاعت نہیں کرتا، اطاعت اسی کی کرتا ہے جس میں برتری اور بڑائی کی کوئی وجہ ہوتی ہے یا جسے وہ اپنا بڑا سمجھتا ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ رسول پاک کو ایسے کمالات اور قدرت واختیار سے مسلح کر کے بھیجا جائے کہ کوئی انسان اس کی ہمسری کا دعویٰ نہ کر سکے اور اس کے آگے جھک کر اس کی اطاعت کرنے میں اسے کوئی عار محسوس نہ ہو۔

دوسری وجہ: یہ ہے کہ خداشناسی کی راہ میں سب سے بڑا حجاب مادی طاقتوں سے مرعوبیت کا ہے۔ کیوں کہ دنیا میں پہلے پہل انسان کی نظر انہیں طاقتوں سے روشناس ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر آنکھ کھولتے ہی انسان نے سورج کو دیکھا، چاند کو دیکھا، دریاؤں کی قیامت خیز لہروں کو دیکھا، پہاڑوں کی ہیبت ناک چوٹیوں کو دیکھا، پتھروں کی سخت چٹانوں کو دیکھا، قد آور اور گھنے درختوں کو دیکھا، آگ کے ہولناک شعلوں کو دیکھا، بادشاہوں

کے جلال و جبروت کو دیکھا اور ہیبت سے مرعوب ہوگیا۔ احساس کمتری میں انہیں طاقتوں کو کائنات کی اصل سمجھ بیٹھا۔ اور بالآخر انہی کے آگے اپنا ماتھا ٹیک دیا۔

حالاں کہ یہ تمام طاقتیں جس طاقت کا کرشمہ تھیں۔ وہ حجابات کے پیچھے تھی۔ لیکن چونکہ وہ پیکر محسوس میں نہ تھی۔ اسلئے انسان کی نظر اسے نہیں دیکھ سکی۔ ان حالات میں خدا کا رسول آتا ہے۔ آمد کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو ان مادی طاقتوں کی پرستش سے روک دے اور اس کا سر اس طاقت کے آگے جھکائے جو پس پردہ ان تمام طاقتوں کی خالق و پروردگار ہے۔ عقل کہتی ہے کہ جب تک ذہن کی غیر واقعی ہیبت اور دلوں کی غلط گرویدگی کا طلسم نہیں ٹوٹ جاتا، پیشانیوں کو کسی مانوس آستانۂ عقیدت سے ہٹانا آسان کام نہیں ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایک رسول اپنے ساتھ ایسی کائنات گیر قدرت لے کر آئے جس کے ذریعہ وہ ان مصنوعی خداؤں کی طاقت کا بھانڈا پھوڑ دے۔ جب چاہے ان کا طبعی نظام بدل دے ان کی قوت تاثیر سلب کرلے۔ اور انہیں اپنی مرضی کا غلام بنا کر رکھے۔ پرستار بھی اپنے خداؤں کی بے چارگی، بے بسی و بے طاقت اور گھٹنا ٹیک فرماں برداری کا تماشا دیکھ کر یہ سوچنے پر مجبور ہوجائیں کہ جب رسول کی قدرت و طاقت کا یہ حال ہے تو اس کے بھیجنے والے کی کیا شان ہوگی؟ اس لئے دراصل پرستش کے قابل وہی طاقت ہے جس کی نمائندگی رسول کررہا ہے۔ مغلوب طاقت پوجنے کے قابل نہیں ہوسکتی۔

زندگی کا تیسرا رخ

اتنی تمہید کے بعد یہ حقیقت ہم ذہن نشیں کرانا چاہتے ہیں کہ اس رخ سے بھی جب سرور کائنات ﷺ کی زندگی کا ہم جائزہ لیتے ہیں تو ان کی پیمبرانہ طاقت وقدرت کے نہایت حیرت انگیز اور دلربا مناظر سامنے آتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے اشارے پر ساری کائنات گردش کررہی ہے۔ نگاہ اٹھ جاتی ہے تو مادی طاقتوں کو پسینہ آجاتا ہے۔ کرۂ زمیں پر کھڑے ہو کر انگلی کا اشارہ کرتے ہیں تو آسمان کا سیارہ دو ٹکڑے ہوجاتا ہے۔ لبوں کو

جنبش دیتے ہیں تو ڈوبا ہوا سورج منزل سے پلٹ آتا ہے۔ راہوں سے گزرتے ہیں تو پتھروں کی بے جان دنیا درود وسلام کا خراج عقیدت پیش کرتی ہے۔ درختوں کو آواز دیتے ہیں تو وہ ایک اطاعت شعار خادم کی طرح دوڑے ہوئے چلے آتے ہیں۔ اشارہ کر دیتے ہیں تو واپس ہو جاتے ہیں۔ چٹانوں پہ قدم رکھ دیتے ہیں تو کف پا کا نقش اتر آتا ہے۔ پہاڑوں پر تشریف لے جاتے ہیں تو کہسار کا دل خوشی سے جھومنے لگتا ہے۔ زمین کی طرف اشارہ کرتے ہیں تو وہ حملہ آور کے لئے پاؤں کی زنجیر بن جاتی ہے۔ کھارے کنویں میں لعاب دہن ڈال دیتے ہیں تو وہ ہمیشہ کے لئے چشمۂ شیریں بن جاتا ہے۔ سنگ ریزوں کو ہاتھ لگا دیتے ہیں تو جان پڑ جاتی ہے۔ اشارہ فرما دیتے ہیں تو کلمہ پڑھنے لگتے ہیں۔

کبھی برہم ہو کر مشت غبار اڑا دیتے ہیں تو ہر طرف طوفان امنڈنے لگتا ہے۔ اور جب کبھی مائل بہ کرم ہوتے ہیں تو ایک قطرہ آب چشمۂ سیال بن جاتا ہے۔ مسکراتے ہیں تو نور کی کرن پھوٹتی ہے۔ چلتے ہیں تو راستوں میں عطر برستا ہے۔ کسی کو چھو دیتے ہیں تو مہکنے لگتا ہے۔ ہاتھ رکھ دیتے ہیں تو شفا ہو جاتی ہے۔ نظر پڑ جاتی ہے تو دلوں کے آئینے چمک اٹھتے ہیں، زبان حرکت میں آتی ہے تو غیب کے اسرار کھلتے ہیں۔ رخ پھیر لیتے ہیں تو پیٹھ پیچھے کی خبر رکھتے ہیں۔ جو چاہتے ہیں ہو جاتا ہے۔ جو سوچتے ہیں ڈھل جاتا ہے۔ جو کہہ دیتے ہیں مہر لگ جاتی ہے۔ جو کہہ دیتے ہیں دستور بن جاتا ہے جو ادا، ادا سے، بات بات سے، ایک کائنات گیر اقتدار، ایک آسمانی بادشاہت، ایک با اختیار نمائندگی اور ایک محبوب دلآویز شخصیت کا جمال وجلال برساتا ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ: رسول عربی محمد ﷺ کے اوصاف وکمالات کی یہ نا تمام فہرست جو ہم نے پیش کی ہے ان کے متعلق زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ روایات ہیں اور روایات کا واقعہ کے مطابق ہونا کوئی ضروری نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ہم صرف اتنا کہیں گے کہ عقل انسانی کے پاس اگر کوئی کسوٹی ہے، جس پر وہ روایات کو پرکھتی

ہے اور پورا اترنے کے بعد صحت کا حکم لگاتی ہے۔تو ہم یہ مرحلے طے کرنے کے لئے بھی نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ تیار ہیں۔عقل پرکھے اور حکم لگائے۔

ہمیں فخر ہے کہ جن وسائل وذرائع سے ہم تک یہ روایات پہنچی ہیں ان سے زیادہ قابل اعتماد اور ثقہ ذرائع آج تک دنیا کی کسی روایت یا کسی واقعہ کو میسر نہیں آئے۔لیکن یہ دعویٰ بہرحال اپنی جگہ پر نا قابل تردید ہے کہ ان وقعات وروایات کو صحیح مان لینے کے بعد عقل یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوگی اس ''نشان کا آدمی'' سوائے رسول کے کوئی عام انسان ہرگز نہیں ہوسکتا۔

رسول کی شناخت کا تیسرا عقلی ثبوت

رسول کی شناخت کا تیسرا عقلی ذریعہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ خدا کی کوئی ''آسمانی کتاب'' ہوتی ہے۔رسول کے ساتھ آسمانی کتاب کا ہونا دو وجھوں سے ضروری ہے۔

پہلی وجہ: یہ ہے کہ رسول خدا کی طرف سے بندوں کی ہدایت کے لئے آتا ہے، اس لئے ظاہر ہے کہ اس کے پاس ایک ہدایت نامے کا ہونا ضروری ہے۔جس کے مطابق وہ بندوں کی رہنمائی کرے انہیں راہ راست پر چلائے اور خدا کے احکامات اور اس کی مرضی سے انہیں روشناس کرے۔عقل کہتی ہے کہ آسمان سے نازل شدہ کسی بھی الہامی کتاب میں درج ذیل امور کا ہونا ضروری ہے۔''کیوں ضروری ہے''؟ یہ ایک مستقل موضوع بحث ہے۔لیکن آنے والے مباحث کی روشنی میں ذرا بھی ذہن پر زور دیا جائے تو ''کیوں'' کا جواب خود بھی معلوم کیا جاسکتا ہے۔

ان امور کی نشان دہی جن کا کسی بھی الہامی کتاب میں ہونا ضروری ہے:

(۱) عبادات اور جملہ شعبۂ زندگی سے متعلق احکام وقوانین اور مفید ہدایات جن کا تعلق عمل اور جوارح سے ہے۔

(۲) عقائد، اصول اور ایمانیات جن کا تعلق قلبی تصدیق سے ہے۔

(۳) خدا کی ذات وصفات سے متعلق واضح بیانات۔

(۴) عالم آخرت اور جزاوسزا کی تفصیلات۔

(۵) گزشتہ نبیوں، رسولوں، ان کتابوں اور قوموں کے تذکرے۔

(٦) جس رسول پر کتاب نازل ہوئی اس کے متعلق ہدایات۔

(۷) خوداس نازل شدہ آسمانی کتاب کے متعلق تذکرہ۔

(۸) جس دور میں وہ کتاب نازل ہوئی ہے۔ اس دور اور اس دور کے لوگوں کے متعلق تذکرہ۔

(۹) آئندہ کے واقعات اور اسرار غیب کی اطلاع۔

(۱۰) کائنات کی تخلیق۔ آفرینش کی حکمت و مصلحت، آغاز وانجام اور درمیانی مراحل کا بیان۔

دوسری وجہ: یہ ہے کہ رسول اس ظاہری دنیا میں موجود نہ رہے، جب بھی بندوں کو ایک مستند ذریعہ سے اپنے متعلق خدا کی مرضی، اور اس کی ہدایات واحکامات کا علم ہوتا رہے اور خداشناسی کے لئے بیک واسطہ اس کی ایک زندہ نشانی کائنات کے ہر دور میں انسان کے درمیان موجود رہے۔

زندگی کا چوتھا رخ

اتنی تمہید کے بعد مدعائے نگارش یہ ہے کہ اس رخ سے جب ہم محمد رسول ﷺ کی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں ان کے ہمراہ ''قرآن نامی'' ایک الہامی کتاب نظر آتی ہے۔ ایک جامع اور مکمل آسمانی کتاب کے لئے عقل جن امور کی نشان دہی کرتی ہے۔ وہ سارے امور قرآن میں واضح طور پر موجود ہیں۔ ان امور میں سے بعض امور تو وہ ہیں جو ہدایت وقانون کی کسی بھی کتاب کے لازمی اجزاء کی حیثیت سے ضروری ہیں۔ اور جن کے بغیر اس موضوع کی کوئی کتاب بھی جامع اور مکمل نہیں کہی جاسکتی۔

اور بعض امور وہ ہیں جو سوائے خدا کی کتاب کے کسی بھی انسانی کتاب میں نہیں

ل سکتے۔ اور جہاں کسی طرح بھی انسانی عقل کی رسائی ناممکن ہے۔ مثال کے طور پر آئندہ
قعات کی اطلاع اور اسرار غیب کی نقاب کشائی۔ زمانہ ماقبل تاریخ کی تخمینی نہیں۔ چشم دید
ریں، کائنات کی کیفیت تخلیق، آفرینش کے رموز واسرار، اور عالم ہستی کے آغاز وانجام کی
تفصیلات۔ خدا کی ذات وصفات کے متعلق واضح اطلاعات۔ عالم آخرت کی مفصل
نشاندہی۔ قدرتی بناوٹوں کی طرح قرآن کا انداز بیان۔

یہ ہیں وہ امور جو انسان کی دسترس سے باہر ہیں اور جن کا کسی انسانی کتاب میں
ہونا تو درکنار، اس کے علم ہی کا انسان کے پاس سوائے خدا کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔
واضح رہے کہ یہی وہ منزل تھی جہاں سخنوران عرب کو پسینہ آگیا اور وہ سب مل کر بھی ایک
مختصر سے مختصر سورت کی مثال پیش کرنے سے قطعاً قاصر وعاجز رہے۔ قرآن انہیں یہ چیلنج
کرتا رہا کہ اگر تمہارا یہ گمان صحیح ہے کہ میں خدائے برتر کی کتاب نہیں، کسی انسان کی بنائی
ہوئی کتاب ہوں، تو تم بھی انسان ہو میری زبان بھی وہی ہے جس میں تم بہت بڑے ادیب
اور مانے ہوئے سخنور ہو! بنالاؤ! میری آیتوں کی طرح کوئی بھی عربی عبارت؟ انسان خدائی
بناوٹوں کی نقل نہیں اتار سکتا! انسانی بناوٹوں کی نقل اتارنا اس کے لئے کیا مشکل ہے؟

لیکن تاریخ شاہد ہے کہ نہ اس وقت کے سخنوران عالم اس چیلنج کا جواب دے
سکے نہ چودہ سو برس کی طویل مدت میں ''ربع مسکوں'' پر کوئی جواب دینے والا پیدا ہوا۔ اور
پھر نہ صرف یہ کہ ''قرآن ثانی'' پیش کرنے سے دنیا عاجز رہی بلکہ قرآن کے حرف میں کہیں
سے نقب لگانے کی بھی کوئی گنجائش نہیں مل سکی۔ کیوں کہ قرآن صرف سفینوں میں نہیں
سینوں میں بھی محفوظ رہا اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔ ہزار محاسن، ہزار اوصاف اور ہزار
معجزانہ کمالات کے باوجود یہ عین ممکن ہے کہ کوئی قرآن پر ایمان نہ لائے۔ لیکن یہ قطعاً نا
ممکن ہے کہ اس کے معجزانہ کمالات، معجزانہ محاسن اور معجزانہ اوصاف کی موجودگی میں کوئی
اس کے خدا کی کتاب ہونے سے انکار کردے۔ اسی طرح از روئے عقل یہ بھی ذہن وفکر کا

کھلا ہوا تضاد ہے کہ اتنی بات تو تسلیم کر لی جائے کہ دنیا کو یہ خدا کی کتاب محمد ﷺ کے ذریعہ ملی۔ لیکن محمد ﷺ کو خدا کا رسول تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جائے۔ حالانکہ دونوں باتیں قطعاً ایک ہیں صاحب کتاب ہونے اور رسول ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ پھر میں اس کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں کہ عقل انسانی کے لئے محمد رسول ﷺ کی رسالت کا انکار آسان نہیں ہے۔ یا تو وہ یہ ثابت کرے کہ قرآن جیسی کتاب انسان تصنیف کر سکتا ہے یا یہ ثابت کرے کہ معاذ اللہ محمد ﷺ پر یہ کتاب نازل ہی نہیں ہوئی ہے۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ عقل نہ وہ ثابت کر سکتی ہے۔ نہ یہ ثابت کر سکتی ہے۔ وہ اگر کچھ کر سکتی ہے تو صرف یہ کہ رسالت محمدی کی روشن حقیقت کے آگے اپنا سر نیاز خم کرے۔

تمت بالخیر

تعارف مصنف

از قلم: محمد شہاب الدین حلیمی مصباحی

نام ونسب: محمد جاوید احمد بن عمیر احمد بن سیٹھ صغیر احمد بن محمد نصیر الدین بن محمد۔

والدہ محترمہ: احمدی بیگم بنت محمد اسماعیل بن محمد کتاب علی بن فقیر محمد۔

قلمی نام: عنبرؔ مصباحی۔

تعلیمی نسبتیں: امجدی اور مصباحی۔

تاریخ ولادت: ۹ رصفر المظفر ۱۴۱۰ھ/۱۱ رستمبر ۱۹۸۹ء بروز دوشنبہ مبارکہ۔

جاے پیدائش: ملت نگر کسیا پٹی، پوسٹ حسن پور برہروا، وایا باجپٹی، ضلع سیتامڑھی، بہار (ہند)

ممبئی رابطہ: روم نمبر 358، پلاٹ نمبر 19 اوسی سی، مالونی 5، ملاڈ، ممبئی 95۔ ہند۔

تعلیمی سرپرست: عم محترم واستاذ مکرم حضرت علامہ مفتی محمد مرتضیٰ رضوی مصباحی طال ظلہ بانی ومہتمم دار العلوم معینیہ چشتیہ، چشتیہ نگر، ناندیڑ، مہاراشٹر، انڈیا۔

نسبت نکاح: عالمہ عائشہ سلطانہ بنت احمد حسین، بچھار پور، پوپری، سیتامڑھی، بہار (ہند)

ای میل رابطہ: ambermisbahi@yahoo.com, ambermisbahi@gmail.com

موبائل رابطہ: (ذاتی) +91-9801077667 +91-9810049057

تحصیل علوم و علمی معاهد

(۱) مدرسہ اسلامیہ فیض القرآن، ملت نگر کسیا پٹی، باجپٹی، سیتامڑھی، بہار۔ (ہند)

از قاعدۂ بغدادی تا ابتدائی کتب نیز حفظ پارۂ اول۔ از ابتداے ۱۹۹۶ء تا اختتام ۱۹۹۸ء۔

(۲) دار العلوم غریب نواز، رضا چوک، ناندیڑ، مہاراشٹر، (انڈیا)۔ اعدادیہ تا رابعہ۔

از ربیع الآخر ۱۴۲۱ھ/جولائی ۲۰۰۰ء تا شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ/اکتوبر ۲۰۰۳ء

(۳) طیبۃ العلما جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، مئو، یوپی۔ (ہند)۔ عالمیت۔

از شوال المکرم ۱۴۲۴ھ / دسمبر ۲۰۰۳ء تا شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ / ستمبر ۲۰۰۵ء

(۴) الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی۔(ہند)۔ فضیلت اور تقابل ادیان۔

از شوال المکرم ۱۴۲۶ھ / نومبر ۲۰۰۵ء تا شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ / اگست ۲۰۰۹ء

(۵) مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدر آباد، آندھرا پردیش۔(ہند)

B.A. از ۲۰۱۰ء تا ۲۰۱۲ء

تدریسی، تنظیمی اور صحافتی خدمات

(۱) دار العلوم امام احمد رضا، رتنا گیری، مہاراشٹر، ہند۔(بحیثیت عربک لکچرار)

از ۲۴ر شوال المکرم ۱۴۳۰ھ / ۱۴ر اکتوبر تا ۱۴ر محرم الحرام ۱۴۳۰ھ / ۳۱ر دسمبر ۲۰۰۹ء

(۲) کنز الایمان ایجوکیشنل اینڈ چیریٹیبل ٹرسٹ گلبرگہ، کرناٹک، ہند۔(بحیثیت ڈائرکٹر)

از ۲۰ر صفر المظفر ۱۴۳۱ھ / ۵ر فروری ۲۰۱۰ء تا ار ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ / ۱۷ر مارچ ۲۰۱۰ء

(۳) شاہ ہمدان میموریل ٹرسٹ، پانپور، کشمیر، ہند۔

از ۵ر ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ / ۲۱ر مارچ ۲۰۱۰ء تا ۱۷ر شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ / ۶ر جولائی ۲۰۱۲ء

بحیثیت وائس پرنسپل دار العلوم شاہ ہمدان وایڈیٹر ماہنامہ ''المصباح''۔

از ۱۸ر شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ / ۷ر جولائی تا ار ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ / ۱۸ر ستمبر ۲۰۱۲ء

بحیثیت پرنسپل دار العلوم شاہ ہمدان وایڈیٹر ماہنامہ ''المصباح''۔

(۴) مرکز پبلک انگلش میڈیم اسکول، مرکز نگر، وِمبر لی گنج، ساؤتھ انڈمان، ہند۔

از ۲۱ر ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ / ۸ر اکتوبر ۲۰۱۲ء تا حال۔ (بحیثیت پرنسپل)

تصنیفات

(۱) اسلام اور عیسائیت: ایک تقابلی مطالعہ (مطبوعہ ۲۰۱۱ء)

(۲) بائبل میں نقوش محمدی ﷺ (مطبوعہ ۲۰۱۳ء)

(۳) بائبل اور تناقضات (زیر تکمیل)

(۴)دور جدید اور اسلام کا تعزیراتی نظام (زیر تکمیل)

(۵)بائبل میں اسلامی احکام (زیر تکمیل)

(۶)عصمت انبیا اور بائبل (زیر تکمیل)

(۷)بائبل میں عقل و مشاہدات مخالف آیات و اقتباسات (زیر تکمیل)

(۸)تحریک استشراق اور قرآن مجید۔ برائے شعبۂ تقابل ادیان ۹۔۲۰۰۸ء (غیر مطبوعہ)

(۹)عنبر الصرف (صرف کے اہم اصول و قواعد پہ مشتمل مختصر کتاب) (غیر مطبوعہ)

(۱۰)عنبر النحو (نحو کے اہم اصول و قواعد پہ مشتمل مختصر کتاب) (زیر تکمیل)

ترتیب

(۱)شان رسالت میں ابن تیمیہ کی گستاخیاں۔ ترجمہ: مفتی ناظم علی مصباحی (مطبوعہ۲۰۱۲ء)

مقالات

محترم عنبر مصباحی صاحب اب تک مذہبی، سماجی، تنظیمی، سیاسی اور بین الاقوامی حالات پہ اردو، عربی اور انگریزی تینوں زبانوں میں تقریباً ایک ہزار صفحات پہ محیط پچاس سے زائد اداریے اور مضامین تحریر فرما چکے ہیں۔ جو ہند و بیرون ہند کے تقریباً ایک درجن سے زائد مجلّات و اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ ذیل میں ان مقالات کی تفصیل قلم بند کی جاتی ہے۔

(۱) مجرم کون؟ ہم؟ آپ؟ یا غریب لڑکی کا مجبور باپ؟؟

(۲) دعاے ابراہیمی (میلاد مصطفیٰ ﷺ)

(۳) القدس کی حفاظت اور فلسطینی لڑکیاں

(۴) اسلامی حدود و تعزیرات بائبل اور عقل سلیم کی نظر میں

(۵) توحید، نبوت مسیح اور بائبل

(۶) دشمنوں کے ساتھ پیغمبر اسلام ﷺ اور پیغمبران بائبل کے اخلاق و کردار کا تقابلی مطالعہ

(۷) دہشت گردی کا داعی کون؟؟ قرآن؟؟ یا بائبل؟
(۸) نسخ، اسلام اور بائبل
(۹) بابری مسجد ملکیت مقدمہ کا فیصلہ: ہندوستانی جمہوریت داغدار
(۱۰) اطاعت والدین
(۱۱) واقعۂ کربلا: ایک سبق
(۱۲) قرآن سوزی کی دھمکی: اسلام دشمنی کا جنون یا سستی شہرت کی خواہش
(۱۳) اسلام، حجاب اور فرانس
(۱۴) بریلی کا احمد رضا ایک سچا عاشق رسول
(۱۵) امام احمد رضا کا مسلک حق
(۱۶) امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۱۷) وادی کے مدارس اور ان کا مستقبل
(۱۸) اللہ کے ولی
(۱۹) نسل نو میں منشیات اور بے راہ روی کے اسباب اور ان کا تدارک
(۲۰) امریکہ پہ صہیونی کنٹرول: ایک تجزیاتی مطالعہ
(۲۱) کفر کا حامی اور اسلام کا باغی
(۲۲) واقعۂ معراج شریعت، عقل اور سائنس کی نظر میں
(۲۳) وادی میں پانی اور دوا کی حالت
(۲۴) کیا ہم خوشیاں منانے کے حقدار بھی ہیں؟؟
(۲۵) بائبل کا ایک مختصر تنقیدی مطالعہ
(۲۶) گل و برگ سے جنت نشاں تک (سفر نامۂ کشمیر)
(۲۷) تنقیص رسالت کا شرعی حکم

(۲۸) دنیا کی پہلی ذہین حکمراں خاتون بلقیس (مختصر ناول)
(۲۹) دریائے نیل کے مسافر (نامکمل متوسط ناول) (غیر مطبوعہ)
(۳۰) محدث کبیر کی تدریسی خدمات (دور طالب علمی کا اولین مطبوعہ اور انعام یافتہ مقالہ)
(۳۱) اسلام اور موجودہ دور کے مسلمان
(۳۲) عید میلاد النبی ﷺ شریعت، عقل اور جمہوری اصول کے تناظر میں
(۳۳) بدعت کی مختصر تشریح
(۳۴) امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۳۵) اوبامہ اور دہشت گردی
(۳۶) اوبامہ کو نوبل پرائز برائے امن
(۳۷) پیر مقبول احمد شاہ کشمیری
(۳۸) جمہوریہ ہند میں دہشت گردانہ واقعات کا ایک تجزیاتی مطالعہ
(۳۹) نتن گڈکری کا پہلا خطبۂ صدارت: ایک تجزیہ
(۴۰) سپاس نامہ شیخ ابوبکر احمد
(۴۱) آئین برائے ایک تنظیم
(۴۲) آئین برائے تنظیم
(۴۳) وادی میں عیسائیت کے بڑھتے قدم: اسباب و علل اور سد باب
(۴۴) اردو زبان کے فروغ میں کشمیر کی بس اور ٹروں کا کردار
(۴۵) شیر بہار: کتاب حیات کا ایک مختصر مطالعہ
(۴۶) مکہ و مدینہ پہ ایٹمی حملہ کا امریکی منصوبہ اور مسلم حکمرانوں کی مجرمانہ خاموشی
(۴۷) کرناٹک حکومت کا گاؤکشی مخالف بل ۲۰۱۰ء اور مسلمان
(۴۸) ہندوستان اور موجودہ مسلمان

(۴۹) فلسطینی سرزمین پر بنی بعض اسرائیلی کالونیاں غیر قانونی (اسرائیلی ہائی کورٹ کا فیصلہ)

(۵۰) ناروے میں بچے کی تادیب پہ والدین کو جیل: یہ ترقی ہمیں کدھر لے جا رہی ہے؟

(۵۱) سب سے بڑی جمہوریت میں خواتین کتنی محفوظ؟

(۵۲) الجهاز و حكمه الشرعى (عربی)

(۵۳) الخيار بيد النبى المختارﷺ (عربی)

(۵۴) What the Bible says about Allah's innocent Messengers?

(۵۵) What the Bible says about Islamic penal code?

❁❁❁❁

اسلامی قوانین
بائبل اور دورِ جدید کے تناظر میں
انس پبلیکیشنز لاہور
ناشر
انس پبلیکیشنز لاہور
ملنے کا پتہ
اکبر بک سیلرز
40- اُردو بازار، لاہور
Mob: 0300-8852283